کنسیپچوئل
سوالات کے ساتھ

9

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالا، ساہی وال، ڈیرہ غازی خان، بہاول پور، سرگودھا
اور راول پنڈی بورڈ کے نئے نصاب اور پیپر پیٹرن کے مطابق تیار کیے گئے
معروضی اور انشائی طرز سوالات پر مشتمل اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

معیاری، ٹھوس اور جامع مواد
پر مشتمل ایک اَن مول کتاب جس میں
سالانہ پیپر کا مکمل حل موجود ہے

نیا نصاب

- انشائی طرز سوالات کے جامع جوابات
- مشقی سوالات کا مکمل حل
- ٹاپک وائز معروضی سوالات
  (کثیر الانتخابی سوالات، مختصر جوابی سوالات)
- انشائی و معروضی طرز کنسیپچوئل سوالات

ہمدرد امتحانی

اسلامیات (لازمی)

KNOWLEDGE, UNDERSTANDING, APPLICATION, ANALYTICAL & CONCEPTUAL

تکنیکس کی روشنی میں مرتب کیے گئے سوالات پر مشتمل اپنی نوعیت کی بہترین کتاب

کنسیپچوئل
سوالات کے ساتھ

9

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالا، ساہی وال، ڈیرہ غازی خان، بہاول پور، سرگودھا
اور راول پنڈی بورڈ کے نئے نصاب اور پیپر پیٹرن کے مطابق تیار کیے گئے
معروضی اور انشائی طرز سوالات پر مشتمل اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

معیاری، ٹھوس اور جامع مواد
پر مشتمل ایک اَن مول کتاب جس میں
سالانہ پیپر کا مکمل حل موجود ہے

نیا نصاب

- انشائی طرز سوالات کے جامع جوابات
- مشقی سوالات کا مکمل حل
- ٹاپک وائز معروضی سوالات
  (کثیر الانتخابی سوالات، مختصر جوابی سوالات)
- انشائی و معروضی طرز کنسیپچوئل سوالات

ہمدرد امتحانی

اسلامیات (لازمی)

KNOWLEDGE, UNDERSTANDING, APPLICATION, ANALYTICAL & CONCEPTUAL
تکنیکس کی روشنی میں مرتب کیے گئے سوالات پر مشتمل اپنی نوعیت کی بہترین کتاب

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں۔

اس کتاب کے کسی مضمون کلی یا جزوی طور پر پبلشرز کی پیشگی اجازت کے بغیر نقل یا نشر کرنے والے کے خلاف پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس/کاپی رائٹ ایکٹ مجریہ 1962 صحیح شدہ 1992 اور 2000 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

محمد عالمگیر عالم (ایڈووکیٹ ہائیکورٹ)

مینیجنگ ڈائریکٹر:
کاشف حسین گوہر

پروڈکشن ڈائریکٹر:
محمد آصف سعید

پروڈکشن مینیجر:
غلام مصطفیٰ

مرتبین
حافظ آصف سلطان سلمہ (ایم فل علوم اسلامیہ۔ فاضل درس نظامی)
حافظ محمد عمران ارشاد (ایم فل علوم اسلامیہ)
حافظ محمد یونس (ایم فل علوم اسلامیہ)
حافظ غلام مصطفیٰ (ایم فل علوم اسلامیہ)
نظر ثانی:
حافظ عبد محمود (ایم اے عربی۔ فاضل درس نظامی)
کمپوزنگ سے آفسٹ ایڈوانسنگ:
کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ سیکشن
پروسٹنگ مینیجر: طارق رشید
پرنٹنگ پریس:
موسیٰ کاظم پرنٹنگ پریس، لاہور
پبلشنگ آفس:
ایجوکیشنل سنٹر 22۔ اردو بازار لاہور
فون 042-37211337

ہمدرد کتب خانہ 14۔ اردو بازار لاہور
ٹیکنیکل اینڈ ایجوکیشنل پبلشرز فون 37312368-37358947 فیکس 37210412
Email: hamdard.kutab@gmail.com, visit us: www.hamdardkutabkhana.com

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس کی توفیق سے ہم "ﷺ امتحانی اسلامیات (لازمی) نہم" کو عملی صورت میں پیش کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کتاب میں وہ تمام مواد اور ہدایات موجود ہیں جو امتحانی نقطۂ نظر سے طلبہ وطالبات کے لیے ضروری ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بازار میں "اسلامیات لازمی" کے خلاصہ جات موجود ہیں مگر افسوس اس بات کا ہے کہ ان میں سے زیادہ تر کتب محض کاروباری نقطۂ نظر سے نہایت جلد بازی سے تحریر کی گئی ہیں۔ وہ کتب جماعت نہم کے طلبہ کی امتحانی ضروریات کو (بالخصوص کنسیپچوئل انشائیہ، معروضی اور مختصر سوالات کو مکمل کرنے میں) پورا کرنے سے بالکل عاری ہیں۔ دورِ حاضر میں سخت مقابلے کے خوب سے خوب تر کی تلاش میں طلبہ کو بہترین مواد کے انتخاب اور حصول میں کافی مشکل پیش آتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ رزلٹ آنے کے بعد ہی مواد کے معیاری ہونے یا نہ ہونے کا پتہ چلتا ہے لیکن تب تک وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوتا ہے۔ ﷺ کتب خانہ اُردو بازار لاہور فروغ علم کے لیے گزشتہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے سرگرم عمل ہے اور حکومت کے شانہ بشانہ تعلیمی عمل میں مثبت کردار ادا کر رہا ہے۔ چناں چہ ادارہ ہذا اس کوشش میں ہمیشہ سے مصروف رہا ہے کہ معیاری امدادی کتب نئے تعلیمی و امتحانی نظام کے مطابق مرتب کر کے مارکیٹ میں لائے تاکہ طلبہ نئے تعلیمی نظام اور امتحانی طریقہ کار کو سمجھ کر اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ادارے کی شائع کردہ تمام کتب کو خاطر خواہ پذیرائی حاصل ہے۔ زیر نظر کتاب ﷺ امتحانی اسلامیات (لازمی) نہم اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

ﷺ امتحانی اسلامیات (لازمی) نہم کی منفرد خصوصیات:

- کتاب میں ہر قسم کی ذہنی استعداد رکھنے والے طلبہ وطالبات کے لیے آسان اور عام فہم مواد فراہم کیا گیا ہے۔
- کتاب محکمہ تعلیم کے نئے طرزِ امتحان اور جدید تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کے عین مطابق سادہ اور عام فہم انداز میں مرتب کی گئی ہے۔
- کتاب کو جدید امتحانی نقطۂ نظر سے سوالاً جواباً تحریر کیا گیا ہے۔
- تفصیلی سوالات میں موضوع کے ہر پہلو کو نہایت آسان اور جامع عنوانات کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔
- کتاب میں مشقی سوالات کا مکمل اور جامع حل موجود ہے۔
- جدید طرزِ امتحانات کے پیشِ نظر ہر سبق کے آخر میں کنسیپچوئل، انشائیہ، معروضی اور مختصر سوالات و جوابات بھی شامل کیے گئے ہیں۔
- کتاب میں مختصر جوابی سوالات اور کثیر الانتخابی سوالات کی کثیر تعداد شامل کی گئی ہے تاکہ طلبہ کو تیاری میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔
- کتاب میں احادیث کی تشریح انتہائی آسان، مستند اور مدلل انداز میں پیش کی گئی ہے۔
- مختصر سوالات کے جوابات بورڈ کی جاری کردہ ہدایات کے عین مطابق دیے گئے ہیں اور ہر قسم کی غیر ضروری طوالت سے اجتناب کیا گیا ہے۔
- تفصیلی سوالات کے جوابات میں عموماً طلبہ اُلجھن اور اکتاہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان سوالات میں موضوع کے ہر پہلو کو نہایت آسان، جامع اور عنوانات کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔
- کتاب کے آخر میں بیپر اسکیم اور بورڈ پیپرز بیپر شامل ہے۔

عزیز طلبہ وطالبات! ﷺ امتحانی اسلامیات (لازمی) نہم ماہرین تعلیم اور تجربہ کار اساتذہ کی آرا کو مدِنظر رکھ کر نئے طرزِ امتحان کے عین مطابق مرتب کی گئی ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ کتاب اغلاط سے پاک ہو تاہم اگر کہیں سقم نظر آئے تو ادارہ کو ضرور آگاہ فرمائیں۔ ادارہ آپ کا شکر گزار ہوگا۔

اُمید واثق ہے کہ اساتذہ کرام اور طلبہ ہماری اس کاوش کو ضرور سراہیں گے اور مارکیٹ میں موجود اسلامیات (لازمی) کی دیگر کتب کی نسبت ﷺ امتحانی اسلامیات (لازمی) نہم کو بہتر پائیں گے اور یہ کتاب ان کی اوّلین ترجیح ہوگی۔ کتاب کو بہتر بنانے کے لیے معزز اساتذہ کرام کے مفید مشوروں کا انتظار رہے گا۔

ادارہ

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
باب اوّل: قرآن مجید و حدیث نبوی ﷺ	7
(الف) قرآن مجید کی تدوین اور اس کی حفاظت	7
☆ معروضی سوالات	11
☆ حل مشقی سوالات	16
(ب) حفاظت و تدوین حدیث (دور اوّل)	18
☆ معروضی سوالات	21
☆ حل مشقی سوالات	27
(ج) احادیث نبویہ ﷺ	29
☆ منتخب احادیث مبارکہ	32
☆ معروضی سوالات	42
باب دوم: ایمانیات و عبادات	51
(الف) ایمانیات:	51
1- عقیدۂ توحید	51
☆ معروضی سوالات	55
☆ حل مشقی سوالات	62
2- عقیدۂ رسالت	64
☆ معروضی سوالات	70
☆ حل مشقی سوالات	76
3- ملائکہ (فرشتے)	78
☆ معروضی سوالات	80
☆ حل مشقی سوالات	85
4- کتب سماویہ (آسمانی کتابیں)	87
☆ معروضی سوالات	90
☆ حل مشقی سوالات	96
5- عقیدۂ آخرت	98
☆ معروضی سوالات	101
☆ حل مشقی سوالات	107
(ب) عبادات:	109
1- نماز	109
☆ معروضی سوالات	113
☆ حل مشقی سوالات	117
2- روزہ	120
☆ معروضی سوالات	123
☆ حل مشقی سوالات	128
3- زکوٰۃ	130
☆ معروضی سوالات	133
☆ حل مشقی سوالات	138
4- حج اور قربانی	140
☆ معروضی سوالات	143
☆ حل مشقی سوالات	149
باب سوم: سیرت نبوی ﷺ	151
(الف) عہد نبوی (خاتم النبیین ﷺ) کے ماہ و سال (مدنی دور)	151
1- فتح مکہ	
☆ معروضی سوالات	153
☆ حل مشقی سوالات	158
2- غزوۂ حنین	160
☆ معروضی سوالات	162
☆ حل مشقی سوالات	167
3- عام الوفود (9 ہجری)	169
☆ معروضی سوالات	171
☆ حل مشقی سوالات	177
4- غزوۂ تبوک	179
☆ معروضی سوالات	182
☆ حل مشقی سوالات	187

عنوانات	صفحہ نمبر
5- حجۃ الوداع	189
☆ معروضی سوالات	191
☆ حل مشقی سوالات	196
6- وصال نبوی (خاتم النبیین ﷺ)	198
☆ معروضی سوالات	201
☆ حل مشقی سوالات	207
(ب) اُسوۂ رسول (خاتم النبیین ﷺ) اور ہماری زندگی	209
1- حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا بچپن اور جوانی	
☆ معروضی سوالات	212
☆ حل مشقی سوالات	220
2- حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا ذوق عبادت	222
☆ معروضی سوالات	224
☆ حل مشقی سوالات	228
3- حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی عادات و اطوار	230
☆ معروضی سوالات	232
☆ حل مشقی سوالات	237
4- صلہ رحمی	239
☆ معروضی سوالات	241
☆ حل مشقی سوالات	244
5- خواتین کے ساتھ حسن سلوک	246
☆ معروضی سوالات	248
☆ حل مشقی سوالات	251
6- انداز تربیت	253
☆ معروضی سوالات	255
☆ حل مشقی سوالات	259
باب چہارم: اخلاق و آداب	261
شکر و قناعت، امانت و دیانت، اخلاص و تقویٰ، پردہ پوشی	261
☆ معروضی سوالات	268
☆ حل مشقی سوالات	274
☆ بری عادات سے اجتناب	276
تکبر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان	276
☆ معروضی سوالات	283
☆ حل مشقی سوالات	291
جادو، فال اور توہم پرستی	293
☆ معروضی سوالات	295
☆ حل مشقی سوالات	299
باب پنجم: حسن معاملات و معاشرت	301
1- قسم کے احکام و مسائل	301
☆ معروضی سوالات	303
☆ حل مشقی سوالات	307
2- گواہی کے احکام و مسائل	308
☆ معروضی سوالات	311
☆ حل مشقی سوالات	314
3- حقوق العباد (ہمسایوں کے حقوق)	316
☆ معروضی سوالات	317
☆ حل مشقی سوالات	320
4- نسوار کی حرمت	321
☆ معروضی سوالات	324
☆ حل مشقی سوالات	328
5- اسلامی ریاست	329
☆ معروضی سوالات	332
☆ حل مشقی سوالات	336
6- جہاد فی سبیل اللہ	338
☆ معروضی سوالات	341
☆ حل مشقی سوالات	345

عنوانات	صفحہ نمبر
باب ششم: ہدایت کے سرچشمے اور شعائر اسلام	346
☆ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم	346
1- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ	346
☆ معروضی سوالات	350
☆ حل مشقی سوالات	354
2- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ	357
☆ معروضی سوالات	358
☆ حل مشقی سوالات	364
☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	366
1- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	366
☆ معروضی سوالات	369
☆ حل مشقی سوالات	372
2- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	374
☆ معروضی سوالات	376
☆ حل مشقی سوالات	378
3- حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ	380
☆ معروضی سوالات	381
☆ حل مشقی سوالات	383
4- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	384
☆ معروضی سوالات	386
☆ حل مشقی سوالات	392
5- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	394
☆ معروضی سوالات	395
☆ حل مشقی سوالات	398
6- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	400
☆ معروضی سوالات	401
☆ حل مشقی سوالات	405
☆ صحابیات رضی اللہ عنہن	407
حضرت شفاء، حضرت اُمِ سُلیم، حضرت اُمِ عطیہ، حضرت اُمِ ایمن، حضرت اُمِ عمارہ اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہن	
☆ معروضی سوالات	414
☆ حل مشقی سوالات	426
☆ صوفیہ کرام	429
ابوالقاسم قشیری، شیخ فریدالدین عطار، خواجہ نظام الدین دہلوی، سید عبداللطیف کاظمی (المعروف امام بری)، مولانا عبدالرحمٰن جامی اور لعل شہباز قلندر	
☆ معروضی سوالات	435
☆ حل مشقی سوالات	449
☆ علماء مفکرین	451
امام شاطبی، امام جلال الدین سیوطی، ابن خلدون، شیخ ابن عربی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، ابن رشد	
☆ معروضی سوالات	456
☆ حل مشقی سوالات	466
باب ہفتم: اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کے تقاضے	468
1- خود اعتمادی و خودانحصاری	468
☆ معروضی سوالات	470
☆ حل مشقی سوالات	473
2- جسمانی و ذہنی صحت اور جسمانی ریاضت	474
☆ معروضی سوالات	476
☆ حل مشقی سوالات	478
3- اسلام میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت	480
☆ معروضی سوالات	482
☆ حل مشقی سوالات	484
4- اسلامی تہذیب کے امتیازات	486
☆ معروضی سوالات	488
☆ حل مشقی سوالات	490
امتحانی پرچہ اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم کی تیاری کے لیے ہدایات	492

باب اوّل

قرآنِ مجید و حدیثِ نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم)

(الف) تعارفِ قرآنِ مجید

قرآنِ مجید کی تدوین اور اس کی حفاظت

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآنِ مجید کی حفاظت کے بارے میں جان سکیں۔
- قرآنِ مجید کی عالم گیریت کو سمجھ سکیں۔
- قرآنِ مجید کی جمع و تدوین کے مراحل کے بارے میں جان سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قرآنِ مجید کی تدوین کے طریقہ کار کا جائزہ لے سکیں۔
- قرآنِ مجید کو ہدایت کا سرچشمہ مانتے ہوئے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

نہم جماعت کی نئی اسلامیات کتب (Knowledge/Understanding, Application, Analysis & Evaluation) کی روشنی میں مرتب کیے گئے امتحانی طرز سوالات

سوال 1 قرآنِ مجید کا تعارف بیان کریں۔

جواب: قرآنِ مجید کا تعارف:

لفظ قرآن "قِرَاءَۃٌ" سے ہے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ قرآنِ مجید واحد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے، اس لیے اسے قرآن کہا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید آخری آسمانی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑی تھوڑی کر کے قریباً تیئس سال کے عرصے میں آہستہ آہستہ حالات و واقعات اور ضرورت کے مطابق نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام قرآنی آیات لایا کرتے تھے۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ جس طرح پیغمبروں میں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اسی طرح آسمانی کتب میں قرآنِ مجید آخری کتاب ہے۔ اب قیامت تک آنے والے لوگوں کو قرآنِ مجید سے ہی راہ نمائی لینا ہوگی۔ قرآنِ مجید تمام بنی نوع انسان کے لیے رشد و ہدایت کا منبع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُدًى لِّلنَّاسِ (سورۃ البقرہ:185) ترجمہ (قرآن) لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔

یہ کتاب قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے رشد و ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہے۔ اس میں افراد و اقوام کی ہدایت اور اصلاح کے راہ نما اصول بیان ہوئے ہیں۔ قرآنِ مجید کا معجزہ ہے کہ اسے پڑھنے والا اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا بلکہ اسے ہر لمحہ نئی لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔

1 محفوظ ترین کتاب

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو اس نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔ قرآنِ مجید کو دیگر آسمانی کتب کے مقابلے میں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ قیامت تک کوئی شخص بھی اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ قرآنِ مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ (سُوْرَةُ الْحِجْرِ:9)

(ترجمہ) بے شک ہم ہی نے (اس) ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی ضرور حفاظت فرمانے والے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید کی حفاظت کے بارے میں وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ پوری دنیا میں موجود قرآن مجید کے نسخوں میں ایک لفظ یا حرف کا بھی فرق نہیں۔

قرآن مجید کی حقانیت کی یہ دلیل ہے کہ اس کا ایک ایک حرف چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود بھی محفوظ ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ کی طرح اس میں بیان کی گئی معلومات بھی قرآن مجید کے اعجاز کی دلیل ہیں۔ قرآن مجید دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو آج تک اسی طرح محفوظ ہے جس طرح نازل ہوئی تھی۔ قرآن مجید قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ہدایت اور راہنمائی کا ذریعہ ہے۔

2 عالمگیر کتاب

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری اور عالم گیر کتاب ہے، جس طرح نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کی رسالت تمام جہانوں کے لیے ہے، اسی طرح آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب بھی تمام بنی نوع انسان کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ قرآن مجید کسی خاص قوم یا وقت کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے راہنمائی کا ذریعہ ہے۔

3 جامع کتاب

قرآن کریم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس میں انسانی زندگی کی حقیقت، خیر و شر، حلال و حرام، اخلاقی تعلیمات، غرض زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔ اس کتاب میں انسان کی اخروی زندگی کے متعلق بھی تفصیلی معلومات ہیں اور اس زندگی کی اہمیت کو نہایت پرتاثیر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی، معاشرتی حقوق و فرائض، معاشی و اقتصادی امور کے متعلق بنیادی ہدایات، سیاسی اور بین الاقوامی معاملات اور اخلاقی رویوں کے متعلق جامع تعلیمات پیش کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ قرآن پاک انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں ضروری معلومات اور رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس کتاب میں وہ تمام باتیں وضاحت سے بیان کر دی گئی ہیں جن کا جاننا انسان کے لیے ضروری ہے اور جن کے جاننے کا انسان کے پاس کوئی دوسرا ذریعہ بھی موجود نہیں ہے۔

4 تصدیق کرنے والی کتاب

حضرت محمد ﷺ سے پہلے انبیا کرام علیہم السلام کی تعلیمات اور ان پر نازل شدہ کتابیں اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں رہیں۔ قرآن مجید تمام سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (سورۃ المائدہ:48)

(ترجمہ) اور تمھاری طرف ہم نے یہ کتاب نازل کی ہے۔ یہ حق لے کر آئی ہے۔ اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں آئیں ان کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ و نگہبان ہے۔

قرآن مجید کو پچھلی کتابوں کے لیے **مُهَيْمِنٌ** کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کتابوں میں جو تعلیمات اور مقدمات اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہ سکے، انھیں قرآن مجید نے اپنے انداز سر نو بیان کر کے محفوظ کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کی تعلیمات پر پورے اطمینان سے ہر زمانے میں عمل کیا جا سکتا ہے۔

5 سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب

قرآن کریم دنیا کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں اور زمین کے چپے چپے میں کروڑوں مسلمان اس کو باقاعدگی سے پڑھتے ہیں۔ قرآن مجید کے علاوہ دنیا کی کوئی بھی کتاب اس قدر کثرت کے ساتھ نہیں پڑھی جاتی۔ کوئی لمحہ ایسا نہیں جب اس کتاب کی کہیں نہ کہیں تلاوت نہ ہو رہی ہو۔

6 منفرد انداز بیاں

قرآن مجید نیکی، راست بازی، دیانت داری اور نرم گفتاری کا مُبلغ ہے۔ اس نے اپنے احکام اور پیغام کو نہایت مؤثر انداز میں پیش کیا ہے۔ عرب جن کو اپنی زبان دانی پر ناز تھا عش عش کرنے لگے اور قرآن مجید کے بار بار چیلنج کے باوجود اس کے مقابلے میں ایک آیت بھی پیش نہ کر سکے۔

7 انقلابی کتاب

قرآن مجید اپنے پیغام، اپنی زبان، اپنے اسلوب بیاں اور طرز استدلال کے لحاظ سے بے نظیر کتاب ہے۔ اس کا پیغام انقلاب آفریں ہے۔ اس کی زبان نہایت شیریں اور فصیح ہے کہ پڑھنے والا تھکتا ہی نہیں اور سننے والے پر عجیب و غریب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

سوال 2 عہد رسالت میں جمع و تدوین قرآن مجید پر نوٹ لکھیں۔

جواب: عہد رسالت میں جمع و تدوین قرآن مجید

قرآن مجید نبی کریم ﷺ پر ایک وقت میں نازل نہیں ہوا بلکہ تقریباً تیئیس (23) سال میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ نبی کریم ﷺ پر جب بھی قرآن مجید کی آیات نازل ہوتیں آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنا دیتے۔ حضور اکرم ﷺ نے شروع ہی سے قرآن مجید کے حفظ کروانے کا اہتمام فرمایا۔ قرآن مجید کا کچھ حصہ ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے یاد کرنا ضروری ہے تاکہ وہ نماز میں قراءت کر سکے۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ قرآن کریم کی حفاظت بیک وقت دو طریقوں سے ہوئی یعنی کتابت اور حفظ کی صورت میں، چونکہ قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا تھا اس لیے اسے حفظ کرنا آسان تھا۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کی آیات کو فوراً حفظ کر لیتے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن مجید زبانی یاد تھا۔

نبی کریم ﷺ قرآن مجید کے نزول کے فوراً بعد قرآنی آیات کو لکھوانے کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں مکمل قرآن مجید لکھا جا چکا تھا۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ نے قرآن مجید لکھنے پر بھی مامور کر رکھا تھا، انھیں کاتبین وحی کہتے تھے۔ قرآن مجید زیادہ تر کھجور کی چھال، اونٹ کے شانہ کی چوڑی ہڈی، چمڑے کے ٹکڑوں اور پتھر کی تختیوں وغیرہ پر لکھا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کاتبین وحی کی یہ رہنمائی بھی فرماتے کہ انھیں کس سورت سے پہلے یا بعد، کون سی سورت میں کن آیات کے ساتھ لکھا جائے۔ مسجد نبوی میں ایک مقام متعین تھا جہاں وہ عبارت رکھ دی جاتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں سے نقل کر کے لے جاتے اور یاد کر لیتے۔ حفظ قرآن میں اس لیے بھی سہولت تھی کہ قرآن کے نازل شدہ حصے کی پانچوں نمازوں میں تلاوت کی جاتی۔ اس طرح جوں جوں قرآن مجید نازل ہوتا گیا، لکھا بھی جاتا رہا اور حفظ بھی ہوتا رہا۔ اس عمل میں صرف مرد ہی نہیں بلکہ خواتین بھی شامل رہیں۔ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی مکمل قرآن کریم اکثر امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو حفظ ہو چکا تھا اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی مکمل نقول بھی تیار کر لی تھیں۔

آنحضرت ﷺ کے وصال کے وقت پورے کا پورا قرآن مجید لکھا ہوا موجود تھا اور بے شمار لوگوں کو زبانی یاد تھا۔ البتہ لکھا ہوا قرآن مجید مکمل ایک کتاب کی شکل میں نہیں تھا بلکہ مختلف چیزوں پر متفرق اجزا لکھے ہوئے تھے۔ اس کی مثال ایسی تھی جیسے ایک مکمل کتاب صفحوں کے نمبر لگائے بغیر مختلف اوراق پر لکھی ہوئی بے ترتیب تو ہو مگر پوری کی پوری اور مکمل موجود ہو۔ اس کے ساتھ ہی حفظ کی وجہ سے آیتوں اور سورتوں کی اندرونی ترتیب کا ایسا مکمل انتظام ہو چکا تھا کہ یہ کہا جا سکتا تھا کہ فلاں سورت کی اتنی آیتیں ہیں اور یہ فلاں سورت کی آیت ہے۔ ترتیب کے متعلق یہ سب معلومات حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں میں محفوظ تھیں۔

سوال 3 عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جمع و تدوین قرآن مجید کا احوال تحریر کریں۔

جواب: عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں جمع و تدوین قرآن

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں اگرچہ قرآن مجید مکمل کتابی شکل میں موجود تھا، تاہم حکومتی سرپرستی میں قرآن مجید کی نشر و اشاعت

کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ قرآن مجید کو سرکاری سرپرستی میں جمع کرنے کی ضرورت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اس وقت محسوس ہوئی جب جنگ یمامہ میں قرآن مجید کے سیکڑوں حفاظ کرام شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح نصیب ہوئی، تاہم اس وقت یہ محسوس کیا گیا کہ اگر مستقبل میں اسی طرح حفاظ کرام شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآن مجید کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے قرآن مجید کی جمع و تدوین کا آغاز کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے مشہور قاری قرآن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس عظیم کام کی تکمیل کے لیے منتخب کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس وہ تمام چیزیں جمع کروا دی گئیں جن پر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاص اہتمام سے آیات اور سورتیں لکھوائی تھیں۔ اس کے بعد منادی کروا کے وہ تمام تحریریں بھی اکٹھی کر لی گئیں جو مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے پاس محفوظ رکھی ہوئی تھیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ ایک آیت کو لکھنے سے پہلے اسے تحریری مجموعے میں دیکھتے، پھر آیت کی ترتیب کے لیے حفاظ کی یادداشت سے اس کا مقابلہ کرتے اور پھر اسے لکھتے۔ صرف حفظ یا صرف تحریر کے اعتماد پر جمع نہیں کرتے تھے بلکہ دونوں کی تصدیق ضروری تھی۔

اس طرح کمال احتیاط، مقابلے اور تصحیح کے بعد قرآن حکیم کو ایک کتاب کی شکل میں یکجا کیا گیا جو عبارت، الفاظ و ترتیب ہر لحاظ سے وہی قرآن تھا جو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یاد تھا۔ قرآن حکیم کا یہ نسخہ جسے مصحف کہتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور ان کی شہادت کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ گیا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس بھی اپنے اپنے نسخے موجود تھے۔

عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں جمع و تدوینِ قرآن

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع ہوا تو اہلِ عرب اور اہلِ عجم کی قراءت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ غیر عرب مسلمانوں کو قرآن کی تلاوت میں دقت پیش آتی اور غلطیاں کرتے، ان غلطیوں کی وجہ سے آپس میں اختلافات پیدا ہونے کا خطرہ محسوس ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو اس اختلاف سے بچانے کے لیے اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نسخے کی مختلف نقلیں تیار کر کے مختلف صوبوں کو بھجوا دیں اور سب مسلمانوں کو ایک قراءت پر متحد کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے اسی کارنامے کی وجہ سے "جامع القرآن" کہتے ہیں۔ آج تک قرآن مجید اسی شکل میں موجود ہے جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مدون کروایا تھا۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1 اعجاز القرآن پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: اعجاز القرآن: اعجاز القرآن سے مراد قرآن مجید کا بے مثل ہونا ہے۔ قرآن مجید ہر لحاظ سے بے مثل ہے۔

قرآن مجید اس لحاظ سے بھی معجزہ ہے کہ قرآن مجید نے اپنے مخالفین کو کھلے الفاظ میں چیلنج کیا کہ اگر تمھیں قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ ہے تو اس جیسی کتاب، دس سورتیں یا ایک سورت ہی لے آؤ۔ آج تک اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود کوئی بھی قرآن مجید سے بہتر یا قرآن مجید کی مثل کلام نہیں لا سکا اور نہ کبھی قیامت تک لا سکے گا۔ قرآن مجید دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو آج تک اسی طرح محفوظ ہے جس طرح نازل ہوئی تھی کیوں کہ قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ اعجاز القرآن کے حوالے سے قرآن مجید کی چند خوبیاں درج ذیل ہیں:

1- حکمت سے بھرپور کتاب
2- جامع کتاب
3- زندہ زبان والی کتاب
4- سچی پیشن گوئیوں والی کتاب
5- منفرد اسلوبِ بیان
6- فصاحت و بلاغت
7- تضاد سے پاک کتاب
8- قلبی سکون کا ذریعہ

سوال 2 قرآن مجید "کتابِ ہدایت" ہے، اپنے الفاظ میں وضاحت کریں۔

جواب: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ آخری کتاب ہے جو قیامت تک آنے والے تمام جن و انس کی ہدایت و راہ نمائی کے لیے اتاری گئی ہے۔ قرآن مجید ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس میں عقائد و اعمال، خیر و شر، حلال و حرام، اخلاقی، معاشی، معاشرتی، سیاسی، اقتصادی، انفرادی و اجتماعی غرض زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہ نمائی موجود ہے۔ گویا اس میں دنیوی زندگی کے اصول بھی ملتے ہیں اور آخرت کی زندگی کے بارے میں بھی تفصیلی معلومات موجود ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ وہ نسخۂ ہدایت و شفا ہے جو لوگوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لاتا ہے۔ اسی کلام پاک سے قیامت تک آنے والے لوگ ہدایت و رہ نمائی حاصل کرتے رہیں گے۔

سوال 3 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جمع و تدوینِ قرآن مجید کے لیے کیے گئے اقدامات کا جائزہ لیں۔

جواب: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلام عرب سے نکل کر روم، ایران اور دور دراز علاقوں تک پہنچ گیا۔ نئے مسلمان جو عربی نہیں جانتے تھے انھوں نے مسلمان مجاہدین سے قرآن مجید سیکھا۔ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید سیکھا تھا اسی طریقے پر اپنے شاگردوں کو قرآن مجید سکھایا۔ یوں قراءتوں پر اختلاف دور دراز ممالک تک پہنچ گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے ایک کمیٹی تشکیل دی اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں تین قریشی صحابہ کرام حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ قرآن مجید کو قریش کے لہجے پر جمع کریں۔ یہ حضرات قریشی لہجے میں قراءت کے ماہر تھے۔ ان حضرات نے تدوینِ قرآن مجید کے درج ذیل کام سرانجام دیے۔

1- تمام سورتوں کو ترتیب وار ایک مصحف میں لکھا۔
2- مصحف ام کو سامنے رکھتے ہوئے نقول تیار کیں اور اس کی خط و کتابت کا خصوصی خیال رکھا۔ ("مصحف ام" حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مرتب کردہ پہلا نسخہ قرآن تھا)۔
3- اختلافِ قراءت میں صرف اس صورت پر اکتفا کیا گیا جو متواتر تھی۔
4- اس کمیٹی نے نئے مرتب کردہ مصحف کی ایک سے زائد نقلیں تیار کیں۔ کل سات نسخے تیار کیے گئے تھے جنھیں مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ اور مدینہ منورہ میں محفوظ کیا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عہدِ نبوی اور عہدِ صدیقی میں جمع و تدوینِ قرآن مجید کی کاوشوں کو یک جا کرتے ہوئے قرآن مجید کو ایک ہی لغت و لہجے میں جمع کر دیا۔ قراءتوں کے اختلاف ختم ہو گئے۔ اس بنا پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو "جامع القرآن" کہتے ہیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- لفظ قرآن بنا ہے:
(A) اِقْرَأْ سے (B) قُرِئَ سے (C) قِرَاءَةٌ سے (D) قَرْنٌ سے

2- "قِرَاءَةٌ" کے معنی ہیں:
(A) پڑھنا (B) لکھنا (C) سیکھنا (D) سمجھنا

3- دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے:
(A) تورات (B) زبور (C) انجیل (D) قرآن مجید

4- اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے:
(A) زبور (B) قرآن مجید (C) انجیل (D) تورات

5- قرآن مجید نازل ہوا:
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر
(B) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
(C) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر
(D) حضرت داؤد علیہ السلام پر

6- قرآن مجید کن کے لیے رشد و ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ ہے؟
(A) اہل عرب کے لیے
(B) اہل عجم کے لیے
(C) اہل کتاب کے لیے
(D) قیامت تک کے انسانوں کے لیے

7- قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے:
(A) اللہ تعالیٰ نے
(B) حضرت جبریل علیہ السلام نے
(C) انبیائے کرام علیہم السلام نے
(D) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

8- اللہ تعالیٰ کی آخری اور عالمگیر کتاب ہے:
(A) زبور (B) انجیل (C) تورات (D) قرآن مجید

9- اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن مجید زبانی یاد تھا:
(A) مکی دور میں
(B) مدنی دور میں
(C) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں
(D) خلفائے راشدین کے دور میں

10- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نزول قرآن کے فوراً بعد:
(A) نماز پڑھتے (B) آیات لکھواتے (C) آیات یاد کرواتے (D) آیات کی تعلیم دیتے

11- مکمل قرآن مجید لکھا جا چکا تھا:
(A) عہد رسالت مآب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں
(B) عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں
(C) عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں
(D) عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں

12- مکمل حفظ اور مختلف جگہوں پر مکمل لکھا ہوا قرآن مجید موجود تھا:
(A) عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں
(B) عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں
(C) عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں
(D) عہد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں

13- قرآن مجید کو سرکاری سرپرستی میں جمع کرنے کی ضرورت پیش آئی:
(A) عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں (B) عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں (C) عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں (D) عہد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں

14- جنگ یمامہ کے بعد قرآن مجید کی جمع و تدوین کا آغاز کیا:
(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
(B) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے
(D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

15- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی جمع و تدوین کے لیے منتخب کیا:
(A) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو
(B) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو
(D) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو

16- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ عہد رسالت میں کون سا فریضہ سرانجام دیتے تھے؟
(A) خطوط لکھنے کا (B) وحی کی کتابت کا (C) اہل صفہ کی تعلیم کا (D) لشکروں کی روانگی کا

17- قرآن مجید کو ایک مصحف کی صورت میں جمع کیا:
(A) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
(B) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے
(D) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے

18- قرآن مجید کا مصحف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد منتقل ہوا:
(A) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو
(B) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو
(C) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو
(D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو

19- قرآن مجید کا مصحف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد منتقل ہوا:
(A) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو
(B) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو
(D) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو

20- قرآن مجید کی تلاوت میں قراتوں اور لہجوں میں اختلاف پیدا ہوا:
(A) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں
(B) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں
(C) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں
(D) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں

21- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نسخہ منگوا کر اس کی نقلیں بھجوائیں:
(A) مختلف شہروں کو (B) مختلف صوبوں کو (C) مختلف ملکوں کو (D) مختلف علاقوں کو

جوابات

-1	(C)	-2	(A)	-3	(D)	-4	(B)	-5	(C)	-6	(D)	-7	(A)	-8	(D)	-9	(C)	-10	(B)
-11	(A)	-12	(D)	-13	(A)	-14	(A)	-15	(D)	-16	(B)	-17	(C)	-18	(A)	-19	(D)	-20	(B)
-21	(B)																		

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- کون سی ایسی کتاب ہے کہ اسے پڑھنے والا اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا؟
(A) تورات (B) زبور (C) انجیل (D) قرآن مجید

2- اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ ۔ اس آیت میں تذکرہ ہے:
(A) قصص قرآن کا (B) تلاوت قرآن کا (C) حفاظت قرآن کا (D) کتابت قرآن کا

3- دنیا کی وہ واحد کتاب کون سی ہے جو آج تک اسی طرح محفوظ ہے جس طرح نازل ہوئی تھی؟
(A) انجیل (B) تورات (C) قرآن مجید (D) زبور

4- عہد رسالت مآب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں وحی کی کتابت کا فریضہ انجام دینے والی شخصیت ہیں:
(A) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
(B) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
(C) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ
(D) حضرت حسن رضی اللہ عنہ

5- پیغمبر جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں:

(A) حضرت موسیٰ علیہ السلام (B) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(C) حضرت ابراہیم علیہ السلام (D) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

6- جنگِ یمامہ کس خلیفہ کے عہد میں ہوئی؟

(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (B) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(C) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (D) حضرت علی رضی اللہ عنہ

7- قرآنِ مجید کی وہ کون سی چیز تھی جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام مسلمانوں کو اکٹھا کیا؟

(A) نقل (B) سورت (C) تفسیر (D) قراءت

جوابات

-1	(D)	-2	(C)	-3	(C)	-4	(B)	-5	(D)	-6	(A)	-7	(D)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی پختگی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- قرآن کس لفظ سے نکلا ہے اور اس کے معنی کیا ہیں؟

جواب: قرآن لفظ "قِرَاءَۃٌ" سے نکلا ہے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔

2- قرآنِ مجید کو قرآن کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: قرآنِ مجید ایسی واحد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے، اس لیے اسے قرآن کہا جاتا ہے۔

3- اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب کون سی ہے اور یہ کن پر نازل ہوئی؟

جواب: قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، جو اس نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔

4- قرآنِ کریم کس زمانے کے لوگوں کے لیے ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ ہے؟

جواب: قرآنِ کریم قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے رشد و ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہے۔

5- حفاظتِ قرآن کے حوالے سے قرآنی آیت مع ترجمہ لکھیں۔

جواب: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (سورۃ الحجر:9)

ترجمہ: بے شک ہم ہی نے (اس) ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی ضرور حفاظت فرمانے والے ہیں۔

6- عہدِ رسالت میں حفاظتِ قرآن کا کیا اہتمام کیا گیا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآنِ مجید زبانی یاد تھا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم قرآنِ مجید کے نزول کے فوراً بعد قرآنی آیات کو لکھوانے کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ہی میں مکمل قرآنِ مجید لکھا جا چکا تھا۔

7- عہدِ رسالت میں قرآنِ مجید کن کن چیزوں پر لکھا جاتا تھا؟

جواب: عہدِ رسالت میں قرآنِ مجید عموماً پتھر کی اُن سلوں، چمڑے، کھجور کی چھال اور اونٹ کے شانے کی ایسی ہڈیوں پر لکھا جاتا تھا جو خاص اسی مقصد کے لیے تیار کی جاتی تھیں۔

8- قرآنِ مجید کو سرکاری سرپرستی میں جمع کرنے کی ضرورت کب محسوس ہوئی؟

جواب: قرآنِ مجید کو سرکاری سرپرستی میں جمع کرنے کی ضرورت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اس وقت محسوس ہوئی جب جنگِ یمامہ میں قرآنِ مجید کے سیکڑوں حفاظِ کرام شہید ہو گئے۔

9- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کس طرح قرآنِ مجید کی جمع و تدوین کا آغاز کیا؟

جواب: جنگِ یمامہ کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ اگر مستقبل میں اسی طرح حفاظِ کرام شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآنِ مجید کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے قرآنِ مجید کی جمع و تدوین کا آغاز کیا۔

10- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کس صحابی کو قرآنِ مجید کی جمع و تدوین کے لیے منتخب کیا؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے مشہور قاری قرآن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس عظیم کام (قرآنِ مجید کی جمع و تدوین) کی تکمیل کے لیے منتخب کیا۔

11- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ عہدِ رسالت مآب (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) میں کون سا فریضہ سرانجام دیتے تھے؟

جواب: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ عہدِ رسالت مآب (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) میں وحی کی کتابت کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔

12- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تیار کردہ قرآنِ مجید کا نسخہ کن کن کے پاس رہا؟

جواب: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تیار کردہ قرآنِ مجید کا نسخہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس موجود رہا جو آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منتقل ہوا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی تحویل میں آ گیا۔

13- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمع و تدوینِ قرآن کے حوالے سے کون سی خدمت سرانجام دی؟

جواب: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جب مختلف قراتوں اور لہجوں میں قرآنِ مجید کی تلاوت پر اختلاف پیدا ہوا تو انھوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نسخے کی مختلف نقلیں تیار کر کے مختلف صوبوں میں بھجوا دیں اور سب مسلمانوں کو ایک قراءت پر متحد کر دیا۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- اللہ تعالیٰ نے حفاظتِ قرآنِ مجید کا ذمہ کیوں لیا ہے؟

جواب: قرآنِ مجید قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔

2- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآنِ مجید جمع کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جنگِ یمامہ میں حفاظِ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد میں شہادت کی وجہ سے قرآنِ مجید کو کتابی صورت میں جمع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

3- جنگِ یمامہ میں فتح کے باوجود مسلمانوں کو کیا نقصان ہوا؟

جواب: جنگِ یمامہ میں اگرچہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تھی لیکن نقصان یہ ہوا کہ حفاظِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی تعداد شہید ہو گئی۔

4- جنگِ یمامہ میں حفاظِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت سے کیا خطرہ لاحق ہوا؟

جواب: جنگِ یمامہ میں حفاظِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت سے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اگر مستقبل میں اسی طرح حفاظِ کرام شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآنِ مجید کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔

5- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کن کے مشورے سے قرآن مجید جمع کرنے کا فیصلہ کیا؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے قرآن مجید کی جمع وتدوین کا فیصلہ کیا۔

6- قرآن مجید کا جمع شدہ نسخہ کس کس کی تحویل میں رہا؟

جواب: قرآن مجید کا جمع شدہ نسخہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس موجود رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منتقل ہوا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی تحویل میں آ گیا۔

حل مشقی سوالات

سوال 1 درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) لفظ قرآن کا معنی ہے:

(الف) کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب (ب) صبح کے وقت پڑھی جانے والی کتاب
(ج) محفوظ کتاب (د) آخری کتاب

(ii) تمام مسلمانوں کو ایک قراءت اور لہجے پر متفق کرنے والی شخصیت ہیں:

(الف) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت علی کرم اللہ وجہہ (د) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

(iii) قرآن مجید کے حفاظ کرام کثیر تعداد میں شہید ہوئے:

(الف) جنگ یمامہ میں (ب) جنگ یرموک میں (ج) جنگ قادسیہ میں (د) جنگ جمل میں

(iv) حکومتی سرپرستی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے قرآن مجید کی جمع وتدوین کے لیے سربراہ مقرر کیے گئے:

(الف) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (د) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

(v) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع کیا جانے والا قرآن مجید کا نسخہ کن کے پاس موجود تھا؟

(الف) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (ب) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
(ج) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (د) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

جوابات (i) کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب (ii) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (iii) جنگ یمامہ میں
(iv) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (v) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

سوال 2 مختصر جواب دیں:

(i) قرآن مجید کا مختصر تعارف قلم بند کریں۔

جواب: لفظ قرآن "قِرَاءَۃٌ" سے بنا ہے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ قرآن مجید واحد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے، اس لیے اسے قرآن کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر نازل فرمائی۔ قرآن مجید دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو آج تک اسی طرح محفوظ ہے جس طرح نازل ہوئی تھی۔

(ii) قرآن مجید ایک عالم گیر کتاب ہے، وضاحت کریں۔

جواب: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری اور عالم گیر کتاب ہے، جس طرح نبی کریم رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کی

رسالت تمام جہانوں کے لیے ہے، اسی طرح آپ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب بھی تمام بنی نوع انسان کے لیے رشد وہدایت کا سرچشمہ ہے۔ قرآن مجید کسی خاص قوم یا وقت کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے راہ نمائی کا ذریعہ ہے۔

(iii) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب مسلمانوں کو ایک قراءت پر کس طرح متحد کیا؟

جواب: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب مختلف قراءتوں اور لہجوں میں قرآن مجید کی تلاوت پر اختلاف پیدا ہوا تو انھوں نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نسخے کی مختلف نقلیں تیار کر کے مختلف صوبوں کو بھجوا دیں اور سب مسلمانوں کو ایک قراءت پر متحد کر دیا۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) جمع وتدوین قرآن مجید کی تفصیل بیان کریں۔

جواب: دیکھیے سوال نمبر 2، 3

سرگرمیاں

- جمع وتدوین قرآن مجید کے مختلف مراحل کو چارٹ پر لکھ کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

جواب: عہد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم میں جمع وتدوین قرآن مجید کے مختلف مراحل:

1- حفظ: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر جب بھی قرآن مجید کی آیات نازل ہوتیں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پڑھ کر سنا دیتے۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کی آیات کو فوراً حفظ کر لیتے۔

2- کتابت: کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے قرآن مجید لکھنے پر بھی مامور کر رکھا تھا، انھیں کاتبین وحی کہتے تھے۔ قرآن مجید زیادہ تر کھجور کی چھال، اونٹ کے شانہ کی چوڑی ہڈی، چمڑے کے ٹکڑوں اور پتھر کی تختیوں وغیرہ پر لکھا جاتا تھا۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی مکمل قرآن کریم اکثر امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن کو حفظ ہو چکا تھا اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی مکمل نقول بھی تیار کر لی تھیں۔

عہد ابوبکر رضی اللہ عنہ میں جمع وتدوین قرآن: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے لکھوائے ہوئے تمام اجزاء کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی مقرر کردہ ترتیب کے مطابق یکجا کروا کے محفوظ کر دیا۔ آیات کی ترتیب اور سورتوں کے نام وہی تھے جو حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اللہ کے حکم سے مقرر فرمائے تھے۔

عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں جمع وتدوین قرآن: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع ہوا تو اہل عرب اور اہل عجم کی قراءت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو اس اختلاف سے بچانے کے لیے عہد صدیقی رضی اللہ عنہ کے صحف کو بنیاد بنا کر قریشی قراءت کے مطابق قرآن کو دوبارہ مرتب کروایا۔ ایک صحیفہ مدینے میں رکھا گیا اور ایک ایک صحیفہ ہر صوبے کے مرکز میں بھیج دیا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے اس کارنامے کی وجہ سے "جامع القرآن" کہتے ہیں۔ آج تک قرآن مجید اسی شکل میں موجود ہے جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مدون کروایا تھا۔

- کمرا جماعت میں قرآن مجید کی جمع وتدوین کے مختلف مراحل کے بنیادی نکات کے بارے میں گروپ کی صورت میں کام کروائیں۔

جواب: عملی کام۔

(ب) حفاظت وتدوینِ حدیث: دورِ اوّل

عہدِ نبوی ﷺ، عہدِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- تدوین حدیث شریف کی اہمیت کے بارے میں جان سکیں۔
- عہدِ رسالت میں تدوینِ حدیث شریف کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکیں۔
- قرونِ اُولیٰ میں حدیث شریف کی جمع وتدوین کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین کی خدمات کی اہمیت جان سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے دور میں حدیث شریف کی جمع وتدوین کے طریق کار کا جائزہ لے سکیں۔
- حدیث شریف کی تدوین اور حفاظت کے بارے میں جان کر یہ ایمان پختہ کریں کہ قرآن مجید کے بعد حدیث شریف ہدایت اور راہ نمائی کا اوّلین ذریعہ ہے۔
- حدیث شریف اور سنت کی اہمیت وحجیت کو جان کر ان پر ایمان مضبوط کر سکیں اور فتنہ انکارِ حدیث سے محفوظ رہ سکیں۔

سوال 4: حدیث کا مفہوم تحریر کرتے ہوئے تدوینِ حدیث کی ضرورت واہمیت تحریر کریں۔

جواب: حدیث کا مفہوم

حدیث کے لفظی معنیٰ بات اور گفت گو کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریر کا مجموعہ حدیثِ نبوی کہلاتا ہے۔

حدیث کی اقسام: حدیث کی چار اقسام ہیں:

1- **حدیثِ قولی:** آپ خاتم النبیین ﷺ کے فرمان کو حدیثِ قولی کہتے ہیں۔

2- **حدیثِ فعلی:** آپ خاتم النبیین ﷺ کے عمل کو حدیثِ فعلی کہتے ہیں۔

3- **حدیثِ تقریری:** تقریر کا مطلب ہے برقرار رکھنا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے سامنے کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا ہو اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی ہو تو اس کو حدیثِ تقریری کہتے ہیں۔

4- **حدیثِ قدسی:** جس حدیث میں مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ہوں تو اس کو حدیثِ قدسی کہا جاتا ہے۔

تدوینِ حدیث کی ضرورت واہمیت

تدوینِ حدیث سے مراد احادیثِ مبارکہ کو جمع کرنا اور انھیں کتابی شکل دینا ہے۔ احادیثِ مبارکہ قرآن مجید کی تفسیر اور تشریح ہیں۔ قرآن مجید کے احکام کی تفصیل ہمیں حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں سیکڑوں مقامات پر نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے، مگر قرآن مجید میں کہیں بھی نماز پڑھنے کا طریقہ، نماز کی رکعات اور اوقات وغیرہ کے بارے میں واضح طور پر نہیں بتایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعے مجمل احکام یا کچھ اصول بیان کر کے یہ کام رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کے سپرد کر دیا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نہ صرف لفظی طور پر ان احکام کی تفصیلات لوگوں کو بتائیں بلکہ ان کے مطابق عمل کر کے بھی دکھائیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت اور اتباع کا اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (سورۃ الحشر:7)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول (خاتم النبیین ﷺ) تمھیں عطا فرمائیں، تو اُسے لے لو اور جس سے تمھیں منع فرمائیں تو (اُس سے) رُک جاؤ۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (سورۃ النساء:80)

ترجمہ: جس نے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ معلمِ انسانیت بن کر تشریف لائے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے قول وعمل کے ذریعے ہماری راہ نمائی فرمائی۔ معاملاتِ زندگی میں احادیثِ مبارکہ کے بغیر ایک مسلمان کا گزارا ممکن نہیں ہے۔ احادیثِ مبارکہ عبادات، معاملات اور احکامات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور قیامت تک ان سے راہ نمائی لی جاتی رہے گی، اسی لیے دورِ رسالت ﷺ اور دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں احادیث مبارکہ کی حفاظت پر بھرپور زور دیا گیا اور احادیثِ مبارکہ کو باقاعدہ مدوّن کیا گیا۔

سوال 5: جمع وتدوینِ حدیث پر تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

(یا) عہدِ رسالت خاتم النبیین ﷺ میں جمع وتدوین حدیث کا طریقہ کار اور قرونِ اولیٰ میں حدیث شریف کی جمع وتدوین کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی خدمات بیان کریں۔

جواب: جمع وتدوینِ حدیث کے تین ادوار ہیں

i- عہدِ رسالت خاتم النبیین ﷺ ii- عہدِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم iii- عہدِ تابعین رضی اللہ عنہم

عہدِ رسالت خاتم النبیین ﷺ میں جمع وتدوینِ حدیث

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کی جمع وتدوین کا آغاز عہدِ رسالت ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ حدیث کی جمع وتدوین میں خود نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سرپرستی اور رضامندی شامل رہی ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ خود اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی بات کو سنا جائے، ذہن نشین کیا جائے اور محفوظ کر لیا جائے، اس مقصد کے لیے آپ خاتم النبیین ﷺ ٹھہر ٹھہر کر گفت گو فرماتے تاکہ سامنے والا اسے اچھی طرح سمجھ لے اور یاد کر لے۔ بعض اوقات آپ خاتم النبیین ﷺ تین مرتبہ اپنی بات دہراتے تاکہ مخاطب کے ذہن میں بیٹھ جائے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ حدیث کی حفاظت کرنے والوں کو ان الفاظ میں دعا بھی دیتے تھے:

اللہ تعالیٰ اس انسان کو خوش وخرم رکھے جس نے میری بات سنی، یاد کی اور اسے لوگوں تک پہنچایا۔ (سنن ابی داؤد: 3660)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کو حفظ، تحریر اور روایت کرنے کا باقاعدہ اہتمام فرماتے تھے۔ دورِ رسالت خاتم النبیین ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس احادیثِ مبارکہ کو محفوظ کرنے کے تین بڑے ذرائع تھے:

1- حفظ 2- کتابت 3- عمل کرنا

پوری امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے بعد احادیثِ مبارکہ ہی ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہیں۔

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے فرامین کو یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ تحریری صورت میں بھی محفوظ کریں۔ چناں چہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی زندگی میں ہی احادیث نبویہ کو کتابی شکل میں محفوظ کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بڑی تعداد نے اس عمل کو اپنی زندگی کا مشن بنا لیا۔

عہدِ رسالت خاتم النبیین ﷺ میں کتابتِ حدیث کی شہادتیں

عہدِ رسالت میں احادیث مبارکہ کی کتابت اور تحریر کی متعدد شہادتیں درج ذیل ہیں:

1- خطوط اور دعوت نامے

دورِ رسالت میں جو دعوت نامے اور خطوط نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے مصر، شام اور ایران کے فرماں رواؤں کو لکھے ان خطوط میں بعض تحریری شکل میں آج بھی مختلف مقامات پر محفوظ ہیں۔

2- **صدقہ وراثت کے احکامات**

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو یمن کا والی بنا کر بھیجا تو انھیں صدقہ اور وراثت کے متعلق احکامات لکھوا کر دیے۔

3- **زکوٰۃ کے تفصیلی احکامات**

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے مختلف علاقوں سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے جن لوگوں کو روانہ فرمایا تھا ان کی راہ نمائی کے لیے زکوٰۃ کے تفصیلی احکامات لکھوا کر دیے تھے۔ یہ احکام باقاعدہ تحریری شکل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس موجود تھے۔

4- **فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوشاہ یمنی رضی اللہ عنہ کو تحریریں حوالے کرنے کا حکم:**

فتح مکہ کے موقع پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضرت ابوشاہ یمنی رضی اللہ عنہ کی درخواست پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے انھیں مکمل لکھوا کر حوالے کیا۔

5- **صلح حدیبیہ کی شرائط**

آپ خاتم النبیین ﷺ نے صلح حدیبیہ کی شرائط لکھوا کر سہیل بن عمرو کو دی تھیں اور ایک نقل اپنے پاس رکھی تھی۔

عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جمع وتدوین حدیث

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے درس کے ذریعے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی عملی زندگی کی پیروی کر کے حدیث مبارکہ کے علم کو دور دور تک پہنچایا۔ بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احادیث مبارکہ کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے تھے اور ان میں سے کئی حضرات حدیثوں کو لکھ بھی لیتے تھے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس احادیث نبویہ کے ذاتی نسخے موجود تھے جن میں سے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں:

1- **صحیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ:** حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا لکھا ہوا ایک مجموعہ احادیث تھا جس میں پانچ سو احادیث لکھی ہوئی تھیں۔

2- **صحیفہ علی رضی اللہ عنہ:** حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی روایات لکھ لیا کرتے تھے چناں چہ آپ رضی اللہ عنہ کی تلوار کی میان میں احادیث کا ایک مجموعہ تھا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی درخواست پر نکال کر دکھایا۔

3- **صحیفہ ہمام بن منبہ:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات کو ان کے ایک شاگرد ہمام بن منبہ رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔ یہ مجموعہ صحیفہ ہمام بن منبہ کے نام سے موجود ہے۔

4- **صحیفہ صادقہ:** صحیفہ صادقہ جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مرتب کردہ تھا، مجاہد تابعی رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا اور ان کے پوتے عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کے پاس موجود رہا۔

5- **صحیفہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بھی احادیث مبارکہ کے تحریری نسخے موجود تھے۔

عہد تابعین میں جمع وتدوین حدیث

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین کے دور میں احادیث مبارکہ کی جمع وتدوین نے ایک منظم تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ تابعی وہ شخص ہے جسے اسلام کی حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات اور صحبت نصیب ہوئی اور وہ وفات تک مسلمان رہا۔ تابعین میں حدیث لکھنے کا رواج عام ہو گیا تھا۔ تابعین نے اس دور میں کئی کتب احادیث مرتب کیں جو بعد کے ادوار میں باقاعدہ ماخذ اور مصادر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ احادیث نبویہ ﷺ کی جمع وتدوین کے حوالے سے یہ تمام کوششیں ذاتی نوعیت کی تھیں۔ سرکاری سطح پر جمع وتدوین کا سلسلہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔ جمع وتدوین حدیث کی تحریک کو اوج کمال تک پہنچانے کا اعزاز امام مالک رضی اللہ عنہ اور صحاح ستہ کے مؤلفین کے سر ہے۔ مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ اسی دور کی یادگار ہیں اور یہ احادیث مبارکہ کے مستند مجموعے ہیں۔

خلاصۂ کلام: جمع وتدوین حدیث کی پوری تاریخ پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ساتھ حدیث نبوی ﷺ کی حفاظت کے بھی خصوصی اسباب مہیا فرمائے ہیں تاکہ قیامت تک اہل ایمان اس پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: دورِ رسالت میں حفاظتِ حدیث کے ذرائع اور کتابتِ حدیث کی شہادتوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: دورِ رسالت میں حفاظت حدیث کے ذرائع:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی احادیث مبارکہ کو حفظ، تحریر اور روایت کرنے کا باقاعدہ اہتمام فرماتے تھے۔ عہد رسالت میں ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس احادیث مبارکہ کو محفوظ کرنے کے تین بڑے ذرائع تھے، جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احادیث مبارکہ کو حفظ کرنا، لکھ لینا اور اس کے مطابق عمل کرنا شامل ہے۔

عہد رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں کتابتِ حدیث کی شہادتیں:

عہد رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں کتابتِ حدیث کی شہادتیں درج ذیل ہیں:

1- **خطوط اور دعوت نامے:** عہد رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں احادیث مبارکہ کی کتابت اور تحریر کی متعدد شہادتیں ملتی ہیں۔ دورِ رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں جو دعوت نامے اور خطوط نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے مصر، شام اور ایران کے فرماں رواؤں کو لکھے ان خطوط میں سے بعض تحریری شکل میں آج بھی مختلف مقامات پر محفوظ ہیں۔

2- **صدقہ وراثت کے احکامات:** نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو یمن کا والی بنا کر بھیجا تو انھیں صدقہ اور وراثت کے متعلق احکامات لکھوا کر دیے۔

3- **زکوٰۃ کے تفصیلی احکام:** نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے مختلف علاقوں میں زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے جن لوگوں کو روانہ فرمایا تھا ان کی رہنمائی کے لیے زکوٰۃ کے تفصیلی احکامات لکھوا کر دیے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی بنیاد پر مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو کہا جاتا ہے:

(A) تفسیر (B) حدیث (C) تاریخ (D) فقہ

2- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے فرمان کو کہا جاتا ہے:

(A) حدیثِ قولی (B) حدیثِ فعلی (C) حدیثِ تقریری (D) حدیثِ قدسی

3- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے عمل کو کہا جاتا ہے:

(A) حدیثِ قولی (B) حدیثِ فعلی (C) حدیثِ تقریری (D) حدیثِ قدسی

4- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے سامنے کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا ہو اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی ہو، کہلاتا ہے:

(A) حدیثِ قولی (B) حدیثِ فعلی (C) حدیثِ تقریری (D) حدیثِ قدسی

5- جس حدیث میں مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور الفاظ نبی کریم ﷺ کے ہوں، اُسے کہتے ہیں:
(A) حدیثِ قولی (B) حدیثِ فعلی (C) حدیثِ تقریری (D) حدیثِ قدسی

6- قرآنِ مجید کی تفسیر اور تشریح ہیں:
(A) اقوالِ تابعین (B) احادیثِ نبویہ ﷺ (C) افعالِ تابعین (D) اقوالِ مورخین

7- نبی کریم ﷺ کی اتباع اور اطاعت کا حکم دیا ہے:
(A) فرشتوں نے (B) اللہ تعالیٰ نے (C) اولیاء نے (D) انبیائے کرام علیہم السلام نے

8- معلمِ انسانیت بن کر تشریف لائے:
(A) نبی کریم ﷺ (B) حضرت جبریل علیہ السلام
(C) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (D) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

9- معاملاتِ زندگی میں حدیث کے بغیر گزارا نہیں ہے:
(A) انسانوں کا (B) علما کا (C) تمام مسلمانوں کا (D) عام لوگوں کا

10- احادیثِ مبارکہ عبادات، معاملات اور احکامات میں حیثیت رکھتی ہیں:
(A) بنیادی (B) جزوی (C) عمومی (D) فروعی

11- حدیثِ مبارکہ کو جمع کرنا اور انھیں کتابی شکل دینا، کہلاتا ہے:
(A) سماعِ حدیث (B) حفاظتِ حدیث (C) تدوینِ حدیث (D) روایتِ حدیث

12- احادیثِ مبارکہ کی جمع وتدوین کا آغاز ہو گیا تھا:
(A) دورِ نبوی ﷺ میں (B) دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں
(C) دورِ تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں (D) دورِ ائمہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں

13- حدیث کی جمع وتدوین میں سرپرستی اور رضامندی شامل رہی:
(A) اللہ تعالیٰ کی (B) نبی کریم ﷺ کی
(C) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی (D) ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی

14- نبی کریم ﷺ گفت گو فرماتے تھے:
(A) جلدی جلدی (B) ٹھہر ٹھہر کر (C) طویل (D) قلیل

15- نبی کریم ﷺ اپنی بات کو دہراتے:
(A) پانچ مرتبہ (B) چار مرتبہ (C) تین مرتبہ (D) دو مرتبہ

16- اللہ تعالیٰ اس انسان کو خوش وخرم رکھے جس نے میری بات سنی، یاد کی اور اسے لوگوں تک پہنچایا۔ یہ دعا کس نے دی؟
(A) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (D) نبی کریم ﷺ نے

17- اللہ تعالیٰ اس انسان کو خوش وخرم رکھے جس نے میری بات سنی، یاد کی اور اسے لوگوں تک پہنچایا۔ یہ دُعا کس کو دی گئی؟
(A) حدیث روایت کرنے والے کو (B) حدیث کی حفاظت کرنے والے کو
(C) حدیث پر عمل کرنے والے کو (D) حدیث پر بحث کرنے والے کو

18- نبی کریم ﷺ کی حدیث کو حفظ، تحریر اور روایت کرنے کا باقاعدہ اہتمام کرتے تھے:
(A) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (B) تابعین رحمۃ اللہ علیہم
(C) تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم (D) ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم

19- دورِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس حدیث مبارکہ کو محفوظ کرنے کے بڑے ذرائع تھے:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

20- رسول اللہ ﷺ نے یمن کا والی بنا کر بھیجا:
(A) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت عمر بن حزم رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو

21- نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو والی بنا کر بھیجا:
(A) شام کا (B) مصر کا (C) یمن کا (D) حبشہ کا

22- حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو احکامات لکھوا کر دیے گئے:
(A) نماز اور روزہ کے (B) زکوٰۃ اور حج کے (C) صدقہ اور وراثت کے (D) نکاح اور طلاق کے

23- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس ذاتی نسخے موجود تھے:
(A) احادیث کے (B) اقوالِ انبیائے کرام علیہم السلام کے
(C) اقوالِ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے (D) جاہلیت کی شاعری کے

24- دورِ رسالت ﷺ کا مجموعہ احادیث ہے:
(A) صحیفہ ہمام بن منبہ (B) صحیفہ صادقہ (C) کتاب الآثار (D) جامع ترمذی

25- صحیفہ صادقہ کو مرتب کیا:
(A) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے

26- حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ تحریری نسخے موجود تھے:
(A) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس (B) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس
(C) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس (D) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس

27- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد جمع وتدوینِ حدیث نے باقاعدہ اور منظم تحریک کی شکل اختیار کر لی:
(A) تابعین کے دور میں (B) تبع تابعین کے دور میں
(C) دورِ بنو امیہ میں (D) دورِ بنو عباس میں

28- تابعین کی مرتب کردہ کتبِ احادیث بعد کے ادوار کے لیے حیثیت رکھتی ہیں:
(A) ماخذ اور مصادر کی (B) تشریح اور تفسیر کی
(C) تنقید اور تخریج کی (D) تعلیم اور تربیت کی

29- سرکاری سطح پر جمع وتدوینِ حدیث کا باقاعدہ کام شروع ہوا:
(A) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں (B) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں
(C) بنو عباس کے دور میں (D) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور میں

30- حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سرکاری سطح پر انتظام فرمایا:
(A) قرآن کی جمع وتدوین کا (B) احادیث کی جمع وتدوین کا
(C) احادیث کی شرح کا (D) احادیث کے حفظ کا

31- جمع وتدوین حدیث کی تحریک کو اوج کمال تک پہنچانے کا اعزاز حاصل ہے:
(A) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کو (B) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو (C) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو (D) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو

32- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے:
(A) صحیح مسلم (B) جامع ترمذی (C) سنن ابن ماجہ (D) مؤطا

33- احادیث کے مستند مجموعے کہلاتے ہیں:
(A) صحاح ستہ (B) صحاح خمسہ (C) صحاح اربعہ (D) صحیحین

34- صحاح ستہ میں احادیث کی کتب شامل ہیں:
(A) تین (B) چار (C) پانچ (D) چھے

35- حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جمع وتدوین کے ذرائع میں حفظ اور کتابت کے علاوہ ہے:
(A) درایت (B) روایت
(C) خطابت (D) حدیث کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

36- پوری اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے بعد ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہے:
(A) صحیح بخاری (B) حدیث مبارکہ
(C) اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم (D) اقوال تابعین رحمۃ اللہ علیہم

جوابات

(B) -1	(A) -2	(B) -3	(C) -4	(D) -5	(B) -6	(B) -7	(A) -8	(C) -9	(A) -10
(C) -11	(A) -12	(B) -13	(B) -14	(C) -15	(D) -16	(B) -17	(A) -18	(B) -19	(C) -20
(C) -21	(C) -22	(A) -23	(B) -24	(D) -25	(C) -26	(A) -27	(A) -28	(D) -29	(B) -30
(B) -31	(D) -32	(A) -33	(D) -34	(D) -35	(B) -36				

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- کس دور میں احادیث مبارکہ کی جمع وتدوین نے ایک منظم تحریک کی شکل اختیار کی؟
(A) عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں (B) عہد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں
(C) عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں (D) عہد تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں

2- وہ کون سے احکامات تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم کو یمن کا والی بنا کر بھیجتے ہوئے لکھوا کر دیے تھے؟
(A) نماز اور روزے کے (B) حج اور قربانی کے
(C) حج اور جمعہ کے (D) صدقہ اور وراثت کے

3- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کہ "اللہ تعالیٰ اس انسان کو خوش وخرم رکھے" کس کے لیے فرمائی؟
(A) جو حدیث لکھے (B) جو قرآن حفظ کرے
(C) جو قرآن لکھے (D) جو حدیث سن کر دوسروں تک پہنچائے

4- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ساتھ کس چیز کی حفاظت کے بھی خصوصی اسباب مہیا فرمائے؟
(A) تفسیر (B) فقہ (C) حدیث (D) اجماع

5- احادیث مبارکہ عبادات، معاملات اور احکامات میں کون سی حیثیت رکھتی ہے؟
(A) مرکزی (B) بنیادی (C) ثانوی (D) نمایاں

جوابات

(D) -1	(D) -2	(D) -3	(D) -4	(C) -5	(B) -6	(B) -7	(B) -8

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حدیث کی اقسام کے نام تحریر کریں۔
جواب: حدیث کی مندرجہ ذیل چار اقسام ہیں:
1- قولی حدیث 2- فعلی حدیث 3- تقریری حدیث 4- حدیث قدسی

2- قولی حدیث سے کیا مراد ہے؟
جواب: قولی حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جس میں راوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات یا فرمان کو روایت کیا ہو۔

3- حدیث فعلی سے کیا مراد ہے؟
جواب: حدیث فعلی سے مراد وہ حدیث ہے جس میں راوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عمل یا فعل کو نقل کیا ہو، اسے فعلی حدیث کہتے ہیں۔

4- حدیث تقریری سے کیا مراد ہے؟
جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی ہو تو اس کو حدیث تقریری کہتے ہیں۔

5- حدیث قدسی سے کیا مراد ہے؟
جواب: جس حدیث میں مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں تو اس حدیث کو حدیث قدسی کہتے ہیں۔

6- تدوین حدیث سے کیا مراد ہے؟
جواب: تدوین حدیث سے مراد احادیث مبارکہ کو جمع کرنا اور انھیں کتابی شکل دینا ہے۔

7- جمع وتدوین حدیث کا آغاز کب ہوا؟
جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کی جمع وتدوین کا کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقدس کام کی خود سرپرستی فرمائی تھی۔

8- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود خواہش مند تھے کہ احادیث کی حفاظت کا باقاعدہ اہتمام ہو، وضاحت کریں۔
جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو محفوظ فرمایا جائے اس لیے آپ

خاتم النبیین ﷺ تھہر تھہر کر گفتگو فرماتے تاکہ سننے والے کو اچھی طرح سمجھ آجائے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اپنی بات کو تین مرتبہ دوہراتے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ حدیث کی حفاظت کرنے والے کو دعا دیتے کہ اللہ تعالیٰ اس انسان کو خوش وخرم رکھے جس نے میری بات سنی، یاد کی اور اسے آگے پہنچایا۔

9- دورِ نبوی خاتم النبیین ﷺ میں حدیث کی حفاظت کے ذرائع کون سے تھے؟

جواب: دورِ نبوی خاتم النبیین ﷺ میں حدیث کی حفاظت کے درج ذیل تین ذرائع تھے:

1- حفظ کرنا 2- لکھنا 3- عمل کرنا

10- دورِ رسالت خاتم النبیین ﷺ کی دو تحریری دستاویزات کے نام لکھیں۔

جواب: دورِ رسالت خاتم النبیین ﷺ کی دو تحریری دستاویزات:

1- مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں کو دعوتی خطوط 2- صلح حدیبیہ کی شرائط

11- صحیفہ صادقہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: صحیفہ صادقہ دورِ رسالت خاتم النبیین ﷺ کا مجموعہ حدیث تھا جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مرتب کیا تھا۔

12- کوئی سے چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام تحریر کریں جن کے احادیث کے تحریری نسخے موجود تھے۔

جواب: 1- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ 2- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
3- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ 4- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

13- تدوینِ حدیث نے باقاعدہ منظم تحریک کی شکل کب اختیار کی؟

جواب: تابعین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے دور میں تدوین حدیث نے باقاعدہ منظم تحریک کی شکل اختیار کر لی۔

14- تدوینِ حدیث میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا کردار تحریر کریں۔

جواب: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے پہلے تدوین حدیث کی جتنی بھی کوششیں تھیں وہ ذاتی نوعیت کی تھیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے سرکاری سطح پر جمع وتدوین کی بھرپور کاوش کی اور علما حدیث کو سرکاری وسائل مہیا کیے۔

15- جمع وتدوینِ حدیث کو اوجِ کمال تک کس نے پہنچایا؟

جواب: جمع وتدوینِ حدیث کے کام کو اوجِ کمال تک پہنچانے کا اعزاز امام مالک رضی اللہ عنہ اور صحاح ستہ کے مؤلفین کے سر ہے۔

16- صحاح ستہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: صحاح جمع ہے صحیح کی اور ستہ سے مراد ہے چھے۔ حدیث کی وہ چھے کتابیں جن پر اُمت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ یہ سب زیادہ معتبر ہیں انھیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔

17- صحاح ستہ میں سے چار کتب کے نام تحریر کریں۔

جواب: 1- صحیح بخاری 2- صحیح مسلم 3- جامع ترمذی 4- سنن ابی داؤد

18- تدوینِ حدیث کا تیسرا ذریعہ کون سا ہے؟

جواب: حفظ اور کتابت کے بعد جمع وتدوینِ حدیث کا تیسرا ذریعہ سنت نبوی خاتم النبیین ﷺ کا عملی طور پر جاری رہنا ہے۔

19- اہمیت حدیث پر ایک قرآنی آیت تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (سورۃ الحشر:7)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول (خاتم النبیین ﷺ) تمھیں عطا فرمائیں، تو اُسے لے لو اور جس سے تمھیں منع فرمائیں تو (اُس سے) رُک جاؤ۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- احادیثِ مبارکہ کن معاملات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں؟

جواب: احادیثِ مبارکہ عبادات، معاملات اور احکامات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور قیامت تک ان سے راہنمائی لی جاتی رہے گی۔

2- کیا دورِ رسالت میں لکھے گئے دعوت نامے اور خطوط آج بھی موجود ہیں؟

جواب: دورِ رسالت میں جو دعوت نامے اور خطوط نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے مصر، شام اور ایران کے فرماں رواؤں کو لکھے ان خطوط میں سے بعض تحریری شکل میں آج بھی موجود اور محفوظ ہیں۔

3- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے تدوینِ حدیث کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حوصلہ افزائی کیسے فرمائی؟

جواب: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے فرامین کو یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ تحریری صورت میں بھی محفوظ کریں۔

4- وہ کون سے لوگ تھے جن کے لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے تفصیلی احکامات زکوٰۃ لکھ کر دیے تھے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے مختلف صوبوں سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے جن لوگوں کو روانہ فرمایا تھا ان کی راہنمائی کے لیے زکوٰۃ کے تفصیلی احکامات لکھ کر دیے تھے۔

5- احادیثِ مبارکہ کے حوالے سے پوری امت کا کس بات پر اتفاق ہے؟

جواب: پوری امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے بعد احادیثِ مبارکہ ہی ہدایت اور راہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

6- تابعین رضی اللہ عنہم کی مرتب کی گئی احادیثِ کتب کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: تابعین رضی اللہ عنہم نے کئی کتب احادیث مبارکہ مرتب کیں جو بعد کے ادوار میں باقاعدہ ماخذ اور مصادر کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے عمل کو کہا جاتا ہے:

(الف) حدیثِ فعلی (ب) حدیثِ قولی (ج) حدیثِ تقریری (د) حدیثِ قدسی

(ii) حدیث کو جمع کرنا اور کتابی شکل دینا کہلاتا ہے:

(الف) تدوینِ حدیث (ب) فضیلتِ حدیث (ج) روایتِ حدیث (د) درایتِ حدیث

(iii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو والی بنا کر بھیجا:

(الف) یمن کا (ب) مصر کا (ج) شام کا (د) حبشہ کا

(iv) صحاح ستہ میں شامل ہیں:

(الف) دو کتابیں (ب) چار کتابیں (ج) چھے کتابیں (د) آٹھ کتابیں

(v) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے سرکاری سطح پر انتظام فرمایا:

(الف) احادیث پر عمل کرنے کا (ب) احادیث کی جمع وتدوین کا
(ج) احادیث کی شرح کا (د) احادیث کو حفظ کرنے کا

جوابات (i) حدیثِ فعلی (ii) تدوینِ حدیث (iii) یمن کا
(iv) چھے کتابیں (v) احادیث کی جمع وتدوین کا

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) حدیث کے معنی ومفہوم بیان کریں۔

جواب: حدیث کے لفظی معنی بات اور گفت گو کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں وہ قول اور عمل جس کی نسبت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طرف ہو، حدیث کہلاتا ہے، یعنی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریر (یعنی کوئی ایسا کام جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی موجودگی میں کیا گیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو) کا مجموعہ حدیثِ نبوی کہلاتا ہے۔

(ii) دورِ نبوی میں حفاظتِ حدیث کے دو ذرائع لکھیں۔

جواب: دورِ نبوی میں حفاظتِ حدیث کے دو ذرائع:

1- حفظ کرنا 2- تحریر کرنا

(iii) صحاح ستہ میں سے دو کتابوں کے نام لکھیں۔

جواب: صحاح ستہ میں سے دو کتب:

1- صحیح بخاری 2- صحیح مسلم

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) جمع وتدوینِ حدیث پر تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

جواب: دیکھیے سوال 5

سرگرمیاں

- صحاح ستہ کے علاوہ احادیثِ نبویہ پر مشتمل دیگر کتب کی فہرست مرتب کریں۔

جواب: صحاح ستہ کے علاوہ احادیثِ نبویہ پر مشتمل دیگر کتب کی فہرست درج ذیل ہے:

1- موطا امام مالک 2- مسند احمد بن حنبل 3- سنن الدارمی 4- مشکوٰۃ المصابیح
5- مصنف عبدالرزاق 6- صحیح ابن حبان 7- کنز العمال 8- مستدرک حاکم
9- مجمع الزوائد 10- صحیفہ ہمام ابن منبہ

- اساتذہ کرام طلبہ سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ کے ادوار میں حدیث کی جمع وتدوین کے طریق کار پر اظہار خیال کروائیں۔

جواب: عملی کام۔

(ج) احادیثِ نبویہ خاتم النبیین ﷺ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حدیثِ نبوی کی تعریف اور اہمیت بیان کر سکیں۔
- حدیثِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کا مفہوم اور اہمیت سمجھ سکیں۔
- نصاب میں شامل احادیثِ نبویہ کا ترجمہ سمجھ سکیں۔
- احادیثِ نبویہ میں بیان کی گئی تعلیمات کو سمجھ سکیں۔
- احادیثِ نبویہ میں موجود موضوعات کو سمجھ کر اپنی روزمرہ زندگی میں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

سوال 6: حدیث سے کیا مراد ہے؟ حدیثِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی ضرورت واہمیت تحریر کریں۔

جواب: حدیث کا مفہوم

حدیث کے لفظی معنی بات اور گفت گو کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں وہ قول اور عمل جس کی نسبت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طرف ہو، حدیث کہلاتا ہے، یعنی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریر (یعنی کوئی ایسا کام جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی موجودگی میں کیا گیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو) کا مجموعہ حدیثِ نبوی کہلاتا ہے۔

حدیثِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی ضرورت واہمیت

1- حدیث شارحِ قرآن

قرآن حکیم الفاظ کی صورت میں نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ذریعے مجمل احکام یا کچھ اصول بیان کر کے اور اپنی پسند اور ناپسند کا اظہار کر کے یہ کام رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کے سپرد کر دیا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نہ صرف لفظی طور پر ان احکام کی تفصیلات لوگوں کو بتائیں بلکہ ان کے مطابق عمل کر کے بھی دکھائیں۔ قرآن حکیم نے صاف طور پر بتایا ہے کہ یہ کام رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کے سپرد کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (سورۃ النحل: 44)

ترجمہ: اور ہم نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی طرف ذکر (قرآن) اتارا، تاکہ جو کچھ اتارا گیا اسے آپ خاتم النبیین ﷺ لوگوں کے سامنے تفصیل سے بیان کر دیں۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ قرآن کریم کے شارح اور مفسر ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے قول وفعل سے قرآن حکیم کے احکام کی تشریح بیان فرمائی ہے مثلاً قرآن مجید نے متعدد مقامات پر نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے مگر اس کی تفصیل بیان نہیں کی کہ کون سی نماز کب پڑھنی ہے۔ اس کی رکعتیں کتنی ہیں اور ان رکعتوں کی کیفیت کیا ہے؟ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ان تمام امور کی وضاحت اپنے قول وفعل سے کی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ (بخاری)

ترجمہ: نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

2- اسوۂ حسنہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی زندگی کو اسوۂ حسنہ (بہترین نمونہ) قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب: 21)

ترجمہ: یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ کی ذات مبارکہ) میں بہترین نمونہ ہے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں انسانوں کی راہ نمائی کے لیے بہترین نمونے پیش کیے جن پر عمل کر کے انسان دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا ہمیں حدیثِ رسول خاتم النبیین ﷺ سے ہی پتہ چلتا ہے نہ کہ قرآن مجید سے۔

3- اطاعت رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا واضح حکم

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اطاعتِ رسول خاتم النبیین ﷺ کا حکم دیا گیا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہی ان کی اطاعت ہے ورنہ ہدایت کیسے نصیب ہوگی۔ قرآنِ مجید میں جہاں دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے وہاں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت کو بھی فرض قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

i- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (سورۃ النسا:59)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں۔

ii- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ○ (سورۃ محمد:33)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔

iii- قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (سورۃ آل عمران:31)

ترجمہ: کہہ دیجیے اگر تم واقعی اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔

iv- وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (سورۃ الحشر:7)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول (خاتم النبیین ﷺ) تمھیں عطا فرمائیں تو اُسے لے لو اور جس سے تمھیں منع فرمائیں تو (اُس سے) رُک جاؤ۔

4- تعلیمِ حکمت

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (سورۃ آل عمران: 164)

ترجمہ: وہ (رسول) انھیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ انھیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

یہاں حکمت سے مراد نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے وہ ارشادات اور عام دینی احکام ہیں جو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ دوسروں کو سکھاتے تھے۔ جس کا دوسرا نام آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی حدیث اور سنت ہے۔

5- شریعت کا دوسرا ماخذ

حدیث قرآن کریم کے بعد شریعت کا دوسرا ماخذ ہے۔ تمام فقہا، علما اور مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن حکیم شریعت کا اولین اور حدیث دوسرا ماخذ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو رخصت

کرتے وقت پوچھا کہ تم فیصلے کیسے کرو گے؟ انھوں نے کہا کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کروں گا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا اگر کتاب اللہ میں واضح حکم نہ ملا تو انھوں نے کہا کہ اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی سنت کی روشنی میں فیصلے کروں گا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پھر پوچھا کہ اگر سنت میں بھی جواب نہ ملے تو پھر کیا کرو گے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں اپنی رائے سے فیصلہ کروں گا۔ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ جس نے تم کو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے مطابقت کی توفیق عطا فرمائی۔

6- حدیث کی تاریخی حیثیت

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے دور میں پیش آنے والے واقعات کا پتا ہمیں سیرت النبی خاتم النبیین ﷺ سے چلتا ہے جو کہ تاریخ کی ایک شاخ ہے۔ سیرت النبی میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی احادیث و فرامین کے ذریعے حالات زندگی جمع کیے گئے ہیں۔ سیرت اور اس دور کی تاریخ کی اہم کتب احادیث کے مطالعے سے ہی مرتب ہوئیں۔ اگر ہم حدیث رسول خاتم النبیین ﷺ کو چھوڑ دیتے ہیں تو تاریخ اسلام میں پیش آنے والے واقعات سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔

حاصل کلام

ان آیات سے ہمیں یہ راہ نمائی ملتی ہے کہ ہمارے لیے زندگی گزارنے کا معیار حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے اقوال و افعال ہیں، لہٰذا ہمیں اپنی زندگیوں کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: حدیثِ نبوی کا مفہوم اور فضیلت اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

جواب: (الف) حدیث نبوی کا مفہوم:

حدیث کا لفظی معنی بات اور گفت گو کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریر (یعنی کوئی ایسا کام جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی موجودگی میں کیا گیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو) کا مجموعہ حدیثِ نبوی کہلاتا ہے۔

(ب) احادیثِ نبویہ کی فضیلت:

حضرت ثابت بن قیس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: تم مجھ سے سماعت کرتے ہو اور تم سے بھی سماعت کی جائے گی اور پھر ان لوگوں سے بھی سماعت کی جائے گی جو تم سے سماعت کرتے ہیں۔ پھر ان لوگوں سے سماعت کی جائے گی جو تم سے سماعت کرنے والوں سے سماعت کرتے ہیں۔ (رواہ الحاکم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جو میری بات سنے اور اسے اچھی طرح سمجھے، پھر یاد کر کے دوسروں تک پہنچائے۔ (ترمذی)

اگر کوئی مومن مسلمان احادیث یاد کرے تو اس کے لیے بہت بڑا اجر ہوگا۔ کیوں کہ یہ علم حاصل کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔ جو شخص علم حاصل کرنا شروع کر دیتا ہے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔

منتخب احادیثِ مبارکہ

حدیث نمبر 1

اَكْمَلُ	اَلْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا	اَحْسَنُهُمْ	خُلُقًا	وَخِيَارُهُمْ	خِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ
کامل ترین	مومنوں میں سے ایمان کے اعتبار سے	ان میں سے سب سے بہتر	اخلاق کے اعتبار سے	اور اُن میں سب سے بہتر	(وہ ہیں جو) اپنی بیویوں کے لیے بہتر ہیں

- اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُهُمْ خِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ۔ (مسند احمد:9153)

ترجمہ مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو اپنے اخلاق میں بہترین ہے، اور ان میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے بہتر ہیں۔

تشریح حدیث مبارکہ کے مطابق مومنوں میں سب سے اعلیٰ درجہ اس مومن کا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ لوگوں میں سب سے زیادہ حسن اخلاق کی مستحق بیوی ہوتی ہے۔ مردوں کو بیویوں کے حق میں سراپا محبت و شفقت ہونا چاہیے اور ہر جائز امور میں ان کی حوصلہ افزائی اور دل جوئی کرنی چاہیے۔ گویا سب سے اچھے اخلاق کا مالک وہ شخص ہوتا ہے جو اپنی بیوی سے اچھا برتاؤ کرتا ہو۔ کچھ لمحوں کے لیے دوسروں کے سامنے اچھا بن جانا کوئی مشکل کام نہیں حقیقتاً نیک اور اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی سے رفاقت کے درمیان صبر و تحمل سے کام لینے والا ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان اور حسن اخلاق ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ یعنی جو اپنے اخلاق میں جس قدر کامل ہوگا اس کا ایمان بھی اتنا ہی کامل ہوگا۔

حدیث نمبر 2

مَنْ	لَمْ يَرْحَمْ	صَغِيْرَنَا	وَيَعْرِفْ	حَقَّ كَبِيْرِنَا	فَلَيْسَ	مِنَّا
جو	رحم نہیں کرتا	ہمارے چھوٹوں پر	اور (نہیں) پہچانتا	ہمارے بڑوں کا حق	پس (وہ) نہیں ہے	ہم میں سے

- مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔ (سنن ابی داؤد:4943)

ترجمہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا وہ ہم میں سے نہیں۔

تشریح نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اس فرمان میں آدابِ معاشرت کا ایک زرّیں اصول سمجھایا گیا ہے کہ بڑوں کی عزت کی جائے اور چھوٹوں پر رحم کیا جائے۔ چھوٹوں پر رحم کرنے سے مراد یہ ہے کہ چھوٹوں سے غفلت و نادانی یا کم عقلی کی وجہ سے اگر غلطی سرزد ہو جائے تو بڑے شفقت، مہربانی اور تعلیم و تربیت کے ذریعے ان پر رحم کریں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے اس فرمان کے ذریعے اس شخص کو اپنی امت سے خارج قرار دیا ہے جو بڑوں کی عزت نہیں کرتا اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش نہیں آتا۔

حدیث مبارک کا دوسرا حصہ بڑوں کی عزت کے حکم پر مشتمل ہے، بڑوں میں جہاں والدین اور دیگر رشتہ دار شامل ہیں، وہیں اساتذہ کرام علم، عہدے اور تجربے میں اُونچے مقام پر فائز افراد بھی شامل ہیں۔ لہٰذا ان سب کی عزت کرنا اسلامی تعلیمات کا اہم حصہ ہے۔

حدیث نمبر 3

أَيُّهَا النَّاسُ	اتَّقُوا اللّٰهَ	وَأَجْمِلُوْا	فِي الطَّلَبِ	فَإِنَّ	نَفْسًا	لَنْ تَمُوْتَ
اے لوگو!	اللہ سے ڈرو	اور اچھے طریقے سے (اعتدال کے ساتھ)	روزی طلب کرو	پس بے شک	کوئی انسان	نہیں مرے گا

حَتّٰى	تَسْتَوْفِيَ	رِزْقَهَا	وَإِنْ	أَبْطَأَ عَنْهَا	فَاتَّقُوا اللّٰهَ	وَأَجْمِلُوْا
یہاں تک کہ	وہ پورا کرے	اپنا رزق	اور اگرچہ	اس (رزق کے حصول) میں دیر ہو جائے	پس ڈرو اللہ سے	اور اچھے طریقے

فِي الطَّلَبِ	خُذُوْا	مَا حَلَّ	وَدَعُوْا	مَا حَرُمَ
روزی طلب کرو	لے لو	جو حلال ہے	اور چھوڑ دو	جو حرام ہے

- أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، خُذُوْا مَا حَلَّ، وَدَعُوْا مَا حَرُمَ۔ (سنن ابن ماجہ:2144)

ترجمہ اے لوگو اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے (اعتدال کے ساتھ) روزی طلب کرو، کیوں کہ کوئی انسان اپنا رزق پورا کیے بغیر نہیں مرے گا اگرچہ اس (رزق کے حصول) میں دیر ہو جائے، چناں چہ اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو۔ جو حلال ہے، وہ لے لو اور جو حرام ہے، وہ چھوڑ دو۔

تشریح اس حدیث مبارکہ میں روزی کمانے میں میانہ روی اپنانے کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ ہر شخص کا رزق مکتوب اور مقدر ہو چکا ہے وہ مرنے سے پہلے اس کو مل کر رہے گا اور اس میں کمی بیشی نہیں ہوگی۔ اگر انسان روزی کمانے کے لیے صحیح کوشش کرے گا تو اُسے اَجر ملے گا اور اگر غلط طریقے سے روزی کمائے گا تو اُسے گناہ ملے گا۔ انسان کو چاہیے کہ اگر روزی میں کچھ تنگی یا تاخیر ہو، تب بھی وہ اس کے حاصل کرنے کے لیے کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر یقین رکھتے ہوئے صرف حلال اور مشروع طریقوں ہی سے روزی کے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے حرام روزی سے بچنا چاہیے۔

حدیث نمبر 4

مَنْ	أَحَبَّ	أَنْ	يُبْسَطَ	لَهُ	فِيْ	رِزْقِهِ	وَ	يُنْسَأَ لَهُ	فِيْ أَثَرِهِ	فَلْيَصِلْ	رَحِمَهُ
جو شخص	چاہتا ہے	کہ	وسعت کی جائے	اس کے لیے	میں	اس کے رزق	اور	اس کے لیے دراز کر دی جائے	اس کی عمر	پس چاہیے کہ کرے	وہ صلہ رحمی

- مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِيْ أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ۔ (صحیح مسلم:6524)

ترجمہ جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کی عمر لمبی ہو تو وہ صلہ رحمی (اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک) کرے۔

تشریح ہر انسان کی دلی خواہش ہے کہ اس کی روزی فراخ ہو اور اس کی زندگی میں برکت ہو۔ حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے اس خواہش کی تکمیل کے لیے اصول بیان کیا ہے کہ جسے یہ خواہش ہو، اسے چاہیے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔

"رحم" محاورہ میں قریبی رشتہ داروں کے لیے بولا جاتا ہے کیوں کہ ان کا مرکز جہاں سب مل جاتے ہیں ایک ہی ہوتا ہے۔ اس لیے قریبی رشتہ دار امیر ہوں یا غریب، انسان کا فرض ہے کہ ان سے اچھے تعلقات رکھے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں سستی نہ کرے۔ اگر وہ مال و دولت یا کسی وجہ سے بڑا آدمی بن جائے تو بھی ان سے قطع تعلق نہ کرے۔ جس قدر ہو سکے ان پر احسان کرتا رہے بلکہ جو رشتہ دار اس سے دور رہنا چاہیں انھیں بھی ملانے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ اس کی روزی میں فراخی عطا کرے گا اور اس کی عمر میں برکت دے گا۔ جن کے ساتھ وہ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان پر احسان کرتا ہے وہ اسے یاد کر کے دُعائیں دیں گے۔

صلہ رحمی کا مطلب یہ ہے کہ رشتہ دار کی جو جائز ضرورت ہو اسے پورا کرنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے۔ بھوکا ہو تو اس کا پیٹ بھرنا، ضرورت مند ہو تو اس کی مدد کرنا، مقروض ہو تو اس کا قرض ادا کرنا اور اسے ہر طرح سے خوش رکھنا صلہ رحمی کہلاتا ہے۔

حدیث نمبر 5

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	فِي الْكَبَائِرِ	قَالَ	اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ	وَ	عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ
نبی کریم ﷺ سے روایت ہے	کبیرہ گناہوں کے بارے میں	فرمایا	شریک ٹھہرانا اللہ کے ساتھ	اور	والدین کی نافرمانی کرنا

وَ	قَتْلُ	النَّفْسِ	وَ	قَوْلُ	الزُّوْرِ
اور	قتل کرنا	انسانی جان	اور	بولنا	جھوٹ

- عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ، قَالَ: "اَلْإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَقَوْلُ الزُّوْرِ۔" (صحیح مسلم:88)

ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے کبیرہ گناہوں کے بارے میں فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل کرنا اور جھوٹ بولنا۔

تشریح نبی کریم ﷺ کے اس فرمان مبارک میں متعدد گناہوں کا بیان ہے، جن کے بارے میں یہ فرمایا گیا کہ وہ گناہ کبیرہ ہیں۔ انھیں یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا دنیا اور آخرت میں بہت زیادہ نقصان اٹھاتا ہے۔ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو سب سے پہلے بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرک کہلاتا ہے۔ شرک ایک ناقابلِ معافی جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی سب خطاؤں اور غلطیوں کو معاف کرتا ہے لیکن جو شرک کرتا ہے اسے کبھی معاف نہیں کرتا۔ دوسرا گناہ کبیرہ والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔ "عُقُوق" کا حقیقی معنی ہے اپنے والدین کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھنا جو عرف کے اعتبار سے ان کے لیے تکلیف دہ ہو، جیسے ان کا احترام نہ کرنا اور انھیں برا بھلا کہنا۔ تیسرا گناہ کبیرہ کسی جان کا قتل کرنا ہے۔ کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ چوتھا گناہ کبیرہ جھوٹ بولنا ہے۔ جھوٹ بولنا حرام ہے۔ جھوٹ بولنے والے سے لوگوں کا اعتبار ختم ہو جاتا ہے۔ اگر انسان جھوٹ سے پرہیز کرے تو وہ تمام گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ اسلام میں جھوٹ بولنے والے شخص کی بڑی سختی سے مذمت بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ جھوٹ کی ہر قسم سے پرہیز کریں۔

حدیث نمبر 6

إِنَّ	إِخْوَانَكُمْ	خَوَلُكُمْ	جَعَلَهُمُ	اللهُ	تَحْتَ أَيْدِيكُمْ	فَمَنْ كَانَ
بے شک	تمھارے بھائی	تمھارے غلام	بنایا انھیں	اللہ (نے)	تمھارے ماتحت	پس جس کا ہو

أَخُوهُ	تَحْتَ يَدِهِ	فَلْيُطْعِمْهُ	مِمَّا	يَأْكُلُ	وَلْيُلْبِسْهُ	مِمَّا	يَلْبَسُ
اس کا بھائی	اس کے ماتحت	پس اُسے چاہیے کہ وہ اُسے کھلائے	اُس سے جو	وہ کھاتا ہے	اور اسے پہنائے	اُس سے جو	وہ پہنتا ہے

وَلَا	تُكَلِّفُوهُمْ	مَا	يَغْلِبُهُمْ	فَإِنْ	كَلَّفْتُمُوهُمْ	مَا	يَغْلِبُهُمْ	فَأَعِينُوهُمْ
اور نہ	اس سے کام لو	جو	اُن کو مغلوب کر دے (اُن کی طاقت سے بڑھ کر)	پس اگر	اس قسم کا کام	جو	انھیں مغلوب کر دے	پس اُن کا ہاتھ بٹاؤ

- إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ، مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ۔

(صحیح بخاری:2545)

ترجمہ تمھارے غلام تمھارے بھائی ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے ماتحت رکھا ہے، چناں چہ جس شخص کا بھائی اس کے ماتحت ہو، اسے چاہیے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان سے وہ کام نہ لو جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو اور اگر ایسے کام کی انھیں زحمت دو تو خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ۔

تشریح نبی کریم ﷺ نے اپنے اس فرمانِ مبارک میں غلاموں کے ساتھ شفقت و مہربانی کا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ وہ

لوگ جنھیں گردشِ زمانہ ملازمت کی دہلیز پر لا کھڑا کرتا ہے اسلام انھیں اپنا بھائی سمجھ کر برابری کا سلوک کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ غلام تمھارے بھائی ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمھارا ماتحت بنایا ہے۔ تم جو کھاؤ ویسا ہی انھیں بھی کھلاؤ اور جو تم خود پہنو ویسا ہی انھیں پہناؤ۔ اور ان کی طاقت سے زیادہ اُن پر بوجھ نہ ڈالو۔ اُن کے ساتھ حسنِ سلوک، احسان اور انصاف کیا جائے۔ طے شدہ کام اور اوقات کار سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ اگر کبھی کسی ملازم کی کسی بات پر غصہ آ جائے تو ضبط کر لینا چاہیے اور بداخلاقی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر 7

مَنْ	أَفْتَى	بِغَيْرِ عِلْمٍ	كَانَ	إِثْمُهُ	عَلَى مَنْ	أَفْتَاهُ	وَ	مَنْ
جسے	فتویٰ دیا گیا	علم کے بغیر	ہوگا	اس کا گناہ	اس پر جس نے	اسے فتویٰ دیا	اور	جس نے

أَشَارَ	عَلَى أَخِيهِ	بِأَمْرٍ	يَعْلَمُ	أَنَّ الرُّشْدَ	فِي غَيْرِهِ	فَقَدْ	خَانَهُ
مشورہ دیا	اپنے بھائی کو	کسی ایسے کام کا	وہ جانتا تھا	کہ بے شک بھلائی	اس کے علاوہ میں ہے	پس تحقیق	اس نے خیانت کی

- مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ، وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ۔

(سنن ابی داؤد:3657)

ترجمہ جس شخص کو کسی نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تو عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور جس نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جب کہ اُسے علم تھا کہ بھلائی اس کے علاوہ ہے تو اس نے اس سے خیانت کی۔

تشریح کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ اُس وقت تک کسی کو فتویٰ دے جب تک اُسے بالکل درست اس چیز کے احکامات کے بارے میں علم نہ ہو۔ مفتی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ترجمانی کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ کے احکامات کو آگے پہنچاتا ہے۔ اگر وہ جان بوجھ کر کسی مسئلے کے بارے میں غلط فتویٰ جاری کرتا ہے تو اس کا گناہ اُس پر ہوگا۔ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ فتویٰ دینے میں احتیاط کرنی چاہیے۔ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے امام ربیع رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

"اے ربیع! آپ لوگوں کو فتویٰ دیتے ہیں آپ کے پیشِ نظر مسائل کو سہولت دینا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ آپ کو اپنی نجات کی فکر ہونی چاہیے کہ میں اس مسئلہ کے بھنور سے کیسے خلاصی حاصل کروں"۔

اس حدیث کے دوسرے حصہ میں مشورہ کے متعلق بتایا گیا ہے کہ جان بوجھ کر غلط مشورہ دینا دھوکا اور خیانت ہے۔ ہمیشہ کھلے دل سے بہترین مشورہ دینا چاہیے، غلط اور خیر خواہی کے خلاف مشورہ دینے والا خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔

حدیث نمبر 8

اَلْحَيَاءُ	لَا	يَأْتِي	إِلَّا	بِخَيْرٍ
حیا	نہیں	لاتی	مگر	بھلائی ہی

- اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ۔ (صحیح مسلم:37)

ترجمہ حیا سے ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے۔

تشریح حیا اس قلبی کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان ناپسندیدہ کاموں سے اجتناب کرتا ہے۔ جس میں حیا ہوتی ہے وہ نہ کھلم کھلا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے اور نہ ہی حقوق العباد کو پامال کرتا ہے۔ حیادار شخص صرف وہی کام سرانجام دیتا ہے جن میں لوگوں کے لیے بھلائی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔

اسلام اور حیا کا آپس میں وہی تعلق ہے جو روح اور جسم کا ہے۔ صرف اسلام ہی ایسا دین ہے جو حقیقی حیا کو فروغ دیتا ہے۔ ضرورت اس امر

کی ہے کہ شرم وحیا کو متاثر کرنے والے عوامل سے دور رہا جائے۔ جب تک انسان شرم وحیا کے دائرے میں رہتا ہے، ذلت ورسوائی سے بچا رہتا ہے۔

حدیث نمبر 9

اَللّٰهُمَّ	اِنِّیْ	اَسْاَلُكَ	عِلْمًا	نَافِعًا	وَ	رِزْقًا	طَيِّبًا	وَ	عَمَلًا	مُتَقَبَّلًا
اے اللہ	بے شک میں	آپ سے مانگتا ہوں	علم	فائدہ دینے والا	اور	روزی	حلال	اور	عمل	مقبولیت والا

- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا ۔ (سنن ابن ماجہ: 925)

ترجمہ اے اللہ! بے شک میں تجھ سے فائدہ دینے والا علم، حلال روزی اور قبولیت والا عمل مانگتا ہوں۔

تشریح نبی کریم ﷺ صبح وشام جو دعائیں مانگا کرتے تھے ان میں سے ایک دُعا یہ بھی ہے جس کو اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ ہر وہ علم نافع یعنی نفع دینے والا علم ہے جو دنیا وآخرت کے لحاظ سے مفید ہو۔ ہمیں بھی صرف وہی علم حاصل کرنا چاہیے جو دنیا وآخرت کے لیے نفع دینے والا ہو۔ اس حدیث مبارکہ میں دوسری دُعا "پاک رزق" کے حصول کی کی گئی ہے۔ پاک رزق سے مراد حلال رزق ہے جو جائز طریقے سے کمایا گیا ہو۔

اسلام میں کسب حلال اور رزق طیب کو بے حد اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے عبادات کی مقبولیت کے لیے کسب حلال کو لازمی شرط قرار دیا گیا ہے۔ حدیث مبارکہ میں تیسری دُعا "قبولیت والے عمل" کی مانگی گئی ہے۔ قبولیت والا عمل وہ ہوتا ہے جو خالص نیت سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے اور سنت کے مطابق بھی ہو۔ نیک کام میں اگر ریا ہو یا وہ سنت کے خلاف ہو تو وہ رد کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں نیک کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے سنتِ نبوی کے عین مطابق کرنے چاہئیں۔

حدیث نمبر 10

كُلُّ	الْمُسْلِمِ	عَلَى	الْمُسْلِمِ	حَرَامٌ	دَمُهٗ	وَمَالُهٗ	وَعِرْضُهٗ
ہر	مسلمان (کا)	پر	مسلمان (دوسرے)	حرام	اس کا خون	اس کا مال	اور اس کی عزت

- كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهٗ، وَمَالُهٗ، وَعِرْضُهٗ ۔ (صحیح مسلم: 2564)

ترجمہ ہر مسلمان پر (دوسرے) مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

تشریح حدیث مبارکہ کے مطابق ہر مسلمان کا خون، مال وجائیداد، عزت وآبرو، دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ قرآن مجید میں صاف اعلان ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر مومن کو قتل کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اسی طرح مسلمان بھائی کا مال چوری، اور خیانت وغیرہ سے لینا حرام ہے۔

ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی جان کا احترام کرے اور اس کے مال کا بھی اور اس کی آبرو کے خلاف کوئی قدم نہ اُٹھائے نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اسی حقیقت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لوگو! تمھاری جانیں تمھارے مال اور تمھاری آبروئیں ہمیشہ کے لیے اسی طرح قابلِ احترام ہیں جس طرح یہ مہینا اور یہ دن قابلِ احترام ہیں۔

حدیث نمبر 11

بَقِيَّةُ	رِجْزٍ	اَوْعَذَابٍ	اُرْسِلَ	عَلٰى	طَائِفَةٍ	مِنْ	بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ
بچا ہوا	عذاب	یا سزا کا حصہ	(جو) بھیجا گیا تھا	پر	(ایک) گروہ	سے	بنی اسرائیل (کے)

فَاِذَا	وَقَعَ	بِاَرْضٍ	وَ	اَنْتُمْ	بِهَا	فَلَا	تَخْرُجُوْا	مِنْهَا
پس جب	واقع ہو	کسی زمین (ملک یا شہر)	اور	تم ہو	ساتھ اس کے (اس میں)	تو نہ	نکلو تم	اس (زمین) سے

وَاِذَا	وَقَعَ	بِاَرْضٍ	وَ	لَسْتُمْ	بِهَا	فَلَا	تَهْبِطُوْا	عَلَيْهَا
اور جب	پھیلا ہوا/واقع ہو	کسی زمین (جگہ پر)	اور	تم نہیں رہتے	اس (میں) کے ساتھ	پس نہ	اترو	اس (زمین) پر

نبی کریم ﷺ نے طاعون کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

- بَقِيَّةُ رِجْزٍ، اَوْعَذَابٍ اُرْسِلَ عَلٰى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَلَسْتُمْ بِهَا فَلَا تَهْبِطُوْا عَلَيْهَا۔ (جامع ترمذی: 1025)

ترجمہ یہ اس عذاب کا بچا ہوا حصہ ہے، جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا جب کسی زمین (ملک یا شہر) میں طاعون ہو جہاں پر تم رہ رہے ہو تو وہاں سے نہ نکلو اور جب وہ کسی ایسی سرزمین میں پھیلا ہو جہاں تم نہ رہتے ہو تو وہاں نہ جاؤ۔

تشریح حدیث مبارکہ میں طاعون سے بھاگنے کی کراہیت بیان کی گئی ہے۔ طاعون ایک انتہائی مہلک، خطرناک اور متعدی بیماری ہے۔ یہ چوہوں میں پائے جانے والے پسّو یا جرثومے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ بیماری انسانوں اور جانوروں میں مکھیوں یا متاثرہ چوہوں کی وجہ سے پھیلتی ہے اور تیزی سے وبا کی صورت میں علاقے کو گھیر لیتی ہے۔ طاعون کی بیماری سب سے پہلے بنی اسرائیل پر عذاب کی صورت میں مسلط ہوئی جس سے ہزاروں آدمی طاعون کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ یہ کرونا کی طرح وبائی مرض ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "یہ عذاب کا بچا ہوا حصہ ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا"۔ اس گروہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا لیکن انھوں نے مخالفت کی۔ جو شخص طاعون یا کسی وبائی مرض میں مبتلا ہو جائے اُسے چاہیے کہ اپنے علاقے میں صبر وشکر اور ثواب کی نیت سے ٹھہرا رہے اور اگر طاعون یا کوئی دوسرا وبائی مرض کسی ایسے علاقے میں پھیلا ہو جہاں تم نہیں رہتے تو تمھارے لیے ضروری ہے کہ ایسے علاقے میں ہرگز نہ جائیں تاکہ اس وبائی مرض کے اثرات سے محفوظ رہیں۔

حدیث نمبر 12

فَيَرْضٰى	لَكُمْ	اَنْ	تَعْبُدُوْهُ	وَ	لَا	تُشْرِكُوْا	بِهٖ	شَيْئًا	وَ
وہ اللہ پسند کرتا ہے	تمھارے لیے	کہ	تم عبادت کرو اس کی	اور	نہ ٹھہراؤ	تم شریک	ساتھ اس کے	کسی کو کچھ بھی	اور

اَنْ	تَعْتَصِمُوْا	بِحَبْلِ	اللّٰهِ	جَمِيْعًا	وَّ	لَا	تَفَرَّقُوْا	وَ	يَكْرَهُ
یہ کہ	تم تھام لو	رسی کو	اللہ (کی)	سب کے سب	اور	نہ	تفرقے میں پڑو	اور	وہ ناپسند کرتا ہے

لَكُمْ	قِيْلَ وَقَالَ	وَ	كَثْرَةَ	السُّؤَالِ	وَ	اِضَاعَةِ	الْمَالِ
تمھارے لیے	فضول باتوں کو	اور	زیادہ	سوال (کرنے) کو	اور	ضائع کرنے کو	مال

- فَيَرْضٰى لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ، وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةَ الْمَالِ۔ (صحیح مسلم: 1715)

ترجمہ وہ (اللہ) تمھارے لیے پسند کرتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹو، اور وہ تمھارے لیے قیل وقال (فضول باتوں)، کثرتِ سوال اور مال ضائع کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔

تشریح اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم نے فرمایا کہ ﷺ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے پسند کرتا ہے کہ تم صرف اسی ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ حدیث مبارکہ میں درج ذیل باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔

i- اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا انسان کا سب سے بڑا فرض ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ کیوں کہ شرک ایک ناقابلِ معافی جرم ہے۔

ii- تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔ اللہ تعالیٰ کی رسی سے مراد قرآن وحدیث ہے۔

iii- عقائد میں ایک دوسرے کی مخالفت کر کے گروہ نہ بناؤ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دنیوی امور اور اغراض باطلہ کی وجہ سے ایک دوسرے کی مخالفت نہ کرو۔

vi- قیل وقال یعنی فضول سوالات سے اجتناب کرو۔ ہر قسم کی لایعنی باتوں میں ہرگز ہتھانہ ہو۔

vii- کثرت سوال سے اجتناب کرو کثرت سوال سے مراد وہ سوال ہیں جو دردر پر حصول زر کے لیے سائلین کرتے ہیں۔ اور وہ سوالات جو تشابہات وغیرہ کے بارے میں کیے جاتے ہیں۔

viii- مال ضائع مت کرو۔ مال ضائع کرنا مکروہ ہے۔ بے جا اسراف اور فضول خرچی کرنا اور دکھلاوے اور نمائش کے لیے مال کا ضائع کرنا اللہ تعالیٰ کو بالکل ناپسند ہے۔

حدیث نمبر 13

مَا	مِنْ	مُسْلِمٍ	يَغْرِسُ	غَرْسًا	أَوْ	يَزْرَعُ	زَرْعًا	فَيَأْكُلُ	مِنْهُ	طَيْرٌ
جو (کوئی)	سے	مسلمان	لگاتا ہے	پودا	یا	بوتا ہے	کھیتی کا بیج	پس کھاتا ہے	اس میں سے	پرند
أَوْ	إِنْسَانٌ	أَوْ	بَهِيمَةٌ	إِلَّا	كَانَ	لَهُ	بِهِ			صَدَقَةٌ
یا	انسان	یا	جانور	سوائے	ہے	اس کے لیے	ساتھ اس کے (اس کی طرف سے)			صدقہ

- مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةً۔
(صحیح بخاری: 2320)

ترجمہ کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرندہ یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

تشریح درخت لگانا ثواب کا کام ہے۔ جب بھی کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے یا کوئی فصل کاشت کرتا ہے تو اس کے پھل سے جان دار مخلوق اپنی بھوک مٹائے تو اسے ثواب ملتا ہے۔ مثلاً پرندے درخت کا پھل کھا لیتے ہیں یا پھر اس کی فصل سے کوئی دانہ وغیرہ کھا لیتے ہیں تو اس مسلمان کے نامہ اعمال میں ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ ثواب کا یہ سلسلہ انسان کی وفات کے بعد تک بھی جاری رہتا ہے۔ جب تک اس کی یہ کھیتی اور لگایا ہوا درخت باقی رہتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں کھیتی اگانے اور پودے لگانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ کیوں کہ کھیتی اگانے اور پودے لگانے میں بہت سی خیر مضمر ہے۔ اس میں دینی فائدہ بھی ہے اور دنیوی بھی۔ اگر اس کے پھل سے کوئی بھی جان دار کچھ کھا لیتا ہے تو کھیتی اگانے یا درخت لگانے والے کے لیے صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

حدیث نمبر 14

مَنْ	كَانَ	يُؤْمِنُ	بِاللهِ	وَالْيَوْمِ	الْآخِرِ	فَلَا	يُؤْذِ	جَارَهُ	وَ	مَنْ كَانَ
جو	ہے	ایمان رکھتا	اللہ تعالیٰ پر	اور دن	آخرت	میں نہ	تکلیف دے	اپنے ہمسائے کو	اور	جو
يُؤْمِنُ	بِاللهِ	وَ	الْيَوْمِ	الْآخِرِ	فَلْيُكْرِمْ	ضَيْفَهُ	وَ	مَنْ	كَانَ	يُؤْمِنُ
ایمان رکھتا	اللہ پر	اور	دن	آخرت	پس وہ عزت کرے	اپنے مہمان (کی)	اور	جو	ہے	ایمان رکھتا
بِاللهِ	وَ	الْيَوْمِ	الْآخِرِ	فَلْيَقُلْ	خَيْرًا	أَوْ	لِيَصْمُتْ			
اللہ تعالیٰ پر	اور	دن	آخرت	پس وہ بات کہے	اچھی	یا	وہ خاموش رہے			

- مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ۔ (صحیح بخاری: 6018)

ترجمہ جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے، اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔

تشریح اسلام میں رشتہ داروں کے بعد پڑوسی کا حق بیان کیا گیا ہے۔ پڑوسی کے ساتھ عام طور پر واسطہ پڑنے کی وجہ سے اختلاف پیدا ہونے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کے ساتھ حُسنِ سلوک کا زیادہ اہتمام ہونا چاہیے تاکہ جھگڑا نہ ہو۔

حدیث مبارکہ میں پڑوسی کے حقوق کے بعد مہمان کی عزت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مہمان کی عزت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے معمول سے بہتر کھانا تیار کرنا، اس کے آرام وراحت کا خیال رکھنا، اس کی آمد پر ناگواری کا اظہار نہ کرنا۔ حدیث مبارکہ کے آخری حصے میں ہمیں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ بغیر سوچے سمجھے بات کرنے سے گناہ کی بات منہ سے نکل جاتی ہے، یا ایسی بات کہی جاتی ہے جس سے انسان بعد میں شرمندہ ہوتا ہے، اس لیے غیر ضروری بات چیت سے اجتناب کرنا چاہیے۔ غیر ضروری اور لغو باتوں سے خاموشی بہتر ہے۔

حدیث نمبر 15

اَلْمُسْلِمُ	أَخُو	الْمُسْلِمِ	لَا	يَظْلِمُهُ
مسلمان	بھائی	مسلمان (کا)	نہ	وہ ظلم کرتا ہے اس پر
وَ	لَا	يَخْذُلُهُ	وَ	لَا	يَحْقِرُهُ
اور	نہ	اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے	اور	نہ	اس کی تحقیر کرتا ہے

- اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ (صحیح مسلم: 2564)

ترجمہ مسلمان (دوسرے) مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اس کی تحقیر کرتا ہے۔

تشریح حدیث مبارکہ میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی پر کسی بھی قسم کی ظلم وزیادتی نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ اپنے مسلمان بھائی کا ساتھ دیتا ہے۔ ہر مشکل میں اس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ بوقت ضرورت اس کی مدد کر دیتا ہے۔ اسی طرح اپنے مسلمان بھائی کی عزتِ نفس کا بھی خیال رکھتا ہے۔ کوئی ایسی بات یا ایسا مذاق نہیں کرتا جس سے اپنے مسلمان بھائی کی دل شکنی ہو یا اُس کی حقارت ہو۔

دنیا میں بسنے والے تمام مسلمان اگر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے بھائی بھائی بن جائیں تو یہ دنیا کی کسی بھی طاقت کے محتاج نہیں رہیں گے۔ ہمیں بھی مسلمان بھائیوں کے ساتھ اپنے تعلقات کا جائزہ لینا چاہیے۔

حدیث نمبر 16

اَللّٰهُمَّ	إِنِّي	أُحَرِّجُ	حَقَّ	الضَّعِيفَيْنِ	الْيَتِيمِ	وَ	الْمَرْأَةِ
اے اللہ	بے شک میں	میں ڈراتا ہوں/ میں حرام قرار دیتا ہوں	حق	دو کمزوروں کا	یتیم	اور	عورت

- اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ الْيَتِيمِ وَالْمَرْأَةِ (سنن ابن ماجہ: 3678)

ترجمہ اے اللہ! میں (لوگوں کو) دو کمزوروں، یتیم اور عورت، کی حق تلفی کرنا (تاکید کے ساتھ) حرام ٹھہراتا ہوں۔

تشریح نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اس فرمان مبارک میں بیوہ اور یتیم کے مال کھانے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ بیوہ اور یتیم کا مال کھا جانا یا اُن کے مال کو دھوکہ دہی کے ذریعے حاصل کر لینا انتہائی سخت گناہ ہے۔ کسی بھی مسلمان کا مال ناجائز طریقے سے کھانا حرام ہے۔ مگر ان دونوں کا مال ناجائز طریقے سے کھانا نہایت سخت گناہ ہے۔ یہ دونوں لوگ معاشرے کے ناتواں اور کمزور انسان ہیں۔ روزی کمانے کی ان میں صحیح قدرت نہیں ہوتی۔ یتیم اپنی ضروریات کے سلسلے میں اپنے سرپرست کا محتاج ہوتا ہے۔ وہ اپنے سرپرست سے اس طرح مطالبہ نہیں کر سکتا جس طرح بچہ اپنے باپ سے ضد کر کے یا ناز کے ساتھ اپنی بات منوا لیتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ یتیم کی ضروریات اس کے مطالبے کے بغیر پوری کی جائیں۔

اگر کسی عورت کا خاوند وفات پا جائے تو ورثا کے لیے لازم ہے کہ شریعت کے اصولوں کے عین مطابق بیوہ کو وراثت میں حصہ دیا جائے۔

حدیث نمبر 17

مَا	أَمَرْتُكُمْ	بِهٖ	فَخُذُوْهُ	وَ	مَا	نَهَيْتُكُمْ	عَنْهُ	فَانْتَهُوْا
جو کچھ	میں حکم دیتا ہوں	ساتھ اس کے	پس لے لو (عمل کرو)	اور	جس سے	میں روکتا ہوں	اس سے	پس رک جاؤ

- مَا أَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (سنن ابن ماجہ: 1)

ترجمہ جس کام کا میں تمھیں حکم دوں، اس پر عمل کرو اور جس سے منع کروں، اس سے باز رہو۔

تشریح اس حدیث مبارکہ میں مسلمانوں کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اُسوۂ حسنہ اپنانے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ہر حکم واجب التعمیل ہے۔ جس کام سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ منع فرمادیں اس سے بچنا ضروری ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی نافرمانی کھلی گمراہی ہے۔ ہمیں آپ خاتم النبیین ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کو اپنانا چاہیے اور ہر اُس کام سے اجتناب کرنا چاہیے جس سے آپ خاتم النبیین ﷺ نے منع فرمایا ہو۔

حدیث نمبر 18

إِيَّاكُمْ	وَ	الظَّنَّ	فَإِنَّ	الظَّنَّ	أَكْذَبُ	الْحَدِيْثِ
بچو، دور رہو	اور	بدگمانی (سے)	پس بے شک	بدگمانی	سب سے جھوٹی	بات

- إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ (صحیح مسلم: 2563)

ترجمہ بدگمانی سے دور رہو کیوں کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

تشریح نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنے اس فرمان میں بدگمانی سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ "بدگمانی" دوسرے کے متعلق جھوٹا وہم ہے اور جھوٹ ہی کی ایک قسم ہے۔ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ کا معنی بُرے گمان سے بچو۔ ایسا گمان جس میں دوسرے شخص کے ہر کام میں بددیانتی نظر آتی ہے اور دو افراد کے درمیان تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گمان دو طرح کے ہوتے ہیں:

i- انسان کسی کے متعلق بُرا گمان رکھے، اور اُس کو آگے بیان کر دے تو ایسا گمان گناہ ہے۔

ii- وہ گمان جس کو انسان آگے بیان نہ کرے، ایسے گمان پر گناہ نہیں ہے۔

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ بدگمانی سے بچنا ضروری ہے کیوں بدگمانی بعض مرتبہ گناہ کا درجہ رکھتی ہے۔

حدیث نمبر 19

لَعْنَةُ	اللّٰهِ	عَلَى	الرَّاشِيْ	وَالْمُرْتَشِيْ
لعنت ہے	اللہ (کی)	پر	رشوت دینے والا	اور رشوت لینے والا (پر)

- لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ (سنن ابن ماجہ: 2313)

ترجمہ رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

تشریح نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنے اس فرمان مبارک میں رشوت لینے اور دینے کی مذمت بیان فرمائی ہے۔ رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ لعنت کا مطلب ہے "اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونا"۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی بندے کو اس کے کسی جرم کی وجہ سے اپنی رحمت سے محروم کرنا "لعنت" کہلاتا ہے۔ "راشی" رشوت دینے والے کو اور "مرتشی" رشوت لینے والے کو کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ایک معاشرتی برائی "رشوت" کی نشان دہی کی ہے۔ رشوت معاشرے کے لیے نقصان دہ ہے۔ رشوت معاشرے میں ناانصافی، ظلم اور بدعنوانی کو فروغ دیتی ہے اس سے معاشرے کا نظام تباہ ہو جاتا ہے۔ رشوت انصاف کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ رشوت اخلاقی اقدار کو پامال کرتی ہے۔ یہ ایمان داری، دیانت داری اور حق گوئی جیسی اقدار کو ختم کر دیتی ہے۔ اسلام میں انصاف قائم رکھنے کے لیے رشوت کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔

حدیث نمبر 20

إِنَّ	اللّٰهَ	يَرْفَعُ	بِهٰذَا الْكِتَابِ	أَقْوَامًا	وَ	يَضَعُ	بِهٖ	آخَرِيْنَ
بے شک	اللہ	اونچا کرتا ہے	اس کتاب کے ساتھ	بہت (سی قوموں) لوگوں کو	اور	نیچے گراتا ہے	اُس کے ذریعے	دوسروں کو

- إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ (صحیح مسلم: 817)

ترجمہ اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کے ذریعے سے بہت سے لوگوں کو اونچا کرتا ہے اور بہتوں کو اس کے ذریعے سے نیچے گراتا ہے۔

تشریح قرآن مجید نوع انسان کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ قرآن مجید پر عمل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ انسان کو دنیا و آخرت میں عزت اور سرفرازی عطا فرماتا ہے۔ عرب قوم جو تہذیب و تمدن سے ناآشنا تھی، جب قرآن مجید پر عمل پیرا ہوئی تو پوری دنیا نے اُن سے رہ نمائی حاصل کی۔ جو لوگ قرآن مجید سے منہ پھیرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں دنیا میں ذلیل و خوار کرتا ہے اور آخرت میں بھی ذلت و رسوائی اُن کا مقدر ہوتی ہے۔

تاریخ گواہ ہے مسلمان جب تک قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے، دنیا میں غالب رہے اور جب انھوں نے اس سے غفلت برتی تو عزت و سربلندی سے محروم ہو گئے۔

ہمیں چاہیے کہ قرآن مجید کی تلاوت کریں، اس کو سمجھیں اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى

1- اَلْحَيُّ (ہمیشہ زندہ رہنے والا)
2- اَلْقَيُّوْمُ (سب کو اپنی تدبیر سے قائم رکھنے والا)
3- اَلْوَاجِدُ (وجود عطا فرمانے والا)
4- اَلْمَاجِدُ (عظمت اور بزرگی والا)
5- اَلْوَاحِدُ (یکتا)
6- اَلصَّمَدُ (بے نیاز، سب کا مرکزِ نیاز)
7- اَلْقَادِرُ (قدرتی وطاقت والا)
8- اَلْمُقْتَدِرُ (قدرت کاملہ کا مالک)
9- اَلْمُقَدِّمُ (آگے کرنے والا/بڑھانے والا)
10- اَلْمُؤَخِّرُ (پیچھے رکھنے والا)
11- اَلْاَوَّلُ (سب مخلوقات اور موجودات سے پہلے)
12- اَلْاٰخِرُ (سب موجودات کے فنا ہونے کے بعد باقی رہنے والا)
13- اَلظَّاهِرُ (اپنی قدرت کے اعتبار سے ظاہر)
14- اَلْبَاطِنُ (اپنی ذات کے اعتبار سے پوشیدہ)
15- اَلْوَالِيْ (تصرف اور اختیار کا مالک)
16- اَلْمُتَعَالِيْ (بلند و برتر)
17- اَلْبَرُّ (احسان اور بھلائی فرمانے والا)
18- اَلتَّوَّابُ (زیادہ توبہ قبول کرنے والا)
19- اَلْمُنْتَقِمُ (بدلہ لینے والا)
20- اَلْعَفُوُّ (معاف فرمانے والا)
21- اَلرَّءُوْفُ (نہایت مہربان)
22- مَالِكُ الْمُلْكِ (سب سلطنت اور حکمرانی کا مالک)
23- ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (عظمت اور بزرگی والا)
24- اَلْمُقْسِطُ (عدل و انصاف کرنے والا)
25- اَلْجَامِعُ (جمع کرنے والا)
26- اَلْغَنِيُّ (بے پرواہ و بے نیاز)
27- اَلْمُغْنِيُ (بے نیاز کر دینے والا)
28- اَلْمَانِعُ (روکنے والا)
29- اَلضَّارُّ (نقصان کا مالک)
30- اَلنَّافِعُ (نفع کا مالک، نفع عطا فرمانے والا)
31- اَلنُّوْرُ (نور)
32- اَلْهَادِيْ (ہدایت دینے والا)
33- اَلْبَدِيْعُ (بے مثال موجد عدم سے وجود میں لانے والا)
34- اَلْبَاقِيْ (ہمیشہ رہنے والا)
35- اَلْوَارِثُ (وارث و مالک)
36- اَلرَّشِيْدُ (نیکی اور راستی کرنے والا)

37- اَلصَّبُوْرُ (بہت زیادہ مہلت دینے والا)
38- اَلسَّمِیْعُ (بہت زیادہ سننے والا)
39- اَلْبَصِیْرُ (سب کچھ دیکھنے والا)
40- اَلْحَکِیْمُ (حکمت وتدبر والا)

سرگرمیاں

○ طلبہ اپنا جائزہ لیں کہ وہ مذکورہ احادیث مبارکہ کی تعلیمات میں سے کن کن ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔

جواب: عملی کام۔

○ اساتذہ کرام طلبہ کے درمیان احادیثِ مبارکہ اور اسمائے حسنیٰ کا ترجمہ سننے کی مشق اور مسابقہ کروائیں جس میں صحت تلفظ کا اہتمام ہو۔

جواب: عملی کام۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حدیث کے لفظی معنی ہیں:
(A) کام اور گفت گو (B) بحث اور گفت گو (C) سماعت اور گفت گو (D) بات اور گفت گو

2- وہ قول اور عمل جس کی نسبت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طرف ہو، کہلاتا ہے:
(A) حدیث (B) تفسیر (C) اجماع (D) قیاس

3- دین کی تعلیمات کا سرچشمہ ہیں:
(A) غزوات (B) فتوحات (C) خطوط (D) احادیث مبارکہ

4- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے اہم ترین مقصد تھا:
(A) فتوحات کا حصول (B) حکومت کا قیام (C) قرآن مجید کی تشریح (D) مشرکوں سے لڑنا

5- قرآن مجید کی تعلیمات کو سمجھنے کا اہم ذریعہ ہے:
(A) تاریخ (B) فقہ
(C) قیاس (D) حدیث نبوی خاتم النبیین ﷺ

6- مسلمانوں کے لیے لازم ہے کہ اپنی زندگی کے لیے عملی نمونہ بنائیں:
(A) احادیث کو (B) والد کی زندگی کو (C) والدہ کی زندگی کو (D) اساتذہ کی زندگی کو

7- درسی کتاب کے مطابق قرآن مجید کی تعلیمات کو سمجھنے کا اہم ذریعہ ہے:
(A) حدیث (B) تبلیغ (C) شریعت (D) نبوت

8- اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت نہ کرنے کا کیا نقصان ہوتا ہے؟
(A) مالی تنگی ہوتی ہے (B) اعمال ضائع ہوجاتے ہیں (C) مشکلات آتی ہیں (D) بیماریاں آتی ہیں

9- کامل ترین ایمان والا ہے:
(A) باحیا (B) راست باز (C) بہترین اخلاق والا (D) امانت دار

10- مسلمانوں میں بہترین اخلاق والا ہے:
(A) اپنی عورتوں سے بہترین سلوک کرنے والا (B) اپنی لونڈیوں سے بہترین سلوک کرنے والا
(C) رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرنے والا (D) ہمسائیوں کا خیال رکھنے والا

11- جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا حق نہیں پہچانتا وہ:
(A) ہم میں سے نہیں (B) نیکوں کاروں میں سے نہیں
(C) اہل جنت میں سے نہیں (D) اہل علم میں سے نہیں

12- مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا کا ترجمہ ہے:
(A) جو بڑوں کا ادب نہ کرے (B) جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے
(C) جو ہمارے چھوٹوں کا ادب نہ کرے (D) جو ہمارے بڑوں پر رحم نہ کرے

13- کوئی انسان نہیں مرے گا:
(A) بیمار ہوئے بغیر (B) بڑھاپے سے پہلے (C) بھوکا پیاسا (D) اپنا رزق پورا کیے بغیر

14- حدیث کے مطابق روزی لے لو:
(A) پیٹ بھر کر (B) محنت کر کے (C) جو حلال ہے (D) جو آسانی سے ملے

15- رزق میں وسعت اور عمر طویل ہوتی ہے:
(A) صلہ رحمی سے (B) رحم دلی سے (C) سخاوت سے (D) راست گوئی سے

16- کبیرہ گناہوں میں سے ہے:
(A) مذاق کرنا (B) کھیل تماشا کرنا (C) قسم کھانا (D) اللہ کے ساتھ شرک کرنا

17- حدیث کے مطابق تمھارے بھائی ہیں:
(A) تمھارے رشتہ دار (B) تمھارے پڑوسی (C) تمھارے غلام (D) تمھارے دوست

18- غلاموں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام کا کہا جائے تو:
(A) ان کو زائد اجرت دی جائے (B) ان کا ہاتھ بٹاؤ
(C) ان کو کھانا زیادہ دو (D) ان کو آرام دو

19- عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے پر کب ہوگا؟
(A) جب وہ علم کے بغیر فتویٰ دے (B) جب وہ درست فتویٰ دے
(C) جب وہ علم کے مطابق فتویٰ دے (D) جب وہ تحقیق کر کے فتویٰ دے

20- غلط مشورہ دینے کو قرار دیا گیا ہے:
(A) خودغرضی (B) کذب (C) خیانت (D) فسق

21- حدیث کے مطابق ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے:
(A) سچ سے (B) دیانت سے (C) رحم دلی سے (D) حیا سے

22- ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا حرام ہے:
(A) صدقہ وخیرات (B) خون، مال اور عزت (C) روپیہ اور جائیداد (D) زکوٰۃ اور مال

23- طاعون کے عذاب کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کس قوم کا عذاب قرار دیا؟
(A) قوم لوط (B) بنی اسرائیل (C) قوم ثمود (D) قوم صالح

24- کس وبا کے متعلق نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ تمھارے ہوتے ہوئے وہ پھیل جائے تو تم وہاں سے نہ نکلو:
(A) طاعون (B) ہیضہ (C) کوڑھ (D) کوڑا

25- سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ پڑو:
(A) کڑا (B) اللہ کی رسی (C) اللہ کی لاٹھی (D) حلقہ یا جماعت

26- جب کوئی مسلمان درخت اور کھیتی اُگاتا ہے اور وہاں سے پرندہ، انسان یا جانور کھا جائے تو وہ ہوتا ہے:
(A) قرضہ (B) ہدیہ (C) صدقہ (D) زکوٰۃ

27- جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ عزت کرے:
(A) دوست کی (B) رشتہ دار کی (C) پڑوسی کی (D) مہمان کی

28- جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ تکلیف نہ پہنچائے:
(A) دوست کو (B) رشتہ دار کو (C) پڑوسی کو (D) مہمان کو

29- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں دو کمزوروں کی حق تلفی حرام ٹھہراتا ہوں:
(A) یتیم اور عورت (B) بچے اور عورت (C) یتیم اور مسکین (D) غلام اور عورت

30- حدیث مبارکہ میں سب سے جھوٹی بات قرار دیا گیا ہے:
(A) بری بات (B) بدگمانی (C) غلط بات (D) نازیبا بات

31- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے یتیم اور عورت کی حق تلفی کو قرار دیا ہے:
(A) ناجائز (B) مکروہ (C) ناپسندیدہ (D) حرام

32- رشوت لینے اور دینے والے پر ہے:
(A) اللہ کی لعنت (B) اللہ کا غضب (C) اللہ کی پکڑ (D) اللہ کی ناراضی

33- حدیث کے مطابق لوگوں کی بلندی اور پستی کا سبب ہے:
(A) قرآن مجید (B) حدیث مبارکہ (C) فقہ (D) تفسیر

34- "اَلْحَیُّ" کا معنی ہے:
(A) ہمیشہ زندہ رہنے والا (B) ہمیشہ دیکھنے والا (C) ہمیشہ سننے والا (D) ہمیشہ جاننے والا

35- "عظمت اور بزرگی والا" یہ ترجمہ ہے:
(A) اَلْوَاجِدُ (B) اَلْاَجِدُ (C) اَلْمَاجِدُ (D) اَلْقَادِرُ

36- "اَلْمُتَعَالِیْ" کا معنی ہے:
(A) علیم وحکیم (B) بلند وبرتر (C) وارث ومالک (D) رازق وخالق

37- "اَلصَّمَدُ" کا معنی ہے:
(A) بے نیاز (B) نہایت مہربان (C) بے مثال (D) بے پرواہ

38- "اَلتَّوَّابُ" کا معنی ہے:
(A) زیادہ ڈھیل دینے والا (B) زیادہ رحم کرنے والا (C) زیادہ توبہ قبول کرنے والا (D) زیادہ حساب لینے والا

39- "اَلْجَامِعُ" کا معنی ہے:
(A) جلیل (B) خوب صورت (C) جمع کرنے والا (D) پیدا کرنے والا

40- "اَلْمُغْنِیْ" کا معنی ہے:
(A) رزق دینے والا (B) بے نیاز کر دینے والا (C) مہلت دینے والا (D) صحت دینے والا

41- "اَلضَّارُّ" کا مطلب ہے:
(A) نفع کا مالک (B) نقصان کا مالک (C) آسمان کا مالک (D) رزق کا مالک

42- "اَلنَّافِعُ" کا معنی ہے:
(A) نفع کا مالک (B) نقصان کا مالک (C) سب کچھ دینے والا (D) سب کچھ دیکھنے والا

43- "اَلْمُقْسِطُ" کا معنی ہے:
(A) تقسیم کرنے والا (B) پیدا کرنے والا (C) رزق دینے والا (D) انصاف کرنے والا

44- "اَلْغَنِیُّ" کا مطلب ہے:
(A) بے نیاز (B) بے نیاز کرنے والا (C) دولت دینے والا (D) پیدا کرنے والا

45- "اَلصَّبُوْرُ" کا معنی ہے:
(A) صبر دینے والا (B) حوصلہ دینے والا (C) بہت زیادہ مہلت دینے والا (D) سب کچھ دیکھنے والا

46- "اَلرَّشِیْدُ" کا معنی ہے:
(A) نیکی اور راستی کرنے والا (B) ہمیشہ رہنے والا
(C) حکمت وتدبر والا (D) ہدایت دینے والا

47- "اَلْهَادِیْ" کا معنی ہے:
(A) ہمیشہ رہنے والا (B) ہدایت دینے والا (C) حکمت والا (D) بے پرواہ

48- "اَلْمَانِعُ" کا معنی ہے:
(A) بے نیاز (B) نقصان کا مالک (C) سزا دینے والا (D) روکنے والا

49- "اَلْبَصِیْرُ" کا معنی ہے:
(A) بصیرت والا (B) سب کچھ دیکھنے والا (C) سب کچھ دینے والا (D) آنکھیں عطا کرنے والا

50- "اَلسَّمِیْعُ" کا معنی ہے:
(A) بہت زیادہ سننے والا (B) سماعت عطا کرنے والا (C) سلامت رہنے والا (D) خوب دیکھنے والا

51- "اَلْوَارِثُ" کا مطلب ہے:
(A) خالق ومالک (B) وارث ومالک (C) رازق وخالق (D) قادر وعادل

جوابات

1- (D)	2- (A)	3- (D)	4- (C)	5- (D)	6- (A)	7- (A)	8- (B)	9- (C)	10- (A)
11- (A)	12- (B)	13- (D)	14- (C)	15- (A)	16- (D)	17- (C)	18- (B)	19- (A)	20- (C)

(D) -21	(B) -22	(A) -23	(B) -24	(A) -25	(B) -26	(C) -27	(D) -28	(C) -29	(B) -30
(D) -31	(A) -32	(A) -33	(A) -34	(C) -35	(B) -36	(A) -37	(C) -38	(C) -39	(B) -40
(B) -41	(A) -42	(D) -43	(A) -44	(C) -45	(A) -46	(B) -47	(D) -48	(B) -49	(A) -50
(B) -51									

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- کس کی بحث کا مقصد قرآن مجید کی تشریح و توضیح تھا؟

(A) حضرت موسیٰ علیہ السلام (B) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
(C) حضرت ابراہیم علیہ السلام (D) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

2- ایسا کام جو حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کیا گیا اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی، کہلاتا ہے:

(A) سنت (B) تقریر (C) صفت (D) قول

3- کس وباء کے متعلق نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے ہوتے ہوئے وہ پھیل جائے تو تم وہاں سے نہ نکلو؟

(A) ہیضہ (B) کرونا (C) طاعون (D) کوڑھ

4- جب کوئی مسلمان درخت اور کھیتی اُگاتا ہے اور وہاں سے پرندہ، انسان یا جانور کھا جائے تو وہ ہوتا ہے:

(A) ہدیہ (B) صدقہ (C) قرضہ (D) زکوٰۃ

5- حدیث مبارک کے مطابق وہ کون سی چیز ہے جس سے رزق میں وسعت ہوتی ہے؟

(A) سیر و سیاحت (B) صلہ رحمی (C) تجارت (D) حصولِ علم

جوابات

(D) -1	(B) -2	(C) -3	(B) -4	(B) -5

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حدیث کے لفظی معنی لکھیں۔

جواب: حدیث کے لفظی معنی بات اور گفت گو کے ہیں۔

2- شرعی اصطلاح میں حدیث نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مراد ہے؟

جواب: شرعی اصطلاح میں وہ قول اور عمل جس کی نسبت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریر (یعنی کوئی ایسا کام جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کیا گیا ہو اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو) کا مجموعہ حدیث نبوی کہلاتا ہے۔

3- حدیث نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ، دین کی تعلیمات کا سرچشمہ اور رشد و ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے حدیث نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اہم ذریعہ ہے۔

4- رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اہم مقصد کیا تھا؟

جواب: رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اہم ترین مقصد قرآن مجید کی تشریح و تفسیر اور اس کا عملی نمونہ فراہم کرنا تھا۔

5- اطاعتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا فرمان لکھیں۔

جواب: فرمان باری تعالیٰ ہے: يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوٓا۟ أَعْمَٰلَكُمْ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔

6- ''وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟'' کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: ترجمہ: اور جو کچھ رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) تمھیں عطا فرمائیں تو اُسے لے لو اور جس سے تمھیں منع فرمائیں تو (اُس سے) رُک جاؤ۔

7- ہمارے لیے زندگی گزارنے کا معیار کیا ہے؟

جواب: ہمارے لیے زندگی گزارنے کا معیار حضور اقدس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال ہیں، لہٰذا ہمیں اپنی زندگیوں کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

8- حُسنِ خلق کے حوالے سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مع ترجمہ لکھیں۔

جواب: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُهُمْ خِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ ۔ (مسند احمد: 9153)

ترجمہ: مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو اپنے اخلاق میں بہترین ہے، اور ان میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے بہتر ہیں۔

9- ''مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا'' کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا وہ ہم میں سے نہیں۔

10- رزقِ حلال کی طلب کے حوالے سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے (اعتدال کے ساتھ) روزی طلب کرو، کیوں کہ کوئی انسان اپنا رزق پورا لیے بغیر نہیں مرے گا اگرچہ اس (رزق کے حصول) میں دیر ہو جائے، چنانچہ اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو۔ جو حلال ہے، وہ لے لو اور جو حرام ہے، وہ چھوڑ دو۔

11- صلہ رحمی کے حوالے سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بمعہ ترجمہ لکھیں۔

جواب: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ (صحیح مسلم: 6524)

ترجمہ: جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کی عمر لمبی ہو تو وہ صلہ رحمی (اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک) کرے۔

12- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل کرنا اور جھوٹ بولنا، کبیرہ گناہ ہیں۔

13- غلاموں کے حقوق کے حوالے سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارے غلام تمھارے بھائی ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے ماتحت رکھا ہے، چنانچہ جس شخص کا بھائی اس کے ماتحت ہو، اُسے چاہیے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان سے وہ کام نہ لو جو اُن کی طاقت سے زیادہ ہو اور اگر ایسے کام کی انھیں زحمت دو تو خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ۔

14- علم کے بغیر فتویٰ دینے والے کے بارے میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو کسی نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تو عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔

15- غلط مشورہ دینے والے کے بارے میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جب کہ اسے علم تھا کہ بھلائی اس کے علاوہ ہے تو اس نے اس سے خیانت کی۔

16- حیا کے بارے میں حدیث مع ترجمہ لکھیں۔

جواب: اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ

ترجمہ: حیا سے ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے۔

17- "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: ترجمہ: اے اللہ! بے شک میں تجھ سے فائدہ دینے والا علم، حلال روزی اور قبولیت والا عمل مانگتا ہوں۔

18- مسلمان کے خون، مال اور عزت کی حرمت کے حوالے سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا فرمان لکھیں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ

ترجمہ: ہر مسلمان پر (دوسرے) مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

19- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے طاعون کا ذکر کرتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے طاعون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: یہ اس عذاب کا بچا ہوا حصہ ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا۔ جب کسی زمین میں طاعون ہو جہاں پر تم رہ رہے ہو تو وہاں سے نہ نکلو اور جب وہ کسی ایسی سرزمین میں پھیلا ہو جہاں تم نہ رہتے ہو تو وہاں نہ جاؤ۔

20- حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے لیے کیا ناپسند فرمایا ہے؟

جواب: حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے لیے قیل و قال، کثرت سوال اور مال ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔

21- کھیتی باڑی کی فضیلت میں حدیث مبارکہ تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے: کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے۔ پھر اس میں سے پرندہ یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

22- ترجمہ تحریر کریں: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ

جواب: ترجمہ: جو کوئی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

23- مہمان کی عزت و تکریم پر ایک فرمان نبوی خاتم النبیین ﷺ تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

24- حدیث کا ترجمہ تحریر کریں: اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ

جواب: مسلمان (دوسرے) مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اس کی تحقیر کرتا ہے۔

25- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کن دو لوگوں کی حق تلفی کو حرام ٹھہرایا ہے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے دو کمزوروں یتیم اور عورت کی حق تلفی کو حرام ٹھہرایا ہے۔

26- ترجمہ تحریر کریں: مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

جواب: جس کام کا میں تمہیں حکم دوں، اس پر عمل کرو اور جس سے منع کروں، اس سے باز رہو۔

27- ترجمہ کریں: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ

جواب: بدگمانی سے دور رہو کیوں کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

28- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے سب سے جھوٹی بات کس کو قرار دیا ہے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے بدگمانی کو سب سے جھوٹی بات قرار دیا ہے۔

29- حدیث کے مطابق کس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے؟

جواب: حدیث کے مطابق رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

30- ترجمہ تحریر کریں: لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ

جواب: ترجمہ: رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

31- قرآن مجید کی فضیلت پر ایک حدیث تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے:

اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کے ذریعے بہت سے لوگوں کو اونچا کرتا ہے اور بہت سارووں کو اس کے ذریعے سے نیچے گراتا ہے۔

32- "اَلْحَيُّ" اور "اَلْوَاجِدُ" کے معانی لکھیں۔

جواب: "اَلْحَيُّ": ہمیشہ زندہ رہنے والا اَلْوَاجِدُ: وجود عطا فرمانے والا

33- کوئی سے دو اسماء الحسنیٰ مع ترجمہ لکھیں۔

جواب: اَلْمُقْتَدِرُ: قدرت کاملہ کا مالک اَلْعَفُوُّ: معاف فرمانے والا

34- "اَلْاَوَّلُ" اور "اَلْاٰخِرُ" کے معانی لکھیں۔

جواب: اَلْاَوَّلُ: سب مخلوقات اور موجودات سے پہلے اَلْاٰخِرُ: سب موجودات کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہنے والا

35- "یکتا" اور "بے نیاز" کن اسماء الحسنیٰ کا ترجمہ ہے؟

جواب: اَلْوَاجِدُ: یکتا اَلصَّمَدُ: بے نیاز

36- کوئی سے چار الاسماء الحسنیٰ تحریر کریں۔

جواب: 1- اَلرَّءُوْفُ 2- اَلْجَامِعُ
3- اَلْبَاقِيْ 4- اَلْوَارِثُ

37- مندرجہ ذیل الاسماء الحسنیٰ کے معانی تحریر کریں۔

1- اَلْمُقْسِطُ 2- اَلضَّارُّ
3- اَلنَّافِعُ 4- اَلْمَانِعُ

جواب: 1- اَلْمُقْسِطُ: عدل و انصاف کرنے والا 2- اَلضَّارُّ: نقصان کا مالک
3- اَلنَّافِعُ: نفع کا مالک 4- اَلْمَانِعُ: روکنے والا

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- قرآن مجید کی تعلیمات کو سمجھنے کا اہم ترین ذریعہ کیا ہے؟

جواب: قرآن مجید کی تعلیمات کو سمجھنے کا اہم ترین ذریعہ حدیث نبوی ﷺ ہے۔

2- بطور مسلمان ہمیں کس چیز کو اپنی زندگی کا عملی نمونہ بنانے کی ضرورت ہے؟

جواب: بطور مسلمان ہمیں احادیث مبارکہ کو اپنی زندگی کے لیے عملی نمونہ بنانے کی ضرورت ہے۔

3- صلہ رحمی کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: حدیث کے مطابق صلہ رحمی کرنے سے اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت اور عمر میں طوالت و برکت عطا کرتا ہے۔

4- غلاموں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے؟

جواب: حدیث کی رو سے غلام کو ویسا ہی کھلایا اور پہنایا جائے جیسا اپنے لیے پسند کیا جاتا ہے اور مشکل کاموں میں ان کا ہاتھ بھی بٹانا چاہیے۔

5- حضور اکرم ﷺ نے عمدہ اخلاق والا کسے قرار دیا؟

جواب: ارشاد نبوی ﷺ ہے: "مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو اپنے اخلاق میں بہترین ہے اور ان میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے بہترین ہیں۔"

6- "اَلْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی" سے کیا مراد ہے؟

جواب: "اَسْمَا" "اسم" کی جمع ہے جس کا مطلب ہے "نام" اور "حُسْنٰی" کا مطلب "خوبصورت" ہے۔ اسماء الحسنیٰ اللہ تعالیٰ کے خوب صورت نام ہیں جو قرآن مجید میں آئے ہیں۔

7- حدیث مبارکہ میں قیل وقال سے کیا مراد ہے؟

جواب: حدیث مبارکہ میں قیل وقال سے مراد فضول باتیں ہیں۔

8- حدیث مبارکہ کے مطابق کس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بہتوں کو نیچے گراتا ہے؟

جواب: حدیث مبارکہ کے مطابق اللہ تعالیٰ اسی کتاب (قرآن مجید) کے ذریعے سے بہتوں کو نیچے گراتا ہے۔

باب دوم

ایمانیات وعبادات

(الف) ایمانیات

1- عقیدۂ توحید

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبا اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- توحید کا معنٰی و مفہوم، فرضیت و اہمیت بیان کر سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں توحید کی اقسام جان سکیں۔
- شرک کا معنٰی و مفہوم جان سکیں۔
- شرک کی بنیادی اقسام کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکیں۔
- عملی زندگی میں توحید کے اثرات اور شرک کے نقصانات کا ادراک کر سکیں۔
- عقیدۂ توحید سے واقفیت حاصل کر کے صرف اللہ پر اپنا ایمان مضبوط کر سکیں۔
- اللہ تعالیٰ کو ایک رب جانتے اور مانتے ہوئے تمام معاملات میں اُسی سے رُجوع کر سکیں۔
- شرک کی وعید سے آگاہ ہو کر اس سے دُور رہنے کی شعوری کوشش کر سکیں۔

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی رُو سے مرتب کیے گئے امتحانی طرز سوالات

سوال 1: توحید سے کیا مراد ہے؟ عقیدۂ توحید کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر کریں۔

(یا) عقیدۂ توحید پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: توحید کا مفہوم

توحید کے لغوی معنٰی ایک ماننا اور یکتا جاننا کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات اور جملہ اوصاف و کمالات میں یکتا اور بے مثل ماننا اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنا توحید کہلاتا ہے۔

تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اسی کے حکم کے مطابق چل رہی ہے۔ کائنات میں اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ تمام عیبوں سے پاک اور تمام کمالات کا مالک ہے۔ وہ اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات اور افعال میں وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ہے۔

عقیدۂ توحید کی اہمیت

اسلامی عقائد میں سب سے پہلا عقیدہ توحید ہے۔ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیے بغیر دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ عقیدۂ توحید کو تمام اُمور دین پر اہمیت اور اولیت حاصل ہے۔ عقیدۂ توحید کے بغیر کوئی عبادت اور عمل قبول نہیں ہوتا۔

عقیدۂ توحید کی اہمیت قرآن کی روشنی میں

1- سورۃ اخلاص میں توحید کی وضاحت

قرآن مجید میں عقیدۂ توحید پر بہت زور دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی ایک سورت کا نام الاخلاص اور التوحید ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت

کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ سورت درج ذیل ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝
(سُوْرَةُ الْاِخْلَاص:1تا4)

ترجمہ: (اے نبی خاتم النبیین ﷺ) آپ فرما دیجیے وہ اللہ ایک (ہی) ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے۔ اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور نہ کوئی اُس کے برابر ہے۔

2- وحدانیت باری تعالیٰ پر واضح دلیل

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ (سورۃ البقرہ:163)

ترجمہ: اور تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

3- انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیم کا مرکز و محور

اسلامی عقائد میں سب سے پہلے عقیدۂ توحید ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ تک اس دنیا میں جتنے انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے واحد و یکتا ہونے کی تبلیغ کی۔ دنیا میں جتنے بھی پیغمبر آئے، ان سب کو خدائے واحد کی عبادت کی وحی کی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ (سورۃ الانبیا:25)

ترجمہ: اور ہم نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پس میری ہی عبادت کیا کرو۔

4- اللہ تعالیٰ فرشتوں اور عالموں کی گواہی

عقیدۂ توحید کی صداقت و حقانیت پر خود اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور عالموں نے گواہی دی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ (سورۃ آل عمران:18)

ترجمہ: اللہ نے اس بات کی گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہی گواہی فرشتے اور انصاف پر قائم رہنے والے عالم بھی دیتے ہیں۔

عقیدۂ توحید کی اہمیت احادیث رسول خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں

توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اسی پر دنیا اور آخرت کی کامیابی کا انحصار ہے۔ نبوت کے اعلان کے کچھ عرصہ بعد حضور خاتم النبیین ﷺ نے مکہ معظمہ میں صفا پہاڑی پر اپنی قوم (قریش) کو جو پہلا خطبہ دیا، اس میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا ۔

ترجمہ: اے لوگو! کہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، کامیابی اور فلاح پاؤ گے۔

عقیدۂ توحید پر زور دیتے ہوئے حضور خاتم النبیین ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

اِنَّ التَّوْحِيْدَ رَأْسُ الطَّاعَاتِ ترجمہ: بے شک توحید تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔

خلاصہ کلام: عقیدۂ توحید کو تمام اُمور دین پر اہمیت اور اولیت حاصل ہے۔ عقیدۂ توحید کے بغیر کوئی عبادت اور عمل قبول نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اہم ترین حق اس کی وحدانیت پر ایمان رکھنا ہے۔ جو شخص عقیدۂ توحید اختیار کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے نجات عطا فرمائیں گے۔ عقیدۂ توحید کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ربوبیت، اُلوہیت، اسما اور صفات میں اکیلا اور یکتا تسلیم کیا جائے۔

سوال 2: عقیدۂ توحید کی اقسام تحریر کریں۔

جواب: عقیدۂ توحید کی اقسام: عقیدۂ توحید کی تین اقسام ہیں:

1- توحید ربوبیت

توحید ربوبیت یہ ہے کہ انسان اس بات پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق و مالک اور رازق ہے۔ اس میں کوئی اور اس کا شریک نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اللہ ہی ہے جس نے تمھیں پیدا فرمایا پھر اس نے تمھیں رزق عطا فرمایا پھر وہ تمھیں موت دیتا ہے پھر وہی تمھیں زندہ فرمائے گا، کیا تمھارے شریکوں میں (بھی) کوئی ایسا ہے؟ جو ان میں سے کوئی (بھی) کام کر سکتا ہو، وہ (اللہ) پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے، جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ (سُوْرَةُ الرُّوْم:40)

2- توحید اُلوہیت

توحید اُلوہیت سے مراد یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور اس کی عبادت میں کوئی اس کا شریک نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا قطعاً جائز نہیں اور پھر پوری زندگی اس کے احکام کے تحت گزارنا توحید اُلوہیت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: تو جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔
(سُوْرَةُ الْكَهْف:110)

3- توحید اسما و صفات

اللہ تعالیٰ کو اس کے اسما اور صفات میں یکتا اور تنہا ماننا توحید اسما و صفات ہے، یعنی اعتقاد رکھنا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے واحد، اکیلا اور یکتا ہے، اسی طرح وہ اپنے اسما و صفات اور افعال میں بھی واحد اور یکتا ہے۔

سوال 3: شرک سے کیا مراد ہے؟ شرک کی اقسام تحریر کریں۔

جواب: شرک کا مفہوم

شرک کا لغوی معنی حصہ دار اور ساجھی ٹھہرانا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں ربوبیت، اُلوہیت اور اس کے اسما و صفات میں کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک اور حصہ دار بنانا شرک کہلاتا ہے۔ جو شخص عقیدۂ توحید پر ایمان نہیں رکھتا، وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔ عقیدۂ توحید کا انکار شرک ہے۔

شرک کی اقسام

شرک کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں:

1- ذات میں شرک 2- اُلوہیت میں شرک 3- صفات میں شرک

1- ذات میں شرک

ذات میں شرک سے مراد ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر اور برابر سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کو کسی کی اولاد سمجھنا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی اولاد سمجھنا، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی اور کو ماننا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی بیٹی یا بیٹا ماننا، اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ (سُوْرَةُ الْاِخْلَاص:3) ترجمہ: نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔

2- اُلوہیت میں شرک

اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو عبادت میں شریک کرنا اُلوہیت میں شرک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

أَلَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّآ إِيَّاهُ (سُوْرَةُ بَنِي إِسْرَائِيل:23) ترجمہ: کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

3- صفات میں شرک

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور ذات یا شخصیت میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات ماننا اور اعتقاد رکھنا صفات میں شرک کہلاتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ جیسی صفات، اس جیسا علم اور قدرت کسی دوسرے کے لیے سمجھنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (سورۃ الشوریٰ:11) ترجمہ: اس (اللہ) جیسی کوئی شے نہیں۔

یاد رہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور اس میں جو صفات پائی جاتی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں، وہ کسی کی عطا کردہ نہیں ہیں۔

سوال 4: عقیدۂ توحید کے انسانی زندگی پر اثرات تحریر کریں۔

جواب: عقیدۂ توحید کے انسانی زندگی پر اثرات

جو شخص عقیدۂ توحید کو اختیار کر کے اس پر عمل پیرا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرانے سے بچ جاتا ہے، اس کی زندگی پر نہایت خوش گوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ عقیدۂ توحید کے چند اثرات درج ذیل ہیں:

1- جرأت و بہادری

عقیدۂ توحید کو ماننے والا غیرت مند اور بہادر ہوتا ہے، کیوں کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ تمام قوتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، وہ صرف اور صرف اسی کے سامنے جھکتا ہے اور صرف اسی سے ڈرتا ہے۔

2- عجز و انکسار

عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے سے انسان میں عجز و انکسار پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ اس کا عقیدہ ہوتا ہے کہ بڑائی تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ لہٰذا بندے کے لیے تکبر و غرور کی کوئی گنجائش نہیں۔

3- وسعت نظر

عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا شخص تنگ نظر نہیں ہوتا۔ اس کا اس بات پر ایمان ہوتا ہے کہ تمام کائنات کا خالق اور سب کو پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے، اسی وجہ سے وہ ساری مخلوق کی بھلائی اور بہتری چاہتا ہے۔ عقیدۂ توحید پر ایمان ہی کی بدولت مومن رنگ، نسل، لسانی اور علاقائی تعصبات سے پاک ہو کر ایک عالمگیر رشتہ اخوت سے منسلک ہو جاتا ہے۔ اس کی سوچ اتنی بلند ہو جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہر بندۂ مومن اور رسول اکرم ﷺ کے ہر امتی کو اپنا دینی بھائی تسلیم کرتا ہے اور ان کے غم و خوشی کو اپنا غم و خوشی سمجھتا ہے۔ وہ اس عقیدے کی بدولت انسانیت کی خدمت کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا ہے۔

4- اعلیٰ اخلاقی اوصاف کا پیدا ہونا

عقیدۂ توحید انسان میں صبر و قناعت، بلند ہمتی اور توکل جیسی صفات پیدا کرتا ہے، جس کی وجہ سے انسان مشکل سے مشکل کام اور بڑی سے بڑی تکلیف سے پریشان نہیں ہوتا۔ وہ کینہ اور حسد جیسے جذبات سے پاک ہو جاتا ہے، اس لیے کہ وہ یقین رکھتا ہے کہ رزق اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے، جس کو چاہے زیادہ دے اور جسے چاہے کم دے۔ عزت، طاقت اور ناموری سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اگر وہ دینا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا۔

5- مساواتِ نسل انسانی

عقیدۂ توحید انسانوں کے درمیان مساوات اور برابری کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ ذات پات اور دیگر معاشرتی تقسیم سے آزاد کر دیتا ہے۔ عقیدۂ توحید انسانوں کے ذہنوں سے نسل، خاندان، رنگ، زبان اور وطن کی تفریق کا تصور ختم کر کے مساوات کا تصور دیتا ہے۔ عقیدۂ توحید کی رو سے اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کا خالق ہے اور تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیہا السلام کی اولاد ہیں۔ کسی کو کسی دوسرے پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔

6- رجائیت

عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا انسان پُرامید ہوتا ہے اور وہ پُرسکون اور اطمینان بخش زندگی گزارتا ہے۔ وہ کسی حال میں بھی مایوس اور دلبرداشتہ نہیں ہوتا کیوں کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ اس کا معبود زمین و آسمان کے تمام خزانوں کا مالک و مختار ہے، اس کا فضل و کرم بے حد و بے حساب ہے۔

7- عزتِ نفس

عقیدۂ توحید انسان کو عزتِ نفس عطا کرتا ہے۔ عقیدۂ توحید رکھنے والا آدمی نفع و نقصان، عزت و دولت، زندگی اور موت غرضیکہ ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ کو ہی سمجھتا ہے اس لیے اس کا سر انسانوں یا پتھر کی بے جان مورتیوں کے آگے نہیں جھکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتا ہے۔ وہ جب بھی ہاتھ پھیلاتا ہے اللہ تعالیٰ کے آگے پھیلاتا ہے۔ اسے پتا ہے کہ میری تمام ضروریات اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں پوری کر سکتا۔

8- اطمینانِ قلب

عقیدۂ توحید کو ماننے والا شخص ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتا ہے وہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی حکمت پر یقین رکھتا ہے۔ کسی بھی جانی و مالی نقصان پر واویلا نہیں کرتا بلکہ یہ یقین رکھتے ہوئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس کا دل مطمئن رہتا ہے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: عملی زندگی میں شرک کے نقصانات پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے۔ شرک کے نقصانات درج ذیل ہیں:

1- شرک انسانی وقار اور خود مختاری کے خلاف ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر در بدر ٹھوکریں کھانا کہاں کی عقل مندی ہے؟ جیسا کہ آج انسانوں نے سیکڑوں باطل معبود بنا رکھے ہیں۔

2- شرک غیر اللہ کے ڈر اور اوہام پرستی کا بنیادی سبب ہے جس کی وجہ سے شرک کو ہر طرح کے جھوٹے خداؤں کا خوف لاحق رہتا ہے۔

3- شرک تمام نیک اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔ شرک کی موجودگی میں کسی عمل کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔

4- شرک ظلم عظیم ہے۔ یہ ظلم انسان کا اپنے ساتھ اور پورے معاشرے کے ساتھ بھی ہے۔

5- مشرک اگر توبہ کیے بغیر مر جائے تو اُس کی کبھی معافی نہیں ہو سکتی۔ مشرک پر جنت حرام کر دی گئی ہے اور اُس کا ہمیشہ کے لیے ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ ہر قسم کے شرک "شرک اکبر اور شرک اصغر" سے بچے۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرے اور توحید پر خاتمے کی دعا مانگتا رہے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی سی اسسمنٹ تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات اور جملہ اوصاف و کمالات میں یکتا اور بے مثل ماننا کہلاتا ہے:

(A) رسالت (B) تکبیر (C) تہلیل (D) توحید

2- اسلامی عقائد میں سب سے پہلا عقیدہ ہے:

(A) آخرت (B) رسالت (C) توحید (D) ایمان بالملائکہ

3- دنیا میں انبیائے کرام علیہم السلام کے آنے کا سلسلہ شروع ہوا:
(A) حضرت آدم علیہ السلام سے (B) حضرت نوح علیہ السلام سے (C) حضرت ادریس علیہ السلام سے (D) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے

4- انبیائے کرام علیہم السلام کی تبلیغ میں سب سے زیادہ زور دیا گیا:
(A) نماز پر (B) روزہ پر (C) زکوٰۃ کی ادائیگی پر (D) توحید پر

5- کوئی شخص اسلام کے دائرہ میں داخل نہیں ہو سکتا:
(A) نماز کے بغیر (B) روزہ کے بغیر (C) عقیدۂ توحید کے بغیر (D) حج کے بغیر

6- قرآن مجید میں سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے:
(A) عقیدۂ توحید پر (B) عقیدۂ ملائکہ پر (C) عقیدۂ رسالت پر (D) عقیدۂ کتب پر

7- قرآن مجید کی کس سورت کو سورۃ التوحید بھی کہتے ہیں؟
(A) الرحمٰن (B) المزمل (C) یٰسٓ (D) الاخلاص

8- سورۃ الاخلاص کی آیات ہیں:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

9- "اَللّٰهُ الصَّمَدُ" کا مطلب ہے:
(A) اللہ ایک ہے (B) اللہ کا کوئی ہمسر نہیں (C) اللہ کسی کا باپ نہیں (D) اللہ بے نیاز ہے

10- اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اہم ترین حق ہے:
(A) اس کی عبادت کرنا (B) اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا
(C) اس کی مخلوق سے محبت کرنا (D) اس کی وحدانیت پر ایمان رکھنا

11- درسی کتاب کے مطابق عقیدۂ توحید اختیار کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کا کیا انعام ہوگا؟
(A) دنیا میں عزت ملے گی (B) دنیا میں کامیابی ملے گی (C) جہنم سے نجات ملے گی (D) دنیا کی حکومت عطا ہوگی

12- عقیدۂ توحید کی اقسام ہیں:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

13- "اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق و مالک اور رازق ہے" یہ عقیدۂ توحید کی قسم ہے:
(A) توحید ربوبیت (B) توحید اُلوہیت (C) توحید اسماء و صفات (D) توحید افعال

14- اللہ تعالیٰ کو معبود برحق ماننا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، کہلاتا ہے:
(A) توحید ربوبیت (B) توحید الوہیت (C) توحید اسماء (D) توحید صفات

15- درسی کتاب کے مطابق پس جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو تو اُسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور:
(A) آخرت پر ایمان رکھے (B) نبی کی اطاعت کرے
(C) سخاوت کرے (D) اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے

16- اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء اور صفات میں یکتا اور تنہا ماننا ہے:
(A) توحید اسماء صفات (B) توحید الوہیت (C) توحید ربوبیت (D) توحید ذات

17- جو شخص عقیدۂ توحید پر ایمان نہیں رکھتا وہ ارتکاب کرتا ہے:
(A) بغض کا (B) شرک کا (C) حسد کا (D) تکبر کا

18- شرک ہے:
(A) عقیدۂ رسالت کا انکار (B) عقیدۂ توحید کا انکار (C) عقیدۂ آخرت کا انکار (D) عقیدہ ملائکہ کا انکار

19- شرک کے لفظی معنی ہیں:
(A) حق دار اور ساجھی ٹھہرانا (B) اللہ کی عبادت نہ کرنا (C) اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا (D) آخرت کا انکار کرنا

20- اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، الوہیت اور اس کے اسماء و صفات میں کسی کو شریک اور حصہ دار بنانا ہے:
(A) شرک (B) بدعت (C) منافقت (D) صغیرہ گناہ

21- شرک کی اقسام ہیں:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

22- کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر اور برابر سمجھنا کہلاتا ہے:
(A) صفات میں شرک (B) الوہیت میں شرک (C) ذات میں شرک (D) افعال میں شرک

23- اللہ تعالیٰ کو کسی کی اولاد سمجھنا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی بیٹی یا بیٹا ماننا، کہلاتا ہے:
(A) ذات میں شرک (B) قدرت میں شرک (C) افعال میں شرک (D) اختیار میں شرک

24- لَمْ يَلِدْ کا مطلب ہے:
(A) نہ وہ (اللہ) کسی کا بیٹا ہے (B) نہ وہ (اللہ) کسی کا باپ ہے
(C) نہ وہ (اللہ) کسی کا بھائی ہے (D) نہ وہ (اللہ) کسی کا رشتہ دار ہے

25- ذات میں شرک کی نفی جس آیت میں کی گئی ہے:
(A) لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (B) اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ
(C) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (D) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ

26- اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو عبادت میں شریک کرنا ہے:
(A) صفات میں شرک (B) اُلوہیت میں شرک (C) ذات میں شرک (D) افعال میں شرک

27- اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تقاضا ہے:
(A) صرف اسی کی عبادت کی جائے (B) اس کی راہ میں خرچ کیا جائے
(C) آخرت پر یقین رکھا جائے (D) اسراف سے بچا جائے

28- "اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ" میں نفی کی گئی ہے:
(A) صفات میں شرک کی (B) افعال میں شرک کی (C) اُلوہیت میں شرک کی (D) ذات میں شرک کی

29- اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی ذات اور شخصیت میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات ماننا اور اعتقاد رکھنا کہلاتا ہے:
(A) ذات میں شرک (B) الوہیت میں شرک (C) قدرت میں شرک (D) صفات میں شرک

30- اللہ تعالیٰ جیسی صفات، اس جیسا علم اور قدرت کسی دوسرے کے لیے سمجھنا شرک ہے:
(A) اللہ تعالیٰ کی صفات میں (B) اللہ تعالیٰ کی ذات میں
(C) اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت میں (D) اللہ تعالیٰ کی عظمت میں

31- اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک کی نفی جس آیت میں کی گئی ہے:
(A) اَللّٰهُ الصَّمَدُ (B) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ (C) لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (D) اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ

32- تمام مخلوق محتاج ہے:
(A) فرشتوں کی (B) جنات کی (C) انسانوں کی (D) اللہ تعالیٰ کی

33- مخلوق میں پائی جانے والی صفات عطا کردہ ہیں:
(A) فطرت کی (B) اللہ تعالیٰ کی (C) وراثت کی (D) فرشتوں کی

34- زندگی پرخوش گوار اثرات مرتب ہوتے ہیں:
(A) عقیدۂ توحید سے (B) سخاوت کرنے سے (C) کاروبار کرنے سے (D) ملازمت کرنے سے

35- انسان غیرت مند اور بہادر ہوتا ہے:
(A) جنگ کرنے سے (B) سخاوت کرنے سے (C) عقیدۂ توحید سے (D) عقیدہ ملائکہ سے

36- درسی کتاب کے مطابق عقیدۂ توحید سے خاتمہ ہوتا ہے:
(A) تکبر و غرور کا (B) فسق و فجور کا (C) جنگ و جدل کا (D) بے چینی کا

37- ساری مخلوق کی بھلائی اور بہتری چاہتا ہے:
(A) سخاوت کرنے والا (B) فلاحی کام کرنے والا (C) تعلیم دینے والا (D) عقیدۂ توحید کو ماننے والا

38- انسان میں صبر و قناعت، بلند ہمتی اور توکل جیسی صفات پیدا کرتا ہے:
(A) عقیدۂ آخرت (B) عقیدۂ رسالت (C) عقیدۂ توحید (D) عقیدۂ ملائکہ

39- انسانوں کے درمیان مساوات اور برابری پیدا کرتا ہے:
(A) عقیدۂ آخرت (B) عقیدۂ توحید (C) عقیدۂ ظہور عیسیٰ علیہ السلام (D) عقیدۂ ختم نبوت

جوابات

1- (D)	2- (C)	3- (A)	4- (D)	5- (C)	6- (A)	7- (D)	8- (C)	9- (D)	10- (D)
11- (C)	12- (B)	13- (A)	14- (B)	15- (D)	16- (A)	17- (B)	18- (B)	19- (A)	20- (A)
21- (B)	22- (C)	23- (A)	24- (B)	25- (D)	26- (B)	27- (A)	28- (C)	29- (D)	30- (A)
31- (C)	32- (D)	33- (B)	34- (A)	35- (C)	36- (A)	37- (D)	38- (C)	39- (B)	

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا خالق، مالک اور رازق ماننا کیا کہلاتا ہے؟
(A) توحید اُلوہیت (B) توحید ربوبیت (C) توحید اسماء (D) توحید صفات

2- جو عقیدہ اسلامی عقائد میں سب سے پہلے ہے:
(A) عقیدۂ توحید (B) عقیدۂ رسالت (C) عقیدۂ آخرت (D) عقیدۂ ختم نبوت

3- وہ کون سی سورت ہے جسے سورۃ التوحید بھی کہا جاتا ہے؟
(A) سورۃ الفاتحہ (B) سورۃ النور (C) سورۃ الاخلاص (D) سورۃ الکوثر

4- جو شخص عقیدۂ توحید اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا کریں گے:
(A) جہنم کی آگ سے نجات (B) نیکی کی ہدایت (C) طویل زندگی (D) بے پناہ مال و دولت

5- عقیدۂ توحید کا ماننے والا ساری مخلوق کی بھلائی چاہتا ہے اس لیے وہ:
(A) مفلس نہیں ہوتا (B) تنگ نظر نہیں ہوتا (C) بزدل نہیں ہوتا (D) منافق نہیں ہوتا

6- جو شخص عقیدۂ توحید پر ایمان رکھتا ہے وہ کس چیز کا ارتکاب نہیں کرتا؟
(A) گناہ کا (B) شرک کا (C) غیبت کا (D) کھیل کا

جوابات

1- (B)	2- (A)	3- (C)	4- (A)	5- (B)	6- (B)						

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی رو سے مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- شریعت کی اصطلاح میں توحید سے کیا مراد ہے؟

جواب: توحید کے لغوی معنی ایک ماننا اور یکتا جاننا کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات اور جملہ اوصاف و کمالات میں یکتا اور بے مثل ماننا اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنا توحید کہلاتا ہے۔

2- عقیدۂ توحید کی وضاحت چند جملوں میں کریں۔

جواب: تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اسی کے حکم کے مطابق چل رہی ہے۔ کائنات میں اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ تمام عیبوں سے پاک اور تمام کمالات کا مالک ہے۔ وہ اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات اور افعال میں وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ہے۔

3- انبیا کرام علیہم السلام کی تبلیغ کا مشترکہ نکتہ کیا تھا؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک اس دنیا میں جتنے انبیا کرام علیہم السلام تشریف لائے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے واحد و یکتا ہونے کی تبلیغ کی۔

4- سورۃ الاخلاص کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجیے وہ اللہ ایک (ہی) ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے۔ اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور نہ کوئی اُس کے برابر ہے۔

5- عقیدۂ توحید کی اہمیت مختصراً بیان کریں۔

جواب: عقیدۂ توحید کو تمام اُمور دین پر اہمیت اور اوّلیت حاصل ہے۔ عقیدۂ توحید کے بغیر کوئی عبادت اور عمل قبول نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اہم ترین حق اس کی وحدانیت پر ایمان رکھنا ہے۔ جو شخص عقیدۂ توحید اختیار کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے نجات عطا فرمائیں گے۔

6- عقیدۂ توحید کی اقسام کے نام لکھیں۔

جواب: عقیدۂ توحید کی تین اقسام یہ ہیں: 1- توحید ربوبیت 2- توحید اُلوہیت 3- توحید اسماء و صفات

7- توحید ربوبیت کیا ہے؟

جواب: توحید ربوبیت یہ ہے کہ انسان اس بات پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق و مالک اور رازق ہے۔ اس میں کوئی اور اس کا شریک نہیں ہے۔

8- توحید ربوبیت کی دلیل میں قرآنی آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ ہی ہے جس نے تمھیں پیدا فرمایا پھر اس نے تمھیں رزق عطا فرمایا پھر وہ تمھیں موت دیتا ہے پھر وہی تمھیں زندہ فرمائے گا، کیا تمھارے شریکوں میں (بھی) کوئی ایسا ہے؟ جو ان میں سے کوئی (بھی) کام کر سکتا ہو، وہ (اللہ) پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے، جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

9- توحید اُلوہیت کی وضاحت کریں۔

جواب: توحید اُلوہیت سے مراد یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور اس کی عبادت میں کوئی اس کا شریک نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا قطعاً جائز نہیں اور پھر پوری زندگی اس کے احکام کے تحت گزارنا توحید اُلوہیت ہے۔

10- توحید اسماء وصفات سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء اور صفات میں یکتا اور تنہا ماننا توحید اسماء وصفات ہے، یعنی اعتقاد رکھنا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے واحد، اکیلا اور یکتا ہے، اسی طرح وہ اپنے اسماء وصفات اور افعال میں بھی واحد اور یکتا ہے۔

11- شرک کا ارتکاب کون کرتا ہے؟

جواب: جو شخص عقیدۂ توحید پر ایمان نہیں رکھتا، وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔ عقیدۂ توحید کا انکار شرک ہے۔

12- شرک کی اقسام بیان کریں۔

جواب: شرک کی تین اقسام ہیں: 1- ذات میں شرک 2- اُلوہیت میں شرک 3- صفات میں شرک

13- ذات میں شرک کی وضاحت کریں۔

جواب: ذات میں شرک سے مراد ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر اور برابر سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کو کسی کی اولاد سمجھنا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی اولاد سمجھنا، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی اور کو ماننا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی بیٹی یا بیٹا ماننا، اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کہلاتا ہے۔

14- ذات میں شرک کے حوالے سے قرآنی آیت مع ترجمہ لکھیں۔

جواب: لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ (سُوْرَةُ الْاِخْلَاص:3) ترجمہ: نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔

15- اُلوہیت میں شرک کی وضاحت کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو عبادت میں شریک کرنا اُلوہیت میں شرک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے۔

16- اُلوہیت میں شرک کے حوالے سے قرآنی آیت مع ترجمہ لکھیں۔

جواب: اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْل:23) ترجمہ: کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

17- اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک کی وضاحت کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور ذات یا شخصیت میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات ماننا اور اعتقاد رکھنا صفات میں شرک کہلاتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ جیسی صفات، اس جیسا علم اور قدرت کسی دوسرے کے لیے سمجھنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک ہے۔

18- صفات میں شرک کے حوالے سے قرآنی آیت مع ترجمہ لکھیں۔

جواب: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ (سُوْرَةُ الشُّوْرٰى:11) ترجمہ: اس (اللہ) جیسی کوئی شے نہیں۔

19- مخلوق میں پائی جانے والی صفات اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی مختصراً وضاحت کریں۔

جواب: تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور اس میں جو صفات پائی جاتی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں، وہ کسی کی عطا کردہ نہیں ہیں۔

20- عقیدۂ توحید کو ماننے والا شخص کس طرح غیرت مند اور بہادر ہوتا ہے؟

جواب: عقیدۂ توحید کو ماننے والا شخص غیرت مند اور بہادر ہوتا ہے، کیوں کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ تمام قوتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، وہ صرف اور صرف اسی کے سامنے جھکتا ہے اور صرف اسی سے ڈرتا ہے۔

21- عقیدۂ توحید کس طرح انسان میں عجز وانکساری پیدا کرتا ہے؟

جواب: عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے سے انسان میں عجز وانکسار پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ لہٰذا بندے کے لیے تکبر وغرور کی کوئی گنجائش نہیں۔

22- عقیدۂ توحید کو ماننے والا انسان کیوں تنگ نظر نہیں ہوتا؟

جواب: عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا شخص تنگ نظر نہیں ہوتا۔ اس کا اس بات پر ایمان ہوتا ہے کہ تمام کائنات کا خالق اور سب کو پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے، اسی وجہ سے وہ ساری مخلوق کی بھلائی اور بہتری چاہتا ہے۔

23- عقیدۂ توحید انسان میں کون سی صفات پیدا کرتا ہے جس سے وہ مشکلات میں پریشان نہیں ہوتا؟

جواب: عقیدۂ توحید انسان میں صبر وقناعت، بلند ہمتی اور توکل جیسی صفات پیدا کرتا ہے، جس کی وجہ سے انسان مشکل سے مشکل کام اور بڑی سے بڑی تکلیف سے پریشان نہیں ہوتا۔

24- انسان ذات پات اور معاشرتی تقسیم سے کیوں کر آزاد ہو سکتا ہے؟

جواب: عقیدۂ توحید انسانوں کے درمیان مساوات اور برابری کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ ذات پات اور دیگر معاشرتی تقسیم سے آزاد کر دیتا ہے۔

25- عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا شخص کیسی زندگی گزارتا ہے؟

جواب: عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا انسان پُرامید ہوتا ہے اور وہ پُرسکون اور اطمینان بخش زندگی گزارتا ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- عقیدۂ توحید کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا، وضاحت کریں۔

جواب: اسلامی عقائد میں سب سے پہلے عقیدۂ توحید ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک اس دنیا میں جتنے انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے واحد ویکتا ہونے کی تبلیغ کی۔ کوئی شخص عقیدۂ توحید کے بغیر اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بغیر دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔

2- قرآن مجید میں کس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کو رد کیا گیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ

ترجمہ: نہ وہ (اللہ) کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا ہے۔

3- عقیدۂ توحید پر ایمان انسان کو تنگ نظری سے کیسے نجات دلاتا ہے؟

جواب: عقیدۂ توحید کا ماننے والا یقین رکھتا ہے کہ ساری مخلوق اور تمام انسانوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لیے وہ تنگ نظری کو ختم کر کے ساری مخلوق کی بھلائی اور بہتری چاہتا ہے۔

4- عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا مساوات پر کس طرح یقین رکھتا ہے؟

جواب: عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا انسان تمام لوگوں کو ایک اللہ کی مخلوق سمجھتا ہے۔ اس لیے وہ انسانوں کے درمیان مساوات اور برابری پر یقین رکھتا ہے اور ہر قسم کی معاشرتی تقسیم کو رد کر دیتا ہے۔

5- اللہ تعالیٰ کی صفات، مخلوق کی صفت سے کس طرح مختلف ہوتی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں۔ وہ کسی کی عطا کردہ نہیں جب کہ مخلوق میں پائی جانے والی صفات اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) توحید کا لغوی معنی ہے:

(الف) ایک ماننا (ب) اطاعت کرنا (ج) حصہ دار ٹھہرانا (د) برابری کرنا

(ii) اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا خالق، مالک اور رازق ماننا کہلاتا ہے:

(الف) توحید ربوبیت (ب) توحید اُلوہیت (ج) توحید اسماء (د) توحید صفات

(iii) قرآن مجید کی کون سی سورت میں عقیدۂ توحید بیان کیا گیا ہے؟

(الف) اَلْکَوْثَر (ب) اَلْاِخْلَاص (ج) اَلْفَلَق (د) اَلنَّاس

(iv) شرک کا لغوی معنی ہے:

(الف) حصہ دار بنانا (ب) ایک ماننا (ج) مالک سمجھنا (د) بھلائی کرنا

(v) لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ میں نفی کی گئی ہے:

(الف) ذات میں شرک کی (ب) صفات میں شرک کی (ج) اُلوہیت میں شرک کی (د) اسما میں شرک کی

جوابات

(i) ایک ماننا (ii) توحید ربوبیت (iii) اَلْاِخْلَاص (iv) حصہ دار بنانا (v) ذات میں شرک کی

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) شرک کا مفہوم بیان کریں۔

جواب: شرک کا لفظی معنی حصہ دار اور ساجھی ٹھہرانا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اُلوہیت اور اسماء صفات میں کسی کو اس کا شریک اور حصہ دار بنانا شرک کہلاتا ہے۔

(ii) شرک کی کوئی سی دو اقسام بیان کریں۔

جواب: شرک کی دو اقسام ہیں: 1- ذات میں شرک 2- اُلوہیت میں شرک

(iii) عقیدۂ توحید کے کوئی سے دو اثرات لکھیں۔

جواب: 1- عقیدۂ توحید کو ماننے والا شخص غیرت مند اور بہادر ہوتا ہے، کیوں کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ تمام قوتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ صرف اور صرف اسی کے سامنے جھکتا ہے اور صرف اُسی سے ڈرتا ہے۔

2- عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے سے انسان میں عجز و انکسار پیدا ہوتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ لہٰذا بندے کے لیے تکبر و غرور کی کوئی گنجائش نہیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) عقیدۂ توحید پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے سوال 1

سرگرمیاں

○ طلبہ عقیدۂ توحید سے متعلق قرآن و حدیث کے حوالوں کے ساتھ تحقیقی نوٹ تیار کریں۔

جواب: عقیدۂ توحید دین اسلام کی اساس ہے۔ مسلمان ہونے کے لیے بنیادی شرط ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کیا جائے۔ توحید کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا، عربی میں ایک کو واحد اور احد کہا جاتا ہے۔ توحید سے یہ بھی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، عبادات اور افعال میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، وہ واحد و یکتا ہے، اس کے سوا کوئی بھی معبود برحق نہیں ہے۔

قرآن مجید میں کئی مقامات پر عقیدۂ توحید کی وضاحت کی گئی ہے، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1- قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ (الاخلاص:1)

ترجمہ: آپ فرما دیجیے وہ اللہ ایک ہے۔

2- وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (البقرہ:163)

ترجمہ: اور تمھارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔

3- اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (اسرائیل:23)

ترجمہ: کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

4- لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (الشوریٰ:11)

ترجمہ: اس (اللہ) جیسی کوئی شے نہیں ہے۔

5- هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (الزمر:4)

ترجمہ: وہی اللہ تعالیٰ ہے یگانہ اور قوت والا۔

مذکورہ بالا آیات کے علاوہ بہت سی ایسی احادیث ہیں جن میں عقیدۂ توحید پر زور دیا گیا ہے۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

1- توحید جنت کو واجب کر دیتی ہے اور شرک دوزخ کو۔ (صحیح بخاری:914)

2- ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں، ان میں سے افضل کلمہ توحید کی ادائیگی ہے۔ (سنن نسائی:5008)

3- سب سے زیادہ فضیلت والا عمل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بہترین دعا استغفار ہے۔ (جامع ترمذی:3383)

○ اساتذہ کرام نظام کائنات کے متعلق سائنسی ویڈیو دکھا کر طلبہ کے مابین خالق کائنات کی قدرت پر مذاکرہ کروائیں۔

جواب: عملی کام۔

2- عقیدۂ رسالت

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- عقیدۂ رسالت کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں۔
- عقیدۂ رسالت کے مفہوم، اہمیت اور ضرورت کو سمجھ سکیں۔
- انبیائے کرام علیہم السلام اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی نمایاں خصوصیات اور عظمت کا فہم حاصل کر سکیں۔
- عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق آگاہی حاصل کر سکیں۔
- عقیدۂ رسالت کی روح کو سمجھتے ہوئے عملی زندگی میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی عزت و تکریم کر سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی نمایاں خصوصیات، عظمت اور عقیدۂ ختم نبوت کو ایمان کا لازمی حصہ سمجھ سکیں۔
- عقیدۂ رسالت کی روشنی میں اپنے اعمال کا جائزہ لے سکیں اور اپنی زندگیوں میں عقیدۂ ختم نبوت کے اثرات کو جان سکیں۔

سوال 4: عقیدۂ رسالت پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: رسالت کا مفہوم

رسالت کے لغوی معنی پیغام رسانی یا پیغام پہنچانا کے ہیں اور پیغام پہنچانے والے کو رسول کہتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کا کسی برگزیدہ اور منتخب کیے ہوئے بندے کو انسانوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے بھیجنا رسالت کہلاتا ہے، جس ہستی کو اللہ تعالیٰ اپنے پیغام کی تبلیغ کے لیے اپنی مخلوق کی طرف بھیجتا ہے، اسے رسول کہتے ہیں۔

رسالت کی ضرورت و اہمیت

اسلام کے عقائد میں توحید کے بعد عقیدۂ رسالت کا درجہ ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام، اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان سفیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے انسانوں کی ہدایت اور راہ نمائی کا انتظام فرمایا۔ یہ ہدایت اور راہ نمائی اللہ تعالیٰ کے انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے سے مہیا کی گئی۔ انبیائے کرام علیہم السلام اپنے معاشرے کے پاک اور بے حد نیک انسان ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر وحی کے ذریعے سے اپنے احکام نازل فرماتا ہے۔ نبوت اور رسالت کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ختم ہوا۔

1- ہدایت و راہ نمائی

تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد انسانوں کے اخلاق کی اصلاح اور انھیں اللہ تعالیٰ کی بندگی کے طریقے سکھانا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی اقوام پیدا فرمائیں، ان سب کے لیے نبی اور رسول مبعوث فرمائے، تاکہ وہ ان اقوام تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا پیغام پہنچا سکیں اور راہ نمائی کر سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا ہے خوش خبری دینے والا ڈرانے والا (رسول) بنا کر اور کوئی اُمت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔ (سُوْرَۃُ الْفَاطِر: 24)

2- روحانی و قلبی مشکلات کا حل

رسول اور نبی کا کام انسانوں کی اصلاح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل، ارادہ، سوچنے اور سمجھنے کی جو قوت عطا کر رکھی ہے اس کی بدولت وہ اپنے اعمال میں آزاد اور خود مختار ہے اور اسی سبب سے وہ اشرف المخلوقات ہے۔ اگر انسان اپنے ارادے کی آزادی سے کام لے کر اپنی من مانیاں کرنے لگے تو معاشرے میں بگاڑ کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا ارادے کی اصلاح کے لیے دل کی اصلاح ضروری ہے۔ یہی وہ کام ہے جو نبی اور رسول کرتا

ہے۔ جہاں بڑے بڑے فلسفیوں اور حکیموں کی عقل حیران اور مجبور رہ جاتی ہے وہاں ایک رسول اور نبی وحی الٰہی کی رہنمائی میں انسانوں کی روحانی و قلبی مشکلات کی عقدہ کشائی کرتا ہے۔

3- اخلاق کی اصلاح

نبی یا رسول بُرے اخلاق کی بیخ کنی کرتا ہے اور انسانوں کے اندر اچھے اخلاق کی تخم ریزی کرتا ہے۔ غلط رسم و رواج کو دور کرتا ہے اور انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے آزاد کر کے صرف ایک اللہ کا بندہ بنا دیتا ہے۔

4- اعمال کے انجام سے آگاہی

انسان کی سیرت اور کردار کی تعمیر کا دارومدار اس بات پر ہے کہ انسان اپنے اعمال کے انجام سے واقف ہو اور یہ واقفیت اور آگاہی ہمیں انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۔ ترجمہ: رسول خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے ہوتے ہیں۔

مبشر اس اعتبار سے کہ وہ نیک اعمال کے اچھے انجام سے آگاہ کرتے ہیں اور نذیر اس اعتبار سے کہ انسانوں کو بُرے اعمال کے انجام سے آگاہ کرتے ہیں۔

5- عملی نمونہ

انبیا اور رسل علیہم السلام صرف اچھی باتیں ہی لوگوں کو نہیں سناتے بلکہ خود بہتر سے بہتر عمل کر کے دوسروں کو بھی اس کا عامل بناتے ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام ہمارے سامنے مثالی کردار پیش کرتے ہیں جس پر عمل پیرا ہو کر انسان دونوں جہانوں کی کامیابی اور کامرانی حاصل کر سکتے ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام اپنے عمل سے احکام الٰہی کی تشریح کرتے ہیں جس سے ان احکام پر منشا الٰہی کے مطابق عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ (الاحزاب: 21)

ترجمہ: بے شک تمھارے لیے رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔

سوال 5: انبیائے کرام علیہم السلام کی صفات و خصوصیات تحریر کریں۔ (یا) رسالت کی خصوصیات تحریر کریں۔

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام کی صفات

اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو بہت سی خصوصیات عطا فرمائیں، جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

1- بشریت

بشریت کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام بھیجے وہ سارے کے سارے انسان تھے۔ ان کا تعلق جنات یا فرشتوں کے کسی گروہ سے نہیں تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى (سورۃ یوسف: 109)

ترجمہ: اور آپ سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ انسان ہی تھے۔ ان کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے اور وہ انھی بستیوں کے رہنے والے تھے۔

2- عطیہ خداوندی

رسالت و نبوت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو انسان محنت سے حاصل کر لے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا نبی اور رسول چن لیتا ہے۔ یعنی منصب رسالت کسی خاص عمل یا کوشش کے ذریعے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ملتا ہے۔

سورۃ الجمعہ میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔" (سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ: 4)

3- الہامی تعلیم

نبی کے علم و ہدایت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ نبی کی تعلیم الہامی ہوتی ہے یعنی وہ جو بھی تعلیم دیتا ہے، وحی الٰہی پر مبنی ہوتی ہے۔ کسی انسان سے تعلیم حاصل کر کے یا اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے متعلق فرماتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (سورۃ النجم:3،4)

ترجمہ: اور وہ (نبی ﷺ) خواہش نفس سے کلام نہیں کرتا، بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو اُسے کی جاتی ہے۔

4- قول و فعل میں مطابقت

انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس وصف سے بھی نوازا ہوتا ہے کہ وہ جو بات کہتے ہیں سب سے پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھاتے ہیں۔ فلسفی یا دانا آدمی اچھی سے اچھی بات ضرور کر لیتے ہیں مگر خود اس پر عمل کر کے نہیں دکھاتے مگر انبیائے کرام علیہم السلام اپنی تعلیمات پر سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر خود عمل کرتے ہیں۔

5- معجزات کا عطا کیا جانا

انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نبوت کی دلیل کے لیے کچھ ایسی چیزیں یا نشانیاں عطا کرتا ہے جس سے دوسرے لوگ عاجز ہوتے ہیں۔ معجزات اس بات کا ثبوت ہوتے ہیں کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والا شخص واقعی اللہ تعالیٰ کا نبی ہے۔ ایک عام آدمی اپنے تمام تر کمالات کے باوجود بھی ظاہر نہیں کر سکتا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا مقابلہ ہوا تو آپ علیہ السلام کا عصا تمام سانپوں کو نگل گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر جادوگر ایمان لے آئے۔

6- معصومیت

انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس خوبی سے بھی نوازا ہوتا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ ان کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی خصوصی نگہداشت میں گزرتی ہے۔ نبی نفسانی خواہشات اور شیطان کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بے پناہ اخلاقی و روحانی قوت عطا کی ہوتی ہے جو اسے گناہوں سے بچائے رکھتی ہے۔

7- انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان

رسول یا نبی جس امت میں مبعوث ہوتا ہے اس کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اس پر ایمان لائے، نہ صرف اپنے وقت کے نبی پر بلکہ پہلے انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لانا بھی ضروری ہوتا ہے۔ کسی ایک نبی کا انکار کفر ہے۔ قرآن مجید انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لانے کی حقیقت یوں بیان کرتا ہے:

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (سورۃ البقرہ:285) ترجمہ: ہم اس کے رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔

8- اطاعت انبیا کرام علیہم السلام

انبیائے کرام علیہم السلام کی اطاعت واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسولوں کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝ (سورۃ محمد:33)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔

سوال 6: رسالت محمدی (ﷺ) کے خصائص تحریر کریں۔

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام کے اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ انبیائے کرام علیہم السلام کو جو امتیازات الگ الگ عطا فرمائے تھے، وہ آپ ﷺ کی ذات گرامی میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ آپ ﷺ کو بہت سے ایسے خصائص سے بھی نوازا گیا جو آپ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے اہم ترین خصائص درج ذیل ہیں:

1- عالمگیر نبوت

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے پہلے آنے والے انبیائے کرام علیہم السلام کسی خاص قوم یا قبیلے کی طرف مبعوث کیے گئے، لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ کا امتیاز یہ ہے کہ آپ کو قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے پہلے جتنے انبیا و رسل علیہم السلام بھیجے گئے، ان کا دائرہ تبلیغ محدود تھا۔ وہ اپنی اپنی قوم یا مخصوص علاقے کے لیے نبی بن کر تشریف لائے جب کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو ارض کے کسی خاص خطے یا قوم کے لیے نبی بنا کر نہیں بھیجے گئے بلکہ ساری دنیا کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے خود حکم الٰہی اپنی عالمگیر نبوت کا اعلان یوں کیا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (سورۃ الاعراف:158)

ترجمہ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

2- تکمیل دین

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے پہلے جتنے انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے انھیں اس دور کے حالات اور عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر شریعت عطا کی جاتی تھی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ پر اللہ تعالیٰ کے دین کی تکمیل کر دی گئی جو قیامت تک کے انسانوں کے لیے ہدایت و راہ نمائی کا کام دے گی۔ قرآن مجید کا اعلان ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورۃ المائدہ:3)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام بطور دین پسند کر لیا۔

3- جامعیت

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ایک امتیازی وصف جامعیت ہے۔ آپ ﷺ سے پہلے نبیوں کی زندگیاں انسانی زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ نہیں کرتی تھیں جب کہ رسالت محمدی (ﷺ) زندگی کا نہایت جامع ضابطہ پیش کرتی ہے۔ انسانی حیات کا کوئی بھی گوشہ خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، معاشی ہو یا سیاسی، معاشرتی ہو یا روحانی، رہنمائی سے محروم نہیں ہے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے:

"بُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً"۔ ترجمہ: "میں سب لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں"۔

4- حفاظتِ قرآن

سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام پر جو کتابیں اور صحائف نازل ہوئے اب ان کی تعلیمات بالکل مٹ چکی ہیں یا اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں، لیکن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید آج بھی اپنی اصلی شکل میں موجود ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (سورۃ الحجر:9)

ترجمہ: بے شک ہم نے اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

5- حفاظتِ سنت نبوی خاتم النبیین ﷺ

سنت نبوی خاتم النبیین ﷺ قرآن مجید کی شرح و تفسیر ہے جو قیامت تک کے انسانوں کے لیے سرچشمہ ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی طرح سنت نبوی خاتم النبیین ﷺ کی حفاظت کا بھی اہتمام کیا ہے۔ ہر دور میں محدثین کی ایسی جماعت موجود رہی ہے جنھوں نے سنت نبوی خاتم النبیین ﷺ کی حفاظت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ ان کی سخت محنت کے نتیجے میں حدیث کی مستند اور معتبر کتب وجود میں آئیں جو حفاظتِ سنت کا ذریعہ ہیں۔

6- سابقہ شریعتوں کا نسخ

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی شریعت نے اپنے سے پہلے نازل ہونے والی تمام شریعتوں مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ اب صرف شریعت محمدی (خاتم النبیین ﷺ) پر عمل کیا جائے گا۔ جو کوئی اس کے علاوہ کسی اور شریعت کی پیروی کرے گا وہ گمراہ ہے۔ فرمان ربانی ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (سورہ آل عمران:85)

ترجمہ: اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو تلاش کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

7- ختم نبوت

رسالت محمدی (خاتم النبیین ﷺ) کو اللہ تعالیٰ نے یہ خاص وصف عطا کیا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام آئے ہیں ان میں سے ہر ایک کے بعد دوسرا نبی تشریف لے آتا تھا مگر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ﷺ) کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں اس بات کی گواہی دی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورۃ الاحزاب: 40)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی مرد کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے خود متعدد احادیث میں اس بات کی گواہی دی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

سوال 7: عقیدۂ ختم نبوت پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: ختم نبوت کا مفہوم

عربی زبان میں "خاتم" کا معنی اس مہر کے ہیں جو لفافے پر اس لیے لگائی جاتی ہے کہ اس میں کوئی کمی بیشی نہ کی جا سکے۔ گویا آپ خاتم النبیین ﷺ کے آنے سے نبوت و رسالت کا سلسلہ سربمہر ہو گیا۔

اسلامی اصطلاح میں ختم نبوت سے مراد یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ﷺ) اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ نبوت و رسالت کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا وہ آنحضرت خاتم النبیین ﷺ پر ختم ہو گیا۔ اب قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کاذب (جھوٹا)، کافر اور منکر قرآن ہو گا۔

ختم نبوت از روئے قرآن

1- اللہ تعالیٰ کی گواہی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ﷺ) کے آخری نبی ہونے کا اعلان یوں فرمایا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سُوْرَةُ الْاَحْزَاب:40)

ترجمہ: نہیں ہیں (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ﷺ ہیں۔

2- محفوظ دین

حضور خاتم النبیین ﷺ سے پہلے بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام آئے لیکن دنیا آج ان میں سے اکثر کے ناموں سے بھی واقف نہیں۔ اسی طرح قرآن مجید سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں میں سے بھی کوئی بھی اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کی شریعت کو باقی رکھا گیا ہے اور آپ خاتم النبیین ﷺ سے پہلے کی شریعتیں یا تو مٹ گئیں یا ان میں اس قدر ردوبدل ہو گیا کہ اب وہ اپنی اصل حالت میں موجود نہیں لیکن آنحضور خاتم النبیین ﷺ کی لائی ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف محفوظ ہے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو روز روشن کی طرح صاف اور واضح ہے۔ دین محمدی خاتم النبیین ﷺ کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے رکھی ہے اس لیے یہ قیامت تک محفوظ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (سُوْرَةُ الْحِجْر:9)

ترجمہ: ہم نے خود اُتاری ہے یہ نصیحت اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

3- تکمیل دین

سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام سے جس شریعت کا آغاز ہوا تھا حضور خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے بعد اس شریعت کو مکمل کر دیا گیا۔ اس بات کا اعلان اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں کیا ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورۃ المائدہ:3)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے اسلام کو بطور دین تمہارے لیے پسند کیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتا دیا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ﷺ) کی بعثت کے ساتھ دین اسلام کی تکمیل ہو گئی ہے۔ تکمیل دین کا مطلب ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں شریعت محمدی (خاتم النبیین ﷺ) سے رہنمائی نہ ملتی ہو۔

4- عالمگیریت

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ﷺ) کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا تو حکم دیا۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (سورۃ الاعراف:158)

ترجمہ: آپ (خاتم النبیین ﷺ) کہہ دیجیے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

گویا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ﷺ) کا پیغام عالمگیر تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوری انسانیت کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ کا پیغام انسانوں تک پہنچایا اور کسی نئے نبی یا رسول کے آنے کی ضرورت کو ختم کر دیا اسی لیے قرآن کریم نے آپ ﷺ کو خاتم النبیین کے اعزاز سے نوازا ہے۔

ختم نبوت از روئے احادیث

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

1- "میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔" (جامع ترمذی:2219)

2- میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیائے کرام علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی مگر ایک کنارے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ اور وہ اینٹ میں ہوں۔ (بخاری)

3- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے تین مرتبہ ہم سے فرمایا: میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ﷺ) نبی اُمّی ہوں۔ پھر فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (مسند احمد)

4- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

ان تمام روایات کے مطالعہ سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ﷺ) آخری نبی ہیں اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہر شخص جھوٹا ہے۔

اجماع اُمت

قرآن و احادیث کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد تمام مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اب قیامت تک حضور اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آسکتا۔ ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جن لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے نبوت کے ان جھوٹے دعوے داروں کے خلاف جہاد کیا۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: عقیدۂ رسالت کے اثرات اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: عقیدۂ رسالت پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے۔ عقیدۂ رسالت کے اثرات مندرجہ ذیل ہیں:

(i) عقیدۂ رسالت کے انفرادی اثرات: عقیدۂ رسالت انسان کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا داعی بناتا ہے جس سے نیک و بد میں تمیز میسر آتی ہے۔ یہ عقیدہ انسان میں خودسری کا خاتمہ کر کے عجز و انکساری پیدا کرتا ہے۔ یہ عقیدہ قربِ الٰہی کا ضامن ہے۔ اس عقیدے سے انسان کے کردار میں پاکیزگی اور عمل و فکر کی تطہیر ہوتی ہے۔ یہ عقیدہ زندگی کے بنیادی مسائل کے تسلی بخش جوابات سے فکری اطمینان عطا کرتا ہے۔

(ii) عقیدۂ رسالت کے اجتماعی اثرات: عقیدۂ رسالت اخوت و محبت، مساوات، تعاون و ہمدردی کے جذبات ابھارتا ہے۔ یہ عقیدہ حقوق کی ادائیگی پر اکساتا ہے۔ یہ عقیدۂ معاشرے کو پاکیزہ و اسلامی بناتا ہے۔ یہ عقیدہ مفادات کا خاتمہ کر کے اخلاقی قدروں جیسے عدل، احسان عہد و پیمان اور برائیوں کے خلاف جہاد وغیرہ کو پروان چڑھاتا ہے۔

سوال 2: عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تقاضے سمجھ کر ہمیں کس طرح اپنی زندگی گزارنی چاہیے؟ وضاحت کریں۔

جواب: عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تقاضے سمجھ کر ہمیں اس طرح اپنی زندگی گزارنی چاہیے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا بے حد احترام کریں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات کو برحق سمجھیں انبیائے کرام علیہم السلام نے جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کی صدا بلند کرنی چاہیے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بکثرت درود شریف پڑھا جائے۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے آمادہ کیا جائے اور معاشرتی برائیوں کے خاتمہ کے لیے اپنا کردار ادا کیا جائے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- پیغام پہنچانے والے کو کہتے ہیں:
(A) فرشتہ (B) برگزیدہ (C) ولی (D) رسول

2- اللہ تعالیٰ کا کسی برگزیدہ اور منتخب کیے ہوئے بندے کو انسانوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے بھیجنا، کہلاتا ہے:
(A) ملائکہ (B) رسالت (C) نبوت (D) توحید

3- جس ہستی کو اللہ تعالیٰ اپنے پیغام کی تبلیغ کے لیے اپنی مخلوق کی طرف بھیجتا ہے، اُسے کہتے ہیں:
(A) فرشتہ (B) ولی اللہ (C) خلیل اللہ (D) رسول

4- اسلام کے عقائد میں توحید کے بعد درجہ ہے:
(A) آخرت کا (B) تقدیر کا (C) رسالت کا (D) ایمان بالملائکہ

5- اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان سفیر ہوتے ہیں:
(A) انبیا کرام علیہم السلام (B) اولیا کرام (C) فرشتے (D) جنات

6- معاشرے کے پاک اور بے حد نیک انسان ہوتے ہیں:
(A) اولیا کرام (B) تاجر (C) کاشت کار (D) انبیائے کرام علیہم السلام

7- اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم السلام پر اپنے احکام نازل کرتا ہے:
(A) براہ راست (B) کلام کر کے (C) وحی کے ذریعے (D) الہام کر کے

8- رسالت کا سلسلہ شروع ہوا:
(A) حضرت آدم علیہ السلام سے (B) حضرت ادریس علیہ السلام سے (C) حضرت نوح علیہ السلام سے (D) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے

9- رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا:
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر (B) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
(C) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (D) حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر

10- انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کے مقاصد میں سے ہے:
(A) معاشی ترقی (B) سماجی ترقی (C) انسانوں کے اخلاق کی اصلاح (D) اسلامی حکومت کا قیام

11- اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں بھیجے:
(A) نبی اور رسول (B) معلم (C) خدمت گار (D) قاضی

12- کوئی امت ایسی نہیں جن میں کوئی نہ گزرا ہو:
(A) ولی (B) عالم (C) ڈرانے والا (D) عابد

13- درسی کتاب کے مطابق نبی اور رسول تمام مخلوق سے بلند ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں:
(A) اعلیٰ نسب کی وجہ سے (B) مرتبے اور عقل و فہم کے اعتبار سے
(C) عزت و شہرت کی وجہ سے (D) سخاوت اور نیک دلی کی وجہ سے

14- معصوم ہوتے ہیں:
(A) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (B) تابعین (C) ائمہ کرام (D) انبیائے کرام علیہم السلام

15- انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت اور رسالت ہوتی ہے:
(A) وہبی (B) کسبی (C) دائمی (D) عارضی

16- کن کی اطاعت واجب ہوتی ہے؟
(A) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (B) انبیائے کرام علیہم السلام (C) تابعین (D) محدثین

17- اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت نہ کرنے سے:
(A) مالی نقصان ہوتا ہے (B) قحط نازل ہوتا ہے (C) اعمال ضائع ہوتے ہیں (D) اخلاق تباہ ہوتے ہیں

18- تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے امتیازات جمع کر دیے گئے:
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات میں (B) حضرت آدم علیہ السلام کی ذات میں
(C) حضرت سلیمان علیہ السلام کی ذات میں (D) حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں

19- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا ہے:
(A) اہل عرب کے لیے (B) اہل فارس کے لیے
(C) قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے (D) بنی اسرائیل اور عرب والوں کے لیے

20- اب صرف واجب الاطاعت ہے:
(A) شریعت محمدی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) (B) شریعت عیسیٰ علیہ السلام
(C) شریعت موسیٰ علیہ السلام (D) شریعت ابراہیم علیہ السلام

21- اللہ تعالیٰ نے دین کی تکمیل کی:
(A) حضرت آدم علیہ السلام پر (B) حضرت یعقوب علیہ السلام پر
(C) حضرت داؤد علیہ السلام پر (D) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

22- اللہ تعالیٰ نے بطور دین پسند کیا:
(A) یہودیت کو (B) عیسائیت کو (C) اسلام کو (D) مجوسیت کو

23- سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام پر نازل شدہ کتابیں اور صحائف کی تعلیم کا کیا ہوا؟
(A) ان پر عمل مشکل ہو گیا (B) ان کی تعلیمات مٹ گئیں یا اصلی حالت میں موجود نہیں
(C) ان کی تعلیم منسوخ ہو گئی (D) ان کے ماننے والے ختم ہو گئے

24- آج بھی اپنی اصل شکل میں موجود ہے:
(A) قرآن مجید (B) تورات (C) زبور (D) انجیل

25- نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا:
(A) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (B) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
(C) حضرت داؤد علیہ السلام پر (D) حضرت سلیمان علیہ السلام پر

26- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے مردوں میں سے کسی کے نہیں ہیں:
(A) باپ (B) بیٹے (C) بھتیجے (D) بھانجے

27- اب قیامت تک نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آ سکتا ہے۔ اس پر امت مسلمہ کا ہے:
(A) فیصلہ (B) قیاس (C) اجماع (D) پہرہ

28- کن کے دور میں لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا؟
(A) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم (B) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
(C) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

29- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
(A) ان کو قتل کیا (B) ان کو معاف کیا (C) ان کو جلاوطن کیا (D) ان کے خلاف جہاد کیا

جوابات

1- (D)	2- (B)	3- (D)	4- (C)	5- (A)	6- (D)	7- (C)	8- (A)	9- (D)	10- (C)
11- (A)	12- (C)	13- (B)	14- (D)	15- (A)	16- (B)	17- (C)	18- (D)	19- (C)	20- (A)
21- (D)	22- (C)	23- (B)	24- (A)	25- (B)	26- (A)	27- (C)	28- (B)	29- (D)	

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- جس ہستی کو اللہ تعالیٰ اپنے پیغام کی تبلیغ کے لیے اپنی مخلوق کی طرف بھیجتا ہے، اسے کہتے ہیں:
(A) رسول (B) نبی (C) ملائکہ (D) سفیر

2- وہ کون سا عقیدہ ہے جسے توحید کے بعد کا درجہ حاصل ہے؟
(A) عقیدۂ آخرت (B) عقیدۂ رسالت (C) عقیدۂ ختم نبوت (D) عقیدۂ ملائکہ

3- جو منصب کسی خاص کوشش یا عمل سے حاصل نہیں کیا جا سکتا:
(A) منصب حکومت (B) منصب ولایت (C) منصب حکومت (D) منصب نبوت

4- کس کی بعثت سے سابقہ تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں؟
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام (B) حضرت موسیٰ علیہ السلام
(C) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (D) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

5- ختم نبوت کا مفہوم ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں:
(A) پہلے (B) دوسرے (C) تیسرے (D) آخری

6- کس خلیفہ نے نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کے خلاف جہاد کیا؟
(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (B) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
(C) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (D) حضرت علی رضی اللہ عنہ

7- ختم نبوت کا ذکر آیا ہے؟
(A) پہلی تمام کتب میں (B) صرف قرآن مجید میں (C) صرف احادیث میں (D) قرآن اور احادیث میں

جوابات

1- (A)	2- (B)	3- (D)	4- (D)	5- (D)	6- (A)	7- (C)			

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- شریعت کی اصطلاح میں رسالت سے کیا مراد ہے؟
جواب: رسالت کے لغوی معنی پیغام رسانی یا پیغام پہنچانا کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کا کسی برگزیدہ اور منتخب کیے ہوئے بندے کو انسانوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے بھیجنا رسالت کہلاتا ہے۔

2- رسول کسے کہتے ہیں؟
جواب: جس ہستی کو اللہ تعالیٰ اپنے پیغام کی تبلیغ کے لیے اپنی مخلوق کی طرف بھیجتا ہے، اسے رسول کہتے ہیں۔

3- اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور راہ نمائی کا کیا انتظام فرمایا؟
جواب: اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے انسانوں کی ہدایت اور راہ نمائی کا انتظام فرمایا۔ یہ ہدایت اور راہ نمائی اللہ تعالیٰ کے انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے سے مہیا کی گئی۔

4- انبیائے کرام علیہم السلام کے چار اوصاف تحریر کریں۔
جواب: 1- انبیائے کرام علیہم السلام اپنے معاشرے کے پاک اور بے حد نیک انسان ہوتے ہیں۔
2- اللہ تعالیٰ ان پر وحی کے ذریعے سے اپنے احکام نازل فرماتا ہے۔
3- انبیائے کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ 4- انبیائے کرام علیہم السلام کی اطاعت واجب ہے۔

5- نبوت اور رسالت کا سلسلہ کہاں سے شروع ہوا اور کہاں پر ختم ہوا؟

جواب: نبوت اور رسالت کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد ﷺ پر آ کر ختم ہوا۔

6- انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟

جواب: تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد انسانوں کے اخلاق کی اصلاح اور انھیں اللہ تعالیٰ کی بندگی کے طریقے سکھانا تھا۔

7- اللہ تعالیٰ نے سب اقوام میں اپنا پیغام پہنچانے کا کیا اہتمام کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے جتنی اقوام پیدا فرمائیں، ان سب کے لیے نبی اور رسول مبعوث فرمائے، تاکہ وہ ان اقوام تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا پیغام پہنچا سکیں اور راہ نمائی کر سکیں۔

8- نبی اور رسول انسان ہونے کے باوجود تمام مخلوق سے بلند مقام کیوں رکھتے ہیں؟

جواب: نبی اور رسول اگرچہ انسان ہوتے ہیں، لیکن اپنے مرتبے اور عقل و فہم کے اعتبار سے تمام مخلوق سے بلند ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں۔

9- انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت و رسالت وہبی ہوتی ہے۔ وضاحت کریں۔

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت اور رسالت وہبی ہوتی ہے، یعنی منصب نبوت کسی خاص عمل یا کوشش کے ذریعے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ملتا ہے۔

10- اطاعت رسول خاتم النبیین ﷺ کے حوالے سے قرآنی آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔
(سورۃ محمد:33)

11- بعثت کے اعتبار سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا کیا اعزاز ہے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے پہلے آنے والے انبیائے کرام علیہم السلام کسی خاص قوم یا قبیلے کی طرف مبعوث کیے گئے، لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ کا امتیاز یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

12- شریعت کے لحاظ سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا کیا اعزاز ہے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ اب صرف شریعت محمدی خاتم النبیین ﷺ ہی واجب الاطاعت ہے۔

13- تکمیل دین کے حوالے سے قرآنی آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: ترجمہ: آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام بطور دین پسند کر لیا۔
(سورۃ المائدہ:3)

14- سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات اور قرآن مجید کی تعلیمات میں کیا فرق ہے؟

جواب: سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام پر جو کتابیں اور صحائف نازل ہوئے اب ان کی تعلیمات بالکل مٹ چکی ہیں یا اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں، لیکن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید آج بھی اپنی اصلی شکل میں موجود ہے۔

15- قرآن مجید کی حفاظت کیوں ضروری تھی؟

جواب: قرآن مجید کی حفاظت اس لیے ضروری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر نبوت اور رسالت کے اس سلسلے کو ختم فرما دیا۔ اب قیامت تک کوئی اور نبی یا رسول نہیں آئے گا، لہٰذا اب قیامت تک قرآن کریم اور سنت نبوی (خاتم النبیین ﷺ) کی پیروی کرنا ہی لازم اور ضروری ہے۔

16- ختم نبوت کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔

17- ختم نبوت کے حوالے سے قرآنی آیت مع ترجمہ لکھیں۔

جواب: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورۃ الاحزاب:40)

ترجمہ: نہیں ہیں (حضرت) محمد (خاتم النبیین ﷺ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

18- ختم نبوت پر بطور دلیل حدیث تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے متعدد احادیث مبارکہ میں اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا اور امت کو یہ بتایا کہ اب میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے: میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

19- ختم نبوت کے حوالے سے امت مسلمہ کا کس بات پر اجماع ہے؟

جواب: ختم نبوت کے حوالے سے امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اب قیامت تک حضور اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آ سکتا۔ ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

20- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جن لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے نبوت کے ان جھوٹے دعوے داروں کے خلاف جہاد کیا۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان انبیائے کرام علیہم السلام کی کیا حیثیت ہوتی ہے؟

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام مخلوق تک پہنچاتے ہیں۔ اس لیے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان سفیر ہوتے ہیں۔

2- انبیائے کرام علیہم السلام معاشرے کے کیسے انسان ہوتے ہیں؟

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام معاشرے کے پاک اور بے حد نیک انسان ہوتے ہیں۔

3- اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی طرف نبی اور رسول کیوں مبعوث فرمائے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی طرف نبی اور رسول بھیجے تاکہ وہ لوگوں کو ہدایت دے کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کے طریقے سکھائیں۔

4- منصب نبوت کیسے حاصل ہوتا ہے؟

جواب: منصب نبوت کسی خاص عمل یا کوشش کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے عطا ہوتا ہے۔

5- سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کی کتابوں اور صحائف کی تعلیمات قابل عمل کیوں نہیں؟

جواب: سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات کسی خاص وقت اور قوم کے لیے تھیں۔ ان آسمانی کتابوں کی تعلیمات اب بالکل مٹ چکی ہیں یا مسخ ہو کر اصلی حالت میں موجود نہیں اس لیے ان کی تعلیمات قابل عمل نہیں رہیں۔ اب صرف قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل ہوگا۔

6- ختم نبوت پر ایمان رکھنا کیوں ضروری ہے؟

جواب: ختم نبوت پر قرآن و حدیث کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد امت مسلمہ کا اجماع ہے اس لیے اس عقیدے پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ اس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) رسالت کا لغوی معنی ہے:

(الف) پیغام پہنچانا (ب) پیروی کرنا (ج) مشہور کرنا (د) سیدھا راستہ دکھانا

(ii) سورۃ الاحزاب کی کس آیت میں نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی ختم نبوت کا واضح اعلان ہے؟

(الف) بیس (ب) تیس (ج) چالیس (د) پچاس

(iii) جس نبی پر دین کی تکمیل ہوئی، وہ ہیں:

(الف) حضرت نوح علیہ السلام (ب) حضرت موسیٰ علیہ السلام

(ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (د) حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ

(iv) تمام انبیائے کرام علیہم السلام میں امتیازات کے اعتبار سے فائق اور افضل ہستی ہیں:

(الف) حضرت موسیٰ علیہ السلام (ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(ج) حضرت ابراہیم علیہ السلام (د) حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ

(v) رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی وہ خصوصیت جو صرف آپ ہی کی انفرادیت ہے:

(الف) صاحبِ کتاب (ب) معصومیت (ج) ختم نبوت (د) واجب الاطاعت

جوابات: (i) پیغام پہنچانا (ii) چالیس (iii) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین

(iv) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ (v) ختم نبوت

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) ختم نبوت کے بارے میں قرآن مجید کی ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: ترجمہ: نہیں ہیں (حضرت) محمد (خاتم النبیین ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

(ii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی رسالت کی کوئی سی دو خصوصیات تحریر کریں۔

جواب: 1- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ اب صرف شریعتِ محمدی ہی واجب الاطاعت ہے۔

2- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر اللہ تعالیٰ کے دین کی تکمیل کر دی گئی۔

(iii) انبیائے کرام علیہم السلام کی کوئی سی دو خصوصیات تحریر کریں۔

جواب: 1- انبیائے کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ 2- انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت اور رسالت وہبی ہوتی ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) عقیدۂ رسالت کی وضاحت کرتے ہوئے ختم نبوت پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے سوال نمبر 7,4

سرگرمیاں

○ عقیدۂ رسالت و ختم نبوت کے متعلق آیاتِ قرآنیہ پر مشتمل چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔ طلبہ کو عقیدۂ رسالت کے عملی تقاضوں سے آگاہ کریں۔

جواب: عقیدۂ رسالت سے متعلق قرآنی آیات

1- قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۔ (سورۃ آل عمران:32)

ترجمہ: (اے نبی) کہہ دیجیے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پس، اگر وہ منہ موڑیں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

2- قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ (سورۃ آل عمران:31)

ترجمہ: کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

3- مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (سورۃ النساء:80)

ترجمہ: جس نے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی۔

4- وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ (سورۃ الحشر:7)

ترجمہ: سو جو چیز تم کو پیغمبر (خاتم النبیین ﷺ) دے وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔

5- وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۔ (سورۃ الاحزاب:36)

ترجمہ: جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا۔

6- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝ (سورۃ محمد:33)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔

اللہ نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد یہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

7- فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ (سورۃ النساء:65)

ترجمہ: تمہارے رب کی قسم، یہ لوگ اس وقت تک ایمان والے نہیں (ہو سکتے) جب تک اپنے تنازعات میں آپ خاتم النبیین ﷺ کا حکم نہ مان لیں اور پھر یہ کہ جو فیصلہ آپ خاتم النبیین ﷺ کریں اس پر تنگ دل نہ ہوں بلکہ پورے طور پر اسے تسلیم کر لیں۔

عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق قرآنی آیات: عزیز طلبہ! عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق قرآنی آیات کے لیے سوال نمبر (7) ملاحظہ فرمائیں۔

عقیدۂ رسالت کے عملی تقاضے

1- رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ سے سب سے زیادہ محبت کی جائے۔ مومنوں کو جان دے کر بھی محبت کا یہ رشتہ قائم رکھنا چاہیے۔

2- نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی تمام معاملات میں اطاعت و پیروی کی جائے۔ رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ جس بات کا حکم دیں اس پر عمل کیا جائے اور جس بات سے منع کر دیں اس سے انسان رک جائے۔

3- نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کو آخری نبی تسلیم کیا جائے۔

3- ملائکہ (فرشتے)

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- فرشتوں کے تصور اور اُن کی تخلیق کے مقصد سے آگاہ ہو سکیں۔
- فرشتوں کی صفات سے آگاہ ہو سکیں۔
- فرشتوں کی ذمے داریوں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حدیثِ جبریل علیہ السلام کے تناظر میں تعلیم و تعلم کے آداب کا جائزہ لے سکیں۔
- اس پر ایمان پختہ کر سکیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے احکام کی انجام دہی کے لیے فرشتوں سمیت کسی بھی مخلوق کی محتاج نہیں ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق فرشتوں پر ایمان پختہ کرتے ہوئے اپنی عملی زندگی میں ان کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھ سکیں اور اُن کے متعلق بات کرتے ہوئے تعظیمی رویہ اختیار کر سکیں۔
- حدیثِ جبریل علیہ السلام سے سبق حاصل کرتے ہوئے تعلیم و تعلم کے آداب کا عملی مظاہرہ کر سکیں۔

سوال 8: ملائکہ پر ایمان کے حوالے سے ایک جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: ملائکہ کا مفہوم

ملائکہ جمع ہے مَلَک کی، مَلَک عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے فرشتہ۔ ملائکہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ نوری مخلوق ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی۔

ملائکہ کی خصوصیات

1- **اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند:** فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ وہ اپنی مرضی اور خواہش سے کچھ نہیں کرتے بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہوتے ہیں۔

2- **بشری صفات سے پاک:** فرشتے بشری صفات جیسے کھانا، پینا، سونا، جاگنا سے پاک ہیں۔

3- **خطا سے پاک:** فرشتے ہر طرح کی غلطی اور خطا و غیرہ سے پاک ہیں۔

4- **مختلف شکلیں اختیار کرنا:** فرشتے مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔ فرشتوں کی تخلیق نور سے کی گئی ہے جیسا کہ جنات کی تخلیق آگ سے اور انسان کی تخلیق مٹی سے کی گئی ہے۔

5- **تخلیقِ ملائکہ:** اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا فرمایا۔

ایمان بالملائکہ کا مفہوم

فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ ہم انھیں اللہ تعالیٰ کی ایک نوری اور غیر مادی مخلوق مانیں جو ہر کام اس طریقے سے انجام دیتے ہیں جیسے انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے، وہ اپنے طور پر کسی کو کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمے جو کام لگائے ہوئے ہیں جو وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق انھیں پورا کرتے ہیں۔

ملائکہ پر ایمان لانے کی اہمیت

فرشتوں پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ آدم علیہ السلام کے فیصلے سے فرشتوں کو آگاہ کرنے کا ذکر فرمایا۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کائنات کے مختلف اُمور انجام دیتے ہیں۔

ملائکہ پر ایمان دراصل عقیدۂ توحید کی تکمیل ہے، قرآن اور حدیث نے فرشتوں کے بارے میں لوگوں کے غلط عقائد کی اصلاح کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ فرشتوں کو شریک ٹھہرانے کی تردید کی اور فرشتوں کا اصل مقام بتایا ہے۔ انسان مادی زندگی اور اس کے فوائد اور نقصانات پر بہت زیادہ

یقین رکھتا ہے اور جو مخلوق نظر نہ آئے اس کو ماننے کے لیے آسانی سے آمادہ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی شکل میں غیر مادی مخلوق پیدا فرما کر اپنی قدرت سے ہمیں آگاہ کیا اور پوری کائنات کا نظام ان کے ذمہ لگا کر ہمیں یہ بتایا کہ ہر نظام چلانے کا ایک طریقہ ہوتا ہے اور اس غیر مادی مخلوق پر ایمان لانے کا حکم دے کر ہمیں اللہ تعالیٰ اور رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد کر کے کچھ ایسی چیزوں کو مان لینے کی تربیت دی ہے جو ہمیں نظر نہیں آتیں۔

فرشتوں کی ذمے داریاں: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مختلف ذمے داریاں سونپ رکھی ہیں۔

1- **اعمال نامہ لکھنے کی ذمہ داری:** مشہور فرشتوں میں "کراماً کاتبین" ہیں جو انسان کے ساتھ ہر وقت موجود رہتے ہیں اور انسان کا نامہ اعمال لکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں۔

2- **قبر میں سوال کرنے کی ذمہ داری:** مرنے کے بعد جب انسان کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو دو فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں۔ ان فرشتوں کو "منکر نکیر" کہا جاتا ہے۔

3- **دیگر ذمے داریاں:** انبیائے کرام علیہم السلام پر وحی لانے کی ذمہ داری حضرت جبریل علیہ السلام مخلوق کے لیے رزق کی ذمے داری حضرت میکائیل علیہ السلام، روح قبض کرنے کی ذمہ داری حضرت عزرائیل علیہ السلام ملک الموت (موت کا فرشتہ) اور قیامت کے لیے صور پھونکنے کی ذمے داری حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ہے۔

سوال 9: حدیثِ جبریل کے تناظر میں تعلیم و تعلم کے آداب تحریر کریں۔

جواب: حدیثِ جبریل:

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ السلام مختلف شکلوں میں حاضر ہوتے تھے۔ کبھی اپنی اصل شکل میں آتے اور کبھی انسانی شکل میں آتے۔ بعض اوقات ایک صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حاضر ہوتے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے انسانی شکل میں حاضر ہونے کا ایک واقعہ حدیث میں مذکور ہے۔ اس حدیث کو حدیثِ جبریل کہتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب ہمارے سامنے نمودار ہوئے، جن کے کپڑے بہت سفید اور بال خوب سیاہ تھے۔ اُن پر سفر کے کوئی آثار نہ تھے اور ہم میں سے کوئی انھیں پہچانتا بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اور اپنے گھٹنے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا دیے اور ہاتھ اپنے زانو پر رکھے اور چار سوال کیے:

1- ایمان کیا ہے؟ 2- اسلام کیا ہے؟ 3- احسان کیا ہے؟ 4- علاماتِ قیامت کیا ہیں؟

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان سے مراد اللہ تعالیٰ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں، قیامت کے دن اور اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان لانا ہے۔ اسلام سے مراد کلمہ شہادت، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج ادا کرنا ہے۔ احسان سے مراد اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرنا ہے کہ گویا بندہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے اور پھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامات کے بارے میں فرمایا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمھیں تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔

حدیثِ جبریل کے تناظر میں تعلیم و تعلم کے آداب: حدیثِ جبریل سے تعلیم و تعلم کے درج ذیل آداب واضح ہوتے ہیں:

1- صفائی کا خیال رکھنا:	استاد کی خدمت میں صاف ستھرا لباس پہن کر حاضر ہونا چاہیے۔
2- استاد کے قریب بیٹھنا:	کمرۂ جماعت میں استاد کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔
3- ادب سے بیٹھنا:	استاد کے سامنے ادب سے بیٹھنا چاہیے۔
4- واضح سوال کرنا:	استاد سے ہمیشہ واضح اور مختصر سوال کرنا چاہیے اور مبہم سوال سے گریز کرنا چاہیے۔
5- توقف کرنا:	استاد کسی بات کی وضاحت کر رہا ہو تو اس کے بعد اگلا سوال کرنا چاہیے۔
6- فائدہ مند سوال کرنا:	ایسا سوال کرنا چاہیے جس سے تمام طلبہ کو فائدہ ہو۔

7- آخرت کو پیش نظر رکھنا: تعلیم و تعلم میں دنیا کے ساتھ آخرت کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔
8- حوصلہ افزائی کرنا: سوال کرنے پر استاد کو چاہیے کہ طالب علم کی حوصلہ افزائی کرے۔
9- واضح جواب دینا: استاد کو ہر سوال کا واضح اور جامع جواب دینا چاہیے۔
10- غیر ضروری سوالات سے اجتناب کرنا: غیر ضروری سوالات سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ استاد کا وقت ضائع نہ ہو۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: ملائکہ (فرشتوں) پر ایمان لانے کے اثرات/ مقاصد اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: فرشتے اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق ہیں۔ فرشتوں کی اصل تعداد کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات، اُس کے رسولوں، آسمانی کتابوں، آخرت کے دن اور تقدیر پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح فرشتوں پر ایمان رکھنا بھی ضروری ہے۔

ملائکہ (فرشتوں) پر ایمان لانے کے اثرات/ مقاصد درج ذیل ہیں:

1- احساس ذمہ داری: فرشتوں پر ایمان لانے سے انسان یہ یقین کر لیتا ہے کہ فرشتے اس کے تمام اعمال کو محفوظ کر رہے ہیں اور ایک دن انسان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے ان اعمال کا جواب دینا ہے، چناں چہ انسان نیک اعمال شروع کر دیتا ہے۔

2- عزتِ نفس: فرشتوں پر ایمان لانے سے انسان میں عزتِ نفس کا احساس پیدا ہوتا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کروایا تھا۔

3- رجائیت: قرآن مجید کے مطابق فرشتے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد لے کر نازل ہوتے ہیں، لہٰذا فرشتوں پر ایمان لانے سے انسان مایوسی کا شکار نہیں ہوتا، کیوں کہ اس کو یقین ہوتا ہے کہ مشکلات کے وقت فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نصرت اور مدد لے کر نازل ہوں گے۔

4- قدرت سے آگاہی: انسان مادی زندگی اور اس کے فوائد و نقصانات پر بہت زیادہ یقین رکھتا ہے اور جو مخلوق نظر نہ آئے اس کو ماننے کے لیے آسانی سے آمادہ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی شکل میں غیر مادی مخلوق پیدا فرما کر اپنی قدرت سے ہمیں آگاہ کیا اور پوری کائنات کا نظام ان کے ذمہ لگا کر ہمیں یہ بتایا کہ ہر نظام چلانے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔

5- غیر مادی مخلوق پر ایمان لانے کی تربیت: غیر مادی مخلوق پر ایمان لانے کا حکم دے کر ہمیں اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر کچھ ایسی چیزوں کو مان لینے کی تربیت دی ہے جو ہمیں نظر نہیں آتیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی ٹیکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- مَلَكٌ کی جمع ہے:
(A) مَالِكٌ (B) مَلُوكٌ (C) مَلِكُوْنَ (D) ملائکہ

2- مَلَكٌ کا معنی ہے:
(A) فرشتہ (B) عالِم (C) امیر (D) ملک

3- فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں:
(A) مادی (B) ناری (C) خاکی (D) نوری

4- کھانا، پینا، سونا، جاگنا اور ہر طرح کی غلطی کرنا صفات ہیں:
(A) نوری (B) بشری (C) ناری (D) خاکی

5- فرشتوں کی تخلیق کا مقصد ہے:
(A) عبادت (B) خدمت (C) کائنات کا نظام چلانا (D) بارش برسانا

6- ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "دن رات تسبیح بیان کرتے ہیں اور وہ نہیں کرتے"
(A) انکار (B) سستی (C) خرابی (D) آرام

7- "وہ دن رات تسبیح کرتے ہیں سستی نہیں کرتے" اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کس کے متعلق ہے؟
(A) انسان (B) جن (C) انبیاء علیہم السلام (D) فرشتے

8- جنات کی تخلیق ہوئی ہے:
(A) نور سے (B) آگ سے (C) مٹی سے (D) پانی سے

9- انسان کی تخلیق کی گئی ہے:
(A) نور سے (B) آگ سے (C) مٹی سے (D) پانی سے

10- فرشتوں کو پہلے پیدا کیا گیا ہے:
(A) حضرت آدم علیہ السلام سے (B) حضرت نوح علیہ السلام سے (C) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے (D) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

11- تخلیقِ آدم علیہ السلام کے فیصلے سے فرشتوں کو آگاہ کرنے کا ذکر ہے:
(A) قرآن میں (B) انجیل میں (C) زبور میں (D) تورات میں

12- اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کائنات کے مختلف امور انجام دیتے ہیں:
(A) انسان (B) جن (C) فرشتے (D) حیوانات

13- وہ فرشتے جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور نامۂ اعمال لکھتے ہیں، کہلاتے ہیں:
(A) کراماً کاتبین (B) منکر نکیر (C) ہاروت، ماروت (D) حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام

14- جو فرشتے قبر میں سوال کریں گے ان کو کہا جاتا ہے:
(A) کراماً کاتبین (B) منکر نکیر
(C) حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام (D) ہاروت و ماروت

15- انبیائے کرام علیہم السلام پر وحی لانے کی ذمہ داری ہے:
(A) حضرت جبریل علیہ السلام کی (B) حضرت میکائیل علیہ السلام کی (C) حضرت اسرافیل علیہ السلام کی (D) حضرت عزرائیل علیہ السلام کی

16- مخلوق کے لیے رزق کا بندوبست کرنا ذمہ داری ہے:
(A) حضرت جبریل علیہ السلام کی (B) حضرت میکائیل علیہ السلام کی (C) حضرت عزرائیل علیہ السلام کی (D) حضرت اسرافیل علیہ السلام کی

17- روح قبض کرنا ذمہ داری ہے:
(A) حضرت جبریل علیہ السلام کی (B) حضرت اسرافیل علیہ السلام کی (C) حضرت میکائیل علیہ السلام کی (D) حضرت عزرائیل علیہ السلام کی

18- قیامت کے دن صور پھونکیں گے:
(A) حضرت جبریل علیہ السلام (B) حضرت عزرائیل علیہ السلام (C) حضرت اسرافیل علیہ السلام (D) حضرت میکائیل علیہ السلام

19- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مختلف شکلوں میں حاضر ہوتے تھے:
(A) حضرت جبریل علیہ السلام (B) حضرت میکائیل علیہ السلام (C) حضرت اسرافیل علیہ السلام (D) حضرت عزرائیل علیہ السلام

-20 حضرت جبریل علیہ السلام ایک صحابی کی شکل میں حاضر ہوئے:
(A) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (B) حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ
(C) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (D) حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ

-21 جس حدیث میں حضرت جبریل علیہ السلام کے انسانی شکل میں آنے کا واقعہ ہے، وہ کہلاتی ہے:
(A) حدیث عمر رضی اللہ عنہ (B) حدیث اسلام (C) حدیث جبریل (D) حدیث ایمان

-22 حدیثِ جبریل کے راوی ہیں:
(A) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (B) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
(C) حضرت جابر رضی اللہ عنہ (D) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

-23 حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے سامنے آنے والے شخص پر کوئی آثار نہ تھے:
(A) تھکاوٹ کے (B) بیماری کے (C) سفر کے (D) گرمی کے

-24 آنے والے اجنبی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیے:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

-25 اللہ تعالیٰ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں اور آخرت پر ایمان لانا، کہلاتا ہے:
(A) احسان (B) اسلام (C) تقویٰ (D) ایمان

-26 کلمہ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ادا کرنا، کہلاتا ہے:
(A) اسلام (B) احسان (C) عدل (D) ایمان

-27 اسلام کے ارکان بیان ہوئے ہیں:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

-28 اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرنا کہ گویا بندہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم اللہ تعالیٰ بندے کو دیکھ رہا ہے، کہلاتا ہے:
(A) اسلام (B) احسان (C) تقویٰ (D) ایمان

-29 درسی کتاب کے مطابق حدیث جبریل سے تعلیم و تعلم کے کتنے آداب واضح ہوتے ہیں؟
(A) چھے (B) آٹھ (C) دس (D) بارہ

-30 ہمیں چاہیے کہ فرشتوں کے بارے میں اپنے دل میں احساس رکھیں:
(A) عظمت کا (B) شرافت کا (C) کرامت کا (D) قیامت کا

-31 درسی کتاب کے مطابق اللہ تعالیٰ فرشتوں کا محتاج نہیں ہے:
(A) تخلیق کائنات میں (B) تعمیر کائنات میں (C) تسخیر کائنات میں (D) امور کائنات میں

جوابات

-1 (D)	-2 (A)	-3 (D)	-4 (B)	-5 (A)	-6 (B)	-7 (D)	-8 (B)	-9 (C)	-10 (A)
-11 (A)	-12 (C)	-13 (A)	-14 (B)	-15 (A)	-16 (B)	-17 (D)	-18 (C)	-19 (A)	-20 (B)
-21 (C)	-22 (A)	-23 (C)	-24 (C)	-25 (D)	-26 (A)	-27 (D)	-28 (B)	-29 (C)	-30 (A)
-31 (D)									

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1 فرشتوں پر ایمان لانا ہے اسلام کے:
(A) بنیادی عقائد میں سے (B) حسن و جمال میں سے (C) عروج ہی سے (D) نظریات میں سے

-2 ملک الموت سے کون سا فرشتہ مراد ہے؟
(A) حضرت جبریل علیہ السلام (B) حضرت میکائیل علیہ السلام (C) حضرت اسرافیل علیہ السلام (D) حضرت عزرائیل علیہ السلام

-3 درسی کتاب کے مطابق حدیث جبریل سے تعلیم و تعلم کے کتنے آداب واضح ہوتے ہیں؟
(A) چھے (B) آٹھ (C) دس (D) بارہ

-4 حدیث جبریل سے واضح ہوتا ہے کہ استاد کے سامنے بیٹھنا چاہیے:
(A) دوزانو (B) ادب سے (C) کاغذ لے کر (D) کتاب لے کر

-5 حدیث جبریل سے واضح ہوتا ہے کہ استاد کو چاہیے کہ جواب دے:
(A) جلدی سے (B) سختی سے (C) مبہم (D) واضح اور جامع

-6 حدیث جبریل سے واضح ہوتا ہے کہ استاد سے سوال کرنا چاہیے:
(A) واضح اور مختصر (B) تیز تیز (C) شرما کر (D) طویل اور سخت

جوابات

-1	(A)	-2	(D)	-3	(C)	-4	(B)	-5	(D)	-6	(A)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

-1 ملائکہ کا مفہوم بیان کریں۔

جواب: ملائکہ جمع ہے "مَلَكٌ" کی، جس کا معنی ہے فرشتہ۔ ملائکہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ نوری مخلوق ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی۔

-2 فرشتوں کی دو صفات/خصوصیات تحریر کریں۔

جواب: فرشتوں کی دو صفات:

1- فرشتے بشری صفات جیسے کھانا پینا، سونا، جاگنا سے پاک ہیں۔
2- فرشتے ہر طرح کی غلطی سے پاک ہیں۔

-3 فرشتوں کی تخلیق کا مقصد تحریر کریں۔

جواب: فرشتوں کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ○ (سورۃ الانبیاء:20)

ترجمہ: وہ دن اور رات تسبیح بیان کرتے ہیں، وہ سستی نہیں کرتے۔

4- فرشتوں کی تخلیق کیسے اور کب ہوئی؟

جواب: فرشتوں کی تخلیق نور سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تخلیق فرمایا۔

5- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے قربِ قیامت میں کس خدشے کا اظہار فرمایا تھا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے قربِ قیامت میں مادیت پرستی کے خدشے کا اظہار فرمایا تھا۔

6- کراماً کاتبین سے کیا مراد ہے؟

جواب: جو فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ موجود رہتے ہیں اور انسان کا نامۂ اعمال لکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں کراماً کاتبین کہلاتے ہیں۔

7- منکر نکیر سے کیا مراد ہے؟

جواب: جو فرشتے قبر میں انسان سے سوال و جواب کریں گے انھیں منکر نکیر کہا جاتا ہے۔

8- چار مشہور فرشتوں کے نام تحریر کریں۔

جواب: چار مشہور فرشتے: 1- حضرت جبریل علیہ السلام 2- حضرت میکائیل علیہ السلام
3- حضرت عزرائیل علیہ السلام 4- حضرت اسرافیل علیہ السلام

9- حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کی ذمہ داریاں تحریر کریں۔

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام پر وحی لانا حضرت جبریل علیہ السلام کی ذمہ داری تھی جب کہ مخلوق کے لیے رزق کا بندوبست اور بارش کی ذمہ داری حضرت میکائیل علیہ السلام کی ہے۔

10- حضرت عزرائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ذمہ داری تحریر کریں۔

جواب: حضرت عزرائیل علیہ السلام کی ذمہ داری روح قبض کرنے کی ہے جب کہ قیامت کے لیے صور پھونکنے کی ذمہ داری حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ہے۔

11- حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کس شکل میں حاضر ہوتے؟

جواب: حضرت جبریل علیہ السلام آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مختلف شکلوں میں حاضر ہوتے تھے۔ بعض اوقات ایک صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حاضر ہوتے۔ ایک دفعہ ایک اجنبی شخص کی صورت میں بھی تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو فرمائی۔

12- حدیث جبریل کے راوی کون ہیں؟

جواب: حدیث جبریل کے راوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

13- حدیث جبریل کے مطابق حضرت جبریل علیہ السلام کا حلیہ بیان کریں۔

جواب: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب آئے جن کے کپڑے بہت سفید اور بال خوب سیاہ تھے۔ ان پر سفر کے کوئی آثار نہ تھے اور نہ ہم میں سے کوئی انھیں پہچانتا تھا۔ یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔

14- حدیث جبریل کے مطابق حضرت جبریل علیہ السلام کے بیٹھنے کا انداز تحریر کریں۔

جواب: حضرت جبریل علیہ السلام تشہد کی حالت میں بیٹھے، اپنے گھٹنے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنے ہاتھ اپنے زانوں پر رکھ لیے۔

15- حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سے چار سوالات کیے؟

جواب: حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے درج ذیل چار سوالات کیے:

1- ایمان کیا ہے؟ 2- اسلام کیا ہے؟ 3- احسان کیا ہے؟ 4- قیامت کب آئے گی؟

16- حدیث جبریل کے مطابق ایمان کیا ہے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان سے مراد اللہ تعالیٰ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں، قیامت کے دن اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لانا ہے۔

17- حدیث جبریل کے مطابق اسلام کیا ہے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور تو گواہی دے کہ محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔

18- حدیث جبریل کے مطابق احسان کی تعریف کریں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے یا کم از کم یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔

19- حدیث جبریل کے تناظر میں دو آداب تعلیم و تعلم تحریر کریں۔

جواب: دو آداب تعلیم و تعلم: 1- استاد کی خدمت میں صاف ستھرا لباس پہن کر حاضر ہونا چاہیے۔
2- کمرا جماعت میں استاد کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- "مَلَكُ الْمَوْت" کس فرشتے کو کہا جاتا ہے؟

جواب: حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مَلَكُ الْمَوْت کہا جاتا ہے۔

2- حضرت جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیسے بیٹھے؟

جواب: حضرت جبریل علیہ السلام حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے۔ اپنے گھٹنے حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنے ہاتھ اپنے زانو پر رکھے۔

3- حدیث جبریل میں حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد کا کیا مقصد بتایا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام تمھیں تمھارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔

4- ذمہ داریوں پر مامور کرنا فرشتوں کے لیے کیا اہمیت رکھتا ہے؟

جواب: فرشتوں کو ان کی ذمہ داریوں پر مامور کرنا فرشتوں کے لیے اعزاز اور اطاعتِ خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

5- فرشتوں کے بارے میں ہمارے دل میں کیا احساس اور یقین ہونا چاہیے؟

جواب: ہمیں چاہیے کہ فرشتوں کے بارے میں اپنے دل میں عظمت کا احساس رکھیں اور اس بات کا یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ امورِ کائنات چلانے فرشتوں کا محتاج نہیں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) فرشتوں کی تخلیق کا اوّلین مقصد ہے:

(الف) عبادت و اطاعتِ الٰہی (ب) روح قبض کرنا (ج) بارش برسانا (د) رزق کی فراہمی

(ii) کراماً کاتبین کی ذمے داری ہے:
(الف) انسانی اعمال لکھنا (ب) روح قبض کرنا (ج) بارش برسانا (د) وحی لانا

(iii) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو تخلیق کیا ہے:
(الف) مٹی سے (ب) نور سے (ج) آگ سے (د) پانی سے

(iv) منکر اور نکیر انسان کے پاس آتے ہیں:
(الف) پیدائش کے وقت (ب) موت کے وقت (ج) قبر میں (د) حشر میں

(v) حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ذمے داری ہے:
(الف) صُور پھونکنا (ب) روح قبض کرنا (ج) اعمال لکھنا (د) رزق پہنچانا

جوابات

(i) عبادت و اطاعتِ الٰہی (ii) انسانی اعمال لکھنا (iii) نور سے (iv) قبر میں (v) صُور پھونکنا

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) ملائکہ کا تعارف بیان کریں۔

جواب: ملائکہ کی جمع ہے مَلَکٌ، جس کا معنی ہے فرشتہ۔ ملائکہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ نوری مخلوق ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں اور بشری صفات جیسے کھانا پینا، سونا جاگنا اور ہر طرح کی غلطی اور خطا وغیرہ سے پاک ہیں۔ فرشتے مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔ فرشتوں کی تخلیق کا مقصد عبادت و اطاعت الٰہی ہے۔

(ii) حدیثِ جبریل کی روشنی میں تعلیم و تعلم کے کوئی سے دو آداب لکھیں۔

جواب: 1- استاد کے سامنے ادب سے بیٹھنا 2- واضح اور مختصر سوال کرنا

(iii) فرشتوں کی دو ذمے داریاں لکھیں۔

جواب: فرشتوں کی دو ذمے داریاں: 1- مخلوق کے لیے رزق کی ذمے داری حضرت میکائیل علیہ السلام کی ہے۔
2- روح قبض کرنے کی ذمہ داری حضرت عزرائیل علیہ السلام (مَلَکُ الْمَوْت) کی ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) ملائکہ پر ایمان کے حوالے سے ایک جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے سوال 8

سرگرمیاں

○ قرآن و سنت میں مذکور چند فرشتوں کے نام لکھیں اور ان کی ذمے داریوں سے متعلق فہرست تیار کریں۔

جواب:

فرشتوں کے نام	فرشتوں کی ذمہ داریاں	فرشتوں کے نام	فرشتوں کی ذمہ داریاں
حضرت جبریل علیہ السلام	اللہ تعالیٰ کا پیغام انبیائے کرام علیہم السلام تک پہنچانا	حضرت میکائیل علیہ السلام	بارش برسانا اور لوگوں کو رزق پہنچانا
حضرت عزرائیل علیہ السلام	روح قبض کرنا	حضرت اسرافیل علیہ السلام	صور پھونکنا
منکر نکیر	قبر میں سوال کرنا	کراماً کاتبین	نامہ اعمال لکھنا

○ اساتذہ کرام طلبہ کے مابین تعلیم و تعلم کے آداب پر خاکہ تیار کروائیں۔ جواب: عملی کام۔

4- کُتبِ سماویہ (آسمانی کتابیں)

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- انسانوں کی ہدایت کے لیے آسمانی کتب کے نازل ہونے کی اہمیت اور ان کا مقصد جان سکیں۔
- صاحب کتب انبیائے کرام علیہم السلام کا تعارف جان سکیں۔
- آسمانی کتب کی مختصر تاریخ جان سکیں۔
- آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات جان سکیں۔
- مشرکین اور اہلِ کتاب میں فرق جان کر اہلِ کتاب کے بارے میں مختصر احکام جان سکیں۔
- آسمانی کتب پر ایمان پختہ کرتے ہوئے ان کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھ سکیں۔
- آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات کو جان کر امورِ خیر میں عالمی اشتراک اور تعاون کی روح پیدا کر سکیں۔
- اہلِ کتاب کے بارے میں شرعی ہدایات کو ملحوظ رکھ سکیں۔
- قرآن مجید کو آخری و ابدی اور ہر قسم کی تحریف سے پاک آسمانی کتاب مانتے ہوئے اس پر عمل کرنے والے بن سکیں۔

سوال 10: کتب سماویہ (آسمانی کتابیں) پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: **آسمانی کتب کے نزول کی اہمیت**

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے، صرف اسی کی عبادت کرنے کی دعوت دی، اچھے کام کرنے اور بُرے کاموں سے باز رہنے کی دعوت دی۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے صرف نبی اور رسول ہی نہیں بھیجے بلکہ ان رسولوں پر کتابیں بھی نازل کیں تاکہ جب رسول اپنی زندگی پوری کر کے وفات پا جائیں تو بعد میں ان کی تعلیمات تحریری شکل میں موجود رہیں اور لوگ ان کتابوں سے راہ نمائی حاصل کر سکیں جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح آسمانی کتابوں پر ایمان بھی ضروری ہے۔

آسمانی کتب کی تاریخ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی کتابوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام پر آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ چار مشہور کتابوں کے علاوہ جو چھوٹی چھوٹی کتابیں نازل فرمائی گئیں، انھیں صحیفے یا صحائف کہتے ہیں۔

1- قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نزل ہونے والے صحیفوں کا خاص طور پر ذکر آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولٰىۙ صُحُفِ إِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰىۙ (سورۃ الاعلیٰ: 19-18)

ترجمہ: یقیناً یہ (تعلیم) پہلے صحیفوں میں (بھی) ہے۔ (یعنی) ابراہیم (علیہ السلام) اور موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں۔

2- اسی طرح حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام پر بھی آسمانی صحیفے نازل کیے جانے کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعارف:

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک عظیم نبی ہیں۔ آپ علیہ السلام کو خلیل اللہ یعنی اللہ کا دوست بھی کہا جاتا ہے۔ آپ علیہ السلام عراق میں پیدا ہوئے۔ آخری نبی

حضرت محمد ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں کئی بار آیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے وہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اسی وجہ سے آپ علیہ السلام کو ابوالانبیاء (یعنی انبیاء کا باپ) کہا جاتا ہے۔ تینوں الہامی مذاہب یہودیت، مسیحیت اور اسلام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انتہائی قابلِ احترام اور قابلِ تعظیم سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مشرکین مکہ بھی خود کو ابراہیمی کہتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل ہے اس لیے ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔

مشہور آسمانی کتابیں

جن انبیائے کرام علیہم السلام پر آسمانی کتابیں نازل ہوئیں، ان میں سے چار انبیائے کرام علیہم السلام اور ان پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں کا تعارف درج ذیل ہے:

1- تورات: تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے بعد قرآن مجید میں سب سے زیادہ جس نبی کا ذکر آیا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے انتہائی جرأت سے حق کا پیغام پہنچایا اور اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر آزادی عطا کی۔

2- زبور: زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ بہت بڑی بادشاہت بھی عطا فرمائی تھی۔ آپ علیہ السلام ایک زبردست اور وسیع سلطنت کے مالک تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے پہلے بنی اسرائیل میں نبوت اور حکومت کا سلسلہ الگ الگ خاندانوں میں تھا۔ آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کے پہلے شخص تھے جنھیں نبوت کے ساتھ حکومت بھی عطا کی گئی۔

3- انجیل: انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں بھیجے گئے آخری نبی تھے۔ یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے درمیان کوئی دوسرا نبی نہیں آیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بغیر باپ کے ہوئی۔ والدہ کا نام حضرت مریم بنت عمران ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب مسیح، عبداللہ اور روح اللہ ہے اور آپ کی کنیت ابن مریم ہے۔ آپ علیہ السلام کا ایک لقب **کلمۃ اللہ** بھی ہے۔

4- قرآنِ مجید: قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے جو آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر دینِ اسلام کی تعلیمات کو مکمل کر دیا ہے، اس لیے انسانوں کی کامیابی اور نجات کا واحد راستہ قرآن مجید پر عمل اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کی آمد سے انبیائے کرام علیہم السلام کی پچھلی تمام تر شریعتیں منسوخ ہو گئیں، اب نجات کا واحد راستہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی اتباع اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی شریعت پر عمل کرنا ہے۔

آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات

تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں یہ تین عقائد موجود رہے:

1- عقیدۂ توحید 2- عقیدۂ رسالت 3- عقیدۂ آخرت

1- عقیدۂ توحید: اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ صفات کاملہ کا مالک ہے اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہے، اس کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں۔

2- عقیدۂ رسالت: اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کسی برگزیدہ اور منتخب کیے ہوئے بندے کو انسانوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے بھیجنا رسالت کہلاتا ہے۔

3- عقیدۂ آخرت: مرنے کے بعد سب لوگوں کو دوبارہ زندہ ہونا ہے جہاں ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور اچھے اعمال کی جزا اور برے اعمال کی سزا ملے گی۔

سابقہ آسمانی کتابوں نے مذکورہ تینوں عقائد پر بہت زور دیا لیکن بعد میں آنے والوں نے جب ان کتابوں میں تحریف کی تو ان تعلیمات کو بھی بدل کر رکھ دیا اور لوگوں کی کثیر تعداد شرک میں مبتلا ہو گئی۔

ان عقائد کے ساتھ ساتھ عبادات میں سے نماز، روزہ اور زکوٰۃ کا ذکر بھی سابقہ آسمانی کتابوں میں موجود رہا ہے، البتہ ان کے طریقہ کار میں فرق کسی نہ کسی طور پر موجود رہا ہے۔ مزید برآں تمام اعلیٰ اقدار اور اخلاقی حسن کی تعلیم کا ذکر سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی موجود تھا۔

انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لانے اور نہ لانے کے لحاظ سے لوگوں کو تین طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(i) اہلِ کتاب: وہ لوگ جو کسی ایسے مذہب کے پیروکار ہیں جس کی دعوت کسی نبی نے دی اور ان کی ہدایت کے لیے کتاب بھی بھیجی گئی تو ایسے لوگوں کو اہلِ کتاب کہا جاتا ہے، جیسے یہودی اور عیسائی۔

(ii) مشرکین: وہ لوگ جو کسی نبی کی تعلیمات پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے، اور وہ لوگ مظاہر فطرت یا بتوں کی پوجا کرتے ہیں تو اس طرح کے لوگوں کو مشرکین کہا جاتا ہے۔

(iii) مسلمان: اسلام کے پیروکار مسلمان کہلاتے ہیں۔

مسلمان کے لیے ضروری عمل

ایک مسلمان کے لیے تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے، آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کتابیں بھی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام پر نازل فرمائیں، وہ کتابیں برحق تھیں، البتہ بعد میں ان میں لوگوں نے تحریف کر دی اور وہ اپنی اصل حالت پر باقی نہ رہیں۔ ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ آسمانی کتابوں کا احترام کرے۔ قرآن حکیم کے نازل ہونے کے بعد مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اب صرف قرآن مجید کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کیا جائے۔ اب تمام آسمانی کتابوں میں سے قیامت تک کے لیے ہدایت اور راہ نمائی کے لیے قرآن مجید ہی کافی ہے۔ انسان کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ حضور خاتم النبیین ﷺ سے پہلے نازل ہونے والی تمام کتابوں پر بھی ایمان لائے اور آپ خاتم النبیین ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب یعنی قرآن مجید پر بھی ایمان لائے۔

ہماری ذمہ داری

اگر ایک شخص قرآن مجید پر عمل کرلے تو گویا اس نے تمام آسمانی کتابوں پر عمل کر لیا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ قرآن مجید کی تلاوت کریں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس پر عمل کریں اور اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچائیں۔

خلاصۂ کلام

ہمیں اپنے دین پر مضبوطی سے عمل کرتے ہوئے ساری دنیا کے انسانوں کے ساتھ امن و سلامتی اور باہمی تعاون کی فضا قائم کرنی چاہیے۔ یاد رہے ہمارا دین ہمیں غیر مسلموں کے ساتھ اچھے معاشرتی تعلقات اور کاروبار سے منع نہیں کرتا بلکہ ہمیں اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے اعتدال کے ساتھ ان سے تعلقات رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: آسمانی کتب پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: آسمانی کتب پر ایمان رکھنا بنیادی عقیدہ ہے۔ آسمانی کتب سے مراد وہ کتابیں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنے رسولوں پر نازل فرمایا۔ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح آسمانی کتابوں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کئی انبیائے کرام علیہم السلام پر آسمانی صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں جن میں سے چار کتابیں زیادہ مشہور ہیں۔

1- تورات: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ 2- زبور: حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

3- انجیل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ 4- قرآن مجید: حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ پر نازل ہوا۔

آسمانی کتب کے مشترکہ نکات: تمام کتابوں اور صحیفوں میں دین کی بنیادی باتیں مشترکہ تھیں۔ مثلاً

1- اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔
2- اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔
3- مرنے کے بعد سب لوگوں کو دوبارہ زندہ ہونا ہے جہاں ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

البتہ ہر دور کے تقاضے مختلف اور ہر علاقے کے مسائل دوسرے علاقے سے جدا ہوتے ہیں اس لیے شریعت کے تفصیلی قوانین ان کتابوں میں اس دور اور علاقے کے مطابق ہوتے تھے، بعد میں آنے والی کتابوں نے پچھلی آسمانی کتابوں کے تفصیلی قوانین میں ضرورت کے مطابق تبدیلیاں کر دیں اور قرآن حکیم نے جو آسمانی کتابوں کے آخر میں نازل ہوا، پچھلی تمام کتابوں کے تفصیلی احکام کو منسوخ کر دیا اور اس کی جگہ بہتر، جامع اور زیادہ مناسب قوانین دیے۔ قرآن حکیم کے نازل ہونے کے بعد مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اب صرف قرآن کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کیا جائے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی پالیسی کے مطابق (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی ذہنی سطح کے مطابق معروضی امتحانی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے دنیا میں مبعوث فرمائے:
(A) انبیاء علیہم السلام (B) اولیاء (C) علماء (D) صلحاء

2- سب سے پہلے نبی ہیں:
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام (B) حضرت نوح علیہ السلام (C) حضرت داؤد علیہ السلام (D) حضرت آدم علیہ السلام

3- مشہور آسمانی کتب ہیں:
(A) دو (B) چار (C) چھے (D) آٹھ

4- آسمانی کتب کے علاوہ نازل ہوئے:
(A) کتابچے (B) صحیفے (C) خطوطے (D) مسودے

5- قرآن مجید میں خاص طور پر صحیفوں کا ذکر ہے:
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسماعیل علیہ السلام کے (B) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
(C) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے (D) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

6- خلیل اللہ لقب ہے:
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا (B) حضرت اسماعیل علیہ السلام کا (C) حضرت اسحٰق علیہ السلام کا (D) حضرت یعقوب علیہ السلام کا

7- حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے:
(A) صفی اللہ (B) کلیم اللہ (C) ذبیح اللہ (D) خلیل اللہ

8- حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے:
(A) فلسطین میں (B) یمن میں (C) عراق میں (D) مکہ میں

9- آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کی اولاد میں سے ہیں؟
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی (B) حضرت لوط علیہ السلام کی (C) حضرت یعقوب علیہ السلام کی (D) حضرت داؤد علیہ السلام کی

10- ابوالانبیاء کہا جاتا ہے:
(A) حضرت نوح علیہ السلام کو (B) حضرت آدم علیہ السلام کو (C) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو (D) حضرت لوط علیہ السلام کو

11- حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تشریف لانے والے انبیائے کرام علیہم السلام سب اولاد ہیں:
(A) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی (B) حضرت اسحٰق علیہ السلام کی (C) حضرت یعقوب علیہ السلام کی (D) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

12- الہامی مذاہب کی تعداد ہے:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

13- تینوں الہامی مذاہب میں انتہائی قابل احترام اور قابل تعظیم سمجھا جاتا ہے:
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو (B) حضرت اسماعیل علیہ السلام کو (C) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو (D) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

14- مشرکین مکہ خود کو کہتے تھے:
(A) اسرائیلی (B) اسماعیلی (C) ابراہیمی (D) موسوی

15- حضرت یعقوب علیہ السلام کس کی اولاد میں سے ہیں:
(A) حضرت موسیٰ علیہ السلام (B) حضرت زکریا علیہ السلام (C) حضرت داؤد علیہ السلام (D) حضرت ابراہیم علیہ السلام

16- حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے:
(A) اسرائیل (B) اسرائیل (C) خلیل اللہ (D) روح اللہ

17- بنی اسرائیل کس نبی کی اولاد کو کہا جاتا ہے؟
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام (B) حضرت اسماعیل علیہ السلام (C) حضرت اسحاق علیہ السلام (D) حضرت یعقوب علیہ السلام

18- حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام ہے:
(A) تورات (B) زبور (C) انجیل (D) قرآن مجید

19- تورات نازل ہوئی:
(A) حضرت نوح علیہ السلام پر (B) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (C) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (D) حضرت داؤد علیہ السلام پر

20- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قرآن مجید میں سب سے زیادہ ذکر آیا ہے:
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا (B) حضرت آدم علیہ السلام کا (C) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا (D) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

21- فرعون کے سامنے انتہائی جرأت کے ساتھ حق کا پیغام پہنچایا:
(A) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (B) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (C) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے (D) حضرت نوح علیہ السلام نے

22- زبور نازل ہوئی:
(A) حضرت نوح علیہ السلام پر (B) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (C) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (D) حضرت داؤد علیہ السلام پر

23- حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام ہے:
(A) قرآن مجید (B) تورات (C) زبور (D) انجیل

24- حضرت داؤد علیہ السلام اولاد میں سے ہیں:
(A) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی (B) حضرت یعقوب علیہ السلام کی (C) حضرت لوط علیہ السلام کی (D) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

25- اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ عطا فرمائی:
(A) دولت (B) شہرت (C) بادشاہت (D) کرامت

26- حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام ہے:
(A) تورات (B) زبور (C) انجیل (D) قرآن مجید

27- انجیل نازل ہوئی:
(A) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (B) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (C) حضرت داؤد علیہ السلام پر (D) حضرت نوح علیہ السلام پر

28- بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے آخری نبی ہیں:
(A) حضرت موسیٰ علیہ السلام (B) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
(C) حضرت زکریا علیہ السلام (D) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

29- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے:
(A) حضرت سارہ علیہا السلام (B) حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام (C) حضرت آسیہ علیہا السلام (D) حضرت [illegible] علیہا السلام

30- مسیح، عبداللہ اور روح اللہ لقب ہیں:
(A) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے (B) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے (C) حضرت شعیب علیہ السلام کے (D) حضرت داؤد علیہ السلام کے

31- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کنیت ہے:
(A) ابن عمران (B) ابن مریم (C) ابن عبداللہ (D) روح اللہ

32- کلمۃ اللہ لقب ہے:
(A) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا (B) حضرت آدم علیہ السلام کا (C) حضرت ادریس علیہ السلام کا (D) حضرت نوح علیہ السلام کا

33- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب کا نام ہے:
(A) تورات (B) زبور (C) انجیل (D) قرآن مجید

34- الہامی کتابوں میں سے سب سے آخری کتاب ہے:
(A) تورات (B) زبور (C) انجیل (D) قرآن مجید

35- اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی تعلیمات کو مکمل کر دیا:
(A) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر (B) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
(C) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر (D) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر

36- تمام مسلمانوں کی کامیابی اور نجات کا ذریعہ ہے:
(A) تورات (B) زبور (C) قرآن مجید (D) انجیل

37- تمام آسمانی کتابوں میں مشترکہ عقائد موجود ہیں:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

38- سابقہ کتب سماویہ میں عبادات کا ذکر ہے:
(A) نماز، روزہ، زکوٰۃ (B) حج، عمرہ (C) حج، جہاد (D) اتفاق، جہاد

39- وہ لوگ جو کسی نبی کی دعوت اور کتاب کی پیروی کرتے ہیں، کہلاتے ہیں:
(A) اہل حق (B) اہل کتاب (C) اہل فکر (D) اہل شریعت

40- جن کے پاس کوئی آسمانی کتاب نہ ہو اور وہ مظاہر فطرت یا بتوں کی پوجا کرتے ہوں، کہلاتے ہیں:
(A) منافقین (B) منکرین (C) مشرکین (D) صابی

41- ایک مسلمان کے لیے ایمان لانا ضروری ہے:
(A) کسی ایک آسمانی کتاب پر (B) کوئی سی دو آسمانی کتابوں پر
(C) کوئی سی تین آسمانی کتابوں پر (D) تمام آسمانی کتابوں پر

42- قرآن مجید نازل ہونے کے بعد پچھلی تمام آسمانی کتابیں اور ان کے احکام ہو گئے:
(A) مضبوط (B) مربوط (C) منسوخ (D) مشہور

43- قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے:
(A) انسانوں نے (B) فرشتوں نے (C) رسولوں نے (D) اللہ تعالیٰ نے

44- تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات کی جامع کتاب ہے:
(A) تورات (B) زبور (C) انجیل (D) قرآن مجید

جوابات

1- (A)	2- (D)	3- (B)	4- (B)	5- (B)	6- (A)	7- (D)	8- (C)	9- (A)	10- (C)
11- (D)	12- (B)	13- (A)	14- (C)	15- (D)	16- (A)	17- (D)	18- (A)	19- (B)	20- (C)
21- (A)	22- (D)	23- (C)	24- (B)	25- (C)	26- (C)	27- (A)	28- (B)	29- (B)	30- (A)
31- (B)	32- (A)	33- (D)	34- (D)	35- (A)	36- (C)	37- (B)	38- (A)	39- (B)	40- (C)
41- (D)	42- (C)	43- (D)	44- (D)						

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تمام انبیائے کرام علیہم السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اس لیے آپ علیہ السلام کو کہا جاتا ہے:
(A) کلیم اللہ (B) روح اللہ (C) ذبح اللہ (D) ابوالانبیاء

2- ابوالانبیاء کا کیا مطلب ہے؟
(A) انبیاء کا باپ (B) انبیاء کا پیروکار (C) انبیاء کا پیارا (D) انبیاء کا ساتھی

3- بنی اسرائیل سے مراد ہے:
(A) حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد (B) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد
(C) حضرت ادریس علیہ السلام کی اولاد (D) حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد

4- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن مجید میں سب سے زیادہ جس نبی کا ذکر آیا ہے، وہ ہیں:
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام (B) حضرت نوح علیہ السلام (C) حضرت موسیٰ علیہ السلام (D) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

5- انبیائے کرام علیہم السلام کی پچھلی تمام شریعتیں جس نبی کی آمد سے منسوخ ہو گئیں، وہ ہیں:
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام (B) حضرت موسیٰ علیہ السلام
(C) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (D) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

6- ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ آسمانی کتب کا کرے:
(A) خیال (B) حساب (C) احترام (D) شمار

7- کس کتاب پر عمل کرنا گویا تمام آسمانی کتابوں پر عمل کرنا ہے؟
(A) تورات (B) زبور (C) انجیل (D) قرآن مجید

8- ہمارا دین ہمیں غیر مسلموں کے ساتھ اچھے معاشرتی تعلقات اور کاروبار سے:
(A) منع کرتا ہے (B) منع نہیں کرتا (C) آگاہ کرتا ہے (D) ترغیب دیتا ہے

جوابات

1-	(D)	2-	(A)	3-	(B)	4-	(B)	5-	(D)	6-	(C)	7-	(D)	8-	(B)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو کیوں مبعوث فرمایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو انسانوں کی ہدایت کے لیے دنیا میں مبعوث فرمایا۔

2- سب سے پہلے اور آخری نبی کا نام تحریر کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام اور آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

3- کوئی سے تین انبیائے کرام علیہم السلام کے نام تحریر کریں جن پر صحیفے نازل ہوئے۔

جواب: 1- حضرت ابراہیم علیہ السلام 2- حضرت موسیٰ علیہ السلام 3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام

4- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابوالانبیاء کیوں کہتے ہیں؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے وہ آپ علیہ السلام ہی کی اولاد میں سے ہیں۔ اس وجہ سے آپ علیہ السلام کو ابوالانبیاء کہا جاتا ہے۔

5- کوئی سے دو الہامی مذاہب کے نام تحریر کریں۔

جواب: دو الہامی مذاہب:
1- عیسائیت 2- اسلام

6- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کون سے مذاہب میں قابل تعظیم سمجھا جاتا ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تینوں الہامی مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں انتہائی قابل احترام اور قابل تعظیم سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مشرکین مکہ بھی خود کو ابراہیمی کہا کرتے تھے۔

7- "بنی اسرائیل" سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسرائیل کا معنی ہے اللہ کا بندہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا اسی لیے ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔

8- حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام تحریر کریں۔

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب "زبور" ہے۔

9- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قرآن مجید میں سب سے زیادہ ذکر کس کا آیا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قرآن مجید میں سب سے زیادہ ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آیا۔

10- حضرت داؤد علیہ السلام کو کیا خصوصیت حاصل ہے؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام وہ عظیم المرتبت پیغمبر ہیں جنھیں بیک وقت نبوت، حکومت اور الہامی کتاب عطا ہوئی۔

11- حضرت داؤد علیہ السلام کا مختصر تعارف تحریر کریں۔

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ ساتھ بہت بڑی بادشاہت عطا فرمائی۔

12- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے القابات تحریر کریں۔

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے القابات مسیح، عبداللہ، روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔

13- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مختصر تعارف تحریر کریں۔

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے۔ آپ علیہ السلام کی والدہ کا نام حضرت مریم بنت عمران تھا۔ آپ علیہ السلام کی کنیت ماں کے نام سے ابن مریم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اظہار کرتے ہوئے آپ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا۔

14- قرآن مجید کا مختصر تعارف پیش کریں۔

جواب: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب کا نام قرآن مجید ہے۔ یہ آخری آسمانی کتاب ہے۔ قرآن مجید پر دین کی تکمیل ہوئی۔ نزول قرآن کے ساتھ ہی پہلی تمام تر شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ اب نجات کا واحد ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت ہے۔

15- تمام آسمانی کتابوں میں مشترکہ عقائد کون سے بیان ہوئے؟

جواب: آسمانی کتب کے مشترکہ عقائد: 1- عقیدۂ توحید 2- عقیدۂ رسالت 3- عقیدۂ آخرت

16- اہل کتاب سے مراد کون لوگ ہیں؟

جواب: اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی ایسے مذہب کے پیروکار ہیں جس کی دعوت کسی نبی نے دی اور ان کی ہدایت کے لیے کتاب بھی نازل کی گئی جیسے یہودی اور عیسائی۔

17- مشرکین سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب: مشرکین سے مراد وہ لوگ ہیں جو مظاہر فطرت یا بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور وہ کسی نبی کی تعلیمات پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے۔

18- پہلی آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: پہلی آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ وہ کتابیں بھی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام پر نازل فرمائیں اور وہ کتابیں برحق تھیں۔ البتہ بعد میں ان لوگوں نے ان میں تحریف کر دی اور وہ اپنی اصل حالت پر باقی نہ رہیں۔ ایک مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ آسمانی کتابوں کا احترام کرے۔

19- ہم قرآن مجید سے کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

جواب: ذکر و اذکار اور خیر و برکت کے لیے ہم کو قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرنی چاہیے۔ قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر کے ساتھ مطالعہ کر کے ہم اپنی زندگیوں میں انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- انبیائے کرام علیہم السلام نے لوگوں کو کیا تعلیم ہدایت دی؟

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے، صرف اسی کی عبادت کرنے کی دعوت دی۔ اچھے کام کرنے کا حکم دیا اور برے کاموں سے روکا۔

2- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابوالانبیاء کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے وہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اس وجہ سے آپ کو ابوالانبیاء یعنی انبیا کا باپ کہا جاتا ہے۔

3- تمام الہامی مذاہب میں کس نبی کو انتہائی قابلِ تعظیم سمجھا جاتا ہے؟

جواب: تمام الہامی مذاہب یہودیت، مسیحیت اور اسلام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انتہائی قابلِ احترام اور قابلِ تعظیم سمجھا جاتا ہے۔

4- حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کس طرح فرعون کا مقابلہ کیا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے انتہائی جرأت سے حق کا پیغام پہنچایا اور اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر آزادی عطا کی۔

5- قرآن مجید پر عمل اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی نجات کا واحد راستہ کیوں ہے؟

جواب: حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں اس لیے اب قرآن مجید پر عمل اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی نجات کا واحد راستہ ہے۔

6- لوگوں کی کثیر تعداد شرک میں کیسے مبتلا ہو گئی؟

جواب: سابقہ آسمانی کتابوں نے توحید، رسالت اور آخرت کے عقائد پر بہت زور دیا، لیکن بعد میں آنے والوں نے جب ان کتابوں میں تحریف کی اور ان تعلیمات کو بدل کر رکھ دیا تو لوگوں کی کثیر تعداد شرک میں مبتلا ہو گئی۔

7- آسمانی کتابوں میں تحریف کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: لوگوں نے جب آسمانی کتابوں میں تحریف کی اور توحید، رسالت اور آخرت کی تعلیمات کو بدل کر رکھ دیا تو لوگوں کی کثیر تعداد شرک میں مبتلا ہو گئی۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے:

(الف) خلیفۃ اللہ (ب) ابوالانبیاء (ج) روح اللہ (د) کلیم اللہ

(ii) وہ نبی جنھیں نبوت اور خلافت عطا کی گئی:

(الف) حضرت داؤد علیہ السلام (ب) حضرت اسحاق علیہ السلام (ج) حضرت یعقوب علیہ السلام (د) حضرت اسماعیل علیہ السلام

(iii) وہ عبادت جو سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی مذکور رہی ہے:

(الف) روزہ (ب) حج (ج) عمرہ (د) طواف

(iv) مسیح کا لقب ہے:

(الف) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا (ب) حضرت اسماعیل علیہ السلام کا

(ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا (د) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

(v) تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات کی جامع کتاب کا نام ہے:

(الف) تورات (ب) زبور (ج) انجیل (د) قرآن مجید

جوابات

(i) ابوالانبیاء (ii) حضرت داؤد علیہ السلام (iii) روزہ (iv) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (v) قرآن مجید

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) آسمانی صحیفوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: چار مشہور آسمانی کتابوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف انبیائے کرام علیہم السلام پر جو چھوٹی چھوٹی کتابیں نازل فرمائی گئیں، انھیں آسمانی صحیفے یا صحائف کہتے ہیں۔

(ii) کون سے بنیادی عقائد تمام آسمانی کتابوں میں موجود رہے؟

جواب: تمام آسمانی کتابوں میں یہ تین عقائد موجود رہے ہیں:

1- عقیدۂ توحید 2- عقیدۂ رسالت 3- عقیدۂ آخرت

(iii) مشرکین اور اہلِ کتاب میں کیا فرق ہے؟

جواب: مشرکین: وہ لوگ جو کسی نبی کی تعلیمات پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے، اور وہ لوگ مظاہرِ فطرت یا بتوں کی پوجا کرتے ہیں تو اس طرح کے لوگوں کو مشرکین کہا جاتا ہے۔

اہلِ کتاب: وہ لوگ جو کسی ایسے مذہب کے پیروکار ہیں جس کی دعوت کسی نبی نے دی اور ان کی ہدایت کے لیے کتاب بھی بھیجی گئی تو ایسے لوگوں کو اہلِ کتاب کہا جاتا ہے، جیسے یہودی اور مسیحی۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) کتبِ سماویہ (آسمانی کتابیں) پر ایک جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: دیکھیے سوال 10

سرگرمیاں

- طلبا ایک ایسا چارٹ بنائیں جس پر ترتیبِ زمانی سے آسمانی کتب اور ان انبیائے کرام علیہم السلام کے نام تحریر کریں جن پر یہ کتب نازل ہوئیں۔

جواب: 1- تورات: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ 2- زبور: حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
3- انجیل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ 4- قرآن مجید: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

- اساتذہ کرام طلبہ کو حفاظتِ قرآن کے ظاہری اور باطنی انتظام کے طریق کار سے طلبہ کو آگاہ کیجیے۔

جواب: عملی کام۔

5- عقیدۂ آخرت

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- عقیدۂ آخرت اور اس سے متعلق نقلی و عقلی دلائل جان سکیں۔
- برزخ، حشر ونشر، مقامِ محمود، حوضِ کوثر، میزان، شفاعت، جنت اور جہنم کے بارے میں جان سکیں۔
- جنت اور جہنم میں لے جانے والے اعمال کا جائزہ لے سکیں۔
- عقیدۂ آخرت پر ایمان پختہ کر کے جنت کا شوق اور جہنم کا خوف قلوب میں پیدا کر سکیں۔
- آخرت کی تیاری کر کے حقیقی کامیابی پانے والے بن سکیں۔

سوال 11: اسلام میں عقیدۂ آخرت کی اہمیت تحریر کریں۔

جواب: آخرت کا مفہوم

آخرت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں بعد میں آنے والی، آخرت کے مقابلے میں ہم دنیا کا لفظ بولتے ہیں، دنیا کا معنی ہے قریب، جو جہاں ہمارے قریب ہے اسے دنیا کہتے ہیں اور جو اس کے بعد آئے گا اسے آخرت کہتے ہیں۔ آخرت پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔

آخرت پر ایمان سے مراد یہ ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد ایک زندگی ہے جو موت کے بعد شروع ہوگی۔ آخرت کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اس زندگی کی کامیابی اور ناکامی کا انحصار اس دنیا کی زندگی میں کیے گئے اعمال کی اچھائی یا برائی پر ہے۔

اسلام میں عقیدۂ آخرت کی اہمیت

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو مرنے کے بعد ایک نئی زندگی کا تصور اور عقیدہ دیا ہے اور اس کو آخرت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ آخرت پر یقین رکھنے والوں کو حقیقی معنوں میں مومنین اور پرہیزگار کہا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ:4) ترجمہ: اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔

جہاں تک آخرت کے موضوع کی اہمیت کا تعلق ہے تو قرآن مجید کا تقریباً ایک تہائی حصہ آخرت کے ذکر پر مشتمل ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے جن عقائد کی تعلیم کو اپنے ماننے والوں تک پہنچایا، ان میں عقیدہ توحید اور رسالت کے ساتھ عقیدہ آخرت بنیادی اہمیت کا حامل رہا ہے۔

قرآن مجید میں منکرین آخرت کے شبہات کا انتہائی احسن انداز میں جواب دیا گیا ہے۔

منکرینِ آخرت کا موقف:

عقیدۂ آخرت کا انکار کرنے والوں کا موقف تھا کہ کیا زمین میں نیست و نابود ہونے کے بعد ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے؟ ہمارے لیے تو صرف یہی دنیا کی زندگی ہے۔ ہم نے دوبارہ زندہ نہیں ہونا اور ہڈیوں کے بوسیدہ ہونے کے بعد دوبارہ کون زندہ کر سکتا ہے۔

قرآن مجید میں منکرینِ آخرت کو جواب:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے شبہات کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ (سورۃ الروم:27)

ترجمہ: اور وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا فرماتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس پر بہت آسان ہے۔

عقیدۂ آخرت پر عقلی استدلال:

انسانی عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ کسی بھی چیز کا دوسری مرتبہ بنانا یا پیدا کرنا پہلی بار پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ اس لیے انسانی

عقل عقیدۂ آخرت پر ایمان لانے کا تقاضا کرتی ہے۔ ہر شخص اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اچھے اعمال کا صلہ اور برے اعمال کا بدلہ ملتا ہے۔ غور وفکر کرنے کی بات ہے کہ کیا مجرموں کو ان کے جرائم کی سزا نہیں ملے گی؟ کیا پرہیزگاروں کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ نہیں ملے گا؟ کیا اشرف المخلوقات انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے کار پیدا کیا ہے اور کیا اس کے اعمال کی کوئی حیثیت نہیں؟ جب عقل انسانی اس پر غور وفکر کرتی ہے تو یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ آخرت کی زندگی برحق ہے جس میں سب لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

عقیدۂ آخرت کے اثرات:

انسان کی فطرت ہے کہ وہ نیکی اور بدی کے اثرات کو محسوس کرتا ہے۔ اس کی یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ اگر اس نے اچھے اعمال انجام دیے ہیں تو اسے اس کی جزا ضرور ملے۔ اُسے اس بات کا بھی احساس رہتا ہے کہ بدی کا مرتکب ہونے پر اسے غلط عمل کی سزا ضرور بھگتنا پڑے گی۔ ہم جب بھی اچھے اعمال انجام دیتے ہیں تو ہمیں مسرت اور اطمینان کا بھرپور احساس ہوتا ہے اور غلط کام کر کے ہمیں بے چینی ہوتی ہے، اس طرح ہمارا نامۂ اعمال مرتب ہوتا رہتا ہے جس کے زیر اثر ہمارا ضمیر بھی متاثر ہوتا ہے۔

سوال 12: عقیدۂ آخرت کے مختلف مراحل کا جائزہ لیں۔ (یا) انسان کی موت کے بعد زندگی کے اہم مراحل بیان کریں۔

جواب: موت کے بعد کی زندگی میں انسان جن مراحل سے گزرتا ہے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1- عالم برزخ

موت کے بعد اور دوبارہ اٹھائے جانے سے پہلے کے درمیانی دور کو عالم برزخ کہتے ہیں۔ برزخ کے معنی دو چیزوں کے درمیان حائل ہونے والی چیز کے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون:100)

ترجمہ: اور ان کے آگے ایک پردہ ہے اس دن تک کے لیے جب لوگ اٹھائے جائیں گے۔

عالم برزخ کے احوال انسانی اعمال کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (جامع ترمذی: 2468)

2- حشر ونشر

نشر کا معنی موت کے بعد زندہ کرنا جب کہ حشر کا معنی حساب کا میدان اور پھر اس کے بعد جنت و دوزخ کی طرف لے جانا ہے۔ سب سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ پھر مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے قبرستانوں کے مسلمان حشر میں جمع کیے جائیں گے۔ حشر میں لوگوں کے مراتب جدا جدا ہوں گے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کا مقام اعلیٰ ترین ہوگا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اس دن اعلیٰ ترین مقام پر ہوں گے، اس دن کا فر سخت آزمائش میں ہوں گے اور منہ کے بل چل رہے ہوں گے۔

3- مقام محمود اور شفاعت

شفاعت کا معنی سفارش ہے۔ شفاعت کی دو قسمیں ہیں: (i) شفاعتِ کبریٰ (ii) شفاعتِ صغریٰ

(i) شفاعتِ کبریٰ: شفاعتِ کبریٰ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ اس شفاعت کا فائدہ پوری انسانیت کو ہوگا کیوں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے حساب کے انتظار کی سختی ختم ہو جائے گی اور حساب شروع ہو جائے گا۔ اسی شفاعت کو مقام محمود کہتے ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا مقام محمود کیا ہے؟ تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقام محمود شفاعت ہی ہے۔

(ii) شفاعتِ صغریٰ: قیامت کے دن نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام و ملائکہ، علما و شہداء، صالحین، قرآن مجید اور روزے وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حضور انسانوں کی شفاعت کریں گے۔

شفاعت میں زور اور زبردستی نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ پر کسی کا زور نہیں چلے گا، اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا شفاعت کا اذن (اجازت) عطا فرمائے گا۔

4- حوضِ کوثر

"کوثر" جنت کے اس حوض کا نام ہے جو نبی کریم ﷺ کو روزِ قیامت عطا کیا جائے گا اور نبی کریم ﷺ کی امت اس سے سیراب ہوگی۔ قیامت کے دن جو لوگ اس حوض سے پانی پی لیں گے وہ خوش بخت ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مومنین کو حوضِ کوثر سے سیراب ہونے کی نوید سنایا کرتے تھے۔ حوضِ کوثر کی صفات بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کے کنارے سونے کے ہیں۔ یہ موتیوں اور یاقوت کی نالیوں میں بہتی ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری کی خوش بو سے زیادہ مہک والا ہے۔ (مسند احمد: 8843)

5- میزانِ عمل

میزان ترازو کو کہتے ہیں اور اعمال کے وزن کے لیے قیامت کے دن جو میزان نصب کی جائے گی، اسے میزانِ عمل کہتے ہیں۔ اس میزان کا ہر پلڑا اتنی وسعت رکھے گا جیسی مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔ یہ میزان حق ہے اور قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا جن کے نیک اعمال وزنی ہوں گے، وہ کامیاب ہوں گے اور جن کے نیک اعمال کا وزن ہلکا ہوگا وہ خسارے میں رہیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ۔ (سورۃ الانبیاء: 47)

ترجمہ: اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو رکھیں گے تو کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری میزان میں کوئی چیز نہیں۔ (سنن ابی داؤد: 4799)

6- جنت اور جہنم: حساب کے بعد جنت اور جہنم کے مستحق اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے جائیں گے۔

i- جنت: جنت اللہ تعالیٰ کی شانِ رحیمی کا مظہر ہے۔ جنت بے انتہا خوب صورت مقام ہے جہاں انسان کو وہ سب کچھ ملے گا جس کی وہ خواہش کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ (سورۃ حم السجدۃ: 31)

ترجمہ: اور اس میں تمھارے لیے ہر وہ چیز ہے جس کو تمھارا جی چاہے گا اور جو تم مانگو گے (ملے گا)۔

یہ جنت دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جنت کی خوب صورتی کے بارے میں حدیث قدسی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال تک گزرا ہے۔

ii- جہنم: جہنم اللہ تعالیٰ کے قہار و جبار ہونے کا مظہر ہے۔ جہنم انتہائی تکلیف دہ جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کا آخرت میں ٹھکانا جہنم ہوگا جہاں عذاب کی مختلف کیفیات ہوں گی۔ ان سزاؤں کی مختلف صورتیں ہوں گی۔ انسانوں کو ان کے اعمال کی بنیاد پر سزائیں دی جائیں گی۔ مجرموں کو زنجیروں میں جکڑا جائے گا، آگ میں جلایا جائے گا، لوہے کے کوڑے برسائے جائیں گے، پینے کو پیپ اور کھانے کو تھوہر دیا جائے گا جس کو وہ کھا، پی نہیں سکیں گے۔ اس عذاب کے ڈر سے وہ موت کی خواہش کریں گے لیکن ان کو موت نہیں آئے گی۔ انسان سوچے گا کہ کاش موت ہی آجائے لیکن دوزخیوں کے سامنے موت کو ذبح کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا اے جنتیو! تمھیں موت نہیں آئے گی اور اے جہنمیو! اب تمھیں بھی موت نہیں ہے۔ (صحیح بخاری: 6548)

خلاصۂ کلام: عقیدہ آخرت پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم زندگی میں آخرت کی فکر کریں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کریں اور گناہوں سے بچیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال کریں، دوسروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں تاکہ ہم جنت کے مستحق بن سکیں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: اسلام میں آخرت کا تصور اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: اسلام میں آخرت کا تصور: قرآن حکیم نے آخرت کے سلسلہ میں بہت سی باتیں بتائی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

1- دنیا کی زندگی عارضی ہے اور آخرت کی زندگی دائمی، دنیا کی زندگی میں انسان اچھے اور برے کام کرتا ہے لیکن انسان کے تمام اعمال کے پورے پورے نتائج دنیا کی زندگی میں ظاہر نہیں ہوتے، دراصل دنیا کی زندگی، ایک کھیتی کی طرح ہے جو کچھ یہاں انسان بوتا ہے اس کا پھل آخرت میں کاٹے گا، اگر اچھے اعمال کیے تو اچھا پھل ملے گا اور برے اعمال کیے ہیں تو برا۔

2- دنیا میں موجود بے شمار چیزوں کے بارے میں آپ دیکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی ایک مقررہ عمر ہوتی ہے جب وہ پوری ہو جاتی ہے تو وہ چیز ختم ہو جاتی ہے اسی طرح اس دنیا کی بھی ایک مقررہ عمر ہے۔ جب وہ عمر پوری ہوگی تو یہ دنیا ختم ہو جائے گی اور ایک دوسرا جہان اس کی جگہ لے لے گا۔

3- جب دنیا کا یہ نظام ختم ہو جائے اور ایک دوسرا نظام قائم ہوگا تو انسان کے تمام اعمال کا حساب لینے کے لیے ایک عدالت قائم ہوگی انسان اپنے اللہ کے سامنے پیش ہوگا اور اس کے تمام اعمال کی جانچ پرکھ کر کے حق و انصاف کے ساتھ اسے اچھے اعمال کی جزا اور برے اعمال کی سزا ملے گی۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- ایک کامل اور جامع دین ہے:
(A) یہودیت (B) عیسائیت (C) مجوسیت (D) اسلام

2- انسان کو دنیا و آخرت کے حوالے سے مکمل راہ نمائی فراہم کرنے والا مذہب ہے:
(A) اسلام (B) یہودیت (C) عیسائیت (D) ہندومت

3- اسلام نے اپنے ماننے والوں کو مرنے کے بعد ایک نئی زندگی کا تصور اور عقیدہ دیا ہے اور اس کو نام دیا ہے:
(A) برزخ (B) حشر (C) آخرت (D) محشر

4- آخرت پر یقین رکھنے والوں کو حقیقی معنوں میں کہا گیا ہے:
(A) مومنین (B) صابرین (C) مسلمین (D) موحدین

5- سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ یقین رکھتے ہیں:
(A) اللہ پر (B) رسولوں پر (C) تقدیر پر (D) آخرت پر

6- قرآن مجید کے ایک تہائی حصے میں ذکر ہے:
(A) نماز کا (B) توحید کا (C) آخرت کا (D) جہاد کا

7- قرآن مجید میں آخرت کا ذکر ہے:
(A) ایک تہائی حصہ میں (B) نصف میں (C) دو تہائی میں (D) ایک چوتھائی حصہ میں

8- تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنے ماننے والوں کو عقیدہ توحید و رسالت کے ساتھ ساتھ زور دیا ہے:
(A) نماز پر (B) روزے پر (C) عقیدہ تقدیر پر (D) عقیدہ آخرت پر

9- قرآن مجید میں شبہات کا انتہائی احسن انداز میں جواب دیا گیا:
(A) منکرین آخرت کے (B) منکرین توحید کے (C) منکرین رسالت کے (D) منکرین زکوٰۃ کے

10- ارشاد باری تعالیٰ ہے: وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا فرماتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا یہ اس پر ہے:
(A) بہت مشکل (B) ناممکن (C) ناگوار (D) بہت آسان

11- موت کے بعد اور دوبارہ اٹھائے جانے سے پہلے کے درمیانی دور کو کہتے ہیں:
(A) عالم دنیا (B) عالم برزخ (C) عالم ارواح (D) عالم آخرت

12- "برزخ" کا معنی ہے:
(A) دریا (B) سمندر (C) پردہ (D) دھواں

13- حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق "جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے:"
(A) گھر (B) دفتر (C) قبر (D) بازار

14- موت کے بعد انسان کی سب سے پہلی منزل ہے:
(A) عالم برزخ (B) عالم ارواح (C) عالم آخرت (D) عالم دنیا

15- نشر کا معنی ہے:
(A) خبر دینا (B) اعلان کرنا (C) موت کے بعد زندہ کرنا (D) حساب کرنا

16- حشر کا معنی ہے:
(A) مارنا (B) حساب کا میدان (C) زندہ کرنا (D) سزا دینا

17- سب سے پہلے اپنی قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے:
(A) حضرت آدم علیہ السلام (B) حضرت نوح علیہ السلام
(C) حضرت ابراہیم علیہ السلام (D) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

18- قبر انور سے اُٹھنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب ہوں گے:
(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (B) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
(C) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

19- قبر انور سے اُٹھنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب ہوں گے:
(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (B) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
(C) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

20- حشر میں لوگوں کے مراتب ہوں گے:
(A) ایک جیسے (B) ملے جلے (C) جدا جدا (D) بڑھ چڑھ کر

21- حشر میں اعلیٰ ترین مقام پر ہوں گے:
(A) انبیائے کرام علیہم السلام (B) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (C) علماء کرام (D) اولیاء کرام

22- حشر کے دن سخت آزمائش میں ہوں گے:
(A) فاجر (B) فاسق (C) چور (D) کافر

23- حشر میں کافر چل کر آئیں گے:
(A) گھٹنوں کے بل (B) کہنیوں کے بل (C) منہ کے بل (D) پیٹ کے بل

24- شفاعت کا معنی ہے:
(A) شفقت (B) سفارش (C) شور شرابا (D) مقدمہ

25- شفاعت کی اقسام ہیں:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

26- شفاعت کبریٰ خصوصیت ہے:
(A) حضرت آدم علیہ السلام کی (B) حضرت نوح علیہ السلام کی
(C) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی (D) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

27- شفاعت کبریٰ کا دوسرا نام ہے:
(A) شفاعت قیامت (B) شفاعت خاتم المرسلین (C) مقام محمود (D) شفاعت صغریٰ

28- قیامت کے روز جو سفارش انبیائے علیہم السلام، ملائکہ، شہداء وغیرہ کریں گے، وہ کہلاتی ہے:
(A) شفاعت صغریٰ (B) شفاعت کبریٰ (C) مقام محمود (D) عام شفاعت

29- شفاعت میں اللہ تعالیٰ پر کسی کا زور نہیں چلے گا۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عطا فرمائے گا:
(A) شفاعت کا اذن (B) حساب کا اذن (C) حوض کوثر کا اذن (D) بدلہ کا اذن

30- جنت کا وہ حوض جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روز قیامت عطا کیا جائے گا، کہلاتا ہے:
(A) حوض جنت (B) حوض رحمت (C) حوض اثر (D) حوض کوثر

31- کوثر جنت میں ایک نہر ہے، اس کے کنارے ہوں گے:
(A) سونے کے (B) چاندی کے (C) کستوری کے (D) ہیروں کے

32- حوض کوثر کا پانی زیادہ سفید ہے:
(A) برف سے (B) انڈے سے (C) دودھ سے (D) لسی سے

33- اعمال کے وزن کے لیے قیامت کے دن نصب کیا جائے گا:
(A) جھنڈا (B) میزان (C) خیمہ (D) پردہ

34- حدیث کے مطابق میزان میں سب سے بھاری چیز ہوگی:
(A) نماز (B) روزہ (C) اچھے اخلاق (D) زکوٰۃ

35- جہنمیوں پر کوڑے برسائے جائیں گے:
(A) لکڑی کے (B) چمڑے کے (C) ربڑ کے (D) لوہے کے

جوابات

1- (D)	2- (A)	3- (C)	4- (A)	5- (D)	6- (C)	7- (A)	8- (D)	9- (A)	10- (D)

11- (B)	12- (C)	13- (C)	14- (A)	15- (C)	16- (B)	17- (D)	18- (A)	19- (B)	20- (C)
21- (A)	22- (D)	23- (C)	24- (B)	25- (A)	26- (D)	27- (C)	28- (A)	29- (A)	30- (D)
31- (A)	32- (C)	33- (B)	34- (C)	35- (D)					

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- عالمِ برزخ کے احوال مختلف ہوتے ہیں:
(A) انسانی عمر کے اعتبار سے (B) انسانی احوال کے اعتبار سے
(C) انسانی مرتبے کے اعتبار سے (D) انسانی شہرت کے اعتبار سے

2- پہلی شفاعت جو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خصوصیت ہے:
(A) شفاعتِ حقیقی (B) شفاعتِ صغریٰ (C) شفاعتِ کبریٰ (D) شفاعتِ وسطیٰ

3- سب سے پہلے کن قبرستانوں کے مسلمان حشر میں جمع کیے جائیں گے؟
(A) مکہ اور مدینہ کے (B) مصر اور شام کے (C) عراق اور ایران کے (D) ایران اور حبشہ کے

4- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو روزِ قیامت جو حوض عطا کیا جائے گا اس کا نام ہے:
(A) میزان (B) تسنیم (C) سدرہ (D) کوثر

5- دوزخ میں انسانوں کو سزائیں دی جائیں گی:
(A) ان کے اعمال کی بنیاد پر (B) ان کی دولت کی بنیاد پر
(C) ان کی شکلوں کی بنیاد پر (D) ان کی شہرت کی بنیاد پر

جوابات

1- (B)	2- (C)	3- (A)	4- (D)	5- (A)					

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- آخرت سے کیا مراد ہے؟

جواب: آخرت کا معنی ہے بعد کی چیز اور اس کا متضاد ہے دنیا جس کا معنی ہے قریب کی چیز، موت کے بعد دوبارہ ملنے والی زندگی کو آخرت کہا جاتا ہے۔

2- عقیدۂ آخرت پر قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ تحریر کریں۔

جواب: سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے:

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ: 4) ترجمہ: اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔

3- منکرینِ آخرت کو قیامت سے متعلق کیا شبہات ہیں؟

جواب: منکرینِ آخرت کا خیال یہ ہے کہ جب ہم نیست و نابود ہو جائیں گے اور ہماری ہڈیاں مٹی میں مل جائیں گی تو ہمیں دوبارہ کیسے زندہ کیا جائے گا۔

4- منکرینِ آخرت کا اللہ تعالیٰ نے کیا جواب دیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: اور وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا فرماتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا فرمائے گا اور یہ اس پر بہت آسان ہے، عقل انسانی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ کسی بھی چیز کا دوسری مرتبہ بنانا پہلی مرتبہ بنانے سے زیادہ آسان ہے۔

5- عقیدۂ آخرت کی عقلی دلیل پیش کریں۔

جواب: دُنیا میں اچھے اور بُرے دونوں طرح کے لوگ موجود ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اچھے لوگوں کو ان کی اچھائی کی جزا کب اور کہاں ملے گی اسی طرح جو لوگ بُرے ہیں ان کو ان کی برائی کی سزا کب اور کہاں ملے گی؟ انسانی عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جزا اور سزا کا ایک دن ضرور مقرر ہونا چاہیے۔

6- عالمِ برزخ سے کیا مراد ہے؟

جواب: موت کے بعد اور دوبارہ اٹھائے جانے سے پہلے کے درمیانی دور کو عالمِ برزخ کہتے ہیں۔ برزخ کے معنی دو چیزوں کے درمیان حائل ہونے والا پردہ ہے۔

7- عالمِ برزخ کے متعلق قرآنی آیت تحریر کریں۔

جواب: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون: 100)

ترجمہ: اور ان کے آگے ایک پردہ ہے اس دن تک کے لیے جب لوگ اٹھائے جائیں گے۔

8- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے قبر کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے: بے شک قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ (جامع ترمذی)

9- حشر و نشر سے کیا مراد ہے؟

جواب: نشر کا معنی ہے موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنا جب کہ حشر کا معنی حساب کے میدان اور پھر جنت و دوزخ کی طرف لے جانا ہے۔

10- قیامت کے روز سب سے پہلے کون اپنی قبر سے اٹھے گا؟

جواب: قیامت کے روز سب سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اپنی قبرِ انور سے باہر تشریف لائیں گے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے دائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

11- شفاعت کا معنی کیا ہے؟ اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: شفاعت کا معنی ہے سفارش۔ شفاعت کی دو اقسام ہیں:
1- شفاعتِ کبریٰ 2- شفاعتِ صغریٰ

12- شفاعتِ کبریٰ سے کیا مراد ہے؟

جواب: شفاعتِ کبریٰ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خصوصیت ہے۔ اس شفاعت کی بدولت حساب کے انتظار کی سختی ختم ہو جائے گی اور حساب شروع ہو جائے گا۔ اسی سفارش کو شفاعتِ عظمیٰ کہتے ہیں۔ اس شفاعت کا فائدہ پوری انسانیت کو ہوگا۔

13- مقامِ محمود سے کیا مراد ہے؟

جواب: قیامت کے روز آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کریں گے کہ حساب کتاب شروع کیا جائے جو قبول کی جائے گی اور حساب کتاب شروع ہو جائے گا۔ اسی کو شفاعتِ کبریٰ یا مقامِ محمود کہا جاتا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا گیا مقامِ محمود کیا ہے؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: مقامِ محمود شفاعت ہی ہے۔

14- شفاعت عظمیٰ سے کیا مراد ہے؟

جواب: قیامت کے دن نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام، ملائکہ، علماء و شہداء، صالحین، قرآن مجید اور روزے وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حضور انسانوں کی شفاعت کریں گے، اس کو شفاعتِ عظمیٰ کہتے ہیں۔

15- حوضِ کوثر سے کیا مراد ہے؟

جواب: کوثر جنت کے اُس حوض کا نام ہے جو نبی کریم ﷺ کو قیامت کے روز عطا کیا جائے گا اور نبی کریم ﷺ کی امت اس سے سیراب ہوگی۔ قیامت کے روز جو لوگ اس حوض سے پی لیں گے وہ خوش بخت ہوں گے۔

16- حوضِ کوثر کی خصوصیات مختصراً تحریر کریں۔

جواب: کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کے کنارے سونے کے ہیں۔ یہ موتیوں اور یاقوت کی نالیوں میں بہتا ہے۔ اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری کی خوشبو سے زیادہ مہک والا ہے۔

17- میزان سے کیا مراد ہے؟ مختصراً وضاحت کریں۔

جواب: میزان ترازو کو کہتے ہیں۔ اعمال کے وزن کے لیے قیامت کے دن جو ترازو نصب کیا جائے گا وہ میزان کہلاتا ہے۔ اس کے ہر پلڑے کی اتنی وسعت ہوگی جتنی مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔

18- میزان سے متعلق ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: ترجمہ: اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو رکھیں گے تو کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا۔ (سورۃ الانبیاء: 47)

19- جنت کی نعمتوں سے متعلق ایک آیت تحریر کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ (سورۃ حٰمٓ السجدۃ: 31)

ترجمہ: اور اس میں تمھارے لیے ہر وہ چیز ہے جس کو تمھارا جی چاہے گا اور جو تم مانگو گے (ملے گا)۔

20- جنت کی نعمتوں کے بارے میں حدیث قدسی تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے میں نے اپنے بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال تک گزرا ہے۔

21- جہنمیوں کو ملنے والے عذاب کا مختصراً ذکر کریں۔

جواب: آخرت میں جو لوگ مجرم ہوں گے انھیں زنجیروں میں جکڑا جائے گا، آگ میں جلایا جائے گا۔ لوہے کے کوڑے برسائے جائیں گے۔ پینے کو پیپ اور کھانے کو تھوہر دیا جائے گا۔ اس عذاب سے بچنے کے لیے وہ موت کی خواہش کریں گے لیکن ان کو موت نہیں آئے گی۔

22- عقیدۂ آخرت کا تقاضا کیا ہے؟

جواب: عقیدۂ آخرت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم زندگی میں آخرت کی فکر کریں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کریں اور گناہوں سے بچیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال کریں۔ دوسروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں تاکہ ہم جنت کے مستحق بن سکیں۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- اسلام کیسا دین ہے؟

جواب: اسلام ایک کامل اور جامع دین ہے جو انسان کو دنیا و آخرت کے حوالے سے مکمل راہ نمائی فراہم کرتا ہے۔

2- تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنے ماننے والوں کو کن عقائد کی تعلیم دی؟

جواب: تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنے ماننے والوں کو عقیدہ توحید اور عقیدہ رسالت کے ساتھ عقیدہ آخرت کی تعلیم دی۔

3- انسانی عقل کس طرح عقیدہ آخرت پر ایمان لانے کا تقاضا کرتی ہے؟

جواب: انسانی عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ کسی بھی چیز کا دوسری مرتبہ بنانا یا پیدا کرنا پہلی بار پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ اس لیے انسانی عقل عقیدہ آخرت پر ایمان لانے کا تقاضا کرتی ہے۔

4- اعمال کے بدلے کے لحاظ سے انسانی عقل کس طرح عقیدہ آخرت کو ماننے پر مجبور ہو جاتی ہے؟

جواب: ہر شخص اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اچھے اعمال کا صلہ اور برے اعمال کا بدلہ ملتا ہے۔ جب عقلِ انسانی اُن پر غور و فکر کرتی ہے تو یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ آخرت کی زندگی برحق ہے جس میں لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

5- قیامت کے دن شفاعت کیسے ہوگی؟

جواب: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا شفاعت کا اذن عطا فرمائے گا۔ شفاعت میں زور زبردستی نہیں ہوگی کیوں کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا زور نہیں چلے گا۔

6- دوزخ میں خواہش کے باوجود انسانوں کو موت کیوں نہیں آئے گی؟

جواب: دوزخ میں خواہش کے باوجود انسانوں کو موت نہیں آئے گی کیوں کہ ان کے سامنے موت کو ذبح کر دیا جائے گا۔

7- دوزخیوں کے سامنے موت کو ذبح کر کے کیا کہا جائے گا؟

جواب: دوزخیوں کے سامنے موت کو ذبح کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا اے جنتیو! تمھیں موت نہیں آئے گی اور اے جہنمیو اب تمھیں بھی موت نہیں آئے گی۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) مرنے کے بعد انسان کی سب سے پہلی منزل ہے:
(الف) عالمِ برزخ (ب) عالمِ ارواح (ج) حشر (د) نشر

(ii) عقیدۂ توحید و رسالت کے ساتھ بنیادی اہمیت کا حامل عقیدہ ہے:
(الف) فرشتوں پر ایمان (ب) آخرت پر ایمان (ج) تقدیر پر ایمان (د) آسمانی کتابوں پر ایمان

(iii) نشر کا معنی ہے:
(الف) موت کے بعد زندہ کرنا (ب) حساب لینا (ج) شفاعت کرنا (د) روح قبض کرنا

(iv) حشر کے دن کافر چل کر آئیں گے:
(الف) منہ کے بل (ب) قدموں کے بل (ج) گھٹنوں کے بل (د) ہاتھوں کے بل

(v) جب نبی کریم ﷺ انور سے باہر تشریف لائیں گے تو آپ ﷺ کے دائیں طرف ہوں گے:
(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (د) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

جوابات (i) عالمِ برزخ (ii) آخرت پر ایمان (iii) موت کے بعد زندہ کرنا
(iv) منہ کے بل (v) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) مقامِ محمود سے کیا مراد ہے؟

جواب: قیامت کے روز نبی کریم ﷺ کی شفاعت وسفارش سے حساب شروع ہوجائے گا۔ اس شفاعت کا فائدہ پوری انسانیت کو ہوگا کیوں کہ حساب کے انتظار کی سختی ختم ہوجائے گی اور حساب شروع ہوجائے گا۔ اس شفاعت کو مقامِ محمود کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا مقامِ محمود کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا مقامِ محمود شفاعت ہی ہے۔

(ii) حوضِ کوثر کے بارے میں مختصراً بیان کریں۔

جواب: "کوثر" جنت کے اس حوض کا نام ہے جو نبی کریم ﷺ کو روزِ قیامت عطا کیا جائے گا اور نبی کریم ﷺ کی امت اس سے سیراب ہوگی۔ قیامت کے دن جو اس حوض سے پانی پی لیں گے وہ خوش بخت ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مومنین کو حوضِ کوثر سے سیراب ہونے کی نوید سنایا کرتے تھے۔ حوضِ کوثر کی صفات بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کے کنارے سونے کے ہیں۔ یہ موتیوں اور یاقوت کی نالیوں میں بہتی ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری کی خوش بو سے زیادہ مہک والا ہے۔ (مسند احمد: 8843)

(iii) آخرت میں اللہ تعالیٰ کے فرماں برداروں اور نافرمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟

جواب: آخرت میں اللہ تعالیٰ کے فرماں برداروں کو جنت ملے گی جبکہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) عقیدۂ آخرت پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: دیکھیے سوال 11، 12

سرگرمیاں

○ طلبہ چند آیاتِ قرآنی کی فہرست (سورت کا نام اور آیت نمبر) بنائیں جن میں عقیدۂ آخرت، جنت اور جہنم کا ذکر ہو۔

جواب:	سورت کا نام	آیت نمبر	سورت کا نام	آیت نمبر	سورت کا نام	آیت نمبر
	سورۃ البقرہ	24	سورۃ المائدہ	37	سورۃ الاعراف	46
	سورۃ الحجر	47	سورۃ الکہف	29	سورۃ الانبیاء	100
	سورۃ المومنون	10	سورۃ الدخان	43	سورۃ التحریم	6

○ اساتذہ کرام طلبہ کا عقیدۂ آخرت پر ایمان پختہ کروائیں تاکہ ان کے دلوں میں جنت کا شوق اور جہنم کا خوف پیدا ہوسکے۔

جواب: عملی کام۔

○ اساتذہ کرام طلبہ کو آخرت کی تیاری کی ترغیب دیں تاکہ وہ حقیقی طور پر کامیاب ہونے والے مسلمان بن سکیں۔

جواب: عملی کام۔

(ب) عبادات

1- نماز

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہوجائیں گے کہ

- قرآن وسنت کی روشنی میں نماز کی فرضیت جان سکیں۔
- نماز بالخصوص باجماعت نماز کی فضیلت واہمیت کو سمجھ سکیں۔
- نماز کے بنیادی فلسفے کا فہم حاصل کرسکیں۔
- نماز کی حکمت اور اس کے معاشرتی، روحانی اور جسمانی فوائد سمجھ سکیں۔
- نماز کی پابندی کرنے کے ظاہری وباطنی اثرات (طہارت وپاکیزگی، نظم وضبط، پابندیِ وقت، تزکیۂ نفس) کا عملی زندگی میں جائزہ لے سکیں۔
- نماز کی فرضیت اور فوائد کو سمجھتے ہوئے اپنی عملی زندگی میں باجماعت نماز کی پابندی کرنے والے بن سکیں۔
- نماز کے احکام ومسائل گھر، مسجد سے سیکھ کر ان پر عمل کرسکیں۔

سوال 13: نماز پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: عقائد کے ساتھ ساتھ اسلام نے اپنے پیروکاروں کے لیے عبادات کا بھی ایک نظام مقرر کیا ہے جو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج پر مشتمل ہے۔ ان میں سب سے اہم جز نماز ہے جس کی قرآن مجید میں تقریباً سات سو سے زائد مرتبہ تاکید کی گئی ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔ نماز پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ نماز مومن اور کافر میں فرق کرتی ہے۔

نماز کی اہمیت قرآن کی روشنی میں

نماز چونکہ دینی تربیت کا اہم ترین حصہ ہے اس لیے ہر امت پر فرض رہی ہے۔ تمام انبیا کرام علیہم السلام اپنی امتوں کو نماز کی تلقین کرتے رہے ہیں۔ روحانی ترقی کے لیے مکمل اور جامع نظامِ عبادات اسلام کا خاصہ ہے۔ ان عبادات میں سے سب سے پہلی عبادت نماز ہے۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات سے نماز کی فرضیت واہمیت کا پتا چلتا ہے۔

1- فرضیت کا حکم: فرض نماز کے لیے مقررہ وقت شرط ہے۔ قرآن مجید کی درج ذیل آیات سے نماز کی فرضیت ثابت ہوتی ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(i) إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○ (سورۃ النساء: 103)

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔

(ii) وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○ (سورۃ البقرہ: 43)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو۔

(iii) وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (سورہ طٰہٰ: 132)

ترجمہ: اپنے اہل خانہ کو نماز ادا کرنے کا حکم دیجیے اور اس پر قائم رہو۔

2- برائیوں سے روکنے کا ذریعہ: قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (سورۃ العنکبوت:45)

ترجمہ: بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بُرے کاموں سے۔

3- اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ: قرآن مجید میں ہے:

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ○ (سورہ طٰہٰ:14) ترجمہ: میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ○ (سورۃ العلق:19) ترجمہ: سجدہ کریں اور اللہ کے قریب ہوں۔

4- فلاح و کامیابی کی ضمانت: نماز فلاح و کامیابی کی ضمانت ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○ (المومنون: 1 تا 2)

ترجمہ: کامیاب ہو گئے وہ ایمان والے جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ (المعارج: 34)

ترجمہ: (نیک لوگ وہ ہیں) جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

نماز کی اہمیت حدیث کی روشنی میں

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بہت سی احادیث نماز کی تاکید پر مشتمل ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

(i) اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ۔ ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔

(ii) اَلصَّلٰوةُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ۔ ترجمہ: نماز جنت کی کنجی ہے۔

(ii) دل و زبان سے اللہ تعالیٰ کو معبود تسلیم کرنے کے بعد اس کے سب سے اہم حکم نماز کی ادائیگی سے انحراف ایک طریقے سے اللہ تعالیٰ کو معبود ماننے سے انکار کے برابر ہے، اسی لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔ (ترمذی)

ترجمہ: جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی، اس نے کافرانہ روش اختیار کی۔

4- قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"سب سے پہلے بندے سے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔"

5- نماز ادا کرنا اللہ رب العزت کی خوشنودی کا سبب ہے۔ مسلمان اگر نماز ادا کریں تو اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے: پانچ نمازوں کی مثال نہر کی طرح ہے جس کا پانی صاف ستھرا اور گہرا ہو، جو تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے سے گزرتی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ کیا تم خیال کرو گے کہ اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہے گی؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: نہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہیں جیسے پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم: 668)

6- ایک مرتبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ خزاں کے موسم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینے سے باہر تشریف لے گئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی کو پکڑ کر ہلایا جس سے اس کے سارے پتے جھڑ گئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا نماز سے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑ گئے ہیں۔

7- انفرادی نماز کے ساتھ ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی بہت فضیلت ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے/ادا کرنے سے ستائیس (27) درجے افضل ہے۔ (صحیح بخاری:645)

ایک اور مقام پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص نماز عشا باجماعت ادا کرتا ہے تو اس کو آدھی رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے اور جو نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کو بقیہ آدھی رات کا ثواب مل جاتا ہے۔ (صحیح مسلم:1491)

گویا نماز ایک امانت ہے۔ اس امانت کو بروقت ادا کرنا ہی مطلوب ہے۔ مسجد میں جا کر نماز ادا کرنا اس لیے بھی باعث اعزاز ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس عظیم گھر سے نسبت نمازی کو عظیم بنا دیتی ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ "اگر تم منافقوں کی طرح بلا عذر مسجدوں کو چھوڑ کر اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو تو اپنے نبی کی سنت چھوڑ بیٹھو گے اور اگر اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔" (صحیح مسلم:254)

نماز کی بنیادی شرائط:

نماز کے لیے درج ذیل بنیادی شرائط ہیں:

1- جسم کا پاک ہونا 2- جگہ کا پاک ہونا 3- لباس کا پاک ہونا 4- سر (جسم) کا ڈھانپنا

5- قبلہ رُو ہونا 6- نماز کا وقت ہونا 7- نیت کرنا

جب انسان نماز کا آغاز کر کے تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے نماز میں داخل ہوتا ہے تو قیام، قراءت، رکوع و سجود، قعدہ و جلسہ اور سلام ترتیب کے ساتھ لازم ہیں۔

سوال 14: نماز کے فوائد و ثمرات تحریر کریں۔

جواب:

نماز کے فوائد و ثمرات

1- جسمانی و روحانی مضبوطی

گھر سے مسجد کی طرف چل کر جانا اور مسجد میں نماز کو اس کی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے ادا کرنا، انسان کو جسمانی اور رُوحانی طور پر مضبوط رکھتا ہے۔ فجر کی نماز کے لیے صبح کو بروقت اٹھنا، چہل قدمی کرتے ہوئے مسجد جانا بذات خود ورزش کا درجہ رکھتا ہے جس سے انسان کو روحانی اور جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

2- معاشرتی ہم آہنگی

مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے انسان محلے داروں اور دیگر نمازیوں سے ملاقات کی وجہ سے ان کے حالات سے باخبر، دکھ درد سے آگاہ اور خوشی و غم کا احساس کر کے ان کے ساتھ شریک ہوتا ہے تو ان کے درمیان دوستی و محبت پیدا ہوتی ہے جو معاشرے کے لیے بہت مفید ہے۔ انھی امور کا خیال رکھنے سے انسانی معاشرہ ترقی پاتا ہے۔

3- عمدہ اوصاف کا پیدا ہونا

نماز ہمدردی، ایثار، اخوت و محبت اور رواداری جیسے جذبات پیدا کرتی ہے۔ خشوع و خضوع والی نماز اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت پسندیدہ ہے۔

4- تزکیہ نفس

نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے:

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (سورۃ العنکبوت:45)

ترجمہ: بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

5- احساسِ بندگی

نماز میں بندہ مومن اپنی بندگی کا برملا اظہار کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور ہر وقت اس کا حکم ماننے کے لیے تیار ہوں۔ وہ دنیا کے کاموں میں کتنا ہی مصروف کیوں نہ ہو اذان کی آواز سنتے ہی سب کچھ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو جاتا ہے۔

6- قربِ الٰہی

نماز اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا بہترین طریقہ ہے جس میں بندہ اپنے خالق سے محوِ گفتگو

ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ نہیں ہو سکتا تو کم از کم اتنا ضرور سوچو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

7- طہارت و پاکیزگی

نماز کے لیے بدن، جگہ اور لباس کا پاک ہونا بہت ضروری ہے۔ نماز کے لیے وضو کرنا شرط ہے۔ جب انسان وضو کرتا ہے تو ہاتھ دھونا، دانت صاف کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، منہ دھونا، سر کا مسح کرنا اور پاؤں دھونا ظاہری طور پر انسان کو طہارت و پاکیزگی بخشتے ہیں۔ نماز سے جسمانی و روحانی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ غسل اور وضو کے ذریعے جسمانی طہارت حاصل کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روحانی پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے۔ اس طرح طہارت و پاکیزگی انسان کی زندگی کا لازمی جزو بن جاتی ہے۔

8- فرض شناسی

نماز ادا کرنے سے انسان فرض شناس بن جاتا ہے۔ پانچ وقت جب وہ اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرض کو باقاعدگی سے ادا کرتا ہے تو دیگر معاملات میں بھی فرض شناسی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح فرض شناسی ایک مومن کی عادت بن جاتی ہے۔

9- پابندیٔ وقت

نماز پنجگانہ مقررہ اوقات میں ادا کی جاتی ہے۔ وقت کی یہ پابندی دن میں پانچ مرتبہ دہرائی جاتی ہے۔ نماز باجماعت کی ادائیگی سے پابندی وقت کی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ پابندی وقت افراد اور اقوام کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔

خلاصۂ کلام

ہمیں چاہیے کہ ہم مکمل طہارت کا خیال کرتے ہوئے خشوع و خضوع کے ساتھ باجماعت نماز ادا کریں، تاکہ ہم نماز کے روحانی، جسمانی اور معاشرتی اثرات سے فائدہ حاصل کر سکیں اور دین کی حقیقی روح کے مطابق دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: نماز کے معاشرتی فوائد و ثمرات اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: نماز کے معاشرتی فوائد:

1- جذبۂ اخوت:

انسان نماز پڑھنے کے لیے روزانہ پانچ مرتبہ مسجد میں آتا ہے۔ لوگوں سے ملنے جلنے اور ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہونے کی وجہ سے لوگوں کو آپس میں انس ہو جاتا ہے۔ دوسرے سے اپنائیت محسوس ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے جذبۂ اخوت پروان چڑھتا ہے۔

2- مساوات:

مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے والوں میں ہر رنگ و نسل اور طبقے کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ ایک ہی امام کے پیچھے سب لوگ امیر و غریب اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔ اس طرح نماز کی وجہ سے معاشرے میں مساوات کا عملی مظاہرہ ہوتا ہے۔

3- اتحاد و اتفاق:

باجماعت نماز سے لوگوں کا آپس میں میل جول بڑھتا ہے اور ان میں اتفاق و اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی پالیسی کے مطابق (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- دین کا ستون ہے:
(A) روزہ (B) حج (C) زکوٰۃ (D) نماز

2- نماز کنجی ہے:
(A) کامیابی کی (B) خزانے کی (C) جنت کی (D) آخرت کی

3- نماز مومن کی ہے:
(A) کامیابی (B) معراج (C) نجات (D) عزت

4- مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے:
(A) نماز (B) روزہ (C) زکوٰۃ (D) حج

5- نماز بہترین ذریعہ ہے:
(A) نیکیوں کا (B) نجات کا (C) کامیابی کا (D) قرب الٰہی کا

6- پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے:
(A) صدقہ (B) نماز (C) حج (D) روزہ

7- نماز روکتی ہے:
(A) جھوٹ اور غیبت سے (B) مکر و فریب سے (C) بے حیائی اور برائی سے (D) چوری اور لڑائی سے

8- فرض نماز کے لیے شرط ہے:
(A) مقررہ وقت (B) مسجد (C) نیا لباس (D) باجماعت

9- انسان کو وقت کی پابندی اور نظم و ضبط کا درس ملتا ہے:
(A) حج سے (B) روزہ سے (C) قربانی سے (D) نماز سے

10- بے شک مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے:
(A) زکوٰۃ (B) نماز (C) روزہ (D) حج

11- اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے:
(A) وضو کرنے سے (B) بلل پڑھنے سے (C) نماز کی وجہ سے (D) ایثار کرنے سے

12- پانچ نمازوں کی مثال میں نمازوں کو تشبیہ دی گئی ہے:
(A) سمندر سے (B) دریا سے (C) تالاب سے (D) نہر سے

13- پانچ نمازیں گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہیں جیسے ختم کر دیتا ہے:
(A) پانی میل کو (B) زنگ لوہے کو (C) آگ لکڑی کو (D) صابن داغ کو

14- نماز کے لیے شرط ہے:
(A) غسل کرنا (B) نئے کپڑے پہننا (C) وضو کرنا (D) مسجد میں جانا

15- نماز کا آغاز ہوتا ہے:
(A) وضو سے (B) قیام سے (C) قراءت سے (D) تکبیر تحریمہ سے

16- باجماعت نماز اکیلے کی نماز سے افضل ہے:
(A) بیس درجے (B) پائیس درجے (C) چوبیس درجے (D) ستائیس درجے

17- آدھی رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے:
(A) ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنے والے کو (B) عصر کی نماز باجماعت ادا کرنے والے کو
(C) عشا کی نماز باجماعت ادا کرنے والے کو (D) مغرب کی نماز باجماعت ادا کرنے والے کو

18- نماز کی تعظیم بنا دیتی ہے:
(A) مسجد سے نسبت (B) قرآن سے نسبت (C) تسبیح سے نسبت (D) ذکر سے نسبت

19- نبی کریم ﷺ کی سنت چھوڑنے کا نتیجہ ہے:
(A) انتشار (B) بے سکونی (C) گمراہی (D) تنگ دستی

20- کون سا عمل انسان کو جسمانی اور روحانی طور پر مضبوط رکھتا ہے؟
(A) گھر میں نماز ادا کرنا (B) مسجد جا کر نماز کو شرائط کے ساتھ ادا کرنا
(C) نماز کو خشوع و خضوع سے ادا کرنا (D) طویل رکعات سے نماز ادا کرنا

21- دوسروں کے حالات سے باخبر رہ کر، ان کے دکھ درد میں شریک ہونے سے:
(A) تعلقات خوش گوار ہوتے ہیں۔ (B) آدمی کو شہرت ملتی ہے۔
(C) انسانی معاشرہ ترقی پاتا ہے۔ (D) مالی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

22- ہمدردی، ایثار، اخوت و محبت اور رواداری جیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں:
(A) نماز سے (B) ذکر و اذکار سے (C) تسبیحات سے (D) تلاوت سے

23- اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت پسندیدہ ہے:
(A) میدان جنگ کی نماز (B) گھر کی تنہائی والی نماز (C) باجماعت نماز (D) خشوع و خضوع والی نماز

24- نماز تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے کیوں کہ:
(A) نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ (B) نماز سے انسان دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے۔
(C) نماز باوضو ادا کی جاتی ہے۔ (D) نماز کے لیے طہارت لازمی ہے۔

جوابات

-1 (D)	-2 (C)	-3 (B)	-4 (A)	-5 (D)	-6 (B)	-7 (C)	-8 (A)	-9 (D)	-10 (B)
-11 (C)	-12 (D)	-13 (A)	-14 (C)	-15 (D)	-16 (D)	-17 (C)	-18 (A)	-19 (C)	-20 (B)
-21 (C)	-22 (A)	-23 (D)	-24 (A)						

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حدیث کے مطابق پانچ نمازوں کی مثال ہے:
(A) نہر کی طرح (B) دریا کی طرح (C) سمندر کی طرح (D) تالاب کی طرح

2- نماز کے لیے ظاہری طہارت و پاکیزگی حاصل ہوتی ہے:
(A) ارادے سے (B) صاف لباس سے (C) وضو سے (D) غسل سے

3- نماز ادا کرنے کی فضیلت زیادہ ہے:
(A) باجماعت (B) اکیلے (C) سفر میں (D) گھر میں

4- جن نمازوں کی باجماعت ادائی سے پوری رات قیام کا ثواب ملتا ہے:
(A) فجر اور ظہر (B) ظہر اور عصر (C) مغرب اور عشاء (D) عشاء اور فجر

5- مسجد میں نماز ادا کرنے سے انسان رہتا ہے:
(A) دوسروں کے حالات سے باخبر (B) دوسروں سے بہتر
(C) مستعد اور چوکس (D) تندرست اور توانا

6- نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، اس لیے ذریعہ ہے:
(A) معاشرتی اقدار کا (B) تزکیہ نفس کا (C) طہارت کا (D) ایثار و قربانی کا

7- روحانی فوائد حاصل کرنے کے لیے باجماعت نماز ادا کرنی چاہیے:
(A) خشوع و خضوع کے ساتھ (B) وضو کر کے
(C) خوشی کے ساتھ (D) تزکیہ نفس کے ساتھ

جوابات

-1	(A)	-2	(C)	-3	(A)	-4	(D)	-5	(A)	-6	(B)	-7	(A)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- نماز کی فضیلت چند سطروں میں تحریر کریں۔

جواب: نماز دین کا ستون ہے۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔ نماز پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ نماز مومن اور کافر میں فرق کرتی ہے۔

2- نماز کس طرح انسان کو وقت کا پابند بناتی ہے؟

جواب: فرض نماز کے لیے مقررہ وقت شرط ہے۔ مقررہ وقت پر نماز کی ادائیگی انسان کو وقت کا پابند بنا دیتی ہے۔

3- نماز گناہوں کو دھو ڈالتی ہے۔ حدیث میں بیان کردہ مثال سے وضاحت کریں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے: پانچ نمازوں کی مثال نہر کی طرح ہے جس کا پانی صاف ستھرا اور گہرا ہو، جو تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے سے گزرتی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ کیا تم خیال کرو گے کہ اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہے گی؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: نہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہیں جیسے پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔

4- نماز کے حوالے سے کون سے امور انسان کو طہارت و پاکیزگی بخشتے ہیں؟

جواب: نماز کے لیے وضو کرنا شرط ہے۔ جب انسان وضو کرتا ہے تو ہاتھ دھونا، دانت صاف کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، منہ دھونا، سر کا مسح کرنا اور پاؤں دھونا ظاہری طور پر انسان کو طہارت و پاکیزگی بخشتے ہیں۔

5- نماز کس طرح ہمیں نظم و ضبط کا درس دیتی ہے؟

جواب: جب مسلمان نماز کا آغاز کر کے تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے نماز میں داخل ہوتا ہے تو قیام، قراءت، رکوع، سجود، قعدہ و جلسہ اور سلام ترتیب کے ساتھ لازم ہیں۔ ارکانِ نماز کی یہ ترتیب اور اس کی پابندی ہمیں نظم و ضبط کا درس دیتی ہے۔

6- حدیث مبارکہ میں باجماعت نماز ادا کرنے کی کیا فضیلت بیان ہوئی ہے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس (27) درجے افضل ہے۔

7- ساری رات عبادت کا ثواب کس طرح مل سکتا ہے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز عشا باجماعت ادا کرتا ہے تو اس کو آدھی رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے اور جو نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کو بقیہ آدھی رات کا ثواب مل جاتا ہے۔

8- نماز کس طرح نمازی کو عظیم بنا دیتی ہے؟

جواب: مسجد میں جا کر نماز ادا کرنا اس لیے بھی باعث اعزاز ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس عظیم گھر سے نسبت نمازی کو عظیم بنا دیتی ہے۔

9- بلا عذر گھروں میں نماز پڑھنے پر حدیث مبارکہ میں کون سی وعید آئی ہے؟

جواب: حدیث میں ہے کہ اگر تم منافقوں کی طرح بلا عذر مسجدوں کو چھوڑ کر اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو تو اپنے نبی کی سنت چھوڑ بیٹھو گے اور اگر اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

10- کون سا عمل انسان کو جسمانی اور روحانی طور پر مضبوط رکھتا ہے؟

جواب: گھر سے مسجد کی طرف چل کر جانا اور مسجد میں نماز کو اس کی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے ادا کرنا، انسان کو جسمانی اور روحانی طور پر مضبوط رکھتا ہے۔

11- فجر کی نماز درزش کا درجہ کس طرح رکھتی ہے؟

جواب: فجر کی نماز کے لیے صبح کو بروقت اٹھنا، چہل قدمی کرتے ہوئے مسجد جانا بذاتِ خود درزش کا درجہ رکھتا ہے۔

12- نماز ادا کرنے سے کون سے جذبات پیدا ہوتے ہیں؟

جواب: نماز ادا کرنے سے ہمدردی، ایثار، اخوت، محبت اور رواداری جیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

13- نماز کس طرح تزکیہ نفس کا ذریعہ ہے؟

جواب: نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔

14- باجماعت نماز کے حوالے سے ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

جواب: ہمیں چاہیے کہ ہم مکمل طہارت کا خیال کرتے ہوئے خشوع و خضوع کے ساتھ باجماعت نماز ادا کریں تاکہ ہم نماز کے روحانی، جسمانی اور معاشرتی اثرات سے فائدہ حاصل کر سکیں اور دین کی حقیقی روح کے مطابق دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- اسلام میں دین کا ستون اور جنت کی کنجی کس عبادت کو قرار دیا گیا ہے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے نماز کو دین کا ستون اور جنت کی کنجی قرار دیا ہے۔

2- حدیث کے مطابق نماز پڑھنے سے گناہ کیسے مٹتے ہیں؟

جواب: ارشاد نبوی خاتم النبیین ﷺ ہے:

پانچ نمازوں کی مثال نہر کی طرح ہے جس کا پانی صاف ستھرا اور گہرا ہو، جو تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے سے گزرتی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ کیا تم خیال کرو گے کہ اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہے گی؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی نہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا" پانچ نمازیں گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہیں جیسے پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔"

3- نماز کے لیے ظاہری طہارت حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: نماز کے لیے ظاہری طہارت و پاکیزگی بنیادی شرط ہے جو وضو سے حاصل ہوتی ہے وضو میں ہاتھ دھونا، دانت صاف کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، منہ دھونا، سر کا مسح کرنا اور پاؤں دھونا ضروری ہے۔

4- مسجد میں نماز ادا کرنا کس طرح جسمانی و روحانی مضبوطی کا باعث ہے؟

جواب: گھر سے مسجد کی طرف چل کر جانا اور مسجد میں نماز کو اس کی شرائط کے مطابق ادا کرنا، انسان کی جسمانی اور روحانی مضبوطی کا باعث ہے۔

5- فجر کی نماز مسجد میں ادا کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

جواب: فجر کی نماز کے لیے صبح کو بروقت اٹھنا، چہل قدمی کرتے ہوئے مسجد جانا بذاتِ خود درزش کا درجہ رکھتا ہے۔ جس سے انسان سارا دن ذہنی و جسمانی طور پر ہشاش بشاش رہتا ہے۔

6- نماز کا انفرادی طور پر انسان کو سب سے بڑا فائدہ کیا حاصل ہوتا ہے؟

جواب: نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے جس سے انسان میں تزکیہ نفس پیدا ہوتا ہے اور اسے برائی سے نفرت ہو جاتی ہے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حدیثِ مبارک میں نماز کو قرار دیا گیا ہے:

(الف) جنت کی کنجی (ب) جنت کا دروازہ (ج) جنت کا حسن (د) جنت کا ستون

(ii) پانچ نمازیں گناہوں کا ایسے خاتمہ کرتی ہیں جیسے پانی:

(الف) میل کا (ب) زنگ کا (ج) لوہے کا (د) لکڑی کا

(iii) باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے سے افضل ہے:

(الف) تیئس درجے (ب) پچیس درجے (ج) ستائیس درجے (د) انتیس درجے

(iv) عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کا ثواب ہے:
(الف) ایک مکمل رات کی عبادت کے برابر (ب) آدھی رات کی عبادت کے برابر
(ج) ایک تہائی رات کی عبادت کے برابر (د) ستائیس نمازوں کے ثواب کے برابر

(v) باجماعت نماز ادا کرنے سے انسان میں صفت پیدا ہوتی ہے:
(الف) صلہ رحمی کی (ب) سخاوت کی (ج) نظم وضبط کی (د) کفایت شعاری کی

جوابات (i) جنت کی کنجی (ii) میل کا (iii) ستائیس درجے
(iv) ایک مکمل رات کی عبادت کے برابر (v) نظم وضبط کی

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) وقت پر نماز کی اہمیت کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔

(ii) نماز کی کوئی سی دو شرائط تحریر کریں۔

جواب: 1- جسم کا پاک ہونا (طہارت) 2- مقررہ وقت ہونا

(iii) مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے دو معاشرتی اثرات بیان کریں۔

جواب: 1- مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے انسان محلے داروں اور دیگر نمازیوں سے ملاقات کی وجہ سے ان کے حالات سے باخبر، دکھ درد سے آگاہ اور خوشی وغمی کا احساس کر کے ان کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔ انھی امور کا خیال رکھنے سے انسانی معاشرہ ترقی پاتا ہے۔

2- نماز ہمدردی، ایثار، اخوت ومحبت اور رواداری جیسے جذبات پیدا کرتی ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) نماز پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے سوال 13

سرگرمیاں

- فرض نمازوں کے علاوہ مختلف مواقع پر پڑھی جانے والی نمازوں کے چارٹ بنائیں، جن میں نمازوں کے نام، رکعتیں، اوقات، حیثیت (فرض، واجب، سنت، نفل) شامل ہوں۔

جواب: 1- نماز تہجد: یہ نماز عبادات میں سب سے افضل ہے۔ بہتر اوقات دو ہیں: نصف شب یا آخر شب، یہ نماز تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے مناجات اور ملاقات کا دروازہ ہے۔ یہ انوار وتجلیات کا خاص وقت ہوتا ہے۔ اس نماز کی کم از کم دو (2) رکعتیں ہیں، مسنون رکعات آٹھ (8) ہیں۔ تہجد کے لیے اٹھنے کا یقین ہو تو وتر کو نماز تہجد کے ساتھ آخر میں پڑھیں۔

2- نماز اشراق: اس نماز کا وقت طلوع آفتاب سے بیس (20) منٹ بعد شروع ہوتا ہے۔ اس نماز سے قلب وباطن کو سکون واطمینان ملتا ہے۔
نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے چاشت کی بارہ (12) رکعتیں پڑھیں، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا ایک محل تعمیر فرمائے گا'' (جامع الترمذی: 473) اس نماز کی کم از کم چار (4) اور زیادہ سے زیادہ بارہ (12) رکعتیں ہیں۔

3- نماز اوابین: اس نماز کو نماز مغرب اور نماز عشا کے درمیان ادا کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے مغرب کے بعد چھے (6) رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کی، تو ان کا ثواب بارہ (12) سال کی عبادت کے برابر ہے۔'' (جامع الترمذی: 435) اس نماز کی کم از کم رکعات دو (2) اور زیادہ سے زیادہ چھے (6) ہیں۔

4- نماز توبہ: مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت دو (2) رکعت نفل نماز توبہ ادا کی جاسکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی بندہ بھی گناہ کرے اور پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے۔'' (سنن ابوداؤد: 1521)

5- نماز تسبیح: اس نماز کی چار (4) رکعات ہیں۔ مکروہ اوقات کے علاوہ اسے جب چاہیں ادا کر سکتے ہیں۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے چچا عباس بن عبدالمطلب! کیا میں آپ کو کوئی تحفہ پیش نہ کروں؟ جو آپ کو خصلتوں والا بنا دے، جب آپ ان پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، قدیم جدید، انجانے میں، عمداً (جان بوجھ کر)، چھوٹے بڑے، پوشیدہ اور ظاہر سب ہی گناہ معاف فرما دے گا۔ پھر آپ ﷺ نے نماز تسبیح کا طریقہ بیان فرمایا اور اگر آپ طاقت رکھتے ہوں تو روزانہ ادا کریں، روزانہ ادا نہ کر سکیں تو ہر جمعے میں ایک بار، یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک بار، یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار اور اگر سال میں بھی ایک بار نہ پڑھ سکیں تو زندگی میں ایک بار ضرور ادا کریں۔'' (سنن ابوداؤد: 1297)

6- نماز حاجت: جب کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے لیے کم از کم دو رکعات نفل پڑھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو اللہ سے یا مخلوق میں سے کسی سے کوئی حاجت درپیش ہو تو اسے چاہیے کہ وضو کر کے دو (2) رکعتیں پڑھے۔ اس نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ حاجت روائی فرما دے گا'' (سنن ابن ماجہ: 1384) مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت یہ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

7- نماز تحیۃ الوضو: وضو کے فوراً بعد دو رکعت نفل ادا کرنا مستحب اور باعث برکت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری طرح وضو کیا پھر دو رکعت نماز (تحیۃ الوضو) اس طرح پڑھی کہ اس نے دل میں کسی قسم کے خیالات ووسوسے گزرنے نہیں دیے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔'' (صحیح بخاری: 1934)

8- نماز تحیۃ المسجد: یہ مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت مسجد میں داخل ہونے پر پڑھی جاتی ہے، جو دو (2) رکعت پر مشتمل ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ خطبہ جمعہ دے رہے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا کہ اے فلاں! کیا تم نے (تحیۃ المسجد) نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور دو رکعت نماز پڑھ لو (صحیح بخاری: 930)

9- نماز استسقا: اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں باران رحمت کے نزول کے لیے پڑھی جانے والی نماز ہے، اگر بارش نہ ہو تو بار بار نماز استسقا پڑھنا مستحب ہے، تین دن تک اسے متواتر پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنا لطف وکرم فرماتا ہے۔ نماز استسقا پڑھنے کے لیے کوئی معین وقت نہیں ہے، آپ مکروہ اوقات کے سوا کسی بھی وقت پڑھ سکتے ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے: ''نبی پاک ﷺ دعائے استسقاء کے لیے عیدگاہ کو نکلے اور قبلہ رخ ہو کر دو (2) رکعت نماز پڑھی۔'' (صحیح بخاری: 1027)

10- نماز جنازہ: یہ نماز مردے کی دعائے مغفرت کے لیے پڑھی جاتی ہے، اس میں نہ رکوع ہے اور نہ ہی سجدہ ہے، اس میں صرف قیام ہے جس کے دوران مردے کی بخشش کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

- اساتذہ کرام طلبہ کو طہارت وپاکیزگی کے واضح تصور کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی ترغیب دیں۔

جواب: عملی کام۔

- اساتذہ کرام نماز کی پابندی کرنے کے ظاہری وباطنی اثرات پر جماعتی مباحثہ کروائیں۔

جواب: عملی کام۔

2- روزہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآن وسنت کی روشنی میں روزے کے مقصد اور فلسفے سے واقف ہو سکیں۔
- روزے کی اہمیت وفضیلت کو سمجھ سکیں۔
- روزے کے روحانی وجسمانی اور معاشرتی فوائد سمجھ سکیں۔
- ماہِ رمضان میں بدنی ومالی عبادات بالخصوص تلاوتِ قرآن مجید، قیامُ اللیل، تراویح، شب قدر، اعتکاف، سحری، افطار اور صدقہ وخیرات کی فضیلت کو سمجھ سکیں۔
- روزے کے ظاہری وباطنی اثرات (تقویٰ، طہارت وپاکیزگی، نظم وضبط، پابندیِ وقت، تزکیہ نفس، ایثار) کا عملی زندگی میں جائزہ لے سکیں۔
- مکمل آداب کے ساتھ روزہ رکھنے والے اور عملی زندگی میں تقویٰ اختیار کرنے والے بن سکیں۔
- ماہِ رمضان میں نبی کریم ﷺ، اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمولات سے واقفیت حاصل کر کے انہیں عملی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔
- ماہِ رمضان میں بدنی عبادات، صدقات وخیرات، ایثار وغم خواری کا عملی مظاہرہ کر سکیں۔

سوال 15: روزے پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: روزے کا مفہوم

روزے کے لیے قرآن وحدیث میں لفظ "صوم" یا "صیام" استعمال ہوا ہے جس کے لغوی معنی رُک جانے یا بچ جانے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں وہ عبادت جس میں ایک مسلمان طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور اپنی جائز نفسانی خواہشات سے رُک جاتا ہے، اُسے "صوم" یعنی روزہ کہا جاتا ہے۔

روزے کی فرضیت واہمیت

ارکانِ اسلام میں روزے کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ روزہ 2 ہجری میں فرض ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ: 183)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ (نافرمانی سے) بچ سکو۔

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ میں روزے کے فرض ہونے کے ذکر کے ساتھ ساتھ روزے کے اوّلین مقصد تقویٰ اور پرہیزگاری کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

روزے کی فرضیت میں پرہیزگاری کی حکمت پوشیدہ ہے جو تمام پچھلی قوموں کے لیے بھی فرض کی گئی تھی اور اب بھی اسی طرح فرض کی گئی ہے۔ جس مسلمان کے دل میں تقویٰ پیدا ہو جاتا ہے وہ ہر لمحہ رضائے الٰہی میں گزارتا ہے، یہی روزے کا مقصد ہے۔ مسلمان جب ایک مہینہ حلال چیزوں سے بھی باز رہنے کی مشق کرتا ہے تو اس سے امید کی جاتی ہے کہ وہ لامحالہ بقیہ گیارہ ماہ بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رضا میں گزارے گا۔ مسافر اور مریض کے علاوہ روزہ ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ روزے کا مقصد چوں کہ پرہیزگاری کا حصول ہے اس لیے کھانے پینے سے رکنا ہی روزے کا تقاضا نہیں بلکہ جسم کے تمام اعضا کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکنا بھی روزہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "جو شخص جھوٹ اور بے ہودہ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے پینے کو چھوڑ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔" (سنن ابی داؤد: 2362)

قرآن اور رمضان کا تعلق

قرآن اور رمضان کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اسی ماہ میں وحی کی ابتدا ہوئی اور قرآن مجید نازل ہوا۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ (سورۃ البقرۃ: 185)

ترجمہ: ماہِ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے، جس کا ایک وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لیے (ذریعہ) ہدایت ہے اور واضح دلالت ہے، مجملہ ان کتب کے جو کہ (ذریعہ) ہدایت (بھی) ہیں اور (حق وباطل) میں فیصلہ کرنے والی (بھی) ہیں، سو جو شخص، اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس (ماہ) میں روزہ رکھنا چاہیے۔

روزہ جیسی عبادت کا رمضان جیسے مبارک مہینے میں فرض ہونا بھی بذاتِ خود بڑی اہمیت کی بات ہے۔

رمضان المبارک میں فیوض وبرکات:

نزولِ قرآن مجید چوں کہ لیلۃ القدر میں ہوا تھا، اس لیے اس مہینے میں ہر عمل میں خیر وبرکت بڑھ جاتی ہے۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں عبادت کر کے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔ رمضان المبارک میں مسلمان تلاوتِ کلام مجید کی برکات حاصل کرتے ہیں۔ نمازِ تراویح ادا کرتے ہوئے پورا مہینا قرآن مجید کی تلاوت ماہر قاری اور حفاظ صاحبان کی امامت میں سنتے ہیں۔

اعتکاف کی سنت

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں خواتین وحضرات اعتکاف کی سنت ادا کرتے ہیں۔ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی عبادت میں کمربستہ ہو جاتے تھے۔ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم میں ازواجِ مطہرات نبی کریم ﷺ کے ساتھ روزے رکھتیں اور اعتکاف بھی کیا کرتی تھیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہر سال رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری: 1903)

سحری وافطاری کے اوقات: فجر سے سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور مغرب کا وقت شروع ہونے پر افطار کا وقت ہو جاتا ہے۔

سحری کی فضیلت: خود سحری وافطار کرنے یا کسی دوسرے مسلمان کو کروانے کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ سحری کرو کیوں کہ سحری کرنے میں برکت ہے۔ (صحیح مسلم: 1923)

افطار کروانے کی فضیلت:

کسی مسلمان کو روزہ افطار کروانے کے لیے صرف کھجور، پانی یا حسبِ توفیق دسترخوان بچھانے پر بھی اجر وثواب کی نوید سنائی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی روزے دار کا روزہ افطار کروایا تو اسے بھی اس کے برابر ثواب ملے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں سے ذرا بھی کم کیا جائے۔ (جامع ترمذی: 8047)

سوال 16: روزے کے فوائد وثمرات تحریر کریں۔

جواب: 1- طبی فوائد: روزہ رکھنے سے جہاں اطمینانِ قلب اور صبر وشکر جیسے روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں، وہاں کم کھانے کی وجہ سے معدے کو پورا مہینا آرام ملتا ہے، جس کی وجہ سے انسان مختلف قسم کی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ بھوک پیاس سے جسم کے کثیف مادے ختم ہو جاتے ہیں۔

2- ضرورت مندوں کی امداد: روزے کی برکات حاصل کرنے کے لیے لوگ زکوٰۃ وصدقات ادا کرتے ہیں، جس سے غربا، مساکین اور دیگر ضرورت مندوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

3- **نظم وضبط کی پابندی:** مقررہ وقت پر سحری اور افطار انسان کو نظم وضبط کی پابندی کا درس دیتی ہے۔ ایک ہی وقت میں پوری ملت اسلامیہ کا ایک ہی عبادت میں مشغول ہو جانا اسے نظم وضبط کی پابندی کا عادی بنا دیتا ہے۔

4- **انسانی ہمدردی کا جذبہ:** روزے رکھنے سے مسلمانوں میں تقویٰ و پرہیزگاری، جسمانی و روحانی طہارت اور ایثار و ہمدردی جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ روزے کی حالت میں دوسروں کی بھوک پیاس کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

5- **شوقِ عبادت:** روزے رکھنے کی وجہ سے نیکی اور تقویٰ کی فضا پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں عبادت کا شوق بڑھ جاتا ہے اور روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے۔

6- **ضبطِ نفس کی تربیت:** روزہ نفسانی خواہشات کو مارنے اور نفس پر قابو پانے کی بہترین تربیت ہے۔ اپنے نفس پر قابو رکھنا بہت بڑا وصف ہے۔ روزے کا مقصد بھی یہی ہے کہ انسان اپنی نفسانی خواہشات پر قابو رکھ کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع کر دے۔ یہی چیز اسے ہر قسم کی برائیوں سے بچا کر رکھے گی اور خلاف شریعت کام سے روکے گی۔

7- **آخرت کی کامیابی:** روزہ دار مسلمان کے لیے آخرت میں کامیابی اور جنت عطا کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ روزے کا بہت زیادہ اجر انسان کے لیے جنت کا ضامن ہے۔ اگر روزے کو تمام شرائط کے ساتھ پورا کیا جائے تو انسان دنیا اور آخرت میں کامیاب رہتا ہے۔

8- **اخلاص:** روزے سے انسان کے اندر اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایسی عبادت ہے جس میں ریاکاری کا پہلو شامل نہیں بلکہ اس عبادت کا علم صرف اللہ تعالیٰ اور بندے کو معلوم ہوتا ہے۔ انسان تنہائی میں بھی ممنوعہ چیزوں سے پرہیز کرتا ہے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے کرتا ہے۔

9- **گناہوں کی بخشش:** اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے روزہ رکھنے سے انسان کے تمام گناہ بخشش دیے جاتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

10- **مجاہدانہ تربیت:** روزہ ایسی عبادت ہے جو ہر عاقل و بالغ اور تندرست شخص کو ادا کرنا پڑتی ہے۔ روزے کی حالت میں چونکہ ہر کام وقت پر انجام دینا لازمی قرار دیا گیا ہے جیسے سحری و افطاری وغیرہ۔ اس کے علاوہ سارا دن بھوکے اور پیاسے رہنے کی مشق اسے اس قابل بنا دیتی ہے کہ کوئی وقت آنے پر صبر اور ہمت و استقلال کا مظاہرہ کر سکے۔ اس طرح روزہ انسان میں مجاہدانہ کردار پیدا کرتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان المبارک میں کثرت سے صدقات و خیرات کا اہتمام کریں تاکہ معاشرے کے نادار اور غریب افراد کی مدد ہو سکے اور وہ بھی عید الفطر کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ رمضان المبارک میں کثرت سے عبادت کرنی چاہیے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے اپنی بخشش کر سکیں اور دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ ہمیں رمضان المبارک کے معمولات کو سال بھر جاری رکھنا چاہیے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: روزہ رکھنے اور احترامِ رمضان کے متعلق احکام اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

جواب: روزہ رکھنے اور احترامِ رمضان کے متعلق احکام: رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کا اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اس میں نیکیوں کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے، نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر (70) گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، شیطان قید کر دیا جاتا ہے۔ اس مہینے کے روزے مسلمانوں پر فرض کیے گئے ہیں۔ اس مبارک مہینے میں درج ذیل کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے:

1- کھلے عام کھانا پینا 2- گالی گلوچ 3- چغلی اور غیبت
4- شور شرابا کرنا 5- کھیل تماشے میں وقت ضائع کرنا 6- میوزک سننا

ہمیں چاہیے کہ اب سب غیر شرعی کاموں سے اجتناب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے، تلاوت قرآن مجید اور درود پاک پڑھنے میں صرف کریں۔

سوال 2: روزہ کے مقاصد اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: تقویٰ: روزے کا مقصد چوں کہ پرہیزگاری کا حصول ہے اس لیے کھانے پینے سے رکنا ہی روزے کا تقاضا نہیں بلکہ جسم کے تمام اعضا کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکنا بھی روزہ ہے۔

2- **خشیتِ الٰہی:** روزے کی حالت میں انسان کھانے پینے سے اجتناب کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے ہوئے سارا دن بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے۔ پیاس کی شدت میں وہ چھپ کر پانی نہیں پیتا کیوں کہ اس کے دل میں خوفِ خدا ہوتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔

3- **ضبطِ نفس:** انسان کو نیکی کے راستے سے روکنے اور برائی کے راستے پر ڈالنے والی چیز خواہشِ نفس ہے۔ نیکی کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ خواہشاتِ نفس کو اللہ تعالیٰ کے تابع کیا جائے۔ روزے سے انسان اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے تابع لا کر متقی بن جاتا ہے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- روزے کے لیے قرآن و حدیث میں لفظ استعمال ہوا ہے:
(A) صلوٰۃ (B) صوم (C) صیام (D) Bاور Cدونوں

2- صوم کے لفظی معنی ہیں:
(A) دعا کرنا (B) عبادت کرنا (C) ڈر جانا (D) رک جانا یا بچ جانا

3- وہ عبادت جس میں ایک مسلمان طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور اپنی جائز نفسانی خواہشات سے رک جاتا ہے، اُسے کہا جاتا ہے:
(A) نماز (B) اعتکاف (C) روزہ (D) حج

4- روزہ فرض ہوا:
(A) یکم ہجری میں (B) دو ہجری میں (C) تین ہجری میں (D) چار ہجری میں

5- اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح فرض کیا گیا تھا:
(A) حضرت آدم علیہ السلام پر (B) حضرت نوح علیہ السلام پر (C) بنی اسرائیل پر (D) پہلے لوگوں پر

6- روزہ کا اولین مقصد ہے:
(A) تقویٰ اور پرہیزگاری (B) اجر کا حصول (C) جنت کا حصول (D) اُخروی کامیابی

7- روزہ ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے:
(A) بڑھاپے کے علاوہ (B) محنت و مشقت کے کام کے علاوہ
(C) مسافر اور مریض کے علاوہ (D) ایامِ اشراق کے علاوہ

8- کھانے پینے کے ساتھ جسم کے تمام اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکنا ہے:
(A) حج (B) نماز (C) صدقہ (D) روزہ

9- اللہ تعالیٰ کو اُس شخص کا کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی ضرورت نہیں:
(A) جو نماز نہ پڑھے (B) جو جھوٹ بولنا نہ چھوڑے (C) جو تلاوت نہ کرے (D) جو صدقہ نہ دے

10- سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے:
(A) آدھی رات کو (B) طلوعِ فجر کے بعد (C) طلوعِ فجر سے (D) نمازِ فجر کے وقت

11- افطار کا وقت شروع ہوتا ہے:
(A) مغرب کا وقت شروع ہونے پر (B) نماز مغرب کے بعد (C) عشا سے پہلے (D) غروب آفتاب کے دس منٹ بعد

12- سحری کرو کیوں کہ سحری کرنے میں ہے:
(A) برکت (B) سکون (C) طاقت (D) نجات

13- کسی مسلمان کا روزہ افطار کروانے پر اجر و ثواب کی نوید سنائی گئی ہے:
(A) پیٹ بھر کر کھانا کھلانے سے (B) مختلف پھلوں سے روزہ افطار کروانے پر
(C) مشروبات سے روزہ افطار کروانے پر (D) کھجور یا پانی سے روزہ افطار کروانے پر

14- کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروانے پر ثواب ملے گا:
(A) روزہ دار سے آدھا (B) روزہ دار کے برابر (C) روزہ دار سے دوگنا (D) روزہ دار سے کم

15- نزول قرآن ہوا تھا:
(A) شب براءت میں (B) ایام تشریق میں (C) لیلۃ القدر میں (D) شب معراج میں

16- ہر عمل میں خیر و برکت بڑھ جاتی ہے:
(A) محرم میں (B) صفر میں (C) ربیع الاوّل میں (D) رمضان المبارک

17- لیلۃ القدر کو اللہ تعالیٰ نے بہتر قرار دیا ہے:
(A) ہزار مہینوں سے (B) دو ہزار مہینوں سے (C) سارے سال سے (D) سارے رمضان سے

18- رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم ہے:
(A) شب براءت (B) لیلۃ القدر (C) لیلۃ الجائزہ (D) شب معراج کو

19- رمضان میں مسلمان برکات حاصل کرتے ہیں:
(A) ذکر کی (B) تسبیحات کی (C) تلاوت کلام مجید کی (D) حمد و نعت کی

20- اعتکاف کی سنت ادا کی جاتی ہے:
(A) ایام تشریق میں (B) رمضان کے پہلے عشرے میں
(C) رمضان کے دوسرے عشرے میں (D) رمضان کے آخری عشرے میں

21- رمضان کے بابرکت مہینے میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو دیکھ کر عبادت میں مصروف ہو جاتے تھے:
(A) بچے (B) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (C) یہود (D) مشرکین

22- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ہر سال رمضان میں اعتکاف کرتے تھے:
(A) تین دن کا (B) پانچ دن کا (C) سات دن کا (D) دس دن کا

23- اطمینانِ قلب اور صبر و شکر جیسے روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں:
(A) حج سے (B) زکوٰۃ سے (C) روزہ سے (D) نماز سے

24- روزوں کی وجہ سے کس طرح انسان مختلف قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے؟
(A) کم کھانے سے معدہ کو آرام ملتا ہے (B) زیادہ وقت عبادت میں گزارتا ہے
(C) زیادہ وقت سو کر گزارتا ہے (D) محنت و مشقت والا کام نہیں کرتا

25- لوگ زیادہ تر زکوٰۃ و صدقات دیتے ہیں:
(A) محرم میں (B) شوال میں (C) ربیع الاوّل میں (D) رمضان میں

26- مقررہ وقت پر سحری و افطاری سے درس ملتا ہے:
(A) بھوک پیاس کے احساس کا (B) نظم و ضبط کا (C) مساوات و برابری کا (D) ہمدردی و ایثار کا

27- تقویٰ، ایثار و ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں:
(A) نماز سے (B) زکوٰۃ سے (C) حج سے (D) روزہ سے

28- روزے کی وجہ سے فضا پیدا ہوتی ہے:
(A) نیکی اور تقویٰ کی (B) ہمدردی کی (C) ایثار کی (D) قربانی کی

29- مسلمانوں میں عبادت کا شوق بڑھ جاتا ہے:
(A) محرم میں (B) ربیع الاوّل میں (C) رمضان میں (D) زوالحج میں

30- ہمیں رمضان المبارک کے معاملات کو جاری رکھنا چاہیے:
(A) تین ماہ تک (B) چھے ماہ تک (C) نو ماہ تک (D) سال بھر

جوابات

1- (D)	2- (D)	3- (C)	4- (B)	5- (D)	6- (A)	7- (C)	8- (D)	9- (B)	10- (C)
11- (A)	12- (A)	13- (D)	14- (B)	15- (C)	16- (D)	17- (A)	18- (B)	19- (C)	20- (D)
21- (B)	22- (D)	23- (C)	24- (A)	25- (D)	26- (B)	27- (D)	28- (A)	29- (C)	30- (D)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- روزے میں کھانے پینے کے ساتھ جسم کے اعضا کو بھی روکا جاتا ہے:
(A) استعمال سے (B) سستی سے (C) حرکت سے (D) اللہ کی نافرمانی سے

2- رمضان میں ہر عمل میں خیر و برکت بڑھ جاتی ہے کیوں کہ اس میں:
(A) قرآن نازل ہوا تھا (B) غزوہ بدر ہوا تھا (C) ہجرت ہوئی تھی (D) نماز تراویح پڑھی گئی تھی

3- رمضان المبارک کے آخری عشرے میں مسلمان ادا کرتے ہیں:
(A) اعتکاف کی سنت (B) قربانی کی سنت (C) عمرہ کی سنت (D) مسواک کی سنت

4- مختلف قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہنے کی وجہ ہے:
(A) کم کھانا (B) اچھا کھانا (C) زیادہ کھانا (D) زیادہ پینا

5- کس مہینے میں مسلمانوں میں عبادت کا شوق بڑھ جاتا ہے؟
(A) ربیع الاول میں (B) محرم میں (C) رمضان میں (D) رجب میں

6- رمضان المبارک میں صدقات و خیرات دینے سے کیا ہوتا ہے؟
(A) معیشت کی بہتری (B) غریبوں کی مدد (C) نیکی کی ترغیب (D) لوگوں کی عزت

جوابات

1- (D)	2- (A)	3- (A)	4- (A)	5- (C)	6- (B)				

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- قرآن وحدیث میں روزہ کے لیے کون سا لفظ استعمال ہوا ہے؟ نیز اس کے معانی کیا ہیں؟

جواب: روزے کے لیے قرآن وحدیث میں لفظ 'صوم' یا 'صیام' استعمال ہوا ہے جس کے لغوی معنی رُک جانے یا بچ جانے کے ہیں۔

2- روزے کی فرضیت کے حوالے سے قرآنی آیت مع ترجمہ لکھیں۔

جواب: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ (نافرمانی سے) بچ سکو۔

3- روزہ کن پر فرض ہے؟

جواب: مسافر اور مریض کے علاوہ روزہ ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

4- روزے میں کھانے پینے سے رکنے کے ساتھ اور کیا کرنا چاہیے؟

جواب: روزے کا مقصد چوں کہ پرہیزگاری کا حصول ہے اس لیے کھانے پینے سے رکنا ہی روزے کا تقاضا نہیں بلکہ جسم کے تمام اعضا کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکنا بھی روزہ ہے۔

5- نبی کریم ﷺ نے روزے کی حالت میں جھوٹ بولنے والے کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: جو شخص جھوٹ اور بے ہودہ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے پینے کو چھوڑ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

6- سحری اور افطار کے اوقات کون سے ہیں؟

جواب: طلوع فجر سے سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور مغرب کا وقت شروع ہونے پر افطار کا وقت ہو جاتا ہے۔

7- حدیث مبارکہ میں سحری کی کیا فضیلت بیان ہوئی ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ سحری کرو کیوں کہ سحری کرنے میں برکت ہے۔

8- کن چیزوں سے دوسرے مسلمان کا روزہ افطار کروانے پر اجر کا وعدہ ہے؟

جواب: کسی مسلمان کو افطار کروانے کے لیے صرف کھجور، پانی یا حسب توفیق دسترخوان بچھانے پر بھی اجر وثواب کی نوید سنائی گئی ہے۔

9- حدیث مبارکہ کے مطابق دوسرے مسلمان کا روزہ افطار کروانے کا کتنا اجر ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی روزے دار کا روزہ افطار کروایا تو اسے بھی اس کے برابر ثواب ملے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں سے ذرا بھی کم کیا جائے۔

10- رمضان المبارک میں ہر عمل میں خیر وبرکت کیوں بڑھ جاتی ہے؟

جواب: نزول قرآن مجید چوں کہ لیلۃ القدر میں ہوا تھا، اس لیے اس مہینے میں ہر عمل میں خیر وبرکت بڑھ جاتی ہے۔

11- نبی کریم ﷺ نے لیلۃ القدر کو کہاں تلاش کرنے کا حکم دیا ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں عبادت کر کے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔

12- رمضان میں مسلمان کس طرح کلام مجید کی برکات حاصل کرتے ہیں؟

جواب: رمضان المبارک میں مسلمان تلاوت کلام مجید کی برکات حاصل کرتے ہیں۔ نماز تراویح ادا کرتے ہوئے پورا مہینہ قرآن مجید کی تلاوت، یا تو قاری اور حفاظ صاحبان کی امامت میں سنتے ہیں۔

13- رمضان کے آخری عشرے کی اہم عبادت کون سی ہے؟

جواب: رمضان المبارک کے آخری عشرے کی اہم عبادت اعتکاف ہے۔ آخری عشرے میں بہت سے خواتین وحضرات اعتکاف کی سنت ادا کرتے ہیں۔

14- رمضان المبارک میں نبی کریم ﷺ کا ذوق عبادت دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کیا اثر ہوتا تھا؟

جواب: رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی عبادت میں کمربستہ ہو جاتے تھے۔

15- ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن رمضان کا مہینا کیسے گزارتی تھیں؟

جواب: رمضان المبارک میں اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نبی کریم ﷺ کے ساتھ روزے رکھتیں اور اعتکاف بھی کیا کرتی تھیں۔

16- نبی کریم ﷺ کب اعتکاف فرماتے تھے؟

جواب: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہر سال رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے۔

17- روزہ رکھنے سے کون سے روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

جواب: روزہ رکھنے سے اطمینان قلب اور صبر وشکر جیسے روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

18- روزہ رکھنے سے انسان کس طرح بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے؟

جواب: روزہ دار روزہ رکھنے کی وجہ سے کم کھاتا ہے تو معدے کو پورا مہینا آرام ملتا ہے جس کی وجہ سے انسان مختلف قسم کی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

19- رمضان میں زکوٰۃ وصدقات ادا کرنے کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟

جواب: رمضان میں لوگ زکوٰۃ وصدقات ادا کرتے ہیں، جس سے غربا، مساکین اور دیگر ضرورت مندوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

20- روزے کے دو فوائد تحریر کریں۔

جواب: i- روزے سے مسلمانوں میں تقویٰ وپرہیزگاری، جسمانی وروحانی طہارت اور ایثار وہمدردی جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔

ii- روزے کی حالت میں دوسروں کی بھوک پیاس کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

21- روزے رکھنے کی وجہ سے نیکی اور تقویٰ کی فضا پیدا ہونے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

جواب: روزے رکھنے کی وجہ سے نیکی اور تقویٰ کی فضا پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں عبادت کا شوق بڑھ جاتا ہے اور روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- روزے کی حالت میں جھوٹ بولنے والے کے روزے کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص جھوٹ اور بے ہودہ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے کھانے پینے کو چھوڑ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

2- کن چیزوں سے دوسروں کا روزہ افطار کرانے پر ثواب کی نوید سنائی گئی ہے؟

جواب: کسی مسلمان کو افطار کروانے کے لیے صرف کھجور، پانی یا حسب توفیق دسترخوان بچھانے پر بھی اجر وثواب کی نوید سنائی گئی ہے۔

3- لیلۃ القدر کیسی رات ہے؟

جواب: لیلۃ القدر نہایت بابرکت رات ہے۔ اس رات میں قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ اس لیے اس رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا ہے۔

4- مسلمان رمضان المبارک میں قرآن مجید کی برکات کیسے حاصل کرتے ہیں؟

جواب: رمضان المبارک میں قرآن مجید کی برکات حاصل کرنے کے لیے مسلمان نماز تراویح ادا کرتے ہیں اور تراویح میں پورا مہینا قرآن مجید کی تلاوت ماہر قاری صاحب کی امامت میں سنتے ہیں۔

5- مقررہ وقت پر سحری اور افطار سے کیا درس ملتا ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں سحری اور افطار کے مخصوص اوقات مقرر ہیں۔ مقررہ وقت پر سحری اور افطار انسان کو نظم وضبط کی پابندی کا درس دیتے ہیں۔

6- رمضان المبارک میں مسلمانوں میں عبادت کا شوق کیسے بڑھتا ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں روزے کی وجہ سے نیکی اور تقویٰ کی فضا پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں عبادت کا شوق بڑھ جاتا ہے اور روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے۔

7- رمضان المبارک سے ہمیں کیا درس ملتا ہے؟

جواب: رمضان المبارک سے ہمیں درس ملتا ہے کہ غریب و نادار افراد کی مدد کے لیے کثرت سے صدقات و خیرات کا اہتمام کریں۔ پُرخلوص عبادت سے اپنی بخشش کا سامان کریں اور رمضان المبارک کے معمولات کو سال بھر جاری رکھیں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) قرآن مجید کے مطابق روزے کا سب سے اہم مقصد ہے:

(الف) تقویٰ کا حصول (ب) دوسروں سے ہمدردی (ج) صدقات و خیرات کی کثرت (د) غربا و مساکین کی امداد

(ii) وہ روزہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں:

(الف) جس میں جھوٹ اور فحش گوئی شامل ہو (ب) جس میں سحری نہ کی جائے

(ج) جس میں صدقہ و خیرات نہ کیا جائے (د) جس میں پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا جائے

(iii) رمضان المبارک میں بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کے اندر جذبات پیدا ہوتے ہیں:

(الف) ہمدردی کے (ب) رواداری کے (ج) عفو و درگزر کے (د) کفایت شعاری کے

(iv) مقررہ وقت پر سحر و افطار کرنے سے انسان میں صفت پیدا ہوتی ہے:

(الف) صبر و تحمل کی (ب) استقامت کی (ج) نظم وضبط کی (د) صلہ رحمی کی

(v) رمضان المبارک میں بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کو دوسروں کے بارے میں احساس ہوتا ہے:

(الف) بھوک پیاس کا (ب) مالی پریشانی کا (ج) جسمانی مشقت کا (د) عزت نفس کا

جوابات: (i) تقویٰ کا حصول (ii) جس میں جھوٹ اور فحش گوئی شامل ہو (iii) ہمدردی کے (iv) نظم وضبط کی (v) بھوک پیاس کا

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) صوم کا معنی و مفہوم تحریر کریں۔

جواب: روزے کے لیے قرآن و حدیث میں لفظ 'صوم' یا 'صیام' استعمال ہوا ہے جس کے لغوی معنی رُک جانے یا بچ جانے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں وہ عبادت جس میں ایک مسلمان طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور اپنی جائز نفسانی خواہشات سے رُک جاتا ہے، اسے "صوم" یعنی روزہ کہا جاتا ہے۔

(ii) رمضان المبارک کے دو مسنون اعمال تحریر کریں۔

جواب: رمضان المبارک کے دو مسنون اعمال: 1- نماز تراویح 2- اعتکاف

(iii) روزے کے کوئی سے دو معاشرتی فوائد تحریر کریں۔

جواب: 1- روزے کی برکات حاصل کرنے کے لیے لوگ زکوٰۃ و صدقات ادا کرتے ہیں، جس سے غربا، مساکین اور دیگر ضرورت مندوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

2- روزے کی حالت میں دوسروں کی بھوک پیاس کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) روزے پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے سوال 15

سرگرمیاں

- طلبا اپنے رشتہ داروں اور محلے کے غریب و نادار لوگوں کی فہرست بنائیں اور ان میں خود افطار اور صدقات و خیرات تقسیم کریں۔

جواب: عملی کام۔

- اساتذہ کرام طلبہ سے رمضان المبارک کے فوائد و ثمرات کا چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

جواب: رمضان المبارک کے فوائد و ثمرات:

1- حصول تقویٰ و پرہیزگاری 2- خلوص و ایمانداری 3- اعزہ و اقربا سے حسن سلوک 4- منافقت و منافرت سے اجتناب
5- نفسانی خواہشات پر کنٹرول 6- صبر و استقامت 7- فقراء و مساکین کی مدد کا جذبہ

- اساتذہ کرام رمضان المبارک میں کیے جانے والے مسنون کاموں کی فہرست بنائیں۔

جواب: 1- تلاوت قرآن مجید 2- نماز تراویح کا اہتمام 3- آخری عشرے کا اعتکاف
4- صدقات و خیرات کی ادائیگی 5- غربا و مساکین کے لیے سحری و افطاری کا اہتمام

- حدیث مبارک کی روشنی میں طلبہ کو سحر و افطار اور شب قدر کی دُعائیں یاد کروائیں۔

جواب: عملی کام۔

- رمضان المبارک کی برکات و ثمرات حاصل ہونے یا نہ ہونے کی وجوہات و اثرات پر مذاکرہ کروائیں۔

جواب: عملی کام۔

3- زکوٰۃ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- زکوٰۃ و عشر میں فرق جان سکیں۔
- زکوٰۃ و عشر کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
- زکوٰۃ و عشر کے دلائل جان سکیں۔
- زکوٰۃ و عشر کی فرضیت کی حکمت سے آگاہ ہو سکیں۔
- اسلام کے معاشی نظام میں معاشی انصاف کے لیے زکوٰۃ و عشر کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔
- زکوٰۃ و عشر کی اہمیت سے آگاہ ہو کر اپنے قلوب میں سخاوت کا جذبہ پیدا کر سکیں۔
- اسلامی معاشی مساوات سے آگاہ ہو کر معاشی اعتبار سے کمزور طبقے کے مددگار بن سکیں۔

سوال 17: زکوٰۃ و عشر پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

جواب: زکوٰۃ کا مفہوم

زکوٰۃ کا لغوی معنیٰ پاک ہونا ہے۔ زکوٰۃ سے مراد وہ مخصوص مال ہے جو سال گزرنے کے بعد نصاب زکوٰۃ میں سے مخصوص شرح کے ساتھ مصارفِ زکوٰۃ کو ادا کیا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کی برکات:

زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کے پاس باقی رہ جانے والا مال پاک ہو جاتا ہے اور اس کی برکت سے انسان باطنی بیماریوں مثلاً بخل اور حرص وغیرہ سے پاک ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت

زکوٰۃ کی حیثیت نفلی صدقہ کی نہیں ہے بلکہ یہ ایک فرض ہے جس کو ادا کرنا ہر صورت لازم ہے۔ زکوٰۃ کے لازم ہونے کے لیے ضروری ہے کہ انسان عاقل، بالغ، مسلمان اور آزاد ہو اور پورے سال ایسے مال کا مالک ہو جو مالِ قرض اور ضروریاتِ زندگی مثلاً گھر کے سامان، کھانے، پینے اور پہننے سے زائد ہو۔ زکوٰۃ پچھلی امتوں پر بھی فرض تھی۔ اسلام میں زکوٰۃ 2 ہجری میں روزوں سے پہلے فرض ہوئی۔

زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح بخاری:8)

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے اپنے عہدِ حکومت میں دیگر اسلامی احکام کے ساتھ نظامِ زکوٰۃ کا نفاذ بھی فرمایا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ مبارک میں جب کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اللہ کی قسم! میں ضرور اس کے ساتھ جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا، اللہ کی قسم! اگر انھوں نے مجھ سے بکری کا ایک بچہ بھی روک لیا جسے وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر ضرور ان سے جہاد کروں گا۔

(صحیح بخاری:1400)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب لوگ زکوٰۃ ادا کرنا ترک کر دیتے ہیں تو آسمان سے بارش روک لی جاتی ہے اور اگر جانور نہ ہوں تو کبھی بارش نہ ہو۔" (سنن ابن ماجہ:4019)

زکوٰۃ کا نصاب

زکوٰۃ کی مقدار کو نصاب کہتے ہیں۔ ساڑھے باون تولے چاندی اور ساڑھے سات تولے سونا، چاندی اور سونے کا نصاب ہے۔ اس پر 2 فی صد (چالیسواں حصہ) زکوٰۃ ہے۔ جانوروں پر زکوٰۃ کا نصاب: پانچ (5) اونٹ، تیس 30 گائے اور بھینسیں اور چالیس (40) بکریاں ہیں۔ ان پر سال گزرنے کے بعد مقررہ شرح کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ اس کے علاوہ نقدی اور مالِ تجارت پر بھی 2 فی صد کی شرح سے سال کے بعد زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔

عشر کا مفہوم

عشر کا لغوی معنیٰ "دسواں حصہ" ہے۔ دینی اصطلاح میں یہ زمینی پیداوار کی زکوٰۃ ہے۔

فریضہ عشر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ (سورۃ الانعام:141) ترجمہ: اور اس کی کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔

عشر کی شرح

جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہو اس پر عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ (10 فی صد) ہے اور جس زمین کو کنویں کے پانی سے مصنوعی طریقے سے سیراب کیا جائے اس پر نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ (5 فی صد) ہے۔

زکوٰۃ و عشر میں فرق

1- عشر بھی زکوٰۃ کی طرح ہی ہے فرق صرف یہ ہے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور عشر زمینی پیداوار کا۔

2- زکوٰۃ کی ادائی کے لیے مال یا سامان وغیرہ پر سال کا گزرنا ضروری ہے جب کہ عشر میں سال گزرنا ضروری نہیں بلکہ اگر دو مرتبہ فصل ہوتی ہے تو ہر مرتبہ عشر ادا کرنا ضروری ہے۔ سرکاری ٹیکس وغیرہ ادا کرنے سے عشر ادا نہیں ہوتا۔

سوال 18: اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کی اہمیت تحریر کریں۔

جواب: اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کی اہمیت

اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسانی جسم میں روح کو حاصل ہے۔

1- گردشِ دولت

معاشرے کی خوش حالی کے لیے ضروری ہے کہ دولت سارے معاشرے میں گردش کرے اور وہ چند ہاتھوں میں جمع ہو کر نہ رہ جائے۔ دولت کا کسی ایک طبقے میں مرتکز ہو جانا معاشرے کو تباہ کر دیتا ہے۔ زکوٰۃ کی بدولت دولت گردش میں رہتی ہے جس کی وجہ سے دولت کی تقسیم منصفانہ ہوتی ہے۔ دولت کے گردش میں آنے سے معاشرے کے افراد کی مالی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔

2- طبقاتی کشمکش کا خاتمہ

زکوٰۃ معاشرے میں اقتصادی توازن کو قائم کرتی ہے۔ یہ دولت کو کسی خاص طبقہ میں اکٹھا نہیں ہونے دیتی جس سے اقتصادی ناہمواری کا خاتمہ ہوتا ہے۔ ہر آدمی اپنی ضروریاتِ زندگی آسانی سے پوری کر سکتا ہے۔ معاشرے میں غربت کا خاتمہ زکوٰۃ کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ دولت صرف چند ہاتھوں میں محدود نہیں رہتی۔ گردش زر قائم رہتی ہے جس سے طبقاتی اختلافات جنم نہیں لیتے۔

3- معاشی مسائل کا خاتمہ

معاشی مسائل انسان کی زندگی میں ہمیشہ اہم رہے ہیں لیکن موجودہ صنعتی ترقی اور اجارہ داری نظام نے اقتصادی عدم توازن کو فروغ دیا جس سے پوری دنیا معاشی مسائل کا شکار ہے۔ آج کے معاشی مسائل کا حل اسلام کے اقتصادی نظام کا نفاذ ہے جس کا اہم رکن زکوٰۃ ہے۔

4- غربت و افلاس کا علاج

زکوٰۃ سے غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ ہوتا ہے اور فلاحی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ نظام زکوٰۃ کا قیام اسلامی معاشرے میں اجتماعی کفالت کی تکمیم ہے جس کا مقصد معاشرے کے غریب، نادار اور محروم افراد کی کفالت ہے۔ زکوٰۃ قوم کی کفالت و پرورش کا بہترین ذریعہ ہے۔ اگر نظام زکوٰۃ کو صحیح طور پر نافذ کر دیا جائے تو کوئی شخص بنیادی ضروریات زندگی سے محروم نہیں رہ سکتا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں جب زکوٰۃ کے نظام کو منظم کیا گیا تو کوئی شخص زکوٰۃ وصول کرنے والا نہیں ملتا تھا۔ زکوٰۃ کے ذریعے خودکشیوں کو بھی ختم کیا جا سکتا ہے۔

5- سرمایہ کاری کا جذبہ

زکوٰۃ کے ذریعے پیدا ہونے والی کمی کو پورا کرنے کے لیے صاحب مال اپنی دولت کسی نہ کسی منافع بخش کاروبار میں لگانے پر مجبور ہو جاتا ہے جس سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ سرمایہ کاری میں اضافہ ہونے سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزگار ملتا ہے اور ملکی معیشت مضبوط ہوتی ہے۔

6- جرائم کا خاتمہ

زکوٰۃ کے ذریعے جرائم اور ظلم کے خاتمے میں مدد ملتی ہے۔ گداگری ختم ہو جاتی ہے۔ پوری ادا کی گئی زکوٰۃ کسی سے ملک کا امن بحال ہوتا ہے۔ پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے لیے نظام زکوٰۃ کو مؤثر بنانا ضروری ہے تاکہ معاشی عدل قائم ہو اور اس نظام کی برکات بھی حاصل ہوں۔

7- ادائیگی زکوٰۃ کے فوائد

زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کے دل سے مال کی محبت ختم ہو جاتی ہے۔ سخاوت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جو روحانی سکون کا باعث بنتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے معاشرتی انصاف کو فروغ ملتا ہے جس سے دلوں میں محبت اور ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

1- زکوٰۃ و عشر کے معاشی فوائد اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ و عشر کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسانی جسم میں روح کو حاصل ہے۔

معاشی فوائد:

1- **مستحکم معیشت:** چوں کہ سودی نظام معیشت میں محنت کے مقابلے میں سرمایہ کی افادیت کہیں زیادہ ہے اسی لیے محنت کش اور کارکن طبقہ مسلسل غریب سے غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے اور سرمایہ دار مختلف طریقوں سے دولت جھپٹتا چلا جاتا ہے۔ اس طرح معاشی نظام مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔ زکوٰۃ و عشر اس مسئلے کا بہترین حل ہے۔ اس سے معیشت مستحکم ہوتی ہے۔

2- **گردش دولت:** معاشرے کی خوش حالی کے لیے ضروری ہے کہ دولت سارے معاشرے میں گردش کرے اور چند ہاتھوں میں جمع ہو کر نہ رہ جائے۔ دولت کا کسی طبقے میں مرتکز ہو جانا معاشرے کو تباہ کر دیتا ہے۔ زکوٰۃ و عشر کی بدولت دولت گردش میں رہتی ہے جس کی وجہ سے دولت کی منصفانہ تقسیم ہوتی ہے۔ دولت کے گردش میں آنے سے معاشرے کے افراد کی مالی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔

3- **فلاحی مملکت:** زکوٰۃ و عشر کی وجہ سے لوگ غربت سے نکل آتے ہیں اور معاشرے میں خوش حالی کی فضا قائم ہو جاتی ہے۔ اس طرح فلاحی کاموں میں اضافہ ہوتا ہے اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- زکوٰۃ کے لغوی معنی ہیں:

(A) پاک ہونا (B) بچت کرنا (C) خرچ کرنا (D) مدد کرنا

2- زکوٰۃ سے مراد وہ مخصوص مال ہے جو نصاب زکوٰۃ میں سے مخصوص شرح کے ساتھ مصارف زکوٰۃ کو ادا کیا جاتا ہے:

(A) چھے ماہ گزرنے کے بعد (B) نو ماہ گزرنے کے بعد (C) سال گزرنے کے بعد (D) دو سال گزرنے کے بعد

3- زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے:

(A) غریبوں کو (B) معذوروں کو (C) بیوہ کو (D) مصارف زکوٰۃ کو

4- زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کے پاس باقی رہ جانے والا مال ہو جاتا ہے:

(A) کم (B) زیادہ (C) برکت والا (D) پاک

5- چاندی کا نصاب زکوٰۃ ہے:

(A) $52\frac{1}{2}$ تولے (B) $52\frac{1}{4}$ تولے (C) $50\frac{1}{2}$ تولے (D) $50\frac{1}{4}$ تولے

6- ساڑھے سات تولے نصاب زکوٰۃ ہے:

(A) چاندی کا (B) سونے کا (C) جواہرات کا (D) ہیروں کا

7- ادائیگی زکوٰۃ کی شرح ہے:

(A) دو فی صد (B) سوا دو فی صد (C) اڑھائی فیصد (D) تین فی صد

8- اونٹوں پر زکوٰۃ کا نصاب ہے:

(A) 4 اونٹ (B) 5 اونٹ (C) 6 اونٹ (D) 7 اونٹ

9- گائے بھینس پر زکوٰۃ کا نصاب ہے:

(A) 20 گائیں (B) 25 گائیں (C) 30 گائیں (D) 35 گائیں

10- بھیڑ بکریوں پر زکوٰۃ کا نصاب ہے:

(A) 20 بکریاں (B) 30 بکریاں (C) 40 بکریاں (D) 50 بکریاں

11- دین اسلام میں زکوٰۃ کی شرعی حیثیت ہے:

(A) نفل کی (B) سنت کی (C) خیرات کی (D) فرض کی

12- زکوٰۃ فرض ہوئی:

(A) 2 ہجری میں (B) 3 ہجری میں (C) 4 ہجری میں (D) 5 ہجری میں

13- 2ہجری میں زکوٰۃ فرض ہوئی:
(A) حج سے پہلے (B) حج کے بعد (C) روزوں سے پہلے (D) روزوں کے بعد

14- قرآن مجید میں نماز کے ساتھ ساتھ ذکر آیا ہے:
(A) زکوٰۃ کا (B) روزے کا (C) حج کا (D) صدقے کا

15- نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے:
(A) چار چیزوں پر (B) پانچ چیزوں پر (C) چھے چیزوں پر (D) سات چیزوں پر

16- ارکان اسلام میں زکوٰۃ کا نمبر ہے:
(A) پہلا (B) دوسرا (C) تیسرا (D) چوتھا

17- خلفائے راشدین نے دیگر احکام اسلامی کے ساتھ نافذ فرمایا:
(A) نظام جہاد (B) نظام حج (C) نظام عدل (D) نظام زکوٰۃ

18- منکرین زکوٰۃ کے خلاف اعلان جنگ کیا:
(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

19- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس کے ساتھ جنگ کروں گا جس نے فرق کیا:
(A) نماز اور روزے میں (B) نماز اور زکوٰۃ میں (C) روزے اور زکوٰۃ میں (D) زکوٰۃ اور حج میں

20- رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش کو روک لیتا ہے:
(A) نماز نہ پڑھنے سے (B) صلہ رحمی نہ کرنے سے (C) ظلم کرنے سے (D) زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے

21- عشر کا لغوی معنی ہے:
(A) پانچواں حصہ (B) دسواں حصہ (C) پندرھواں حصہ (D) ساتواں حصہ

22- دینی اصطلاح میں زمینی پیداوار کی زکوٰۃ ہے:
(A) عشر (B) صدقہ (C) جزیہ (D) فدیہ

23- جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہو، اس پر عشر ہے:
(A) چالیسواں حصہ (B) تیسواں حصہ (C) بیسواں حصہ (D) دسواں حصہ

24- عشر ادا کیا جاتا ہے:
(A) بوائی کے وقت (B) ہل چلانے کے وقت (C) کٹائی کے وقت (D) پانی دینے کے وقت

25- جس زمین کو مصنوعی طریقے سے سیراب کیا جائے اس پر عشر ہے:
(A) دسواں حصہ (B) بیسواں حصہ (C) تیسواں حصہ (D) چالیسواں حصہ

26- اگر ایک زمین میں سال میں دو مرتبہ فصل ہوتی ہے تو عشر ہوگا:
(A) ایک مرتبہ (B) دو مرتبہ (C) چار مرتبہ (D) نصف

27- اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کی وہی حیثیت ہے جو جسم میں ہے:
(A) دل کی (B) دماغ کی (C) روح کی (D) آنکھوں کی

28- نظام زکوٰۃ کے مضبوط ہونے سے معاشرہ تشکیل پاتا ہے:
(A) فلاحی (B) عوامی (C) اسلامی (D) قومی

29- زکوٰۃ کا نظام رائج ہونے سے خاتمہ ہو جاتا ہے:
(A) تجارت کا (B) محنت کا (C) گداگری کا (D) ملازمت کا

30- زکوٰۃ ادا ہونے سے آہستہ آہستہ معاشرے سے ختم ہو جاتی ہے:
(A) طبقاتی تقسیم (B) لسانی تقسیم (C) سیاسی تفریق (D) مذہبی تفریق

جوابات

-1 (A)	-2 (C)	-3 (D)	-4 (D)	-5 (A)	-6 (B)	-7 (C)	-8 (B)	-9 (C)	-10 (C)
-11 (D)	-12 (A)	-13 (C)	-14 (A)	-15 (B)	-16 (C)	-17 (D)	-18 (A)	-19 (B)	-20 (D)
-21 (B)	-22 (A)	-23 (D)	-24 (C)	-25 (B)	-26 (B)	-27 (C)	-28 (A)	-29 (C)	-30 (A)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- زکوٰۃ ایسی اشیاء پر ادا کرنا ضروری ہے جو زائد ہو:
(A) ضروریات زندگی سے (B) کھانے پینے سے (C) ضروریات ملازمین سے (D) ضروریات خاندان سے

2- زکوٰۃ کی حیثیت کیا ہے؟
(A) نفلی صدقہ کی (B) فرض کی (C) سنت کی (D) واجب کی

3- وہ عبادت جو پچھلی امتوں پر بھی فرض تھی:
(A) قربانی (B) تبلیغ (C) زکوٰۃ (D) ایثار

4- کنویں کے پانی یا مصنوعی طریقے سے سیراب ہونے والی زمین پر عشر ہے:
(A) دسواں حصہ (B) پندرھواں حصہ (C) اٹھارھواں حصہ (D) بیسواں حصہ

5- اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسانی جسم میں حاصل ہے:
(A) دماغ کو (B) ہڈیوں کو (C) روح کو (D) دل کو

6- حدیث نبوی کے مطابق اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش کو روک دیتا ہے:
(A) زکوٰۃ نہ دینے سے (B) صلہ رحمی نہ کرنے سے
(C) دوسروں کا خیال نہ رکھنے سے (D) علم حاصل نہ کرنے سے

7- زکوٰۃ کا نظام رائج ہونے سے خاتمہ ہو جاتا ہے:
(A) تجارت کا (B) محنت کا (C) گداگری کا (D) ملازمت کا

جوابات

-1	(A)	-2	(B)	-3	(C)	-4	(D)	-5	(C)	-6	(A)	-7	(C)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- زکوٰۃ کا معنی و مفہوم تحریر کریں۔

جواب: زکوٰۃ کے لغوی معنی پاک ہونا ہے۔ جب کہ اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد وہ مخصوص مال ہے جو سال گزرنے کے بعد نصاب زکوٰۃ میں سے مخصوص شرح کے ساتھ مصارف زکوٰۃ کو ادا کیا جاتا ہے۔

2- زکوٰۃ کے دو فوائد تحریر کریں۔

جواب: زکوٰۃ کے دو فوائد: 1- زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کے پاس باقی رہ جانے والا مال پاک ہو جاتا ہے۔
2- زکوٰۃ کی برکت سے انسان باطنی بیماریوں مثلاً بخل وغیرہ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

3- زکوٰۃ کے لازم ہونے کی شرائط تحریر کریں۔

جواب: زکوٰۃ کے لازم ہونے کے لیے ضروری ہے کہ انسان عاقل، بالغ، مسلمان اور آزاد ہو، اور پورے سال ایسے مال کا مالک ہو جو مال قرض اور ضروریات زندگی مثلاً گھر کے سامان، کھانے پینے اور پہننے سے زائد ہو۔

4- سونے اور چاندی پر زکوٰۃ کا نصاب تحریر کریں۔

جواب: زکوٰۃ کی ادائی کے لیے ساڑھے سات تولے سونا اور ساڑھے باون تولے چاندی کا نصاب مقرر کیا گیا ہے۔

5- سونا، چاندی، نقدی وغیرہ پر زکوٰۃ کی شرح تحریر کریں۔

جواب: سونا، چاندی اور نقدی وغیرہ پر زکوٰۃ کی شرح اڑھائی فی صد ہے یعنی چالیسواں حصہ۔

6- جانوروں پر زکوٰۃ کا نصاب تحریر کریں۔

جواب: جانوروں پر زکوٰۃ کا نصاب درج ذیل ہے:
پانچ اونٹ، تیس گائے بھینس اور چالیس بکریاں۔

7- زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم کب اور کہاں ہوا؟

جواب: زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم مدینہ منورہ میں 2 ہجری میں ہوا۔

8- فرضیت زکوٰۃ پر ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

9- فرضیت زکوٰۃ پر ایک حدیث مبارکہ تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

10- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف کیا اعلان فرمایا؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا: اللہ کی قسم! میں ضرور اس کے ساتھ جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا، اللہ کی قسم! اگر انھوں نے مجھ سے بکری کا ایک بچہ بھی روک لیا جسے وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر ضرور ان سے لڑوں گا۔

11- زکوٰۃ کی اہمیت پر ایک حدیث تحریر کریں۔

جواب: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب لوگ زکوٰۃ ادا کرنا ترک کر دیتے ہیں تو آسمان سے بارش روک لی جاتی ہے اور اگر جانور نہ ہوں تو کبھی بارش نہ ہو۔"

12- عشر کے معنی و مفہوم تحریر کریں۔

جواب: عشر کے لغوی معنی دسواں حصہ ہے۔ دینی اصطلاح میں زمینی پیداوار کی زکوٰۃ کو عشر کہا جاتا ہے۔

13- عشر کے متعلق ایک آیت تحریر کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ (سورۃ الانعام: 141) ترجمہ: اور اس کی کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔

14- زمینی پیداوار پر عشر کی شرح تحریر کریں۔

جواب: جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہو اس پر عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ ہے اور جس زمین کو کنویں کے پانی سے یا مصنوعی طریقے سے سیراب کیا جائے اس پر نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ (پانچ فی صد) ہے۔

15- زکوٰۃ اور عشر میں فرق واضح کریں۔

جواب: عشر بھی زکوٰۃ کی طرح ہی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور عشر زمینی پیداوار کا۔ زکوٰۃ کی ادائی کے لیے مال یا سامان وغیرہ پر سال کا گزرنا ضروری ہے جب کہ عشر میں سال گزرنا ضروری نہیں بلکہ اگر دو مرتبہ فصل ہوتی ہے تو ہر مرتبہ عشر ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

16- اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کی اہمیت دو جملوں میں واضح کریں۔

جواب: اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسانی جسم میں روح کو حاصل ہوتی ہے۔ زکوٰۃ سے غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ ہوتا ہے اور فلاحی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

17- زکوٰۃ کے چار معاشرتی فوائد تحریر کریں۔

جواب: 1- زکوٰۃ کی ادائیگی سے دولت گردش میں رہتی ہے نتیجتاً جرائم اور ظلم کے خاتمے میں مدد مل سکتی ہے۔
2- گداگری رُک جاتی ہے۔
3- دولت صرف چند ہاتھوں میں محدود نہیں رہتی۔
4- زکوٰۃ ادا ہونے سے طبقاتی تقسیم آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- اسلام میں زکوٰۃ پہلے فرض ہوئی یا روزے؟

جواب: زکوٰۃ 2 ہجری میں روزوں سے پہلے فرض ہوئی۔

2- پچھلی امتوں پر زکوٰۃ کی کیا حیثیت تھی؟

جواب: زکوٰۃ پچھلی امتوں پر بھی فرض تھی۔

3- کس کے عہد حکومت میں نظامِ زکوٰۃ کا نفاذ مقدم رہا؟

جواب: خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد حکومت میں دیگر احکام اسلامی کے ساتھ نظامِ زکوٰۃ کا نفاذ بھی مقدم رہا۔

۸۔ نبی کریم ﷺ نے بارش رک جانے کا کیا سبب بتایا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب لوگ زکوٰۃ ادا کرنا ترک کر دیتے ہیں تو آسمان سے بارش روک لی جاتی ہے۔"

۹۔ عشر کی ادائی کا تعلق کس چیز کے ساتھ ہے؟

جواب: عشر کی ادائی کا تعلق فصل کے ساتھ ہے۔ سال میں جتنی فصل ہوتی ہے تو اتنی مرتبہ یعنی ہر فصل پر عشر ادا کرنا ضروری ہے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) دینِ اسلام میں زکوٰۃ کی حیثیت ہے:

(الف) اختیاری نیکی (ب) نفلی صدقے کی (ج) خیرات کی (د) فرض کی

(ii) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کن لوگوں کے خلاف اعلانِ جنگ فرمایا؟

(الف) زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں سے (ب) فضول خرچی کرنے والوں سے

(ج) عبادت نہ کرنے والوں سے (د) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں سے

(iii) حدیث نبوی ﷺ کے مطابق اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش کو روک دیتا ہے:

(الف) زکوٰۃ نہ دینے سے (ب) صلہ رحمی نہ کرنے سے

(ج) دوسروں کا خیال نہ رکھنے سے (د) علم حاصل نہ کرنے سے

(iv) زمینی پیداوار کی زکوٰۃ ہے:

(الف) عشر (ب) صدقہ (ج) فدیہ (د) ٹیکس

(v) زکوٰۃ کا نظام رائج ہونے سے خاتمہ ہو جاتا ہے:

(الف) تجارت کا (ب) محنت کا (ج) گداگری کا (د) ملازمت کا

جوابات (i) فرض کی (ii) زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں (iii) زکوٰۃ نہ دینے سے (iv) عشر (v) گداگری کا

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) زکوٰۃ و عشر کی فرضیت کی حکمت بیان کریں۔

جواب: زکوٰۃ و عشر کی فرضیت کی حکمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: آپ ﷺ ان کے مال میں سے صدقہ لیجیے تاکہ آپ انہیں پاک کریں اور اس کے ذریعے سے ان کا تزکیہ کریں۔

(ii) زکوٰۃ اور عشر میں فرق لکھیں۔

جواب: 1- عشر بھی زکوٰۃ کی طرح ہی ہے فرق صرف یہ ہے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور عشر زمینی پیداوار کا۔

2- زکوٰۃ کی ادائی کے لیے مال یا سامان وغیرہ پر سال کا گزرنا ضروری ہے جب کہ عشر میں سال گزرنا ضروری نہیں بلکہ اگر دو مرتبہ فصل ہوتی ہے تو ہر مرتبہ عشر ادا کرنا ضروری ہے۔ سرکاری ٹیکس وغیرہ ادا کرنے سے عشر ادا نہیں ہوتا۔

(iii) اسلام کے معاشی نظام کے حوالے سے زکوٰۃ و عشر کی اہمیت واضح کریں۔

جواب: اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ و عشر کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسانی جسم میں روح کو حاصل ہے۔ زکوٰۃ و عشر سے غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ ہوتا ہے اور فلاحی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) زکوٰۃ و عشر پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

جواب: دیکھیے سوال 17

سرگرمیاں

○ طلبہ چند آیات قرآنی کی فہرست (سورت کا نام اور آیت نمبر) بنائیں جن میں زکوٰۃ کا ذکر ہو۔

جواب:

سورت کا نام	آیت نمبر	سورت کا نام	آیت نمبر	سورت کا نام	آیت نمبر
سورۃ البقرہ	208	سورۃ الاعراف	157	سورۃ التوبہ	18
سورۃ الحج	41	سورۃ المؤمنون	4	سورۃ النجم	39
سورۃ لقمٰن	10	سورۃ الدہر	8	سورۃ الشمس	9

○ کمرا جماعت میں اسلامی نظامِ معیشت اور اس کے مصالح نیز غیر اسلامی نظامِ معیشت اور اس کے مفاسد کے بارے میں مذاکرہ کریں۔

جواب:

اسلامی نظامِ معیشت کے مصالح	غیر اسلامی نظامِ معیشت کے مفاسد
1- اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ممکن ہوتا ہے۔	1- اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی ناراضی کا سبب ہے۔
2- دولت گردش میں رہتی ہے۔	2- دولت کی ہوس سے خود غرضی بڑھتی ہے۔
3- غربت میں کمی آتی ہے۔	3- غریب طبقہ کی مصیبتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔
4- سود کا خاتمہ ہوتا ہے۔	4- قرضِ حسنہ کا خاتمہ ہوتا ہے۔
5- سادہ طرزِ زندگی کو اپنایا جاتا ہے۔	5- عیش پرستی کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔

○ اساتذہ کرام طلبہ کو مصارفِ زکوٰۃ سے آگاہ کریں۔

جواب: عملی کام

○ زکوٰۃ و عشر کے جدید مسائل کا مذاکرہ اور نصابِ زکوٰۃ کی مختلف مدات کا جامع چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

جواب: عملی کام

4- حج اور قربانی

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حج اور قربانی کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
- حج اور قربانی کے دلائل جان سکیں۔
- حج اور عمرہ کے فضائل اور مناسک سے آگاہ ہو سکیں۔
- حج اور قربانی کے فلسفہ اور حکمتوں سے آگاہ ہو سکیں۔
- حرمین شریفین، بیت اللہ، روضہ رسول ﷺ، آثار نبویہ اور مقامات مقدسہ کی اہمیت و برکت سے آگاہ ہو سکیں۔
- امتِ مسلمہ کی آفاقیت اور اجتماعیت کے سلسلے میں حج کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔
- حج اور عمرہ کی اہمیت سے آگاہ ہو کر صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں حج اور عمرہ کرنے والے بن سکیں۔
- قربانی کی اہمیت سے آگاہ ہو کر صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں جذبہ اخلاص کے ساتھ قربانی کرنے والے بن سکیں۔
- حرمین شریفین، بیت اللہ، روضہ رسول ﷺ، آثار نبویہ اور مقامات مقدسہ کے انوار و فیوض سے مستفید ہونے والے بن سکیں۔
- ملت اسلامیہ کی آفاقیت اور اجتماعیت کے تصور سے آگاہ ہو کر عالمی اخوت و یگانگت کی روح پیدا کر سکیں۔

سوال 19: حج پر ایک جامع مضمون لکھیں۔

جواب: حج کا مفہوم

حج کے لغوی معنی ہیں، سفر کا ارادہ کرنا اور شریعت کی اصطلاح میں خاص دینی عبادات کی بجا آوری کے لیے بیت اللہ کا قصد کرنے کو حج کہتے ہیں۔

حج کی فرضیت

حج ارکان اسلام میں ایک اہم رکن ہے جو ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ (سورۃ آل عمران: 97)

ترجمہ: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر (بیت اللہ) کا حج کرنا (فرض) ہے جو کوئی بھی اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔

حج کی جامعیت

حج ایک جامع عبادت ہے۔ یہ بیک وقت روحانی، بدنی اور مالی عبادت ہے اور یہ خصوصیت کسی دوسری عبادت کو حاصل نہیں۔ حج ایسی عبادت ہے جس میں دیگر تمام عبادات کی روح شامل ہے۔ اس میں نماز بھی ہے۔ قربانی بھی ہے۔ مال خرچ کرنا زکوٰۃ سے مشابہت رکھتا ہے۔ نفسانی خواہشات اور اخلاقی برائیوں سے پرہیز اپنے اندر روزہ کی سی کیفیت رکھتا ہے۔ گھر سے دوری اور سفر کی تکلیف میں جہاد کا رنگ ہے۔

حج کے مناسک

حج کی ادائیگی کے مراحل کو اصطلاح میں مناسکِ حج کہتے ہیں۔ حج کے مناسک میں احرام باندھنا، منیٰ جانا، وقوفِ عرفہ، مزدلفہ میں قیام، جمرات کو کنکریاں مارنا، قربانی کرنا، حلق کرنا یعنی سر منڈوانا طواف کرنا اور سعی کرنا شامل ہے۔

حج اور عمرہ کی فضیلت

عمرہ کے لغوی معنی زیارت کے ہیں اور شرعی معنی میقات سے (حدودِ حرم سے) احرام باندھ کر خانہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ایک حج اور چار عمرے ادا فرمائے۔ عمرہ واجب نہیں بلکہ عمرہ کرنا افضل (سنت اور مستحب عمل) ہے۔

(جامع ترمذی: 931)

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنا دونوں عمروں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور (مقبول حج) کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (صحیح بخاری: 1773)

نبی کریم ﷺ نے تین لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا مہمان قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا، حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا اللہ کا مہمان ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بلایا تو انھوں نے حاضری دی اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا تو اس نے انھیں عطا کیا۔

(سنن ابن ماجہ: 2893)

حج کرنے کا مختصر طریقہ

8 ذی الحجہ

حج کرنے والا آٹھ ذوالحجہ کو صبح کی نماز کے بعد احرام (دو ان سلی چادروں پر مشتمل حاجیوں کا لباس) باندھے، دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے کہ اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو میرے لیے آسان کر دے اور قبول فرما اور تلبیہ کے درج ذیل الفاظ بلند آواز میں ادا کرے:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ

ترجمہ: حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، تیرے ہی لیے تعریفیں ہیں، نعمتیں اور بادشاہت تیری ہی ہے، تیرا ان میں کوئی شریک نہیں۔

منیٰ روانگی

فجر کی نماز کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ کے لیے روانہ ہو جائے۔ ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر کی نماز منیٰ میں پڑھے۔ رات منیٰ میں گزارے۔

9 ذوالحجہ

i- **عرفات روانگی:** 9 ذوالحجہ کو نماز فجر کے بعد منیٰ سے عرفات کے لیے روانہ ہو۔ مغرب تک عرفات میں قیام کرے اور دعا مانگے۔

ii- **مزدلفہ روانگی:** غروب آفتاب کے بعد میدانِ عرفات سے مزدلفہ کے لیے روانہ ہو۔ پیدل جانا مستحب ہے، مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھی پڑھے۔ رات مزدلفہ میں گزارے۔ رمی کے لیے کنکریاں چنے اور صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد منیٰ کی طرف روانہ ہو۔

10 ذی الحجہ

i- **جمرات کو کنکریاں مارنا:** منیٰ پہنچ کر جب خوب روشنی پھیل جائے تو جمرہ عقبہ کو رمی (کنکریاں مارنا) کرے اور رمی جمرات کرنا واجب ہے۔

ii- **قربانی:** رمی جمرات کے بعد قربانی کرے۔

iii- **حلق کروانا:** قربانی کرنے کے بعد سر کے بال منڈوانے یا کٹوانے، قربانی سے قبل بال کٹوانا جائز نہیں۔ عورتیں اپنے بالوں کی صرف ایک لٹ کترتی ہیں۔ سر منڈوانے کے بعد وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گیا۔

طوافِ زیارت: پھر قربانی کے دنوں میں سے کسی ایک دن مکہ مکرمہ جا کر "طوافِ زیارت" کرے، وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت کرنے کے بعد حج کے فرائض ادا ہو گئے، وقوفِ عرفہ حج کا رکنِ اعظم ہے، وقوفِ مزدلفہ، حج کی سعی اور رمی جمرات جیسے مناسک کی ادائیگی واجب ہے۔

طوافِ وداع: آخر میں الوداعی طواف کرے۔

مدینہ منورہ کا سفر: اس کے بعد مدینہ منورہ کا سفر کرے اور وہاں آٹھ یا نو دن کے قیام میں کوشش کرے کہ مسجد نبوی ﷺ میں متواتر چالیس نمازیں پڑھے۔

سوال 20: قربانی کی فضیلت اور مسائل تحریر کریں۔

جواب: قربانی کا مفہوم

قربانی سے مراد اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لیے عید الاضحیٰ کے دنوں میں مخصوص جانور کو نبی کریم ﷺ اور ان کے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کے مطابق ذبح کرنا ہے۔

قربانی کی فضیلت

عید کے دن قربانی سے زیادہ فضیلت والا کوئی عمل نہیں ہے۔ اسی بنا پر یہ دن سال کا افضل ترین دن شمار ہوتا ہے۔ قربانی نہ کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

جس شخص کو قربانی کی وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ (سنن ابن ماجہ: 3123)

قربانی کے مسائل

1- عید کی نماز سے پہلے قربانی نہیں کی جاسکتی۔

2- اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا افضل ہے۔

3- اگر خود جانور ذبح نہ کرسکتا ہو تو کوئی دوسرا مسلمان اس کی جگہ جانور ذبح کرسکتا ہے، مگر اجازت ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف سے بھی گائے کی قربانی فرمائی تھی۔

4- اجتماعی قربانی میں ایک گائے میں سات افراد اور اونٹ میں بھی سات افراد شریک ہوسکتے ہیں البتہ کم از کم کی کوئی تعداد متعین نہیں، دو یا تین لوگ بھی برابر گوشت تقسیم کر کے قربانی کرسکتے ہیں۔

قربانی کا فلسفہ

قربانی کا فلسفہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اپنی خواہشات کو قربان کر دیا جائے اور اس بات کا عہد کرنا کہ اگر ہمیں اس کی راہ میں اپنی جان بھی قربان کرنا پڑے تو ہم دریغ نہیں کریں گے۔

سوال 21: حج کے فوائد تحریر کریں۔

جواب: حج کے فوائد

1- حج ملت اسلامیہ کے اتحاد و یگانگت کا مظہر ہے۔ دنیا کے گوشہ گوشہ سے مختلف رنگ، نسل، علاقے اور زبان کے لوگ جب حج کے لیے جمع ہوتے ہیں تو ان کا لباس، اعمال یہاں تک کہ زبان پر بھی ایک جیسے کلمات جاری ہوتے ہیں۔ حجاج کرام کے مناسک بھی یکساں ہوتے ہیں اور وہ مل کر ایک ہی کعبہ کے گرد طواف کرتے ہیں۔

2- حج بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ حج کے موقع پر لڑائی جھگڑے اور فساد سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے جس سے ایک دوسرے کے لیے ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

3- حاجی جب حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کرتا ہے تو وہ صرف حج کا عظیم الشان فریضہ ہی انجام نہیں دیتا بلکہ اسے حرمین شریفین یعنی حرم مکی اور حرم مدنی کی زیارت بھی نصیب ہوتی ہے۔ وہ خانہ کعبہ کی زیارت کرتا ہے اور اس سے لپٹ کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے۔ مسجد نبوی (ﷺ) کی زیارت کا شرف پاتا ہے اور روضہ رسول (ﷺ) پر حاضر ہو کر درود و سلام پیش کرتا ہے۔

4- حجاج کرام کو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف میں ایسے بہت سے مقامات کی زیارت کا موقع ملتا ہے جن کا سیرت طیبہ سے گہرا تعلق ہے۔ گویا حج کا یہ سفر صرف مناسک حج ادا کرنے کا سفر ہی نہیں بلکہ بہت سے اسلامی مقامات کا سفر بھی ہے جس سے انسان کی روحانیت اور اسلامی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

5- حج سادگی سے زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتا ہے اس کی مثال احرام کا سادہ ہونا ہے۔ احرام سے مساوات کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

6- حج حلال کمائی کی تعلیم دیتا ہے کیوں کہ اس کی قبولیت تبھی ہوتی ہے جب حلال کمائی سے کیا گیا ہو۔

7- حج اقتصادی ترقی کا ذریعہ ہے کیوں کہ اسلام نے ایام حج میں تجارت سے منع نہیں کیا، البتہ دلی مقصد رضائے الٰہی ہونا ضروری ہے۔ مختلف علاقوں سے آنے والے حجاج باہم لین دین اور خرید و فروخت بھی کرتے ہیں اس طرح مسلمانوں کو معاشی نفع حاصل ہوتا ہے اور آپس میں تجارتی روابط قائم ہوتے ہیں۔

8- عام مسلمانوں کے علاوہ مسلمانوں کے سربراہ، قائدین اور علما بھی جمع ہوتے ہیں آپس کے اجتماعی مسائل پر تبادلہ خیالات کا موقع ملتا ہے اس طرح مسلمانوں کے بہت سے مسائل کے حل میں مدد ملتی ہے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: حج وعمرہ کے انفرادی اور اجتماعی فوائد اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: حج وعمرہ کے انفرادی فوائد:

1- فکرِ آخرت: حج وعمرہ ایسی عبادات ہیں جن کے ذریعے سے انسان کو ہر لمحہ آخرت کی یاد دہانی ہوتی رہتی ہے۔

2- گناہوں کی مغفرت: حج وعمرہ سے حاجی پچھلے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث کے مطابق حج اور عمرہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو۔

3- تزکیہ: حج اور عمرہ ایسی عبادات ہیں جو اخلاقی لحاظ سے تزکیہ کا ایک بہترین عمل ہے۔ ان کی ادائیگی سے یہ سبق ملتا ہے کہ خواہشاتِ نفس کو کیسے کنٹرول کرنا ہے۔

حج وعمرہ کے اجتماعی فوائد:

1- معاشرتی ربط میں اضافہ: حج وعمرہ کی بدولت حاجیوں میں معاشرتی ربط پروان چڑھتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں۔ مخصوص ایام کا یہ تعلق پھر زندگی بھر کی سانسوں کی ڈوروں تک چلتا ہے۔

2- باہمی مشاورت: حج وعمرہ کی بدولت مسلمان ایک دوسرے کے قریب تر چلے آتے ہیں۔ ان کے اندر باہمی مشاورت کا بے نظیر موقع پروان چڑھتا ہے۔

3- تہذیب وثقافت سے آگاہی: پوری دنیا سے آئے ہوئے مختلف ممالک کے لوگ اپنی تہذیب وثقافت کی نمائندگی کرتے ہوئے بیت اللہ میں حاضر ہوتے ہیں تمام مسلمان ایک دوسرے کی ثقافت کو سمجھتے ہیں اور اپنے اپنے ملک میں لے جاتے ہیں جس سے عالمگیریت کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی بنیاد میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے:

(A) حج (B) احرام (C) طواف (D) تلاوت

2- حج ہر مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے:

(A) صحت مند پر (B) بالغ پر (C) عاقل پر (D) صاحب استطاعت پر

3- ایک جامع عبادت ہے:

(A) نماز (B) روزہ (C) زکوٰۃ (D) حج

4- وقوف عرفہ اہم رکن ہے:
(A) عمرہ کا (B) زیارت کا (C) حج کا (D) قربانی کا

5- حج صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ ہے:
(A) فرض (B) واجب (C) مستحب (D) سنت

6- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں حج ادا کیا:
(A) ایک مرتبہ (B) دو مرتبہ (C) تین مرتبہ (D) چار مرتبہ

7- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں عمرے کیے:
(A) دو (B) چار (C) چھے (D) آٹھ

8- عمرہ ادا کرنا ہے:
(A) فرض (B) واجب (C) سنت (D) نفل

9- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا مہمان قرار دیا ہے:
(A) تین لوگوں کو (B) چار لوگوں کو (C) پانچ لوگوں کو (D) چھے لوگوں کو

10- حدیث کے مطابق اللہ کا مہمان ہے:
(A) روزہ دار (B) نمازی (C) مسافر (D) حج کرنے والا

11- حج کرنے والا آٹھ ذوالحجہ کو احرام باندھتا ہے:
(A) نماز فجر کے بعد (B) نماز ظہر کے بعد (C) نماز عصر کے بعد (D) نماز مغرب کے بعد

12- حاجی نماز فجر کے بعد احرام باندھتا ہے:
(A) 7 ذوالحجہ کو (B) 8 ذوالحجہ کو (C) 9 ذوالحجہ کو (D) 10 ذوالحجہ کو

13- احرام باندھنے کے بعد حاجی نماز ادا کرتا ہے:
(A) دو رکعت (B) چار رکعت (C) چھے رکعت (D) آٹھ رکعت

14- 8 ذوالحجہ کو فجر کے بعد حاجی روانہ ہوتے ہیں:
(A) مدینہ کے لیے (B) مزدلفہ کے لیے (C) منیٰ کے لیے (D) سعی کے لیے

15- حاجی منیٰ سے عرفات کے لیے روانہ ہوتے ہیں:
(A) فجر کے بعد (B) ظہر کے بعد (C) عصر کے بعد (D) عشا کے بعد

16- حاجی منیٰ سے عرفات کے لیے روانہ ہوتے ہیں:
(A) سات ذوالحجہ کو (B) آٹھ ذوالحجہ کو (C) نو ذوالحجہ کو (D) دس ذوالحجہ کو

17- میدان عرفات میں حاجی قیام کرتے ہیں:
(A) صبح سے دوپہر تک (B) صبح سے عصر تک (C) صبح سے رات تک (D) صبح سے غروب آفتاب تک

18- غروب آفتاب کے بعد حاجی عرفات سے روانہ ہوتے ہیں:
(A) مزدلفہ کے لیے (B) منیٰ کے لیے (C) مکہ کے لیے (D) مدینہ کے لیے

19- حجاج کرام مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھی ادا فرماتے ہیں:
(A) منیٰ میں (B) عرفات میں (C) مزدلفہ میں (D) مکہ میں

20- حجاج کرام 9 ذوالحجہ کی رات گزارتے ہیں:
(A) مزدلفہ میں (B) منیٰ میں (C) عرفات میں (D) جنت المعلیٰ میں

21- شیطان کو کنکریاں مارنا کہلاتا ہے:
(A) سعی (B) حلق (C) رمی (D) جمرات

22- حاجی مزدلفہ سے منیٰ کے لیے روانہ ہوتے ہیں:
(A) 8 ذوالحجہ کو (B) 9 ذوالحجہ کو (C) 10 ذوالحجہ کو (D) 11 ذوالحجہ کو

23- حاجی مزدلفہ سے منیٰ کے لیے روانہ ہوتے ہیں:
(A) صبح کی نماز کے بعد (B) ظہر کی نماز کے بعد (C) عصر کی نماز کے بعد (D) مغرب کی نماز کے بعد

24- 10 ذوالحجہ کو رمی کرنے کے بعد اگلا رکن حج ہے:
(A) حلق (B) سعی (C) طواف زیارت (D) قربانی

25- سر کے بال کٹوانا یا سر منڈوانا کہلاتا ہے:
(A) حلق (B) رمی (C) سعی (D) طواف

26- صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانا کہلاتا ہے:
(A) حلق (B) رمی (C) سعی (D) استلام

27- حج کا رکن اعظم ہے:
(A) وقوف مزدلفہ (B) وقوف عرفہ (C) طواف (D) قربانی

28- قربانی کے دنوں میں کیا جانے والا طواف کہلاتا ہے:
(A) طواف قدم (B) طواف نفل (C) طواف زیارت (D) طواف وداع

29- متواتر چالیس نمازیں ادا کرنے کی فضیلت بیان ہوئی:
(A) مسجد قبا (B) مسجد حرام (C) مسجد نمرہ (D) مسجد نبوی خاتم النبیین ﷺ

30- قربانی سنت ہے:
(A) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی (B) حضرت اسحٰق علیہ السلام کی (C) حضرت نوح علیہ السلام کی (D) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

31- عید کے دن سب سے زیادہ فضیلت والا عمل ہوتا ہے:
(A) صدقہ (B) نماز عید (C) قربانی (D) تکبیرات

32- اونٹ کی اجتماعی قربانی میں زیادہ سے زیادہ افراد شریک ہو سکتے ہیں:
(A) 4 (B) 7 (C) 8 (D) 10

33- اجتماعی قربانی میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں:
(A) گائے میں (B) دنبے میں (C) بھیڑ میں (D) بکرے میں

34- ملت اسلامیہ کے اتحاد و یگانگت کے مظاہر ہیں:
(A) نماز اور روزہ (B) نماز اور زکوٰۃ (C) زکوٰۃ اور حج (D) حج اور قربانی

جوابات

-1	(A)	-2	(D)	-3	(D)	-4	(C)	-5	(A)	-6	(A)	-7	(B)	-8	(C)	-9	(A)	-10	(D)

-11 (A)	-12 (B)	-13 (A)	-14 (C)	-15 (A)	-16 (C)	-17 (D)	-18 (A)	-19 (C)	-20 (A)
-21 (C)	-22 (C)	-23 (A)	-24 (D)	-25 (A)	-26 (C)	-27 (B)	-28 (C)	-29 (D)	-30 (A)
-31 (C)	-32 (B)	-33 (A)	-34 (D)						

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- واجب نہیں بلکہ سنت اور مستحب عمل ہے:
(A) حج (B) عمرہ (C) زکوٰۃ (D) جہاد

2- حج کرنے والا مغرب اور عشا کی نمازیں اکٹھی پڑھتا ہے:
(A) عرفات میں (B) منیٰ میں (C) مزدلفہ میں (D) مسجد حرام میں

3- حج کرنے والا احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے:
(A) سر منڈوانے کے بعد (B) سر منڈوانے سے پہلے (C) رمی سے پہلے (D) قربانی سے پہلے

4- حج کرنے والا قربانی کے دنوں میں سے کسی ایک دن مکہ مکرمہ جا کر کرتا ہے:
(A) رمی جمرات (B) قربانی (C) طواف زیارت (D) ارادۂ حج

5- عید الاضحیٰ کا دن سال کا افضل ترین دن شمار ہوتا ہے:
(A) حج کی وجہ سے (B) قربانی کی وجہ سے (C) طواف کی وجہ سے (D) سفر کی وجہ سے

6- اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اپنی خواہشات کو قربان کرنا فلسفہ ہے:
(A) قربانی کا (B) نماز کا (C) حج کا (D) جہاد کا

7- مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف میں بہت سے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا موقع ملتا ہے:
(A) سیاحوں کو (B) نیکوکاروں کو (C) حجاج کرام کو (D) مجاہدین کو

جوابات

-1 (B)	-2 (C)	-3 (A)	-4 (C)	-5 (B)	-6 (C)	-7 (C)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حج کی فرضیت پر آیت کریمہ تحریر کریں۔
جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ (سورۃ ال عمران: 97)
ترجمہ: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر (بیت اللہ) کا حج کرنا (فرض) ہے جو کوئی بھی اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔

2- حج ایک جامع عبادت ہے، وضاحت کریں۔
جواب: حج ایک جامع عبادت ہے کیوں کہ یہ بیک وقت روحانی، جسمانی اور مالی عبادت ہے۔ یہ خصوصیت کسی دوسری عبادت کو حاصل نہیں۔

3- حج کے کوئی سے چار مناسک تحریر کریں۔
جواب: حج کے چار مناسک:
1- احرام باندھنا 2- میدان عرفات میں قیام 3- مزدلفہ میں قیام 4- قربانی کرنا

4- نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں کتنے حج اور عمرے ادا فرمائے؟
جواب: نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ایک حج اور چار عمرے ادا فرمائے۔

5- حج و عمرہ کی فضیلت پر ایک حدیث تحریر کریں۔
جواب: نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنا دونوں عمروں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور (مقبول حج) کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

6- حج اور عمرے میں کیا فرق ہے؟
جواب: حج فرض عبادت ہے جبکہ عمرہ واجب نہیں بلکہ سنت اور مستحب عمل ہے۔

7- نبی کریم ﷺ نے کون سے تین لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا مہمان قرار دیا؟
جواب: نبی کریم ﷺ نے تین لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا مہمان قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا، حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا اللہ کا مہمان ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بلایا تو انھوں نے حاضری دی اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا تو اس نے انھیں عطا کیا۔

8- تلبیہ سے کیا مراد ہے؟
جواب: تلبیہ سے مراد وہ کلمات ہیں جو حج اور عمرہ کرنے والا دوران حج دہراتا رہتا ہے۔

9- تلبیہ کے کلمات تحریر کریں۔
جواب: تلبیہ کے کلمات درج ذیل ہیں:
لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ

10- 8 ذوالحجہ کو ادا ہونے والے ارکان حج تحریر کریں۔
جواب: حاجی 8 ذوالحجہ کو صبح کی نماز کے بعد احرام باندھے، دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا پڑھے۔ اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو میرے لیے آسان کر دے اور قبول فرما اور پھر تلبیہ پڑھے۔ نماز فجر کے بعد مکہ سے منیٰ کے لیے روانہ ہو اور ظہر کی نماز منیٰ میں ادا کرے۔

11- 9 ذوالحجہ کو ادا ہونے والے ارکان حج تحریر کریں۔
جواب: حاجی 9 ذوالحجہ کو منیٰ سے عرفات کے لیے نماز فجر کے بعد روانہ ہو اور غروب آفتاب تک میدان عرفات میں قیام کرے جس میں حج کا خطبہ سننا بھی شامل ہے اور نماز مغرب کے بعد مزدلفہ کے لیے روانہ ہو جائے۔

12- وقوف عرفہ سے کیا مراد ہے؟
جواب: 9 ذوالحجہ کو میدان عرفات میں ٹھہرنا جس میں نماز ظہر کی ادائیگی اس کے بعد خطبہ حج کا سننا اور عصر کی نماز کی ادائیگی شامل ہے۔ وقوف عرفہ کہلاتا ہے۔

13- حج کا رکن اعظم کس رکن کو کہا جاتا ہے اور کیوں؟
جواب: حج کا رکن اعظم وقوف عرفہ کو کہا جاتا ہے کیوں کہ وہاں پر حج کا خطبہ دیا جاتا ہے۔

14- سعی سے کیا مراد ہے؟
جواب: صفا اور مروہ کے درمیان حاجی سات چکر لگاتے ہیں۔ اس کو سعی کہا جاتا ہے۔ یہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی سنت ہے۔

15- رمی سے کیا مراد ہے؟

جواب: دس ذوالحجہ کو شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں یہ عمل رمی کہلاتا ہے۔

16- حلق سے کیا مراد ہے؟

جواب: رمی اور قربانی کے بعد حاجی اپنے سر کے بال منڈواتا ہے یا کٹواتا ہے، یہ عمل حلق کہلاتا ہے۔

17- حاجی کے لیے مزدلفہ میں کون سا وقت گزارنا ضروری ہے۔

جواب: حاجی 9 ذوالحجہ اور 10 ذوالحجہ کی درمیانی رات مزدلفہ میں گزارتے ہیں اسی دوران مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کی جاتی ہے۔

18- طواف زیارت کب کیا جاتا ہے؟

جواب: طواف زیارت حج کا آخری رکن ہے یہ قربانی کے دنوں میں کسی بھی دن کیا جاسکتا ہے۔

19- طواف سے کیا مراد ہے؟

جواب: خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا طواف کہلاتا ہے۔

20- طواف کی دو اقسام تحریر کریں۔

جواب: طواف کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں:

1- طواف زیارت 2- طواف وداع

21- مدینہ منورہ میں حاجی کتنے دن قیام کرتے ہیں؟

جواب: مدینہ منورہ میں حاجی آٹھ یا نو دن قیام کر کے مسجد نبوی میں متواتر چالیس (40) نمازیں پڑھتے ہیں۔

22- کس جگہ متواتر چالیس نماز کی ادائیگی کی فضیلت بیان ہوئی؟

جواب: مدینہ منورہ میں مسجد نبوی خاتم النبیین ﷺ میں متواتر چالیس نماز کی ادائیگی کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

23- قربانی سے کیا مراد ہے؟

جواب: قربانی سے مراد اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لیے عید الاضحیٰ کے دنوں میں مخصوص جانور کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کے مطابق ذبح کرنا ہے۔

24- استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر حدیث میں کیا وعید ہے؟

جواب: آپ خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جس شخص کو قربانی کی وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

25- قربانی سے متعلق دو احکام و مسائل تحریر کریں۔

جواب: قربانی کے احکام درج ذیل ہیں:

1- عید کی نماز سے پہلے قربانی نہیں کی جاسکتی۔

2- اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا افضل ہے۔ اگر کوئی خود جانور ذبح نہ کرسکتا ہو تو کوئی دوسرا مسلمان اس کی جگہ ذبح کرسکتا ہے مگر اجازت ضروری ہے۔

26- اجتماعی قربانی سے کیا مراد ہے؟

جواب: جب کسی بڑے جانور کی قربانی میں ایک سے زیادہ لوگ مشترکہ قربانی کریں تو اسے اجتماعی قربانی کہا جاتا ہے۔ گائے میں زیادہ سے زیادہ سات افراد اور اونٹ میں بھی سات افراد شریک ہو سکتے ہیں البتہ کم از کم کی کوئی تعداد متعین نہیں۔ دو یا تین لوگ بھی برابر گوشت تقسیم کر کے قربانی کر سکتے ہیں۔

27- قربانی کا فلسفہ بیان کریں۔

جواب: قربانی کا فلسفہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اپنی خواہشات کو قربان کر دیا جائے اور اس بات کا عہد کیا جائے کہ اگر ہمیں اس کی راہ میں اپنی جان بھی قربان کرنا پڑے تو ہم دریغ نہیں کریں گے۔

28- حج بیت اللہ کس طرح مسلمانوں کے باہمی اتحاد و محبت کو فروغ دیتا ہے؟

جواب: حج ملت اسلامیہ کے اتحاد و یگانگت کے مظاہر ہیں۔ حجاج کرام جب حج کے لیے جمع ہوتے ہیں تو ان کا لباس، اعمال یہاں تک کہ زبان پر بھی ایک جیسے کلمات جاری ہوتے ہیں۔ ان سب کے مناسک یکساں ہوتے ہیں اور وہ سب مل کر ایک ہی کعبہ کے گرد طواف کرتے ہیں۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- کون سی خصوصیت ہے جو حج کے علاوہ کسی دوسری عبادت میں نہیں؟

جواب: حج بیک وقت روحانی، بدنی اور مالی عبادت ہے۔ یہ ایسی خصوصیت ہے جو کسی دوسری عبادت کو حاصل نہیں۔

2- حج کے لیے احرام باندھنے کے بعد کیا کیا جاتا ہے؟

جواب: حج کے لیے احرام باندھنے کے بعد حاجی دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو میرے لیے آسان کر دے اور قبول فرما۔

3- وہ مخصوص الفاظ جو حاجی طواف اور دیگر مناسک حج ادا کرتے ہوئے باآواز بلند پڑھتا ہے، کیا کہلاتے ہیں؟

جواب: وہ مخصوص الفاظ جو حاجی طواف اور دیگر مناسک حج ادا کرتے ہوئے باآواز بلند پڑھتا ہے، تلبیہ کہلاتے ہیں۔

4- عید الاضحیٰ کا دن کس بنا پر سال کا افضل ترین دن شمار ہوتا ہے؟

جواب: عید کے دن قربانی سے زیادہ فضیلت والا کوئی عمل نہیں ہے۔ اسی بنا پر یہ دن سال کا افضل ترین دن شمار ہوتا ہے۔

5- اگر کوئی مسلمان قربانی کا جانور ذبح نہ کرسکتا ہو تو قربانی کیسے کی جاسکتی ہے؟

جواب: اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا افضل ہے لیکن اگر خود جانور ذبح نہ کرسکتا ہو تو کوئی دوسرا مسلمان اس کی جگہ جانور ذبح کرسکتا ہے مگر اجازت ضروری ہے۔

6- حج کے موقع پر ایک دوسرے کے لیے ہمدردی کے جذبات کیسے پیدا ہوتے ہیں؟

جواب: حج کے موقع پر لڑائی جھگڑے اور فساد سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے جس سے ایک دوسرے کے لیے ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

7- حرمین شریفین سے کیا مراد ہے؟

جواب: حرمین شریفین سے مراد حرم مکی (مسجد الحرام) اور حرم مدنی (مسجد نبوی) ہے۔

8- سفر حج میں ایک حاجی کو حج ادا کرنے کے علاوہ کیا مواقع ملتے ہیں؟

جواب: سفر حج میں حج ادا کرنے کے علاوہ ایک حاجی حرمین شریفین، خانہ کعبہ، مسجد نبوی اور روضۂ رسول خاتم النبیین ﷺ کی زیارت بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف کے تاریخی مقامات کی زیارت کا موقع بھی ملتا ہے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) عمرہ ادا کرنا ہے:

(الف) سنت (ب) واجب (ج) فرض (د) نفل

(ii) حج کا رکنِ اعظم ہے:
(الف) احرام باندھنا (ب) طوافِ زیارت (ج) وقوفِ عرفہ (د) قربانی کرنا

(iii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فریضۂ حج ادا کیا:
(الف) ایک مرتبہ (ب) دو مرتبہ (ج) تین مرتبہ (د) چار مرتبہ

(iv) عیدالاضحیٰ کے دن سب سے زیادہ فضیلت والا عمل ہے:
(الف) صدقہ (ب) قربانی (ج) تلاوت (د) کھانا کھلانا

(v) آٹھ ذوالحجہ کو حاجی احرام باندھتے ہیں:
(الف) فجر کی نماز کے بعد (ب) ظہر کی نماز کے بعد (ج) عصر کی نماز کے بعد (د) مغرب کی نماز کے بعد

جوابات (i) سنت (ii) وقوفِ عرفہ (iii) ایک مرتبہ (iv) قربانی (v) فجر کی نماز کے بعد

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) قربانی کے کوئی سے دو احکام تحریر کریں۔

جواب: 1- اجتماعی قربانی میں ایک گائے وغیرہ میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں البتہ کم از کم کی کوئی تعداد متعین نہیں۔
2- قربانی کا گوشت انسان خود بھی کھا سکتا ہے اور غرباء اور اپنے رشتہ داروں میں تقسیم بھی کیا جا سکتا ہے۔

(ii) حج اور عمرہ کے موقع پر حجاج کرام کن مقدس مقامات کے انوار و فیوض سے مستفید ہوتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: حج و عمرہ کے موقع پر حجاج کرام مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف کے مقدس مقامات کے انوار و فیوض سے مستفید ہوتے ہیں جن کا سیرت طیبہ سے گہرا تعلق ہے۔

(iii) امتِ مسلمہ کے اتحاد کے لیے حج کس طرح مددگار ثابت ہو سکتا ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: حجاج کرام جب حج کے لیے جمع ہوتے ہیں تو ان کا لباس، اعمال یہاں تک کہ زبان پر بھی ایک جیسے کلمات جاری ہوتے ہیں۔ ان سب کے مناسک بھی یکساں ہوتے ہیں اور وہ مل کر ایک ہی کعبہ کے گرد طواف کرتے ہیں۔ اس طرح حج امتِ مسلمہ کے باہمی اتحاد و محبت کو زریں دینے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) حج اور قربانی کے بارے میں ایک جامع مضمون تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے سوال 19، 20

سرگرمیاں

- طلبہ چند آیاتِ قرآنی کی فہرست (سورت کا نام اور آیت نمبر) بنائیں جن میں حج اور قربانی کا ذکر ہو۔

جواب:

سورت کا نام	آیت نمبر	سورت کا نام	آیت نمبر	سورت کا نام	آیت نمبر
سورۃ البقرہ	197	سورۃ آل عمران	97	سورۃ الانعام	143
سورۃ الحج	36،34	سورۃ الکوثر	2		

- اساتذہ کرام کمرا جماعت میں حج اور قربانی کی حکمتوں کے بارے میں مذاکرہ کروائیں اور مناسکِ حج کے متعلق مستند ویڈیو دکھائیں۔

جواب: عملی کام

باب سوم

سیرتِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

(الف) عہدِ نبوی کے ماہ و سال (مدنی دور)

1- فتح مکہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- فتح مکہ کے پس منظر، اسباب اور وجوہات کو جان سکیں۔
- اسلام کے فروغ کے سلسلے میں فتح مکہ کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
- فتح مکہ کے واقعات و معجزات سے واقف ہو سکیں۔
- قدرت و اختیار ملنے پر معاف کرنے کی فضیلت سے آگاہ ہو سکیں۔
- فتح مکہ کے تناظر میں عفو و درگزر کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- فتح مکہ کے نتائج کا جائزہ لے سکیں۔
- فتح مکہ کے بعد تطہیر کعبہ، بتوں کو گرانا اور کلیدِ کعبہ کی سپردگی کے حوالے سے علم حاصل کر سکیں۔
- فتح مکہ میں نصرت الٰہیہ کے ظہور کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے سچا ہونے پر یقین رکھ سکیں۔
- فتح مکہ کے نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے روزمرہ زندگی میں لوگوں کو کھلے دل سے معاف کرنے والے بن سکیں۔

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے امتحانی طرز سوالات

سوال 1: فتح مکہ پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

جواب: فتح مکہ کے اسباب

6 ہجری میں صلح حدیبیہ کے موقع پر عرب قبائل میں سے بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف بنے۔ بنو بکر نے قریش مکہ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا اور یہ معاہدہ ہوا کہ فریقین دس سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے، لیکن اٹھارہ (18) ماہ بعد بنو بکر نے اچانک صلح کا معاہدہ توڑتے ہوئے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور حرم کعبہ میں بھی بنو خزاعہ پر لڑائی مسلط کی۔ بنو خزاعہ نے مسلمانوں سے مدد مانگی تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے قریش مکہ کو تین شرائط پر صلح کا پیغام بھیجا۔

1- بنو خزاعہ کے مقتولوں کی دیت ادا کریں۔
2- قریش بنو بکر کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں۔
3- معاہدہ حدیبیہ ختم کر کے جنگ کا اعلان کریں۔

قریش نے جوش میں آ کر جنگ کرنے کا اعلان کر دیا۔ بعد میں اپنی غلطی پر سخت نادم ہوئے۔ چنانچہ ابوسفیان مدینہ گیا اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے معاہدہ کی تجدید کی درخواست کی لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ نے درخواست قبول نہ کی۔ اس کے بعد آنحضرت خاتم النبیین ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کی تیاری شروع کر دی۔

فتح مکہ کے واقعات

مدینہ سے لشکر اسلام کی روانگی

جب تیاریاں مکمل ہوگئیں تو 8 ہجری 10 رمضان المبارک کو مسلمان تقریباً دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے اور مکہ سے ایک منزل کی مسافت پر مرالظہران کے مقام پر قیام کیا۔ قریش کو مسلمانوں کی اچانک آمد کا پتا چلا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔

ترتیب لشکر اور مکہ میں داخلہ

مرالظہران کے مقام پر نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو میمنہ (لشکر کا دایاں حصہ)، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو میسرہ (لشکر کا بایاں حصہ) اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو پیدل لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ آپ ﷺ کا پرچم حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے، آج اللہ تعالیٰ کعبہ مقدسہ کو خصوصی عظمت بخشے گا اور آج کعبہ کو نیا غلاف پہنایا جائے گا۔ مختصر مجزپ کے بعد اسلامی لشکر شہر مکہ میں داخل ہو گیا۔

اہل مکہ کے لیے امان

قریش مکہ میں سے ابوسفیان، بدیل بن ورقاء اور حکیم بن حزام جیسے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت محمد ﷺ جو اپنے معمٹی بھر ساتھیوں کے ہمراہ رات کی تاریکی میں اپنی جان بچا کر نکلے تھے اس شان سے مکہ میں داخل ہوئے کہ دس ہزار جاں نثار موجود تھے۔ نبی کریم ﷺ نے دس ہزار کے لشکر کی موجودگی کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایات جاری فرمائیں کہ:

1- جو شخص پناہ طلب کرے اسے پناہ دی جائے۔
2- عورتوں اور بچوں پر تلوار نہ اُٹھائی جائے۔
3- جو شخص ابوسفیان کے گھر پناہ لے، اس کو بھی کچھ نہ کہا جائے۔
4- جو لوگ ہتھیار ڈال دیں یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیں ان سب کے لیے امان ہے۔

عام معافی کا اعلان

فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ پر انتہائی عجز و انکسار کے جذبات غالب تھے، آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے اور آپ ﷺ کا سر انور اونٹنی کی کوہان کو چھو رہا تھا، زبان پر سُوْرَةُ الْفَتْحِ اور سُوْرَةُ النَّصْرِ کی آیات جاری تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے قریش مکہ سے فرمایا کہ آج میں تمہارے ساتھ اس سلوک کا اعلان کرتا ہوں جو میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے تمام اہل مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج تم سب آزاد ہو، آج تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ اہل مکہ آپ ﷺ کے اس حسن سلوک اور عفو و درگزر سے انتہائی متاثر ہوئے اور جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر دینا عفو و درگزر کی شان دار مثال ہے۔

خانہ کعبہ کی تطہیر

نبی کریم ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خانہ کعبہ کو تین سو ساٹھ بتوں سے پاک فرمایا۔ آپ ﷺ کے ایک ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی جس سے بتوں کو گراتے جاتے تھے اور اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔ (سورۃ بنی اسرائیل:81)

ترجمہ: حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے ہی والا ہے۔

خانہ کعبہ کی چابی اور اذان

نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھی اور باہر نکل کر خانہ کعبہ کی چابی حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے حوالے فرمائی، حجر اسود کو بوسہ دیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔ آپ ﷺ کے دست مبارک پر مردوں کی بھاری تعداد نے اسلام قبول کیا۔

فتح مکہ کے نتائج

1- فتح مکہ کے نتیجے میں قریش کے تمام قبائل نے قبول اسلام میں پہل کی، حتیٰ کہ صرف دس روز میں دو ہزار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔
2- دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، اسلام اور اہل اسلام کو عظمت و شان حاصل ہوئی۔
3- دشمنان اسلام کی سازشیں دم توڑ گئیں اور انھیں یقین ہو گیا کہ اب اسلام ایک قوت بن کر اُبھر آیا ہے لہٰذا ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔
4- آپ ﷺ کی قائدانہ صلاحیتوں کا اظہار ہوا اور وہ رنگ لائیں کہ اچانک اسلامی لشکر کفار مکہ کے سر پر پہنچ گیا اور انھیں کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ مزید یہ کہ مکہ بغیر خون خرابے کے فتح ہو گیا۔
5- خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کر دیا گیا۔
6- مکہ معظمہ عرب کا ہر لحاظ سے مرکز تھا جس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

آپ ﷺ چند دن مکہ میں ہی قیام پذیر رہے اور حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کا امیر مقرر فرمایا اور مکہ مکرمہ کے گرد و نواح میں جو بڑے بڑے بت خانے تھے، اُن کو ختم کرنے کے لیے مجاہدین کے دستے روانہ فرمائے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے قریش مکہ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ وضاحت کریں۔

جواب: فتح مکہ کے موقع پر معززین قریش نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھے تھے۔ ان میں وہ سرکش بھی تھے جو اسلام کو مٹانے میں پیش پیش تھے۔ وہ بھی تھے جن کی تیغ گوئی نے مومنین کے سینے چھلنی کر دیے تھے۔ جو تبلیغ کے وقت پتھر پھینک پھینک کر آپ ﷺ کو زخمی کر دیا کرتے تھے۔ وہ بھی تھے جو قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ان کی پیاس نبی کریم ﷺ کے خون کے سوا کسی اور چیز سے نہیں بجھ سکتی۔ وہ بھی تھے جن کی نفرت و عداوت کا سیلاب مدینہ کی دیواروں سے آ ٹکراتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کی طرف دیکھا اور فرمایا:

"تمھیں معلوم ہے میں تمھارے ساتھ کیسا سلوک کرنے والا ہوں"؟

یہ سن کر ان جابر و ظالم انسانوں کے دل لرز اٹھے لیکن انتہائی لجاجت سے پکارے تو شریف بھائی ہے اور شریف بھتیجا"

آپ ﷺ نے نظریں اٹھائیں اور ارشاد فرمایا:

"آج تم پر کوئی الزام نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو"۔

فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے اور اسلام کے دشمنوں سے جس عفو و درگزر کا سلوک کیا تاریخ عالم میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ مہاجرین مکہ کی جائیداد پر کفار مکہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ اب اسے واپس لینا مسلمانوں کا جائز حق تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی ہدایت پر فاتحین مکہ اس سے دستبردار ہو گئے۔ آپ ﷺ کے فیاضانہ سلوک سے متاثر ہو کر لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- صلح حدیبیہ ہوئی:

(A) چار ہجری میں (B) پانچ ہجری میں (C) چھے ہجری میں (D) سات ہجری میں

-2 صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں کا حلیف قبیلہ تھا:
(A) بنوبکر (B) بنوخزاعہ (C) بنوسالم (D) بنوعدی

-3 صلح حدیبیہ کے بعد بنوبکر نے ساتھ دینے کا اعلان کیا:
(A) قریش مکہ کا (B) اہل طائف کا (C) انصار مدینہ کا (D) یہود مدینہ کا

-4 بنوبکر اور بنوخزاعہ میں معاہدہ ہوا کہ وہ جنگ نہیں کریں گے:
(A) چار سال تک (B) چھے سال تک (C) آٹھ سال تک (D) دس سال تک

-5 بنوبکر اور بنوخزاعہ کا جنگ بندی کا معاہدہ برقرار رہا:
(A) پندرہ ماہ تک (B) سولہ ماہ تک (C) سترہ ماہ تک (D) اٹھارہ ماہ تک

-6 معاہدہ حدیبیہ کو توڑا تھا:
(A) قریش نے (B) بنوامیہ نے (C) بنوبکر نے (D) بنوخزاعہ نے

-7 بنوبکر نے حرم کعبہ میں بھی لڑائی مسلط کی:
(A) مسلمانوں پر (B) بنوخزاعہ پر (C) قبیلہ اوس پر (D) قبیلہ خزرج پر

-8 بنوخزاعہ نے مسلمانوں سے مدد مانگی تو نبی کریم ﷺ نے قریش کو صلح کا پیغام بھیجا:
(A) تین شرائط پر (B) چار شرائط پر (C) پانچ شرائط پر (D) چھے شرائط پر

-9 نبی کریم ﷺ کی شرائط میں سے قریش نے قبول کیا:
(A) بنوخزاعہ کے مقتولین کی دیت ادا کرنا (B) صلح حدیبیہ کے معاہدے سے دست برداری
(C) جنگ کرنا (D) مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے دینا

-10 مسلمانوں کا لشکر مکہ کے نواح میں پہنچا:
(A) 8 ہجری 10 رمضان المبارک کو (B) 7 ہجری 10 رمضان المبارک کو
(C) 6 ہجری 2 رمضان المبارک کو (D) 9 ہجری 2 رمضان المبارک کو

-11 مکہ پر چڑھائی کرتے وقت مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تھی:
(A) تقریباً آٹھ ہزار (B) تقریباً دس ہزار (C) تقریباً بارہ ہزار (D) تقریباً چودہ ہزار

-12 مرّ الظہران کے مقام پر پہنچ کر نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا:
(A) میسرہ (بایاں حصہ) کا (B) میمنہ (دایاں حصہ) کا (C) پیدل لشکر کا (D) ہراول دستے کا

-13 مرّ الظہران کے مقام پر پہنچ کر نبی کریم ﷺ نے میسرہ (بایاں حصہ) کا امیر مقرر کیا:
(A) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

-14 پیدل لشکر کے امیر مقرر کیے گئے:
(A) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (B) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
(C) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ (D) حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ

-15 ابوسفیان نے اسلام قبول کیا:
(A) صلح حدیبیہ کے موقع پر (B) فتح مکہ کے موقع پر (C) غزوۂ حنین کے بعد (D) حجۃ الوداع کے بعد

-16 فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے دارالامان قرار دیا:
(A) ابوسفیان کے گھر کو (B) ابوجہل کے گھر کو (C) بُدیل بن ورقا کے گھر کو (D) حکیم بن حزام کے گھر کو

-17 فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ سوار تھے:
(A) اونٹ پر (B) اونٹنی پر (C) گھوڑے پر (D) خچر پر

-18 فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی زبان پر آیات جاری تھیں:
(A) سورۃ الاخلاص کی (B) سورۃ البقرہ کی (C) سورۃ الفتح اور سورۃ النصر کی (D) سورۃ القریش کی

-19 فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے اہل مکہ کے ساتھ کس نبی والا سلوک کیا؟
(A) حضرت یوسف علیہ السلام (B) حضرت یونس علیہ السلام (C) حضرت ابراہیم علیہ السلام (D) حضرت نوح علیہ السلام

-20 اہل مکہ جوق در جوق مسلمان ہونے لگے:
(A) نبی کریم ﷺ کے لشکر سے متاثر ہو کر (B) نبی کریم ﷺ کے عفو و درگزر سے متاثر ہو کر
(C) مسلمانوں کے خوف سے (D) قتل کیے جانے کے ڈر سے

-21 فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے بدترین دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
(A) ان سے بدلہ لیا (B) ان کو مکہ سے نکال دیا (C) ان کو قتل کر دیا (D) ان کو معاف کر دیا

-22 فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے کس کے ساتھ مل کر بتوں کو گرایا؟
(A) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (B) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (C) حضرت علی رضی اللہ عنہ (D) حضرت بلال رضی اللہ عنہ

-23 خانہ کعبہ کے اندر بت تھے:
(A) 360 (B) 350 (C) 340 (D) 330

-24 نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھی:
(A) تین رکعت (B) چھے رکعت (C) چار رکعت (D) دو رکعت

-25 نبی کریم ﷺ نے خانہ کعبہ کی چابی سپرد فرمائی:
(A) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے (B) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے
(C) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے (D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے

-26 فتح مکہ کے بعد دس روز میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے:
(A) دو ہزار لوگ (B) اڑھائی ہزار لوگ (C) تین ہزار لوگ (D) ساڑھے تین ہزار لوگ

-27 فتح مکہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کا امیر مقرر کیا:
(A) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو

جوابات

-1 (C)	-2 (B)	-3 (A)	-4 (D)	-5 (D)	-6 (C)	-7 (B)	-8 (A)	-9 (C)	-10 (A)
-11 (B)	-12 (B)	-13 (A)	-14 (C)	-15 (B)	-16 (A)	-17 (B)	-18 (C)	-19 (A)	-20 (B)
-21 (D)	-22 (C)	-23 (A)	-24 (D)	-25 (C)	-26 (A)	-27 (C)			

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا پرچم کس صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا؟
(A) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (B) حضرت علی رضی اللہ عنہ (C) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ (D) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

2- فتح مکہ کے موقع پر مسلمانوں کو ہدایت جاری کی گئی کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر پناہ لے اُسے:
(A) کچھ نہ کہا جائے (B) گرفتار کرلیا جائے (C) زخمی کردیا جائے (D) قتل کردیا جائے

3- اہل مکہ انتہائی متاثر ہوئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے:
(A) حسنِ اخلاق اور حسنِ انتظام سے (B) حسنِ اخلاق اور عفو و درگزر سے
(C) حسنِ اخلاق اور حسنِ کلام سے (D) حسنِ اخلاق اور حسنِ سیرت سے

4- فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ کی چھت پر کس صحابی رضی اللہ عنہ نے اذان دی؟
(A) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (C) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے

5- فتح مکہ کے نتیجے میں قریش کے تمام قبائل نے پہل کی:
(A) قبولِ اسلام میں (B) مخالفتِ اسلام میں (C) ترویجِ اسلام میں (D) تبلیغِ اسلام میں

6- کس نبی نے اپنے بھائیوں کو معاف فرمایا تھا؟
(A) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (B) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے (C) حضرت یوسف علیہ السلام نے (D) حضرت زکریا علیہ السلام نے

جوابات

-1	(D)	-2	(A)	-3	(B)	-4	(C)	-5	(A)	-6	(C)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- صلح حدیبیہ کب ہوا؟
جواب: مسلمانوں اور اہل مکہ کے مابین صلح حدیبیہ کا معاہدہ چھٹے ہجری میں طے پایا۔

2- صلح حدیبیہ کے بعد عرب قبائل بنوخزاعہ اور بنوبکر کن کے حلیف بنے؟
جواب: صلح حدیبیہ کے موقع پر عرب قبائل میں سے بنوخزاعہ مسلمانوں کے اور بنوبکر قریش مکہ کے حلیف بنے۔

3- بنوبکر نے کس طرح صلح کا معاہدہ توڑا؟
جواب: اٹھارہ (18) ماہ بعد بنوبکر نے اچانک صلح کا معاہدہ توڑتے ہوئے بنوخزاعہ پر حملہ کردیا اور حرم کعبہ میں بھی بنوخزاعہ پر لڑائی مسلط کی۔

4- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے قریش مکہ کو کن تین شرائط پر صلح کا پیغام بھیجا؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے قریش مکہ کو تین شرائط پر صلح کا پیغام بھیجا۔
1- بنوخزاعہ کے مقتولوں کی دیت ادا کریں۔ 2- قریش بنوبکر کی حمایت سے دست بردار ہوجائیں۔
3- معاہدہ حدیبیہ ختم کرکے جنگ کا اعلان کریں۔

5- مسلمانوں نے کب اور کتنے لشکر کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی؟
جواب: 8 ہجری 10 رمضان المبارک کو تقریباً دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی۔

6- مرالظہران کے مقام پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے لشکر کا امیر کن کو مقرر کیا؟
جواب: مرالظہران کے مقام پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو میمنہ (لشکر کا بایاں حصہ)، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو میسرہ (لشکر کا بایاں حصہ) اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو پیدل لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔

7- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوتے ہوئے کیا فرما رہے تھے؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ مکہ پر حملہ کرنے سے پہلے فرما رہے تھے، آج اللہ تعالیٰ کعبہ مقدسہ کو خصوصی عظمت بخشے گا اور آج کعبہ کو نیا غلاف پہنایا جائے گا۔

8- مکہ پر حملہ سے پہلے قریش کے کن لوگوں نے اسلام قبول کیا؟
جواب: مکہ پر حملہ سے پہلے قریش مکہ میں سے ابوسفیان، بدیل بن ورقا اور حکیم بن حزام جیسے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

9- فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کیا ہدایات فرمائیں؟
جواب: فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے دس ہزار کے لشکر کی موجودگی کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایات جاری فرمائیں کہ جو شخص پناہ طلب کرے اسے پناہ دی جائے، عورتوں اور بچوں پر تلوار نہ اُٹھائی جائے، جو شخص ابوسفیان کے گھر پناہ لے، اس کو بھی کچھ نہ کہا جائے، جو ہتھیار ڈال دیں یا اپنے گھر کا دروازہ بند کردیں ان سب کے لیے امان ہے۔

10- فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوتے وقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی کیا کیفیت تھی؟
جواب: فتح مکہ کے موقع پر حضور خاتم النبیین ﷺ پر انتہائی عجز و انکسار کے جذبات غالب تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کا سر انور اونٹنی کی کوہان کی چھور ہا تھا، زبان پر سُوْرَةُ الْفَتْحِ اور سُوْرَةُ النَّصْرِ کی آیات جاری تھیں۔

11- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اہل مکہ کے ساتھ کون سے سلوک کا اعلان کیا؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ آج میں تمہارے ساتھ اس سلوک کا اعلان کرتا ہوں جو میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے تمام اہل مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ آج تم سب آزاد ہو، آج تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔

12- اہل مکہ کس سے متاثر ہو کر مسلمان ہونے لگے؟
جواب: اہل مکہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے اس حسن سلوک (عام معافی) اور عفو و درگزر سے انتہائی متاثر ہوئے اور جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔

13- فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے عفو و درگزر کی شان دار مثال کس طرح پیش کی؟
جواب: فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کردینا عفو و درگزر کی شان دار مثال ہے۔

14- خانہ کعبہ کو بتوں سے کس طرح پاک کیا گیا؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خانہ کعبہ کو تین سو ساٹھ بتوں سے پاک فرمایا، آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک لکڑی پکڑی ہوئی تھی جس سے بتوں کو گراتے جاتے تھے۔

15- خانہ کعبہ سے بتوں کو گراتے وقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے؟
جواب: خانہ کعبہ سے بتوں کو گراتے وقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے:
جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔ (سورۃ بنی اسرائیل: 81)
ترجمہ: حق آگیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے ہی والا ہے۔

16- فتح مکہ کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: فتح مکہ کے نتیجے میں قریش کے تمام قبائل نے قبول اسلام میں پہل کی، حتیٰ کہ صرف دس روز میں دو ہزار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، اسلام اور اہل اسلام کو عظمت و شان حاصل ہوئی۔ دشمنان اسلام کی سازشیں دم توڑ گئیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی قائدانہ صلاحیتیں رنگ لے آئیں۔

17- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فتح مکہ کے بعد گرد و نواح کے بت خانوں کے بارے میں کیا اقدامات کیے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ کے گرد و نواح میں جو بڑے بڑے بت خانے تھے، اُن کو ختم کرنے کے لیے مجاہدین کے دستے روانہ فرمائے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- کس مقام پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے لشکر ترتیب دے کر امیر مقرر فرمائے؟

جواب: مر الظہران کے مقام پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے لشکر ترتیب دے کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو میمنہ (دایاں حصہ) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو میسرہ (بایاں حصہ) اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو پیدل لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔

2- فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت خاتم النبیین ﷺ نے اسلامی لشکر کو کیا ہدایات فرمائیں؟

جواب: آپ خاتم النبیین ﷺ نے اسلامی لشکر کو ہدایت فرمائیں کہ:

i- جو شخص پناہ طلب کرے اسے پناہ دی جائے۔ ii- عورتوں اور بچوں پر تلوار نہ اٹھائی جائے۔

iii- جو شخص ابوسفیان کے گھر پناہ لے اسے کچھ نہ کہا جائے۔

3- فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوتے وقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے مجزوانکسار کا کیا عالم تھا؟

جواب: مکہ میں داخل ہوتے وقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر انتہائی مجزوانکسار کے جذبات غالب تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کا سر انور اونٹنی کی کوہان کو چھو رہا تھا۔

4- خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کیا عمل فرمایا؟

جواب: خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے بیت اللہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھی۔ باہر نکل کر خانہ کعبہ کی چابی حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔

5- فتح مکہ سے اسلام کو کیا فائدہ ہوا؟

جواب: فتح مکہ کے نتیجے میں اسلام اور اہل اسلام کو عظمت اور شان حاصل ہوئی۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) فتح مکہ کے اسباب میں سے ہے:

(الف) مدینہ منورہ کی چراگاہ پر حملہ (ب) بدر کے مقتولین کا انتقام

(ج) بنوخزاعہ پر حملہ (د) قریش کے معاشی مفادات کا تحفظ

(ii) فتح مکہ کے موقع پر دارالامن قرار دیا گیا:

(الف) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا گھر (ب) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گھر

(ج) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا گھر (د) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا گھر

(iii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اونٹنی کا نام ہے:

(الف) قصوا (ب) براق (ج) ناقۃ (د) ذوالفقار

(iv) قدرت و اختیار رکھنے کے باجود نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر دینا شان دار مثال ہے:

(الف) امانت داری کی (ب) عفو و درگزر کی (ج) سخاوت کی (د) ایثار و قربانی کی

(v) فتح مکہ کے موقعے پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے خانہ کعبہ کی چابی سپرد کی:

(الف) حضرت طلحہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے (ب) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے

(ج) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے (د) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے

جوابات (i) بنوخزاعہ پر حملہ (ii) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا گھر (iii) قصوا

(iv) عفو و درگزر کی (v) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ آج میں تمھارے ساتھ اس سلوک کا اعلان کرتا ہوں جو میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے تمام اہل مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ آج تم سب آزاد ہو، آج تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔

(ii) فتح مکہ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیا سعادت حاصل ہوئی؟

جواب: فتح مکہ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کو تین سو ساٹھ بتوں سے پاک فرمایا۔

(iii) فروغ اسلام کے حوالے سے فتح مکہ کی اہمیت مختصراً بیان کریں۔

جواب: فتح مکہ کے نتیجے میں قریش کے تمام قبائل نے قبول اسلام میں پہل کی، حتیٰ کہ صرف دس روز میں دو ہزار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور اسلام اور اہل اسلام کو عظمت و شان حاصل ہوئی۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) فتح مکہ پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔ جواب: دیکھیے سوال 1

سرگرمیاں

- طلبہ نقشے، گلوب یا گوگل میپ وغیرہ کی مدد سے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی مسافت کا جائزہ لیں۔ جواب: عملی کام۔
- اساتذہ کرام طلبہ سے فتح مکہ کے متعلق ایک فہرست تیار کروائیں، جس میں لشکر کی تعداد، جھنڈوں کی تعداد اور علمبرداروں کے نام وغیرہ شامل ہوں۔

جواب: فتح مکہ سے متعلق فہرست:

تاریخ: 8 ہجری 10 رمضان مقام: مکہ مکرمہ فریقین: مسلمان، قریش مکہ

مسلمان سپہ سالار: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کفار سپہ سالار: ابوسفیان

مسلمان سپاہیوں کی تعداد: 1000 کفار سپاہی: قریش، بنوبکر

مسلمانوں کے امیر: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جھنڈا بردار: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

مسلمان شہادتیں: 2 کفار ہلاکتیں: 12 تا 25

نتیجہ: قریش نے ہتھیار ڈال دیے اور بغیر جنگ کے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

2- غزوۂ حنین

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- غزوۂ حنین کے پس منظر اور اسباب کو جان سکیں۔
- غزوۂ حنین کے واقعات و معجزات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- غزوۂ حنین کے نتائج کو سمجھ سکیں۔
- اپنی قوت و کثرت پر فخر کرنے کے بجائے نصرتِ الٰہیہ پر بھروسا کر سکیں۔
- غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کی بے مثال شجاعت، استقامت اور ثابت قدمی سے سبق حاصل کر سکیں۔
- مشکل حالات میں ثابت قدم رہتے ہوئے اپنے حواس کو متزلزل ہونے سے بچا سکیں۔
- عملی زندگی میں غزوۂ حنین کے واقعات سے راہ نمائی حاصل کر سکیں۔

سوال 2: غزوۂ حنین کے اسباب، واقعات اور نتائج تحریر کریں۔ (یا) غزوۂ حنین پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔

جواب: غزوۂ حنین کے اسباب

مکہ مکرمہ سے چالیس (40) کلومیٹر کے فاصلے پر واقع وادی حنین میں بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے قبائل آباد تھے۔ مکہ فتح ہو جانے کے بعد مختلف قبائل دائرۂ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے تھے لیکن ان قبائل نے اسلام قبول نہ کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ قبائل جوانمردی، جنگجوئی اور تیر اندازی میں اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا، وہ مسلمانوں کی طاقت کو تسلیم کرنے پر راضی نہ تھے۔ انھوں نے فتح مکہ کے بعد اردگرد کے قبائل کو مسلمانوں کی مخالفت پر اُکسا کر اپنے ساتھ ملا لیا اور مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے ان پر چڑھائی کرنے کا فیصلہ کیا۔

غزوۂ حنین کے واقعات

روانگی

فتح مکہ کے بعد نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں انیس (19) دن قیام کرنے کے بعد شوال 8 ہجری کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ وادی حنین کی جانب روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کو آج اپنی کثرت اور فوجی سامان کی برتری کا احساس تھا۔ لشکر کی تعداد دیکھ کر بعض نو مسلموں کے منہ سے یہ خیال آیا کہ آج کوئی طاقت ہمیں شکست سے دوچار نہیں کر سکتی، ان کا یوں اپنی ظاہری طاقت و کثرتِ تعداد پر اترانا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا۔

کفار کی تیاریاں

دشمنانِ اسلام مسلمانوں سے پہلے میدان میں پہنچ کر جنگی تدابیر اختیار کر چکے تھے، جیسے ہی مسلمان میدانِ جنگ میں اترے، کفار نے اپنی حملہ کرتے ہوئے مسلمانوں پر چاروں طرف سے تیروں کی بارش کر دی، جس کی وجہ سے بدنظمی پیدا ہوئی اور مسلمان فوج تتر بتر ہو گئی۔ اچانک اس شدید حملے سے مجاہدین بوکھلا گئے اور عارضی طور پر مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑنے لگے۔

نبی کریم ﷺ کی استقامت

اس موقع پر نبی کریم ﷺ بے مثال جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان میں ڈٹے رہے۔ نبی ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے، جس کی رکاب حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور لگام حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پکڑ رکھی تھی۔ نبی ﷺ خچر سے اترے اور درج ذیل کلمات ادا کرتے ہوئے دشمن کی طرف بڑھے:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ۔۔۔۔۔ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ۔ (صحیح بخاری:4315)

ترجمہ: میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔

نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا اور یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ ہماری ضرور مدد فرمائے گا اور دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔

مسلمانوں کا جوابی حملہ اور کفار کی شکست

نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجاہدین کو ثابت قدم رہنے کے لیے پکاریں، چناں چہ انھوں نے بلند آواز سے مجاہدین کو پکارا اور کہا "بیعت رضوان والو! کہاں ہو؟" حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز سنتے ہی مسلمان ہر طرف سے جمع ہونا شروع ہو گئے اور مل کر اس قدر زوردار حملہ کیا کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور انھیں میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔

حضور اکرم ﷺ کا معجزہ

اس غزوے میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو متعدد معجزات عطا فرمائے، نبی کریم ﷺ نے لڑائی کی شدت دیکھ کر مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور کفار کی طرف پھینکی۔ وہ مٹھی بھر مٹی دشمن کے ہر شخص کی آنکھ میں چلی گئی جس سے دشمن کی صفیں بکھر گئیں اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت

اللہ تعالیٰ نے اس غزوے میں فرشتوں کے ذریعے سے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ غزوۂ حنین میں حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے تنہا تیس (30) مشرکوں کو قتل کیا، جب کہ مرنے والے کفار کی کل تعداد تین سو سے زائد تھی۔ اس غزوہ میں چار مسلمان شہید ہوئے۔

مالِ غنیمت کا حصول

غزوۂ حنین میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو بے شمار مالِ غنیمت عطا فرمایا۔ اس مالِ غنیمت میں چھے ہزار جنگی قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی شامل تھی۔ نبی کریم ﷺ نے مالِ غنیمت فوراً تقسیم نہیں کیا بلکہ دو ہفتے تک انتظار فرمایا تھا کہ شاید بنو ہوازن اسلام قبول کر لیں اور مالِ غنیمت ان کو واپس کر دیا جائے لیکن ایسا نہ ہوا تو آپ ﷺ نے مالِ غنیمت تقسیم فرما دیا۔ غزوۂ حنین میں مسلمانوں کی نصرت و فتح کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ (سورۃ التوبہ:25)

ترجمہ: یقیناً اللہ تمھاری مدد کر چکا ہے بہت سے مواقع پر اور (خصوصاً) حنین کے دن بھی جب کہ تمھاری کثرت نے تمھیں ناز میں مبتلا کر دیا تھا تو وہ (کثرت) تمھارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین تم پر (اپنی) وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی پھر تم نے پیٹھ پھیر کر (میدان سے) رُخ موڑ لیا۔

غزوۂ حنین کے نتائج

غزوۂ حنین سے درج ذیل نتائج حاصل ہوئے:

1- اللہ تعالیٰ نے آزمائش سے دوچار کر کے بتا دیا کہ مسلمانوں کو کبھی بھی اپنی تعداد اور ساز و سامان کی فراوانی پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہوئے ہمیشہ عجز و انکسار کی روش اپنانی چاہیے کیوں کہ کثرت کے باوجود شکست کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

2- غزوۂ حنین کی وجہ سے متعدد قبائل دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور اسلام مزید دور دراز کے علاقوں تک پھیل گیا۔

3- اس غزوہ میں مسلمانوں کو بے شمار مالِ غنیمت ہاتھ لگا جس سے ان کی معاشی حالت بہتر ہو گئی۔

4- عرب کے یہودیوں اور قریش مکہ کے بعد بنو ہوازن اور بنو ثقیف ہی مسلمانوں کے بڑے دشمن تھے۔ اکثر قبائل نے آپ ﷺ کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ غزوۂ حنین میں ان کی شکست سے عرب سے کفر کا خاتمہ ہو گیا اور سارے عرب پر مسلمانوں کا تسلط قائم ہو گیا۔

خلاصۂ کلام: اس غزوے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد پر یقین رکھنا چاہیے۔ ظاہری مال و اسباب پر بھروسا کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے نصرت اور مدد کی دعا کرنی چاہیے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: غزوۂ حنین سے ہم غرور و تکبر کی برائی اور نصرت الٰہیہ کے حوالے سے کیا سبق سیکھ سکتے ہیں اور اسے عملی زندگی میں کب اور کیسے اپنا سکتے ہیں؟

جواب: غزوۂ حنین اس حوالے اہم تھا کہ مکہ مکرمہ سے چند کلومیٹر دور کچھ قبائل کی شرارتوں اور سرکشی کا ازالہ ہو گیا۔ مکہ مکرمہ میں امن و امان اور مستحکم حکومت قائم ہو گئی۔ اس غزوہ کے آغاز میں اچانک پسپائی کے ذریعے مسلمانوں کی تربیت کی گئی اور ان کے اسباب اور ساز و سامان پر انحصار اور ضرورت سے زیادہ اعتماد کے خیال کی اصلاح کی گئی اور انھیں یہ سبق سکھایا گیا کہ فتح و شکست کا دار و مدار عددی اکثریت اور عسکری ساز و سامان کی زیادتی پر نہیں ہوتا بلکہ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر منحصر ہوتا ہے۔ اس غزوے میں ہمارے لیے یہ عملی سبق ہے کہ ہر طرح کی معاشی، معاشرتی، اقتصادی اور عسکری قوت و طاقت کے حصول کے باوجود ہمیں اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی نصرت پر بھروسا کرنا چاہیے نہ کہ اپنی طاقت قوت اور صلاحیتوں پر۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- ہوازن اور ثقیف کو گھمنڈ تھا اپنی:
(A) دولت پر (B) طاقت پر (C) معیشت پر (D) زراعت پر

2- ہوازن اور ثقیف راضی نہ ہوئے:
(A) مسلمان ہونے کے لیے (B) مسلمانوں کا ساتھ دینے کے لیے
(C) مسلمانوں کی طاقت کو تسلیم کرنے کے لیے (D) جزیہ دینے کے لیے

3- نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد مکہ میں قیام فرمایا:
(A) پندرہ دن (B) سولہ دن (C) اٹھارہ دن (D) انیس دن

4- نبی کریم ﷺ وادی حنین کی جانب لشکر لے کر روانہ ہوئے:
(A) شوال 8 ہجری میں (B) رمضان 8 ہجری میں (C) ذیقعدہ 8 ہجری میں (D) ذوالحجہ 8 ہجری میں

5- غزوۂ حنین میں مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تھی:
(A) آٹھ ہزار (B) دس ہزار (C) بارہ ہزار (D) چودہ ہزار

6- اسلامی لشکر کی تعداد کو دیکھ کر بعض نو مسلموں کے ذہن میں خیال آیا:
(A) مال غنیمت کثرت سے ملے گا (B) آج کوئی طاقت ہمیں شکست نہیں دے سکتی
(C) دشمن میدان جنگ سے بھاگ جائے گا (D) دشمن اسلام قبول کر لے گا

7- مسلمانوں کا اپنی ظاہری طاقت و کثرت تعداد پر اترانا پسند نہ آیا:
(A) اللہ تعالیٰ کو (B) نبی کریم ﷺ کو (C) فرشتوں کو (D) کفار کو

8- غزوۂ حنین میں مسلمان جیسے ہی میدان جنگ میں اترے تو کفار نے ان پر حملہ کیا:
(A) تلواروں سے (B) نیزوں سے (C) لاٹھیوں سے (D) تیروں سے

9- غزوۂ حنین میں کفار کے اچانک حملے سے:
(A) مسلمانوں کو شکست ہوئی (B) مسلمان میدان جنگ سے بھاگ گئے
(C) کفار غالب آ گئے (D) عارضی طور پر مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے

10- غزوۂ حنین کی مشکل گھڑی میں میدان جنگ میں ڈٹے رہے:
(A) اہل قریش (B) انصار مدینہ (C) نبی کریم ﷺ (D) نو مسلم

11- غزوہ حنین میں نبی کریم ﷺ سوار تھے:
(A) خچر پر (B) اونٹ پر (C) گھوڑے پر (D) اونٹنی پر

12- غزوۂ حنین میں نبی کریم ﷺ کے خچر کی رکاب پکڑ رکھی تھی:
(A) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے

13- غزوۂ حنین میں آزمائش کے وقت نبی کریم ﷺ کے خچر کی لگام پکڑ رکھی تھی:
(A) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے

14- "میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں"، یہ الفاظ نبی کریم ﷺ نے کس موقع پر کہے؟
(A) صلح حدیبیہ (B) فتح مکہ (C) غزوۂ حنین (D) غزوۂ تبوک

15- غزوۂ حنین میں نبی کریم ﷺ نے مجاہدین کو ثابت قدم رہنے کے لیے پکارنے کو کہا:
(A) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو

16- غزوۂ حنین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی:
(A) بنو ہوازن کے خلاف (B) بنو نضیر کے خلاف (C) بنو قریظہ کے خلاف (D) بنو سلیم کے خلاف

17- غزوۂ حنین میں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے تنہا قتل کیا:
(A) بیس مشرکوں کو (B) پچیس مشرکوں (C) تیس مشرکوں کو (D) پینتیس مشرکوں کو

18- غزوۂ حنین میں کافر مارے گئے:
(A) دو سو سے زائد (B) تین سو سے زائد (C) چار سو سے زائد (D) پانچ سو سے زائد

19- غزوۂ حنین میں مسلمان شہید ہوئے:
(A) چودہ (B) ستر (C) سات (D) چار

20- غزوۂ حنین میں مسلمانوں نے کتنے کفار کو قیدی بنایا؟
(A) چھے ہزار (B) پانچ ہزار (C) چار ہزار (D) تین ہزار

21- غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو مال غنیمت میں اونٹ ملے:
(A) بارہ ہزار (B) سولہ ہزار (C) بیس ہزار (D) چوبیس ہزار

22- غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو مال غنیمت میں بکریاں ملیں:
(A) تیس ہزار (B) پینتیس ہزار (C) چالیس ہزار (D) پینتالیس ہزار

23- غزوۂ حنین کے مالِ غنیمت میں شامل تھی:
(A) چار ہزار اوقیہ چاندی (B) پانچ ہزار اوقیہ چاندی (C) چھے ہزار اوقیہ چاندی (D) سات ہزار اوقیہ چاندی

24- غزوۂ حنین کا مالِ غنیمت تقسیم ہوا:
(A) تین دن بعد (B) سات دن بعد (C) دس دن بعد (D) دو ہفتے بعد

25- متعدد قبائل دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے:
(A) صلح حدیبیہ کے بعد (B) بادشاہوں کے خطوط کے بعد (C) غزوۂ حنین کے بعد (D) غزوۂ بدر کے بعد

جوابات

1- (B)	2- (C)	3- (D)	4- (A)	5- (C)	6- (B)	7- (A)	8- (D)	9- (D)	10- (C)
11- (A)	12- (D)	13- (B)	14- (C)	15- (D)	16- (A)	17- (C)	18- (B)	19- (D)	20- (A)
21- (D)	22- (C)	23- (A)	24- (D)	25- (C)					

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- غزوۂ حنین میں ہوازن اور ثقیف منصوبہ بندی کرنے لگے:
(A) مکہ پر حملہ کرنے کی (B) اہلِ مکہ کو مارنے کی (C) مسلمانوں کے قافلے لوٹنے کی (D) مدینہ جانے کی

2- غزوۂ حنین میں دشمنانِ اسلام مسلمانوں سے پہلے میدان میں پہنچ کر اختیار کر چکے تھے:
(A) جنگی تدابیر (B) حکمت عملی (C) جنگی جنون (D) جنگی اعتماد

3- "اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ" سے مراد ہے:
(A) میں نبی ہوں (B) میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں
(C) میں نبی ہوں اس میں کوئی شک نہیں (D) میں نبی ہوں، مان لو

4- غزوۂ حنین میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کو پکارا:
(A) مکہ والو! کہاں ہو؟ (B) بیعت رضوان والو! کہاں ہو؟ (C) مدینہ والو! کہاں ہو؟ (D) حنین والو! کہاں ہو؟

5- غزوۂ حنین میں مٹھی بھر خاک دشمن کی آنکھوں میں چلی گئی اور:
(A) ان کی مٹھیں بکھر گئیں (B) ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں (C) ان کی آنکھیں بند ہو گئیں (D) ان کی آنکھیں بے نور ہو گئیں

6- غزوۂ حنین میں جس مجاہد نے سب سے زیادہ مشرکوں کو قتل کیا وہ ہیں:
(A) حضرت علی رضی اللہ عنہ (B) حضرت عباس رضی اللہ عنہ (C) حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ (D) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

7- غزوۂ حنین سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کبھی:
(A) دشمن پر اعتماد نہ کریں (B) ہر وقت جنگ کے لیے تیار رہیں
(C) ظاہری مال و اسباب پر بھروسہ نہ کریں (D) دوسروں پر مکمل اعتماد کریں۔

جوابات

1- (A)	2- (A)	3- (B)	4- (B)	5- (A)	6- (C)	7- (C)

محمد تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- وادیِ حنین مکہ مکرمہ سے کتنے فاصلے پر واقع ہے؟
جواب: وادیِ حنین مکہ مکرمہ سے چالیس (40) کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

2- وادیِ حنین میں کون سے قبائل آباد تھے؟
جواب: وادیِ حنین میں بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے قبائل آباد تھے جو انتہائی جنگجو اور ماہر تیر انداز تھے، جن کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا اور وہ مسلمانوں کی طاقت کو تسلیم کرنے پر راضی نہ تھے۔

3- بنو ہوازن اور بنو ثقیف نے مسلمانوں کے خلاف کیا منصوبہ بندی کی؟
جواب: فتح مکہ کے بعد بنو ہوازن اور بنو ثقیف نے اردگرد کے قبائل کو مسلمانوں کی مخالفت پر اُکسا کر اپنے ساتھ ملا لیا اور مکہ مکرمہ پر حملے کرنے کی منصوبہ بندی کی۔

4- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کب اور کتنے لشکر کے ساتھ وادیِ حنین کی طرف روانہ ہوئے؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں انیس (19) دن قیام کرنے کے بعد شوال 8 ہجری کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ وادیِ حنین کی جانب روانہ ہوئے۔

5- مسلمانوں کے لشکر کی تعداد کو دیکھ کر بعض نومسلموں کے ذہن میں کیا خیال آیا؟
جواب: لشکر کی تعداد دیکھ کر بعض نومسلموں کے ذہن میں یہ خیال آیا ہے کہ آج کوئی طاقت ہمیں شکست سے دوچار نہیں کر سکتی۔

6- غزوۂ حنین میں مسلمانوں کے پاؤں کیوں اکھڑے؟ (یا) غزوۂ حنین میں دشمنانِ اسلام نے کیا جنگی تدابیر اختیار کی؟
جواب: دشمنانِ اسلام مسلمانوں سے پہلے میدان میں پہنچ کر جنگی تدابیر اختیار کر چکے تھے، جیسے ہی مسلمان میدانِ جنگ میں اترے، کفار نے اچانک حملہ کرتے ہوئے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی، جس کی وجہ سے بدنظمی پیدا ہوئی اور مسلمان فوج تتر بتر ہو گئی۔ اچانک اس قدر شدید حملے سے مجاہدین بوکھلا گئے اور عارضی طور پر مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑنے لگے۔

7- غزوۂ حنین میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کون سے کلمات ادا کرتے ہوئے دشمن کی طرف چل پڑے؟
جواب: غزوۂ حنین میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم خچر سے اترے اور درج ذیل کلمات ادا کرتے ہوئے دشمن کی طرف چل پڑے:
"اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ ۔۔۔۔۔۔ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ"
ترجمہ: میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔۔۔۔۔۔ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔

8- غزوۂ حنین میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کون سا بھروسا اور یقین تھا؟
جواب: غزوۂ حنین میں نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا اور یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ ہماری ضرور مدد فرمائے گا اور دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔

9- غزوۂ حنین میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کیا فرمایا؟
جواب: غزوۂ حنین میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجاہدین کو ثابت قدم رہنے کے لیے پکاریں۔

10- حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے غزوۂ حنین میں کس طرح مجاہدین کو پکارا؟
جواب: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے غزوۂ حنین میں بلند آواز سے مجاہدین کو پکارا اور کہا "بیعت رضوان والو! کہاں ہو؟"

11- غزوۂ حنین میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی پکار کا کیا نتیجہ نکلا؟
جواب: غزوۂ حنین میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز سنتے ہی لوگ لوٹ آئے اور مل کر اس قدر زوردار حملہ کیا کہ دشمن کو میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔

12- غزوۂ حنین میں نبی کریم ﷺ کا کون سا معجزہ دشمن کی شکست کا باعث بنا؟

جواب: غزوۂ حنین میں نبی کریم ﷺ نے لڑائی کی شدت دیکھ کر مٹھی بھر مٹی الٹھائی اور کفار کی طرف پھینکی۔ وہ مٹھی بھر مٹی دشمن کے ہر شخص کی آنکھ میں چلی گئی، دشمن کی صفیں بکھر گئیں اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

13- غزوۂ حنین میں مرنے والے کفار اور مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: غزوۂ حنین میں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے تنہا تیس (30) مشرکوں کو قتل کیا، جب کہ مرنے والے کفار کی کل تعداد تین سو سے زائد تھی۔ اس غزوہ میں چار مسلمان شہید ہوئے۔

14- غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو ملنے والے مالِ غنیمت میں کیا کچھ شامل تھا؟

جواب: غزوۂ حنین میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ اسلام کو بے شمار مالِ غنیمت عطا فرمایا۔ اس مالِ غنیمت میں چھے ہزار جنگی قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی شامل تھی۔

15- غزوۂ حنین میں نبی کریم ﷺ نے مالِ غنیمت فوراً کیوں تقسیم نہ فرمایا؟

جواب: غزوۂ حنین میں فتح کے بعد نبی کریم ﷺ نے مالِ غنیمت فوراً تقسیم نہیں کیا بلکہ دو ہفتے تک انتظار فرمایا تھا کہ شاید ہوازن اسلام قبول کرلیں اور مالِ غنیمت ان کو واپس کر دیا جائے، لیکن ایسا نہ ہوا تو آپ ﷺ نے مالِ غنیمت تقسیم فرما دیا۔

16- غزوۂ حنین کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: غزوۂ حنین کی وجہ سے متعدد قبائل دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور اسلام مزید دور دراز کے علاقوں تک پھیل گیا۔

17- غزوۂ حنین میں مسلمانوں کی فتح و نصرت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: غزوۂ حنین میں مسلمانوں کی نصرت و فتح کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۔ (سورۃ التوبہ:25)

ترجمہ: یقیناً اللہ تمھاری مدد کر چکا ہے بہت سے مواقع پر اور (خصوصاً) حنین کے دن بھی جب کہ تمھاری کثرت نے تمھیں ناز میں مبتلا کر دیا تھا تو وہ (کثرت) تمھارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین تم پر (اپنی) وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی پھر تم نے پیٹھ پھیر کر (میدان سے) رُخ موڑ لیا۔

18- غزوۂ حنین میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آزمائش سے دوچار کر کے کیا پیغام دیا؟

جواب: غزوۂ حنین میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آزمائش سے دوچار کر کے بتا دیا کہ مسلمانوں کو کبھی بھی اپنی تعداد اور ساز و سامان کی فراوانی پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اللہ پر توکل رکھتے ہوئے ہمیشہ عجز و انکسار کی روش اپنانی چاہیے کیوں کہ کثرت کے باوجود شکست کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- غزوۂ حنین کے موقع پر بعض نومسلموں کا کون سا طرزِ عمل اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا؟

جواب: غزوۂ حنین میں مسلمان لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ اس کثیر تعداد کو دیکھ کر بعض نومسلموں کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ آج کوئی طاقت ہمیں شکست سے دوچار نہیں کر سکتی۔ ان کا اپنی ظاہری طاقت و کثرتِ تعداد پر اترانا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا۔

2- غزوۂ حنین میں کفار کے اچانک حملے کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: غزوۂ حنین میں کفار کے تیر اندازوں نے اطراف سے اچانک حملہ کر دیا اور مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی۔ جس کی وجہ سے بدنظمی پیدا ہوئی اور مسلمان بوکھلا گئے اور عارضی طور پر ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔

3- غزوۂ حنین میں دشمن کو کس طرح شکست کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: غزوۂ حنین میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو متعدد معجزات عطا فرمائے۔ نبی کریم ﷺ نے لڑائی کی شدت دیکھ کر مٹھی بھر مٹی الٹھائی اور کفار کی طرف پھینکی۔ وہ مٹھی بھر خاک دشمن کے ہر شخص کی آنکھ میں چلی گئی۔ دشمن کی صفیں بکھر گئیں اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

4- غزوۂ حنین سے اسلام کو کیا فائدہ ملا؟

جواب: غزوۂ حنین کے بعد اسلام کے خلاف سازشیں کمزور پڑ گئیں اور اسلام کو مزید تقویت ملی۔ بہت سے قبائل دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور اسلام مزید دور دراز کے علاقوں تک پھیل گیا۔

5- غزوۂ حنین میں کامیابی سے مسلمانوں کو کیا مالی فائدہ حاصل ہوا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بہت سا مالِ غنیمت عطا فرمایا۔ اس غزوہ سے چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کے ہاتھ لگی۔

6- غزوۂ حنین سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: غزوۂ حنین سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد پر یقین رکھنا چاہیے۔ ظاہری مال و اسباب پر بھروسا کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے نصرت اور مدد کی دعا کرنی چاہیے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) وادیِ حنین کا مکہ مکرمہ سے فاصلہ ہے:
(الف) بیس کلومیٹر (ب) تیس کلومیٹر (ج) چالیس کلومیٹر (د) پچاس کلومیٹر

(ii) وادیِ حنین میں آباد تھے:
(الف) بنونضیر و بنوقینقاع (ب) بنوقریظہ و بنوسلیم (ج) بنواوس و خزرج (د) بنوہوازن و بنوثقیف

(iii) غزوۂ حنین میں بکھرنے والوں کو آواز دے کر اکٹھا کرنے والے تھے:
(الف) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (د) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

(iv) غزوۂ حنین کے دوران نبی کریم ﷺ نے کفار مکہ پر پھینکی:
(الف) مٹھی بھر خاک (ب) زنجیر (ج) تلوار (د) زرہ

(v) غزوۂ حنین سے ہمیں سبق ملتا ہے:
(الف) توکل کا (ب) عفو و درگزر کا (ج) کفایت شعاری کا (د) رواداری کا

جوابات (i) چالیس کلومیٹر (ii) بنوہوازن و بنوثقیف (iii) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ
(iv) مٹھی بھر خاک (v) توکل کا

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) غزوۂ حنین کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے کس طرح جرأت و بہادری اور استقامت کا مظاہرہ فرمایا؟

جواب: غزوۂ حنین کے موقع پر نبی کریم ﷺ بے مثال جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان میں ڈٹے رہے۔ نبی کریم ﷺ خچر سے اُترے اور درج ذیل کلمات ادا کرتے ہوئے دشمن کی طرف چل پڑے۔

ترجمہ: "میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں"۔

(ii) غزوۂ حنین کے کوئی سے دو نتائج تحریر کریں۔

جواب: 1- غزوۂ حنین میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو بے شمار مال غنیمت عطا فرمایا۔

2- غزوۂ حنین کی وجہ سے متعدد قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

(iii) مشکل حالات میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کس طرح اپنے حواس کو قابو میں رکھا جاسکتا ہے؟ غزوۂ حنین کی روشنی میں وضاحت کریں۔

جواب: مشکل حالات میں ثابت قدمی کا مظاہر کرتے ہوئے اس طرح اپنے حواس کو قابو میں رکھا جاسکتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد پر یقین رکھنا چاہیے۔ ظاہری مال واسباب پر بھروسا کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد کی دعا کرنی چاہیے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) غزوۂ حنین پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔

جواب: دیکھیں سوال نمبر 2

سرگرمیاں

○ طلبا اس سبق کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کی بہادری و شجاعت پر ایک مضمون تحریر کریں۔

جواب: حضور نبی کریم ﷺ شجاعت و بہادری کا پیکر تھے۔ ایک دفعہ مدینے میں رات کو شور ہوا تو لوگ خوفزدہ ہوگئے۔ آپ ﷺ بلا خوف وخطر گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے اور حالات کا پتا چلا کہ ایک قافلے نے پڑاؤ کیا ہے۔ واپس آکر آپ ﷺ نے سب کو حالات سے آگاہ کر کے تسلی دی۔

غار ثور میں جب غار کے قریب دشمن پہنچ گیا تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا کہ "غم نہ کر، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔"

آپ ﷺ کی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ مشرکین اور کفار آپ ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے اور آپ ﷺ آزادانہ بازاروں اور گلیوں میں نکلتے اور گھومتے تھے۔ غزوۂ حنین کے موقع پر جب اسلامی لشکر وادی حنین میں جنگ کے لیے صف بندی کر رہا تھا تو اچانک مسلمانوں پر تیروں کی بوچھاڑ ہوگئی۔ دشمن کے تیر انداز اوطاس کے دروں پر اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں میں گھات لگائے بیٹھے تھے۔ مسلمان اس اچانک حملے کی تاب نہ لا سکے اور گھبرا کر بھاگنے پر مجبور ہوگئے۔ ان کے گھوڑے اپنی ہی فوج کو روندنے لگے۔ اس مشکل گھڑی میں آپ ﷺ استقامت کے ساتھ اپنی جگہ پر ڈٹے رہے۔ حملہ اتنا شدید تھا کہ مہاجرین اور اہل بیت میں سے گنتی کے چند افراد آپ ﷺ کے پاس رہ گئے۔ آپ ﷺ وہاں سے تھوڑا دائیں جانب ہٹے اور اونچی آواز میں پکارا:

"اے لوگو! کہاں جا رہے ہو میری طرف آؤ میں اللہ کا رسول ہوں میں محمد بن عبداللہ ہوں (خاتم النبیین ﷺ)۔"

آپ ﷺ میدان جنگ میں سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹے۔ آپ ﷺ دائیں بائیں بھاگنے والے لوگوں کو آواز دے رہے تھے اور پُرجلال لہجے میں یہ رجز پڑھ رہے تھے:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ۔ میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ نہیں۔

أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔

3- عام الوفود

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبا اس قابل ہو جائیں گے کہ

- عام الوفود کا معنی و مفہوم جان سکیں۔
- عام الوفود کی اہمیت اور اس کی معنویت کو سمجھ سکیں۔
- تمین وفود کے اجمالی حالات اور نبی کریم ﷺ کے حسن معاملہ سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- وفود کی آمد کی وجہ سے جزیرۃ العرب میں اسلام کے پھیلاؤ اور حجۃ الوداع میں اس کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- نبی کریم ﷺ کے سیرت کو مدنظر رکھتے ہوئے مہمانوں اور وفود کے اعزاز و اکرام کرنے والے بن سکیں۔
- عملی زندگی میں نبی کریم ﷺ کے حسن معاملات سے راہ نمائی حاصل کر سکیں۔

سوال 3: عام الوفود سے کیا مراد ہے؟ وفد بنو تمیم کا بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری کا احوال بیان کریں۔

جواب: عام الوفود

عام کا معنی "سال" اور وفود جمع ہے وفد کی، جس کا معنی "لوگوں کی جماعت" ہے۔ عام الوفود سے مراد وفود کا سال ہے۔ 9 ہجری میں پورے عرب سے اتنی کثرت کے ساتھ وفود نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ اس سال کا نام ہی عام الوفود پڑ گیا۔

نبی کریم ﷺ کا حسن اخلاق

نبی کریم ﷺ تمام وفود کے ساتھ ایسے حسن سلوک اور شفقت سے پیش آئے کہ وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ جن لوگوں کو قبول اسلام کی سعادت نصیب ہوئی انھوں نے ایسے خلوص کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کی کہ پورے کے پورے قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہاں تک کہ حجۃ الوداع کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر گئی۔

نبی کریم ﷺ کی طرف سے ان وفود کو مسجد نبوی میں ٹھہرانا، ان کے استقبال اور قیام وطعام کا انتظام کرنا آپ ﷺ کے حسن انتظام اور کریمانہ اخلاق کی عمدہ مثالیں ہیں۔

وفد بنو تمیم

بنو تمیم کا وفد 9 ہجری کے آغاز میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ یہ لوگ اپنے قیدیوں کو آزاد کروانا چاہتے تھے۔ ان کی قیادت عرب کا مشہور سردار اقرع بن حابس کر رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے قیلولہ (دوپہر کے وقت آرام) فرما رہے تھے۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو بے آرام کیا، آپ ﷺ کو گھر کے باہر سے پکارا، آوازیں دیتے رہے، آپ ﷺ کے پاس داخل ہونے کی اجازت طلب نہ کی، تو اللہ رب العزت نے سورۃ الحجرات نازل فرمائی جس میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب سکھائے گئے کہ اپنی آوازوں کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔ نبی کریم ﷺ کو یوں نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

یہ لوگ اپنے ساتھ بڑے فصیح و بلیغ شاعر اور خطیب لے کر آئے تھے، جن کے مقابلے میں نبی کریم ﷺ نے بطور خطیب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جواب دینے کا حکم دیا اور بطور شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پیش کیا کہ انھوں اور جواب دونوں نے تسلیم کر لیا کہ آپ ﷺ کے خطیب اور شاعر ہمارے خطیب اور شاعر سے برتر ہیں۔

اقرع بن حابس نبی کریم ﷺ کے حسن اخلاق سے اتنا متاثر ہوا کہ اپنے آبائی دین کو الوداع کہا اور وفد سمیت اسلام قبول کر لیا۔

سوال 4: وفد نجران کا بارگاہِ رسالت میں حاضری کا احوال تحریر کریں۔

جواب: وفدِ نجران

نجران کے نصاریٰ کا ساٹھ (60) افراد پر مشتمل وفد مدینہ طیبہ آیا جس میں چودہ بڑے سردار شامل تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اس وفد کا پرتپاک استقبال فرمایا، انھیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا گیا اور اپنے طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دی گئی۔ ان کی بہت خاطر تواضع کی گئی۔ یہ وفد حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کی خبر سن کر آپ خاتم النبیین ﷺ سے مناظرہ کرنے آیا تھا اور انھوں نے اپنے عقائد پر دلائل دینا شروع کر دیے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی اصلاح کی بہت کوشش فرمائی لیکن وہ لوگ اپنی ضد پر اڑے رہے، پھر جب انھوں نے روانگی کے لیے مدینہ منورہ کے باہر پڑاؤ ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا۔

یہ حکم نازل ہونے کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر نجران کے وفد کے پاس مباہلے کے لیے تشریف لائے۔ جب ان کے پادریوں نے یہ روشن چہرے دیکھے تو تنہائی میں جا کر آپس میں مشورہ کیا اور پھر کہا کہ اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو یاد رکھو دنیا سے تمھارا نام و نشان تک مٹ جائے گا، چناں چہ انھوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

اس کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ کا عذاب اہل نجران کے نزدیک آ چکا تھا اور اگر یہ مباہلہ کرتے تو انھیں جانور بنا دیا جاتا، ان کی وادی میں آگ بھڑکتی رہتی اور انھیں ملیا میٹ کر دیا جاتا، یہاں تک کہ درختوں پر پرندے بھی ہلاک ہو جاتے اور سال ختم ہونے سے پہلے سارے نصاریٰ فنا کے گھاٹ اتر جاتے۔

سوال 5: وفد عبدالقیس کا بارگاہِ رسالت خاتم النبیین ﷺ میں حاضری کا احوال تحریر کریں۔

جواب: وفد عبدالقیس: اس وفد میں بیس آدمی تھے۔ ان کے سردار کا نام منذر بن عائذ اور لقب "اشج" تھا۔

وفد عبدالقیس کی آمد کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اطلاع

وفد عبدالقیس کی بارگاہِ نبوی خاتم النبیین ﷺ میں آمد سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر دی کہ مشرق سے کچھ سوار آ رہے ہیں جو اسلام قبول کریں گے۔ وفد عبدالقیس کے لوگ جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان کا استقبال فرمایا۔

وفد عبدالقیس کی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے والہانہ عقیدت

وفد عبدالقیس نے حضور خاتم النبیین ﷺ کے چہرۂ انور کی خوبصورتی کو دیکھ کر آپ خاتم النبیین ﷺ کے دست مبارک اور پائے اقدس کو بوسے دے کر محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ اس وفد کے سردار نے حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کے پاس حاضری سے پہلے غسل کیا، عمدہ اور پاکیزہ کپڑے پہنے اور حلم اور وقار کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضری دی۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اس وضع اور آداب کو پسند کرتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ارشاد فرمایا: بلاشبہ دو خوبیاں تم میں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں، ایک حلم یعنی جلد بازی نہ کرنا اور امور و معاملات میں غور و فکر کرنا اور دوسری خوبی وقار ہے۔ دورانِ گفت گو آپ خاتم النبیین ﷺ نے حرمت والے مہینوں ذوالقعدہ، ذوالحج، محرم اور رجب کے بارے میں انھیں آگاہ کیا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ان کو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر احکام کی تعلیم دی۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ان کے لیے دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے اللہ! عبدالقیس والوں کی بخشش فرما۔ یہ وفد دس دن حضور خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں رہا، قرآن مجید اور احکامِ شریعت سیکھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان کو تحائف دیے، اشج کو بہت زیادہ مال عطا فرمایا اور ان کو واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حاصلِ سبق: اس سبق میں ہمیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ ہمیں دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنی چاہیے، معاملات میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے اور امور و معاملات کی انجام دہی میں غور و فکر کرنا چاہیے اور اپنی ذاتی زندگی میں وقار و احترام کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال نمبر 1: فتح مکہ کے تناظر میں عام الوفود کی اہمیت اور عام الوفود کے حجۃ الوداع پر مرتب ہونے والے اثرات پر نوٹ لکھیں۔

جواب: اگر فتح مکہ کے اثرات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات بہت واضح طور پر محسوس ہوتی ہے کہ اُس کے فوراً بعد سارا جزیرہ عرب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کے زیر اثر آ گیا۔ 8 ہجری میں فتح مکہ کے لیے جاتے ہوئے جس اسلامی لشکر کی تعداد صرف دس ہزار تھی۔ ایک سال سے کم عرصے میں غزوۂ حنین کی طرف جاتے ہوئے اُس لشکر کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ چکی تھی اور پھر دو سال بعد حجۃ الوداع میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہو گئی۔ قرآن کریم نے فتح مکہ کو لوگوں کے جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے کا سبب اور ذریعہ قرار دیا ہے جس کا تذکرہ سورۃ النصر میں آیا ہے۔

اس حوالے سے 9 ہجری کا سال جو فتح مکہ کے چند ماہ بعد شروع ہو گیا غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے کہ اس سال میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طرف دور دراز تک سے وفود نے آنا شروع کیا اور یہ وفود اتنی کثرت سے آئے کہ اس سال کو عام الوفود یعنی وفود کا سال کہا جاتا ہے۔ اس ایک سال میں جو وفود آئے ان کی تعداد 70 سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ ان آنے والے وفود کا اعزاز و اکرام فرماتے تھے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- عربی لفظ "عام" کا معنی ہے:
(A) مہینا (B) ہفتہ (C) سال (D) صدی

2- "وفود" جمع ہے:
(A) وفادکی (B) وافدکی (C) وفدکی (D) وفداکی

3- "وفد" کے معنی ہیں:
(A) لوگوں کی جماعت (B) مجمع (C) لوگوں کا اجتماع (D) لوگوں کا فائدہ

4- جس سال پورے عرب سے کثرت کے ساتھ وفود نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اُسے کہتے ہیں:
(A) عام الفیل (B) عام الوفود (C) عام الحزن (D) عام السفر

5- عرب کے دور دراز کے علاقوں میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخلاق کے چرچے ہوئے:
(A) غزوۂ بدر اور غزوۂ احد کے بعد (B) غزوۂ احزاب کے بعد (C) صلح حدیبیہ کے بعد (D) فتح مکہ اور غزوۂ حنین کے بعد

6- مدینہ طیبہ آنے والے وفود کو عموماً ٹھہرایا جاتا تھا:
(A) مسجد نبوی میں (B) مسجد قبا میں (C) دار ارقم میں (D) مسجد بلال میں

7- مدینہ طیبہ میں وفود آتے تھے:
(A) قریب کے علاقوں سے (B) دور دراز کے علاقوں سے (C) ساحلی علاقوں سے (D) نواحی علاقوں سے

8- دورِ رسالت میں اسلام پھیل چکا تھا:
(A) حجاز میں (B) مکہ کے نواحی علاقوں میں (C) ساحلی علاقوں تک (D) سارے جزیرہ عرب میں

9- بنو تمیم کا وفد مدینہ طیبہ حاضر ہوا:
(A) آٹھ ہجری کے وسط میں (B) آٹھ ہجری کے اختتام میں (C) نو ہجری کے آغاز میں (D) نو ہجری کے وسط میں

10- بنوتمیم کا وفد مدینہ طیبہ آیا تھا:
(A) تجارت کے لیے (B) قیدیوں کو آزاد کروانے کے لیے (C) مناظرے کے لیے (D) مباہلے کے لیے

11- بنوتمیم کے وفد کی قیادت کر رہا تھا:
(A) اقرع بن حابس (B) مقدر بن عائذ (C) عبدالقیس (D) حاتم طائی

12- وفد بنوتمیم اس وقت مدینہ طیبہ آیا جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ:
(A) طعام فرما رہے تھے (B) تلاوت فرما رہے تھے (C) وضو فرما رہے تھے (D) غسل فرما رہے تھے

13- وفد بنوتمیم کے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو گھر سے باہر پکارنے پر نازل ہوئی:
(A) سورۃ الاحزاب (B) سورۃ الفرقان (C) سورۃ الحجرات (D) سورۃ الفلق

14- سورۃ الحجرات میں آداب سکھائے گئے:
(A) کھانے کے (B) سونے کے
(C) گفتگو کرنے کے (D) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے

15- بنوتمیم کا وفد اپنے ساتھ لایا تھا:
(A) مال و دولت (B) لونڈیاں (C) شاعر اور خطیب (D) پادری

16- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے بنوتمیم کے وفد کو جواب دینے کے لیے بطور خطیب پیش کیا:
(A) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو

17- وفد بنوتمیم کے سامنے بطور شاعر پیش کیا گیا:
(A) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو

18- اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا:
(A) خطیب سے متاثر ہو کر (B) شاعر سے متاثر ہو کر
(C) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر (D) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متاثر ہو کر

19- عرب کے علاقے نجران میں بڑی تعداد میں آباد تھے:
(A) مجوسی (B) صابی (C) یہود (D) نصاریٰ

20- نجران کا وفد کتنے افراد پر مشتمل تھا؟
(A) ساٹھ (B) پچاس (C) چالیس (D) تیس

21- نجران کے وفد میں بڑے سردار تھے:
(A) دس (B) بارہ (C) چودہ (D) سولہ

22- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنے طریقے سے مسجد نبوی (خاتم النبیین ﷺ) میں عبادت کرنے کی اجازت دی:
(A) وفد بنوتمیم کو (B) وفد نجران کو (C) وفد عبدالقیس کو (D) مجوسیوں کو

23- نجران کا وفد مدینہ منورہ آیا تھا:
(A) قیدیوں کی رہائی کے لیے (B) قبول اسلام کے لیے (C) مباہلے کے لیے (D) مناظرے کے لیے

24- اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو وفد نجران سے کیا کرنے کا حکم دیا؟
(A) معاہدہ (B) صلح (C) مناظرہ (D) مباہلہ

25- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ وفد نجران کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لائے:
(A) مباہلے کے لیے (B) مناظرے کے لیے (C) لڑنے کے لیے (D) صلح کے لیے

26- مباہلہ کرنے سے انکار کیا اور جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہوا:
(A) وفد عبدالقیس (B) وفد بنوتمیم (C) وفد نجران (D) وفد حبشہ

27- وفد عبدالقیس میں آدمی تھے:
(A) دس (B) پندرہ (C) بیس (D) پچیس

28- وفد عبدالقیس کے سردار کا نام تھا:
(A) اقرع بن حابس (B) مالک بن فہر (C) عبداللہ بن ابی (D) منذر بن عائذ

29- منذر بن عائذ کا لقب تھا:
(A) اَشَجّ (B) قیس (C) حابس (D) عابد

30- وفد عبدالقیس نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت و عقیدت کا اظہار کیا:
(A) سجدہ کر کے (B) جھک کر (C) دست مبارک اور پائے اقدس کو بوسہ دے کر (D) گلے مل کر

31- وفد عبدالقیس کے سردار نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پاس حاضری سے پہلے:
(A) سجدہ کیا (B) غسل کیا (C) عبادت کی (D) وضو کیا

32- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے وفد عبدالقیس کے سردار میں موجود دو خوبیوں سے آگاہ کیا:
(A) حلاوت و بردباری (B) شجاعت اور قناعت (C) صبر اور توکل (D) علم اور وقار

33- حرمت والے مہینے ہیں:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

34- حرمت والے مہینوں میں شامل ہے:
(A) ربیع الاوّل (B) رجب (C) رمضان (D) شوال

35- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے عبدالقیس والوں کے لیے دعا فرمائی:
(A) صحت کی (B) مال میں برکت کی (C) اولاد میں کثرت کی (D) بخشش کی

36- وفد عبدالقیس نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں رہا:
(A) سات دن (B) آٹھ دن (C) نو دن (D) دس دن

37- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے بہت زیادہ مال عطا فرمایا:
(A) اَشَجّ کو (B) اقرع بن حابس کو (C) نجران کے وفد کو (D) مالک بن فہر کو

جوابات

(C) -1	(C) -2	(A) -3	(B) -4	(D) -5	(A) -6	(B) -7	(D) -8	(C) -9	(B) -10
(A) -11	(B) -12	(C) -13	(D) -14	(C) -15	(A) -16	(B) -17	(C) -18	(D) -19	(A) -20
(C) -21	(B) -22	(D) -23	(C) -24	(A) -25	(C) -26	(C) -27	(D) -28	(A) -29	(C) -30
(B) -31	(D) -32	(C) -33	(B) -34	(D) -35	(D) -36	(A) -37			

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- قیلولہ سے مراد ہے:
(A) صبح کا ناشتہ (B) شام کا کھانا (C) دوپہر کے وقت آرام (D) دوپہر کا کھانا

2- وہ کون سا وفد تھا جس نے مدینہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ کو گھر کے باہر پکارا؟
(A) وفد عبدالقیس (B) وفد بنو تمیم (C) وفد نجران (D) وفد ثقیف

3- اقرع بن حابس نے اپنے آبائی دین کو الوداع کہا:
(A) بارگاہ رسالت سے متاثر ہو کر (B) اخلاق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متاثر ہو کر
(C) تلاوت قرآن مجید سے متاثر ہو کر (D) شان و شوکت حرمین سے متاثر ہو کر

4- کون سا وفد نبی کریم ﷺ سے مناظرہ کے لیے مدینہ آیا تھا؟
(A) وفد عبدالقیس (B) وفد نجران (C) وفد ثقیف (D) وفد بنو تمیم

5- نبی کریم ﷺ سے اہل نجران مباہلہ کرتے تو انھیں بنا دیا جاتا:
(A) پتھر (B) بندر (C) جانور (D) پرندے

6- ہمیں دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے:
(A) اجازت طلب کرنی چاہیے (B) آواز دینی چاہیے (C) غور کرنا چاہیے (D) دستک دینی چاہیے

جوابات

-1	(C)	-2	(B)	-3	(A)	-4	(B)	-5	(C)	-6	(A)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analysis/Final & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- عام اور وفود کے کیا معنی ہیں؟
جواب: عام کا معنی "سال" اور وفود جمع ہے وفد کی، جس کا معنی "لوگوں کی جماعت" ہے۔

2- عام الوفود سے کیا مراد ہے؟
جواب: عام الوفود سے مراد وفود کا سال ہے۔ 9 ہجری میں پورے عرب سے اتنی کثرت کے ساتھ وفود نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ اس سال کا نام ہی عام الوفود پڑ گیا۔

3- وفود کا استقبال اور قیام و طعام کا انتظام کس کی عمدہ مثالیں ہیں؟
جواب: وفود کے استقبال اور قیام و طعام کا انتظام نبی کریم ﷺ کے حسن انتظام، اسلامی آداب اور کریمانہ اخلاق کی عمدہ مثالیں ہیں۔

4- وفد بنو تمیم کی آمد کے وقت نبی کریم ﷺ کیا کر رہے تھے؟
جواب: وفد بنو تمیم کی آمد کے وقت نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے قیلولہ (دوپہر کے وقت آرام) فرما رہے تھے۔

5- وفد بنو تمیم نے مدینہ پہنچ کر کیا رویہ اختیار کیا؟
جواب: وفد بنو تمیم نے آتے ہی نبی کریم ﷺ کو بے آرام کیا، آپ ﷺ کو گھر کے باہر سے پکارا، آوازیں دیں، آپ ﷺ کے پاس داخل ہونے کی اجازت طلب نہ کی۔

6- سورۃ الحجرات میں بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضری کے کون سے آداب سکھائے گئے؟
جواب: سورۃ الحجرات میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب سکھائے گئے کہ اپنی آوازوں کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔ نبی کریم ﷺ کو یوں نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

7- بنو تمیم کے لوگ اپنے ساتھ کن کو لائے؟
جواب: بنو تمیم کے یہ لوگ اپنے ساتھ بڑے فصیح و بلیغ شاعر اور خطیب لے کر آئے تھے۔

8- نبی کریم ﷺ نے بنو تمیم کے لوگوں کے مقابلے کے لیے بطور خطیب اور شاعر کن کو پیش کیا؟
جواب: بنو تمیم کے لوگوں کے مقابلے کے لیے نبی کریم ﷺ نے بطور خطیب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جواب دینے کا حکم دیا اور بطور شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پیش کیا کہ اٹھو اور جواب دو۔

9- بنو تمیم کے وفد نے نبی کریم ﷺ کے خطیب اور شاعر کے بارے میں کیا کہا؟
جواب: بنو تمیم کے وفد نے تسلیم کر لیا کہ نبی کریم ﷺ کے خطیب اور شاعر ہمارے خطیب اور شاعر سے برتر ہیں۔

10- اقرع بن حابس نے بارگاہ نبوت ﷺ سے متاثر ہو کر کیا کیا؟
جواب: اقرع بن حابس بارگاہ رسالت ﷺ سے اتنا متاثر ہوا کہ اپنے آبائی دین کو چھوڑ کر وفد سمیت اسلام قبول کر لیا۔

11- نجران کے وفد کا تعارف لکھیں۔
جواب: نجران کے نصاریٰ وفد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ طیبہ آیا۔ یہ وفد ساٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ جس میں چودہ بڑے سردار شامل تھے۔

12- نبی کریم ﷺ نے نجران کے وفد کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
جواب: نبی کریم ﷺ نے نجران کے وفد کا پرتپاک استقبال فرمایا، انھیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا گیا، اپنے طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دی گئی۔ ان کی بہت خاطر تواضع کی گئی۔

13- نجران کا وفد مدینہ منورہ کیوں آیا تھا؟
جواب: نجران کا وفد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی خبر سن کر آپ ﷺ سے مناظرہ کرنے کی غرض سے آیا تھا۔

14- نبی کریم ﷺ وفد نجران کے سامنے مباہلے کے لیے کن کو لائے؟
جواب: نبی کریم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر نجران کے وفد کے پاس مباہلے کے لیے تشریف لائے۔

15- وفد نجران نے مباہلہ کرنے سے کیوں انکار کیا؟
جواب: جب وفد نجران کے پادریوں نے اہل بیت کے روشن چہرے دیکھے تو کہا کہ اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو یاد رکھو دنیا سے تمھارا نام و نشان تک مٹ جائے گا، چناں چہ انھوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

16- وفد نجران کے مباہلے سے راہ فرار اختیار کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں کیا فرمایا؟
جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ کا عذاب اہل نجران کے نزدیک آ چکا تھا اور اگر یہ مباہلہ کرتے تو انھیں جانور بنا دیا جاتا، ان کی وادی میں آگ بھڑکتی رہتی اور انھیں ملیامیٹ کر دیا جاتا، یہاں تک کہ درختوں پر پرندے بھی ہلاک ہو جاتے اور سال ختم ہونے سے پہلے سارے نصاریٰ فنا کے گھاٹ اتر جاتے۔

17- وفد عبدالقیس کا دو جملوں میں تعارف کروائیں۔
جواب: وفد عبدالقیس میں بیس آدمی تھے۔ ان کے سردار کا نام منذر بن عائذ اور لقب "اَشَجّ" تھا۔

18- وفد عبدالقیس کی آمد سے قبل نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کیا خبر دی؟

جواب: وفد عبدالقیس کی آمد سے قبل نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر دی کہ مشرق سے کچھ سوار آ رہے ہیں جو اسلام قبول کریں گے۔

19- وفد عبدالقیس نے نبی کریم ﷺ سے کس طرح عقیدت کا اظہار کیا؟

جواب: وفد عبدالقیس نے حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور کی خوبصورتی کو دیکھ کر آپ ﷺ کے دست مبارک اور پائے اقدس کو بوسے دے کر محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔

20- وفد عبدالقیس کے سردار نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری سے پہلے کیا کیا؟

جواب: وفد عبدالقیس کے سردار نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری سے پہلے غسل کیا، عمدہ اور پاکیزہ کپڑے پہنے اور علم اور وقار کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضری دی۔

21- نبی کریم ﷺ نے وفد عبدالقیس کے سردار کی کس طرح حوصلہ افزائی فرمائی؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے وفد عبدالقیس کے سردار کی وضع اور آداب کو پسند کرتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ارشاد فرمایا: بلاشبہ دو خوبیاں تم میں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں: ایک حلم یعنی جلد بازی نہ کرنا اور امور و معاملات میں غور و فکر کرنا اور دوسری خوبی وقار ہے۔

22- وفد عبدالقیس سے گفت گو کے دوران میں نبی کریم ﷺ نے انھیں کس سے آگاہ کیا؟

جواب: وفد عبدالقیس سے دورانِ گفت گو نبی کریم ﷺ نے حرمت والے مہینوں ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کے بارے میں انھیں آگاہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر احکام کی تعلیم دی۔

23- نبی کریم ﷺ نے وفد عبدالقیس کے لیے کیا دعا فرمائی؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے وفد عبدالقیس کے لیے دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے اللہ! عبدالقیس والوں کی بخشش فرما۔

24- وفد عبدالقیس نے کیا سیکھا؟

جواب: وفد عبدالقیس دس دن حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں رہا اس دوران میں انھوں نے قرآن مجید اور احکام شریعت سیکھے۔

25- نبی کریم ﷺ نے وفد عبدالقیس کو کس طرح روانہ کیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے وفد عبدالقیس کو تحائف دیے، فتح کو بہت زیادہ مال عطا فرمایا اور ان کو واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- عام الوفود کا یہ نام کیوں پڑا؟

جواب: ۹ ہجری میں پورے عرب سے اتنی کثرت کے ساتھ وفود نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے کہ اس سال کا نام ہی عام الوفود پڑ گیا۔

2- وفد بنو تمیم نے نبی کریم ﷺ کے شاعر کے متعلق کیا تسلیم کیا؟

جواب: وفد بنو تمیم نے نبی کریم ﷺ کے خطیب اور شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بارے میں تسلیم کیا کہ یہ ہمارے خطیب اور شاعر سے برتر ہیں۔

3- اقرع بن حابس نے کس بات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا؟

جواب: اقرع بن حابس نبی کریم ﷺ کے حسنِ اخلاق سے اتنا متاثر ہوا کہ اپنے آبائی دین کو الوداع کہا اور وفد سمیت اسلام قبول کر لیا۔

4- وفد بنو تمیم میں کیسے لوگ شامل تھے؟

جواب: یہ لوگ اپنے ساتھ بڑے فصیح و بلیغ شاعر اور خطیب لے کر آئے تھے تاکہ وہ اپنی خطابت اور شاعری سے مسلمانوں کو مرعوب کر سکیں۔

5- مباہلہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: مباہلہ ایک قرآنی اصطلاح ہے۔ مباہلہ سچ اور جھوٹ یا حق اور باطل کو واضح کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ مباہلے میں دو افراد یا دو گروہ اپنے عقیدے کو درست اور دوسرے کے عقیدے کو غلط ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے ایک دوسرے کے خلاف بددعا کرتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حق کو باطل یا سچ کو جھوٹ سے ممتاز فرما دے۔

6- مباہلہ سے انکار کر کے وفدِ نجران کس بات کے لیے تیار ہو گیا؟

جواب: مباہلہ سے انکار کر کے وفدِ نجران جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔

7- حرمت والے مہینوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حرمت والے چار مہینے یہ ہیں: i- ذوالقعدہ ii- ذوالحجہ iii- محرم iv- رجب

8- سبق "عام الوفود" سے ہمیں کیا درس ملتا ہے؟

جواب: سبق "عام الوفود" میں ہمیں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے درس ملتا ہے کہ ہمیں دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنی چاہیے، معاملات میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے اور امور و معاملات کی انجام دہی میں غور و فکر کرنا چاہیے۔ اپنی ذاتی زندگی میں وقار اور احترام کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) عام الوفود سے مراد ہے:
(الف) وفود کا سال (ب) وفود کا دن (ج) وفود کی صدی (د) وفود کا مہینا

(ii) بنی تمیم کے سامنے نبی کریم ﷺ نے بطور خطیب کس شخصیت کو پیش کیا؟
(الف) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ (ب) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (د) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

(iii) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے وفود کو ٹھہرایا جاتا تھا:
(الف) مسجدِ نبوی میں (ب) مسجدِ قبا میں (ج) حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر (د) سرائے میں

(iv) وفد بنی تمیم کی قیادت کر رہا تھا:
(الف) اقرع بن حابس (ب) مالک بن نمر (ج) عبداللہ بن ابی (د) فتح

(v) وفد عبدالقیس کے سردار فتح میں دو نمایاں خوبیاں تھیں:
(الف) حلم اور وقار (ب) رواداری اور بردباری (ج) صبر و تحمل (د) انکسار و تواضع

جوابات: (i) وفود کا سال (ii) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ (iii) مسجدِ نبوی میں
(iv) اقرع بن حابس (v) حلم اور وقار

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) نبی کریم ﷺ نے عام الوفود میں مہمانوں کے ساتھ کس طرح عزت و اکرام کا معاملہ فرمایا؟ وضاحت کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ عام الوفود میں مہمانوں کے ساتھ ایسے حسن سلوک اور شفقت سے پیش آئے کہ وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ نبی کریم ﷺ کی طرف سے ان وفود کو مسجدِ نبوی میں ٹھہرانا، ان کے استقبال اور قیام و طعام کا انتظار کرنا آپ ﷺ کے حسنِ انتظام اور کریمانہ اخلاص کی عمدہ مثالیں ہیں۔

(II) وفود کی آمد نے جزیرۃ العرب میں اسلام کے پھیلاؤ میں کیا کردار ادا کیا اور اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوا؟

جواب: وفود میں جن لوگوں کو قبولِ اسلام کی سعادت نصیب ہوئی انھوں نے ایسے خلوص کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کی کہ پورے کے پورے قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہاں تک کہ حجۃ الوداع کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر گئی۔

(III) وفد بنو تمیم کو بارگاہِ رسالت میں حاضری کے وقت سکھائے گئے آداب میں سے کوئی سے دو لکھیں۔

جواب: 1- اپنی آوازوں کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔

2- نبی کریم ﷺ کو یوں نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(I) وفد بنی نجران کا بارگاہِ رسالت میں حاضری کا احوال بیان کریں۔

جواب: دیکھیں سوال نمبر 4

سرگرمیاں

- اساتذہ کرام کی مدد سے دس وفود پر مشتمل ایک فہرست تیار کریں اور اسے کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

جواب: 1- بنو تمیم کا وفد 2- وفد نجران 3- وفد عبدالقیس 4- وفد دوس 5- وفد صَدَاء
6- وفد عذرہ 7- وفد بلی 8- وفد ثقیف 9- وفد ہمدان 10- وفد بنی فزارہ

- اساتذہ کرام معروف کتب سیرت کی روشنی میں طلبہ سے وفود پر مشتمل ایک فہرست تیار کروائیں، جس میں وفد اور سردار کا نام، علاقہ، قبیلہ اور سال/مہینا وغیرہ شامل ہوں۔

جواب:

وفد کا نام	سن	مقام	سردار کا نام
بنو تمیم کا وفد	9 ہجری	مدینہ منورہ	اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ
وفد نجران	9 ہجری	مدینہ منورہ	عاقب (عبدالمسیح)
وفد عبدالقیس	9 ہجری	مدینہ منورہ	منذر بن عائذ
وفد دوس	7 ہجری	مدینہ منورہ	حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ
وفد صَدَاء	8 ہجری	عمرانہ سے رسول اللہ ﷺ کی واپسی کے بعد	حضرت زیاد بن حارث
وفد عذرہ	9 ہجری	مدینہ منورہ	جمرہ بن نعمان
وفد بلی	9 ہجری	مدینہ منورہ	ابو الضبیب
وفد ثقیف	9 ہجری	غزوہ طائف سے واپسی کے موقع پر	عروہ بن مسعود
وفد ہمدان	9 ہجری	تبوک سے واپسی کے موقع پر	مالک بن نمط رضی اللہ عنہ
وفد بنی فزارہ	9 ہجری	تبوک سے واپسی کے موقع پر	خارجہ بن حصن

(4) غزوۂ تبوک

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- غزوۂ تبوک کے اسباب، وجوہات اور پس منظر سے آگاہ ہو سکیں۔
- غزوۂ تبوک کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- اس غزوہ کی مشکلات اور منافقین کے کردار کو جان سکیں۔
- اس غزوہ میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قربانیوں اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے آگاہ ہو سکیں۔
- غزوۂ تبوک کے موقع پر مدینہ منورہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی انتظامی صلاحیتوں سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں سے آگاہ ہو کر اعلائے کلمۃ اللہ (غلبہ اسلام) کے لیے قربانی کا جذبہ پیدا کر سکیں۔
- منافقین کے کردار سے آگاہ ہو کر منافقت کی تمام صورتوں سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔
- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعے سے سبق حاصل کرتے ہوئے ہر حال میں سچائی پر کاربند رہنے والے بن سکیں۔

سوال 6: غزوۂ تبوک کے اسباب، واقعات اور نتائج تحریر کریں۔

جواب: غزوۂ تبوک 9 ہجری میں ہوا۔ غزوہ تبوک نبی کریم ﷺ کے غزوات میں سے آخری غزوہ ہے۔

وجہ تسمیہ: تبوک ایک مشہور مقام ہے جو مدینہ منورہ سے دمشق کے راستے پر واقع ہے۔ اس علاقے میں موجود پانی کے ایک چشمے کا نام تبوک تھا۔ اسی مناسبت سے اس غزوے کا نام بھی غزوۂ تبوک پڑ گیا۔

اسباب

فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کا رُعب و دبدبہ پورے عرب پر بیٹھ چکا تھا۔ لوگ گروہ در گروہ اسلام قبول کر رہے تھے۔ اردگرد کی ریاستیں جن کے فرماں رواؤں کو نبی اکرم حضرت محمد ﷺ پہلے ہی خطوط لکھ کر اسلام کی دعوت دے چکے تھے، مسلمانوں کی اس بڑھتی ہوئی طاقت سے خوف زدہ تھے۔ روم کا حکمران ہرقل ان میں سرفہرست تھا۔ معرکہ موتہ کے بعد رومی سلطنت نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ غسانی قبائل جو شام میں رومیوں کے زیر اثر تھے اور مسیحی مذہب سے تعلق رکھتے تھے، ان کو قیصر روم ہرقل نے اس لڑائی کے لیے ابھارا۔ شام کے تاجروں نے مدینہ منورہ میں یہ خبر دے دی کہ رومیوں نے شام میں مسلمانوں کے مقابلے کے لیے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے جس کو ہرقل کی حمایت حاصل ہے۔

واقعات

جہاد کی تیاری: جب حضور اکرم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ رومی فوجیں مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے شام کی سرحد پر جمع ہونا شروع ہو رہی ہیں تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا۔ یہ سخت تنگی، قحط سالی اور شدید گرمی کے دن تھے۔ پھلوں کے پکنے کا موسم تھا جس کی وجہ سے گھروں سے نکلنا دشوار تھا۔ ان تمام ناسازگار حالات کے باوجود جب نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کا اعلان فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑے جوش و خروش سے تیاری شروع کر دی۔ آپ ﷺ نے اس مہم میں ہر اس شخص کی شرکت لازمی قرار دی جو صحت مند ہو اور اس کے پاس سواری کا جانور موجود ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایثار اور سخاوت: نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کی تیاری کے لیے مال و اسباب جمع کرنے شروع کیے تو نبی کریم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاد کی تیاری میں بھرپور حصہ لیا اور اپنا مال و دولت آپ ﷺ کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔

1- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا مال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ: "تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟"

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور الفت کو چھوڑ کر آیا ہوں"۔

2- اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا آدھا مال نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔
3- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لشکرِ تبوک کی تیاری کے لیے ایک سو گھوڑے، نو سو اونٹ، ایک ہزار دینار اور دو سو اوقیہ چاندی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک تہائی لشکر کو ساز و سامان مہیا کیا۔
4- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے۔
5- سیدنا عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے بہت سی کھجوریں پیش کیں۔
6- حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے رات بھر مزدوری کر کے اپنی اجرت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔
7- دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی استطاعت سے بڑھ کر جہاد کی تیاری میں حصہ لیا۔

صحابیات رضی اللہ عنہن کا ایثار: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی اپنے اموال رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے۔ سیدہ اُمِ سنان اسلمیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: "میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چادر بچھی ہوئی دیکھی جس میں مسلمان خواتین اپنے ہار، چوڑیاں، انگوٹھیاں، جھمکے، دیگر زیورات اور کپڑے ڈال رہی تھیں۔

مدینہ کا انتظام: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ انصاری کو مدینہ کا گورنر بنایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت، گھریلو اور دیگر امور کی انجام دہی پر مامور فرمایا۔

سواریوں کی قلت: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے سواریوں کی کمی کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ ہی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلوص، جذبہ ایمانی اور جہاد کے شوق کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

منافقین کا منفی کردار: غزوۂ تبوک کے سفر کی تیاری زور و شور سے جاری تھی۔ زادِ سفر اور سواریوں کا بندوبست کیا جا رہا تھا لیکن منافقین کا ٹولہ طرح طرح کی سازشوں میں مصروف تھا۔ منافقین کے لیڈر جد بن قیس اور عبداللہ بن ابی جہاد کے لیے نکلنے پر قطعاً راضی نہ تھے۔ وہ اپنی جماعت سمیت مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے اور رومیوں سے خوف زدہ کرنے میں مشغول تھے۔ جب نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی لشکر لے کر تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو منافقین کا سردار عبداللہ بن اُبی اپنے ساتھیوں سمیت یہ کہہ کر لوٹ گیا کہ اتنے گرم موسم میں حالات کی تنگی کے باوجود مسلمان رومیوں سے جنگ لڑنے جا رہے ہیں۔ رومی بہت طاقت ور ہیں ان کا مقابلہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے سامنے منافقوں کی حالت عیاں کر دی اور وہ بے نقاب ہو گئے۔

اسلامی لشکر کی روانگی: سن 9 ہجری میں نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شام کی طرف روانہ ہوئے۔ سفر کے دوران مسلمانوں کو تین طرح کی مشکلات کا سامنا تھا۔

1- سواریاں کم تھیں 2- زادِ راہ بہت تھوڑا تھا 3- پانی کی شدید قلت تھی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک اُونٹ پر باری باری سواری کرتے اور مٹھی بھر کھجوریں کئی افراد میں تقسیم کی جاتی تھیں۔ مسلمانوں نے سیکڑوں میل کا وہ فاصلہ انتہائی استقامت، صبر و تحمل اور جواں مردی سے طے کیا۔ سامان کی کمی اور سفر کی تکلیف کی وجہ سے اسے "جیش العسرۃ" یعنی تنگی کا لشکر بھی کہا جاتا ہے۔

رومیوں کی پسپائی: مسلمانوں کی جرأت مندانہ پیش قدمی کے نتیجے میں رومی فوج اسلامی لشکر کے مقابلے کی جرأت نہ کر سکی۔ رومیوں نے ڈر کر اپنی فوجیں پیچھے ہٹا لیں اس لیے اس غزوہ میں مسلمانوں کو بغیر لڑائی کے فتح حاصل ہوئی۔

اسلامی لشکر کی واپسی: نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بیس دن تک تبوک کے مقام پر قیام کیا اور پھر واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ جب اسلامی فوج کی مدینہ منورہ میں واپسی کی خبر پہنچی تو عورتوں، بچوں اور بچیوں نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی طرح والہانہ استقبال کیا جس طرح ہجرت مدینہ کے موقع پر کیا تھا۔

غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توبہ کی قبولیت: سیدنا کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم بغیر کسی معقول وجہ کے غزوۂ تبوک میں شرکت کرنے سے رہ گئے تھے۔ غزوۂ تبوک سے واپسی پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر جب منافقین جھوٹے بہانے تراش رہے تھے تو انھوں نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سچ سچ بتا دیا اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی طلب کی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بیانات قبول کرتے ہوئے ان کی توبہ کی قبولیت اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان سے بات چیت کرنے سے منع کر دیا۔ اس معاشرتی بائیکاٹ کو پچاس دن گزر گئے۔ یہ معاشرتی بائیکاٹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے بہت تکلیف دہ تھا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی نازل فرمائی اور ان کی توبہ قبول فرمائی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو مبارک دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری توبہ قبول فرمائی اور تمھیں معاف فرما دیا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مسجد نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اٹھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھیں آج کا دن مبارک ہو، یہ دن ان تمام دنوں سے مبارک ہے جو تمھاری پیدائش کے بعد سے آج تک تم پر گزرے ہیں۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم یہ معافی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ معافی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم! چوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی برکت سے نجات دی ہے اس لیے میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا ہمیشہ سچ بولوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے کس قدر حسین اعزاز سے نوازا ہے۔

نتائج:

اس غزوہ سے درج ذیل نتائج برآمد ہوئے:

1- مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔
2- رومیوں اور شامیوں کے حوصلے پست ہو گئے۔
3- گرد و نواح کی عیسائی آبادیوں پر مسلمانوں کا رعب و دبدبہ بڑھ گیا۔
4- بہت سے سرحدی قبائل نے جزیہ دے کر مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی۔
5- کئی قبائل اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر کے مسلمان ہو گئے۔
6- اسلامی سلطنت کی سرحدیں مزید پھیل گئیں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: غزوۂ تبوک کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہ ایثار اور سخاوت کا تفصیلی جائزہ پیش کریں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کی تیار کے لیے مال و اسباب اکٹھے کرنے شروع کیے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا مال و دولت آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔ اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس جوش و جذبے سے اپنے جان و مال پیش کیے اس کی مثال نہیں ملتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ ایثار اور سخاوت

1- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا مال نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ:

ترجمہ: "تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟"

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"میں اُن کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور الفت کو چھوڑ کر آیا ہوں۔"

2- اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے گھر گئے اور گھر کا آدھا مال لا کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

3- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لشکرِ جیش کی تیاری کے لیے ایک سو گھوڑے، نو سو اونٹ اور ایک ہزار دینار پیش کیے۔ آپ نے ایک تہائی لشکر کا ساز و سامان مہیا کیا۔

4- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیے۔

5- لشکرِ جیش کی تیاری کے لیے مجاہدین کی غذائی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے بہت سی کھجوریں پیش کیں۔

6- حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ کے پاس لشکرِ جیش کی تیاری کرنے کے لیے کوئی سامان میسر نہ تھا۔ انھوں نے رات بھر مزدوری کر کے اپنی اجرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔

7- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی اپنے اموال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & (conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- غزوۂ جیش پیش آیا:
(A) 7 ہجری (B) 8 ہجری (C) 9 ہجری (D) 10 ہجری

2- جیش ایک مشہور ہے:
(A) کنواں (B) پہاڑی (C) وادی (D) چشمہ

3- معرکہ مؤتہ کے بعد مسلمانوں پر حملے کا ارادہ کیا:
(A) ایرانیوں نے (B) رومیوں نے (C) شامیوں نے (D) کوفیوں نے

4- شام میں رومیوں کے زیر اثر قبائل تھے:
(A) غسانی (B) قحطانی (C) عدنانی (D) یمنی

5- رومیوں کے لشکر کی تیاری کی خبر مدینہ میں دی:
(A) مجاہدوں نے (B) محافظوں نے (C) تاجروں نے (D) عربوں نے

6- سخت تنگی، قحط سالی اور شدید گرمی کے دنوں میں غزوہ پیش آیا:
(A) بدر (B) احد (C) خندق (D) جیش

7- غسانی قبائل کو لڑائی کے لیے آمادہ کیا:
(A) ہرقل نے (B) خسرو پرویز نے (C) رستم نے (D) مقوقس نے

8- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غزوۂ جیش میں اپنے گھر کا سامان لے آئے:
(A) ایک چوتھائی (B) نصف (C) دو تہائی (D) سارا

9- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان آپ ﷺ کے قدموں میں نچھاور کر دیا:
(A) غزوۂ بدر میں (B) غزوۂ خندق میں (C) غزوۂ جیش میں (D) غزوۂ حنین میں

10- غزوۂ جیش میں اپنے گھر کا آدھا سامان پیش کیا:
(A) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

11- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لشکرِ جیش کی تیاری میں دیے:
(A) ایک سو گھوڑے (B) دو سو گھوڑے (C) تین سو گھوڑے (D) پانچ سو گھوڑے

12- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لشکرِ جیش کو ساز و سامان مہیا کیا:
(A) سارا (B) آدھا (C) ایک تہائی (D) دو تہائی

13- غزوۂ جیش کے لیے چار ہزار درہم دیے:
(A) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے

14- رات بھر مزدوری کر کے اپنی اجرت آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی:
(A) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے

15- غزوۂ جیش کے موقع پر خواتین کے عملیات کے لیے چادر بچھائی گئی:
(A) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں (B) حجرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا میں
(C) حجرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا میں (D) حجرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا میں

16- حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت اور دیگر امور کی انجام دہی پر مقرر فرمایا:
(A) غزوۂ حنین میں (B) غزوۂ خیبر میں (C) غزوۂ احد میں (D) غزوۂ جیش میں

17- غزوۂ جیش میں اہل بیت کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی:
(A) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو

18- غزوۂ جیش میں کمی کی وجہ سے آپ ﷺ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ میں ہی ٹھہرنے کا حکم دیا:
(A) اسباب کی (B) سواریوں کی (C) افراد کی (D) دولت کی

19- غزوۂ جیش کے موقع پر سازشوں میں مصروف تھے:
(A) یہودی (B) منافقین (C) کافر (D) رومی

20- منافقین کا سردار تھا:
(A) کعب بن اشرف (B) عمرو بن ہشام (C) امیہ بن خلف (D) عبداللہ بن ابی

21- غزوۂ جیش میں اسلامی لشکر کی تعداد تھی:
(A) 10 ہزار (B) 20 ہزار (C) 30 ہزار (D) 40 ہزار

22- غزوۂ جیش میں مسلمان مدینہ سے روانہ ہوئے:
(A) یمن کو (B) شام کو (C) ایران کو (D) مکہ کو

23- درسی کتاب کے مطابق غزوۂ جیش کے سفر میں مسلمانوں کو مشکلات کا سامنا تھا:
(A) تین طرح کی (B) چار طرح کی (C) دو طرح کی (D) پانچ طرح کی

-24- لشکر جوک نے کل سفر طے کیا:
(A) 50 میل (B) ستر میل (C) سیکڑوں میں (D) ہزاروں میل

-25- لشکر اسلام نے تبوک کے مقام پر قیام فرمایا:
(A) 10دن (B) 20دن (C) 30دن (D) 40دن

-26- بغیر کسی معقول وجہ کے غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

-27- غزوۂ تبوک سے واپسی پر جھوٹے بہانے تراشنے شروع کر دیے:
(A) کفار نے (B) یہود نے (C) منافقین نے (D) مشرکین نے

-28- رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیانات سننے کے بعد توبہ پر درکر دی:
(A) شوریٰ کے (B) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے
(C) غزوہ کمیٹی کے (D) اللہ تعالیٰ کے

-29- غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معافی کا اعلان ہوا:
(A) تیس دن بعد (B) چالیس دن بعد (C) پچاس دن بعد (D) ساٹھ دن بعد

-30- غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی:
(A) سچ بولنے کی وجہ سے (B) وعدہ پورا کرنے کی وجہ سے (C) سخاوت کی وجہ سے (D) تقویٰ کی وجہ سے

-31- غزوۂ تبوک میں مسلمان شہید ہوئے:
(A) 5 (B) 7 (C) 9 (D) کوئی بھی نہیں

جوابات

-1 (C)	-2 (D)	-3 (B)	-4 (A)	-5 (C)	-6 (D)	-7 (A)	-8 (D)	-9 (C)	-10 (B)
-11 (A)	-12 (C)	-13 (B)	-14 (C)	-15 (A)	-16 (D)	-17 (C)	-18 (B)	-19 (B)	-20 (D)
-21 (C)	-22 (B)	-23 (A)	-24 (C)	-25 (B)	-26 (B)	-27 (C)	-28 (D)	-29 (C)	-30 (A)
-31 (D)									

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1- جس غزوہ کے موقع پر سخت تنگی، قحط سالی اور شدید گرمی کے دن تھے، وہ ہے:
(A) غزوۂ اُحد (B) غزوۂ تبوک (C) غزوۂ بدر (D) غزوۂ حنین

-2- غزوۂ تبوک کے موقع پر گھروں سے نکلنا بہت دشوار تھا کیوں کہ یہ موسم تھا:
(A) شدید بارش کا (B) شدید برفباری کا (C) شدید دباؤں کا (D) پھلوں کے پکنے کا

-3- "رومی بہت طاقت ور ہیں ان کا مقابلہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں" یہ کہہ کر مسلمانوں کو ڈرا رہا تھا:
(A) ہرقل (B) قیصر روم (C) عبداللہ بن اُبی (D) ابوجہل

-4- "جیش العسرۃ" جس لشکر کو کہا جاتا ہے:
(A) لشکر جوک (B) لشکر اُحد (C) لشکر بدر (D) لشکر خیبر

-5- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ سچ بولنے کا عہد کیا کیوں کہ انھیں نجات ملی تھی:
(A) جہاد کی وجہ سے (B) روزہ کی وجہ سے (C) سچ بولنے کی وجہ سے (D) نماز کی برکت سے

جوابات

-1 (B)	-2 (D)	-3 (C)	-4 (A)	-5 (C)					

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

-1- غزوۂ تبوک کی وجہ تسمیہ تحریر کریں۔
جواب: تبوک ایک مقام ہے جو مدینہ منورہ سے دمشق کے راستے پر واقع ہے۔ اس علاقے میں موجود پانی کے ایک چشمے کا نام تبوک تھا۔ اسی مناسبت سے اس غزوہ کا نام غزوۂ تبوک پڑ گیا۔

-2- غزوۂ تبوک کب اور کن کے خلاف لڑا گیا؟
جواب: غزوۂ تبوک 9ہجری میں رومیوں کے خلاف لڑا گیا۔

-3- غزوۂ تبوک کے اسباب تحریر کریں۔
جواب: شام کے تاجروں نے مدینہ منورہ میں یہ خبر دی کہ رومیوں نے شام میں مسلمانوں کے مقابلے کے لیے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے جس کو ہرقل کی حمایت حاصل ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

-4- غزوۂ تبوک کی تیاری میں مسلمانوں کو کون سی مشکلات درپیش تھیں؟
جواب: غزوۂ تبوک کے موقع پر قحط سالی کی وجہ سے شدید تنگی کا سامنا تھا، موسم بھی سخت گرم تھا، سفر بھی طویل تھا، اس کے علاوہ پھلوں کے پکنے کا موسم تھا، جس کی وجہ سے گھروں سے نکلنا بہت دشوار تھا۔

-5- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں کن لوگوں کی شرکت کو لازمی قرار دیا تھا؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں ہر اس شخص کی شرکت کو لازمی قرار دیا جو صحت مند ہو اور اس کے پاس سواری کا جانور موجود ہو۔

-6- غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کتنا مال پیش کیا؟
جواب: غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

-7- غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا کچھ پیش کیا؟
جواب: غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا آدھا مال نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

-8- غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیا ذمہ داری سونپی گئی؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت، گھریلو اور دیگر امور کی انجام دہی پر مامور فرمایا۔

9- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر کتنا مال پیش کیا؟

جواب: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک سو گھوڑے، نو سو اونٹ اور ایک ہزار دینار پیش کیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک تہائی لشکر کو ساز و سامان مہیا کیا۔

10- غزوۂ تبوک کے موقع پر خواتین نے کس طرح اسلامی لشکر کی تیاری میں مدد کی؟

جواب: غزوۂ تبوک کے موقع پر خواتین نے اپنے اموال نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے۔ سیدہ ام سنان اسلمیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: "میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چادر بچھی ہوئی دیکھی جس میں مسلم خواتین اپنے ہار، چوڑیاں، انگوٹھیاں، جھمکے، دیگر زیورات اور کپڑے ڈال رہی تھیں۔"

11- غزوۂ تبوک کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جوش و جذبے کی کوئی مثال پیش کریں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے سواریوں کی کمی کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ میں ہی ٹھہرنے کا حکم دیا تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلوص، جذبہ ایمانی اور جہاد کے شوق کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

12- غزوۂ تبوک کے سفر میں اسلامی لشکر کو کون سی مشکلات درپیش تھیں؟

جواب: غزوۂ تبوک کے سفر کے دوران مسلمانوں کو تین طرح کی مشکلات کا سامنا تھا۔

1- سواریاں کم تھیں 2- زادِ راہ بہت تھوڑا تھا 3- پانی کی شدید قلت تھی

13- غزوۂ تبوک کو جیش العسرۃ کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: غزوۂ تبوک کو "جیش العسرۃ" اس لیے کہا جاتا ہے کیوں کہ اس غزوہ کے موقع پر سامان کی شدید قلت تھی، سواریاں کم تھیں اور سفر طویل تھا۔

14- غزوۂ تبوک کا نتیجہ کیا نکلا؟

جواب: غزوۂ تبوک میں مسلمانوں کو بغیر لڑائی کے فتح حاصل ہوئی کیوں کہ مسلمانوں کے اس جرأت مندانہ اقدام کو دیکھ کر رومی فوج مقابلے کے لیے نہ آئی۔ اسلامی لشکر نے بیس دن تک وہاں قیام کیا اور پھر واپس لوٹ آئے۔

15- غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام تحریر کریں۔

جواب: 1- سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ 2- ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ 3- مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ

16- غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توبہ کس طرح قبول ہوئی؟

جواب: غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہانے تراشنے کی بجائے سچی بات کی اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے سزا طلب کی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی توبہ کی قبولیت اللہ کے سپرد کر دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان سے بات چیت سے منع کر دیا۔ معاشرتی بائیکاٹ کے پچاس دن گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

17- توبہ قبول ہونے پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو کس طرح مبارک باد دی؟

جواب: حضرت کعب رضی اللہ عنہ توبہ کی قبولیت کے بعد مسجد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اٹھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھیں آج کا دن مبارک ہو یہ دن ان تمام دنوں سے مبارک ہے جو تمھاری پیدائش کے بعد سے آج تک تم پر گزرے ہیں۔

18- توبہ کی قبولیت کے بعد حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا وعدہ فرمایا؟

جواب: حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم چوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی برکت سے نجات دی ہے اس لیے میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ رہوں گا ہمیشہ سچ بات ہی کہوں گا۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- غزوۂ تبوک کے موقع پر حالات کیسے تھے؟

جواب: یہ سخت تنگی، قحط سالی اور شدید گرمی کے دن تھے۔ پھلوں کے پکنے کا موسم تھا جس کی وجہ سے گھروں سے نکلنا بہت دشوار تھا۔

2- حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے لشکرِ تبوک کی تیاری کے لیے کیا پیش کیا؟

جواب: حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے رات بھر مزدوری کر کے اپنی اجرت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔

3- غزوۂ تبوک کی تیاری کے موقع پر منافقین کا رویہ کیسا تھا؟

جواب: غزوۂ تبوک کی تیاری زور و شور سے جاری تھی۔ زادِ سفر اور سواریوں کا بندوبست کیا جا رہا تھا لیکن منافقین کا ٹولہ طرح طرح کی سازشوں میں مصروف تھا۔ وہ مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے اور مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے میں مشغول تھے۔

4- عبداللہ بن اُبی نے لشکرِ تبوک سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے کیا کہا؟

جواب: عبداللہ بن اُبی نے کہا: اتنے گرم موسم میں حالات کی تنگی کے باوجود مسلمان رومیوں سے جنگ لڑنے جا رہے ہیں۔ رومی بہت طاقت ور ہیں ان کا مقابلہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔

5- زادِ راہ کی کمی کی وجہ سے لشکرِ تبوک کو کس نام سے یاد کیا جاتا ہے؟

جواب: سامان کی کمی اور سفر کی تکلیف کی وجہ سے لشکرِ تبوک کو "جیش العسرۃ" یعنی تنگی کا لشکر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

6- توبہ قبول ہونے پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ سچ بولنے کا عہد کیوں کیا؟

جواب: سچ بولنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرما کر نجات دی تھی۔ اس لیے حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ سچ بولنے کا عہد کیا۔

7- سبق "غزوۂ تبوک" سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: سبق "غزوۂ تبوک" سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے دل کا تقویٰ اور نیتوں کو دیکھتا ہے اور خالص نیت ہونے کی وجہ سے کامیابی سے ہمکنار کر دیتا ہے۔ اگر ہم سیرت رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنا لیں تو کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔

حل منقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) مدینہ منورہ سے دمشق کے راستے پر واقع تبوک نام ہے:

(الف) چشمے کا (ب) سرائے کا (ج) باغ کا (د) دریا کا

(ii) غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا/کیں:

(الف) گھر کا سارا سامان (ب) نصف صاع کھجوریں

(ج) گھر کا آدھا سامان (د) ایک ہزار اونٹ اور اشرفیاں

(iii) غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو ذمہ داری سونپی گئی:

(الف) مال جمع کرنے کی (ب) لشکر کے سپہ سالار کی

(ج) اہل بیت کی حفاظت کی (د) جھنڈے کی حفاظت کی

(iv) غزوۂ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کے پاس:
(الف) سواریوں کی کثرت تھی (ب) جنگی ساز وسامان بہت زیادہ تھا
(ج) سپاہیوں کی کثرت تھی (د) زادِ راہ کی شدید قلت تھی

(v) غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی:
(الف) سچ بولنے کی وجہ سے (ب) وعدہ پورا کرنے کی وجہ سے
(ج) سخاوت کی وجہ سے (د) کفایت شعاری کی وجہ سے

جوابات (i) غصے کا (ii) گھر کا سارا سامان (iii) اہل بیت کی حفاظت کی
(iv) زادِ راہ کی شدید قلت تھی (v) سچ بولنے کی وجہ سے

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا خدمات انجام دیں؟

جواب: غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لشکرِ تبوک کی تیاری کے لیے ایک سو گھوڑے، نو سو اونٹ اور ایک ہزار دینار نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک تہائی لشکر کو ساز وسامان مہیا کیا۔

(ii) غزوۂ تبوک کے موقع پر خواتین نے کس طرح اسلامی لشکر کی تیاری میں مدد کی؟

جواب: غزوۂ تبوک کے موقع پر خواتین صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی اپنے اموال رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے۔ سیدہ اُم سنان اسلمیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: "میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چادر بچھی ہوئی دیکھی جس میں مسلمان خواتین اپنے ہار، چوڑیاں، انگوٹھیاں، جھمکے، دیگر زیورات اور کپڑے ڈال رہی تھیں۔

(iii) غزوۂ تبوک میں منافقین کس طرح بے نقاب ہوئے؟

جواب: جب نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی لشکر لے کر تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو منافقین کا سردار عبداللہ بن اُبی اپنے ساتھیوں سمیت یہ کہہ کر لوٹ گیا کہ اتنے گرم موسم میں حالات کی تنگی کے باوجود مسلمان رومیوں سے جنگ لڑنے جا رہے ہیں۔ رومی بہت طاقت ور ہیں ان کا مقابلہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اس طرح منافقین بے نقاب ہو گئے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) غزوۂ تبوک پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

جواب: دیکھیے سوال 6۔

سرگرمیاں

- سورۃ التوبہ میں غزوۂ تبوک سے متعلق آیاتِ مبارکہ کی فہرست تیار کریں۔ جواب: عملی کام
- طلبہ کتبِ سیرت سے غزوۂ تبوک کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں۔ جواب: عملی کام
- کمرا جماعت میں منافقت کی مختلف صورتوں سے بچنے پر مذاکرہ کریں۔ جواب: عملی کام
- اساتذہ کرام کمرا جماعت میں غزوۂ تبوک سے متعلق کوئز مقابلے کا انعقاد کروائیں۔ جواب: عملی کام

(5) حَجَّةُ الوداع

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:
- حجۃ الوداع کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت اور تعلیمات سے آگاہ ہو سکیں۔
- حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے خطبے کو جان کر اہل بیت خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت و منقبت سے واقف ہو سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حج مبارک کے واقعات سے آگاہ ہو کر حج کا شوق اور ترغیب حاصل کر سکیں۔
- خطبہ حجۃ الوداع کی تعلیمات سے آگاہ ہو کر ان کو اپنی عملی زندگی میں اپنا سکیں۔
- اہل بیت کے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہو کر ان سے محبت، احترام و توقیر اور پیروی کرنے والے بن سکیں۔

سوال 7: حجۃ الوداع پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: **حجۃ الوداع کا مفہوم:** رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے قبل جو حج ادا فرمایا اس کو "حجۃ الوداع" کہتے ہیں۔

حجۃ الوداع کے واقعات

i- **حج کے لیے روانگی:** فتح مکہ کے بعد حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ کو تمام بتوں سے پاک کر دیا تھا لیکن آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی تک حج نہیں کیا تھا۔ اکناف عالم میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری کی تکمیل کے بعد نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا کرنے کا اعلان فرمایا۔ چناں چہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے 10 ہجری کو باقاعدہ حج کرنے کا ارادہ فرمایا، تمام قبائل میں اعلان کر دیا گیا کہ وہ اگر چاہیں تو رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج ادا کر سکتے ہیں۔ اس اعلان پر مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد نے لبیک کہا اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ حج پر ہر طرف سے مسلمان اکٹھے ہو گئے۔

ہفتہ 26 ذوالقعدہ 10 ہجری کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کے بعد مدینہ منورہ سے روانہ ہو گئے۔ نماز عصر سے پہلے ذوالحلیفہ پہنچ گئے۔ ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک مقام ہے وہاں پہنچ کر عصر کی نماز قصر یعنی دو رکعت پڑھی اور رات وہیں گزاری۔

ii- **احرام باندھنا:** اگلے دن ظہر کی نماز سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا، سر اور بدن میں خوش بو لگائی۔ تہبند باندھا، چادر اوڑھی اور دو رکعت ظہر کی نماز پڑھی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلے ہی پر حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک ساتھ احرام باندھا (حج اور عمرہ کے لیے اکٹھے احرام باندھنے کو حجِ قِران کہتے ہیں) اور تلبیہ پڑھا۔ پھر مصلے سے اُٹھ کر اونٹنی پر سوار ہوئے پھر تلبیہ پڑھا۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ

iii- **مکہ مکرمہ میں داخلہ:** ایک ہفتہ کے سفر کے بعد 4 ذوالحجہ کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو وادی "ذی طویٰ" میں رات گزاری اور وہی فجر پڑھ کر غسل فرمایا۔ پھر مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف فرمایا اور صفا و مروہ کی سعی کی۔

iv- **مقام "حجون" پر قیام:** مسجد حرام میں طواف و سعی کے بعد بالائی مکہ میں "حجون" کے پاس قیام فرمایا اور دوبارہ طواف نہیں کیا، البتہ احرام برقرار رکھا کیوں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرے کا احرام اکٹھا باندھا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہدی (قربانی کا جانور) ساتھ لائے تھے۔

v- **منیٰ میں تشریف آوری:** آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم 8 ذوالحجہ یعنی ترویہ کے دن منیٰ تشریف لے گئے۔ منیٰ میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور اگلے دن 9 ذوالحجہ فجر تک کی (پانچ) نمازیں پڑھیں۔

vi- **عرفات میں قیام:** 9 ذوالحجہ کو سورج طلوع ہونے کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ منیٰ سے چل پڑے اور عرفات تشریف لائے۔ وہاں "وادی نمرہ" میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے لیے خیمہ لگا ہوا تھا آپ خاتم النبیین ﷺ اسی میں استراحت فرما ہوئے، سورج ڈھلا تو آپ خاتم النبیین ﷺ قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر "وادی عرنہ" میں تشریف لائے۔ لوگ آپ خاتم النبیین ﷺ کے گرد جمع تھے۔

خطبہ حجۃ الوداع کے اہم نکات

لوگ آپ کے گرد جمع تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے عرفات کے مقام پر انسانی تاریخ کا اہم ترین خطبہ دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثنا کی، شہادت کے کلمات کہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کی اور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حقوق اللہ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائی کی خصوصی تاکید فرمائی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

1- **فضیلت کا معیار تقویٰ:** تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔

2- **جان، مال اور عزت کا تحفظ:** آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک دوسرے کی جان، مال اور عزت کے تحفظ پر خاص زور دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: تمھاری جان، تمھارے مال اور تمھاری آبرو ایک دوسرے کے لیے اسی قدر قابل احترام ہے جتنا کہ آج کا دن، یہ مہینا اور شہر۔

3- **زمانہ جاہلیت کی رسومات کا خاتمہ:** آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ سن لو: جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روند دی گئی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے زمانہ جاہلیت کی رسومات کے خاتمے کا اعلان فرماتے ہوئے سب سے پہلے اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا سود جو لوگوں کے ذمے تھا اس کی معافی کا اعلان فرمایا۔

4- **عورتوں کے حقوق:** آپ خاتم النبیین ﷺ نے تاکید فرمائی کہ تم لوگ عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کے حقوق ادا کرو۔ تمھارا حق عورتوں پر ہے اور عورتوں کا تم پر ہے۔

5- **ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک:** آپ خاتم النبیین ﷺ نے معاشرے کے پسماندہ طبقوں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی۔

6- **کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ پر عمل کی تلقین:** آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: میں تمھارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم انھیں مضبوطی سے پکڑے رکھو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنت ہے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا اور تم سے (قیامت میں) میرے بارے میں سوال ہو گا تو پھر تم کیا کہو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ خاتم النبیین ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچایا اور رسالت کا حق ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا:

ترجمہ: اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے اس خطبہ میں اسلام کا نچوڑ بیان فرمایا اور حاضرین کو دیگر مسلمانوں تک پہنچانے کی تلقین کی۔ وقوف عرفہ کے دوران ہی میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام بطور دین پسند کر لیا۔
(سورۃ المائدۃ: 3)

سوال 8: حجۃ الوداع سے واپسی پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جو فضیلت بیان کی اس کا ذکر کریں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اہل یمن کی اصلاح احوال کے لیے وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجتے رہتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے حجۃ الوداع سے پہلے رمضان المبارک 10 ہجری میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو تین سو (300) سواروں کے ساتھ یمن روانہ فرمایا، ان کے سر پر دستار باندھی، علم عطا فرمایا اور ہدایات دیں کہ

1- قتال میں پہل نہیں کرنی۔ 2- نماز کا حکم دینا ہے

3- اگر اطاعت کر لیں تو زکوٰۃ کا حکم دینا۔ 4- انھیں بتانا کہ روزہ ہر سال فرض ہے۔

5- انھیں بتانا کہ حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے روانگی کے وقت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے لیے دعا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "یقیناً اللہ تعالیٰ تمھارے دل کو ہدایت دے گا اور تمھاری زبان کو ثابت رکھے گا۔" (سنن ابی داؤد: 3582)

یمن کی روانگی: چناں چہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر لوگوں کو دین کی دعوت دی۔ اس دعوت کے نتیجے میں بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا حتیٰ کہ پورا قبیلہ "ہمدان" دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ جب حضور خاتم النبیین ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ خاتم النبیین ﷺ بہت خوش ہوئے۔

اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ آ کر حضور خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ حج ادا کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت:

اس موقع پر کچھ لوگوں نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بعض انتظامی فیصلوں پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے شکوہ کیا۔ چناں چہ سفر حج سے واپسی پر "غدیر خم" جہاں حجاج کرام اپنے اپنے علاقوں کی راہ لیتے ہیں، کے مقام پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ (مسند احمد: 12306)

ترجمہ: میں جس کا دوست ہوں، علی (رضی اللہ عنہ) بھی اس کا دوست ہے، اے اللہ! تو اس آدمی کو دوست رکھ جو علی (رضی اللہ عنہ) کو دوست رکھتا ہے اور جو اس سے عداوت رکھے، تو بھی اس سے عداوت رکھ۔

حاصل کلام: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے محبوب اور مقرب ہیں۔ ان سے محبت کا تعلق رکھنا ایمان کا تقاضا ہے اور ان سے بغض یا کدورت رکھنا ایمان کے منافی ہے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت اور تعلیمات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حجۃ الوداع نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا آخری حج تھا۔ اس کو "حجۃ الاسلام" بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ ہجرت کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہی ایک حج کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کو "حجۃ البلاغ" کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اس موقع پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اسلام کی بنیادی تعلیمات کا احاطہ کیا گیا تھا اور عوام الناس تک دین کو پہنچانے کا کام مکمل ہوا تھا۔ اس خطبے کو خطبہ حجۃ الوداع بھی کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حج کے تمام مناسک سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ حج کی عبادت میں سے تمام مشرکانہ رسوم ختم کر دی گئیں اور صدیوں کے بعد خالص ابراہیمی سنت کے مطابق فریضہ حج ادا کیا گیا۔ اس وقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ عملی طور پر ایک لاکھ سے زیادہ فرزندانِ توحید نے حج کے مناسک ادا کیے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے 9 ذوالحجہ کو ان کے سامنے ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا جو اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی پالیسی (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے وصال سے پہلے جو حج ادا کیا، وہ کہلاتا ہے:

(A) حج قران (B) حج اکبر (C) حجۃ الوداع (D) حج افراد

2- دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری کی تکمیل کے بعد نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا:
(A) جہاد کا (B) عمرے کا (C) قتال کا (D) حج کا

3- آپ ﷺ حج کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے:
(A) 26 ذوالقعدہ کو (B) 27 ذوالقعدہ کو (C) 28 ذوالقعدہ کو (D) 29 ذوالقعدہ کو

4- آپ ﷺ نے اپنا پہلا اور آخری حج ادا فرمایا:
(A) 8 ہجری میں (B) 9 ہجری میں (C) 10 ہجری میں (D) 11 ہجری میں

5- آپ ﷺ 26 ذوالقعدہ کو مدینہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے:
(A) فجر کے بعد (B) ظہر کے بعد (C) عصر کے بعد (D) مغرب کے بعد

6- سفرِ حج میں آپ ﷺ نے پہلا قیام فرمایا:
(A) ذوالحلیفہ میں (B) حدیبیہ میں (C) ابواء میں (D) مکۃ المکرمہ میں

7- ذوالحلیفہ کے مقام پر آپ ﷺ نے پہلی نماز ادا فرمائی:
(A) فجر (B) ظہر (C) عصر (D) مغرب

8- حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے حج کا احرام باندھا اور حج اور عمرہ کی نیت کی:
(A) حدیبیہ میں (B) ابواء میں (C) ذوالحلیفہ میں (D) مدینہ میں

9- حجۃ الوداع کے سفر میں آپ ﷺ مکہ پہنچے:
(A) ایک ہفتے میں (B) ایک مہینے میں (C) ایک سال میں (D) دو ہفتوں میں

10- مکہ کے قریب پہنچ کر آپ ﷺ نے رات گزاری:
(A) ذوالحلیفہ میں (B) حدیبیہ میں (C) ابواء میں (D) ذی طویٰ میں

11- صفا و مروہ کے درمیان چکر لگانا کہلاتا ہے:
(A) طواف (B) رمی (C) سعی (D) حلق

12- آپ ﷺ نے طواف اور سعی کے بعد قیام فرمایا:
(A) حجرِ اسود کے پاس (B) مقامِ ابراہیم کے پاس (C) حجون کے پاس (D) صفا و مروہ کے پاس

13- ترویہ کا دن کہا جاتا ہے:
(A) 8 ذوالحجہ کو (B) 9 ذوالحجہ کو (C) 10 ذوالحجہ کو (D) 11 ذوالحجہ کو

14- آپ ﷺ منیٰ میں تشریف لے گئے:
(A) 7 ذوالحجہ کو (B) 8 ذوالحجہ کو (C) 9 ذوالحجہ (D) 10 ذوالحجہ کو

15- منیٰ میں آپ ﷺ نے کل نمازیں ادا کیں:
(A) 3 (B) 4 (C) 5 (D) 6

16- آپ ﷺ 9 ذوالحجہ کو تشریف لے گئے:
(A) مزدلفہ (B) منیٰ (C) مکہ (D) عرفات

17- حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے لیے خیمہ لگا ہوا تھا:
(A) وادیٔ نمرہ میں (B) وادیٔ محسر میں (C) وادیٔ خیبر میں (D) وادیٔ جمل میں

18- حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ سوار تھے:
(A) خچر پر (B) گھوڑے پر (C) اونٹ پر (D) اونٹنی پر

19- خطبہ حجۃ الوداع میں حمد وثنا کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلی وصیت فرمائی:
(A) اللہ سے ڈرنے کی (B) نماز کی (C) مساوات کی (D) عورتوں کے حقوق کی

20- خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کی طرف سے معافی کا اعلان فرمایا:
(A) قرض کی (B) سود کی (C) قتل کی (D) زیادتی کی

21- تکمیلِ دین والی آیت نازل ہوئی:
(A) منیٰ میں (B) عرفات میں (C) مزدلفہ میں (D) مکہ میں

22- نبی کریم ﷺ اصلاحِ احوال کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجتے تھے:
(A) شام (B) فلسطین (C) خیبر (D) یمن

23- 10 ہجری میں یمن کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا:
(A) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (C) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت زید رضی اللہ عنہ کو

24- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہونے والے سواروں کی تعداد تھی:
(A) 100 (B) 200 (C) 300 (D) 400

25- حضرت علی رضی اللہ عنہ 10 ہجری میں یمن کی اصلاح کے لیے روانہ ہوئے:
(A) رمضان میں (B) شوال میں (C) ذی قعدہ میں (D) ذوالحجہ میں

26- حج زندگی میں فرض ہے:
(A) بار بار (B) ایک بار (C) دو بار (D) کئی بار

27- "یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو ہدایت دے گا اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا" آپ ﷺ نے یہ دعا دی:
(A) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو

28- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعوت پر یمن کا پورا قبیلہ اسلام میں داخل ہوا:
(A) قحطان (B) بنو ثقیف (C) ہمدان (D) بنو ہوازن

29- حجۃ الوداع کے موقع پر کچھ لوگوں نے انتظامی فیصلوں پر نبی کریم ﷺ سے شکوہ کیا:
(A) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا (B) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا
(C) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا (D) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا

30- خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گواہی لی:
(A) حج ادا کرنے پر (B) قربانی کرنے پر (C) رسالت کا حق ادا کرنے پر (D) نماز ادا کرنے پر

جوابات

1- (C)	2- (D)	3- (A)	4- (C)	5- (B)	6- (A)	7- (C)	8- (C)	9- (B)	10- (D)
11- (C)	12- (C)	13- (A)	14- (B)	15- (C)	16- (C)	17- (D)	18- (A)	19- (A)	20- (B)
21- (B)	22- (D)	23- (B)	24- (C)	25- (A)	26- (B)	27- (D)	28- (C)	29- (C)	30- (C)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حقوق اللہ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ جس چیز کی خصوصی تاکید فرمائی:
(A) حقوق العباد (B) حقوق نسواں (C) حقوق الزوجین (D) حقوق الاولاد

2- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہدایت و رہنمائی کے لیے کون سی دو چیزوں کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا؟
(A) کتاب اور تفسیر (B) کتاب اور سنت (C) سنت اور اقوال صحابہ (D) کتاب اور حکمت

3- تکمیلِ دین کی آیت نازل ہوئی:
(A) طوافِ کعبہ کے درمیان (B) سعی صفا و مروہ کے دوران (C) وقوفِ عرفہ کے دوران (D) استیلام کے دوران

4- سفرِ حج سے واپسی پر حجاج کرام اپنے اپنے علاقوں کی راہ لیتے ہیں:
(A) غدیر خم کے مقام پر (B) جنت المعلیٰ کے مقام پر (C) ذی طویٰ کے مقام پر (D) ہمدان کے مقام پر

5- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بغض یا کدورت رکھنا ہے:
(A) ایمان کے منافی (B) اخلاق کے منافی (C) اسلام کے منافی (D) تقویٰ کے منافی

جوابات

-1	(A)	-2	(B)	-3	(C)	-4	(A)	-5	(A)

محکمۂ تعلیم کی نئی امتحانی تقسیم (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حجۃ الوداع کسے کہتے ہیں؟
جواب: رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے وصال سے قبل جو پہلا اور آخری حج ادا فرمایا اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔

2- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ مدینہ منورہ سے حج کے لیے کب روانہ ہوئے؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ 26 ذوالقعدہ 10 ہجری کو مدینہ منورہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔

3- ذوالحلیفہ کے مقام پر حج کی نیت کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کون کون سے اعمال کیے؟
جواب: ذوالحلیفہ میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے نماز ظہر سے پہلے غسل کیا، سر اور بدن میں خوش بو لگائی، تہبند باندھا، چادر اوڑھی اور دو رکعت نماز ظہر پڑھی اور مصلے پر ہی حج اور عمرے کی نیت سے احرام باندھا اور تلبیہ پڑھتے ہوئے اونٹنی پر سوار ہوئے پھر تلبیہ پڑھا۔

4- حجِ قِران سے کیا مراد ہے؟
جواب: جب حج اور عمرے کی ایک ساتھ نیت کر کے احرام باندھا جائے اور ایک ہی بار میں دونوں ادا کیے جائیں تو اسے حجِ قران کہتے ہیں۔

5- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ مدینہ سے مکہ حج کے لیے کتنے دنوں میں پہنچے؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ایک ہفتے میں مدینہ سے مکہ حج کے لیے پہنچے۔

6- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے منیٰ میں کب قیام کیا اور کتنی نمازیں ادا کیں؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے 8 ذوالحجہ کو منیٰ میں قیام فرمایا اور چار نمازیں 8 ذوالحجہ کی جب کہ 9 ذوالحجہ کی نماز فجر وہیں پر ادا کی۔ اس طرح کل پانچ نمازیں منیٰ میں ادا کیں۔

7- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حج کا خطبہ کب اور کہاں دیا؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ 9 ذوالحجہ کو سورج ڈھلنے کے بعد میدانِ عرفات میں قصواء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر دیا۔

8- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے خطبہ کے شروع میں کون سے کلمات ادا کیے؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ شہادت کے کلمات کہے اور لوگوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کی۔

9- خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے زمانہ جاہلیت کی رسومات سے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟
جواب: خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے زمانہ جاہلیت کی رسومات کے خاتمے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روند دی گئی ہے۔

10- خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے قرآن و حدیث کے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟
جواب: خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے قرآن و حدیث کے متعلق ارشاد فرمایا: میں تمھارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم انھیں مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنت ہے۔

11- حجۃ الوداع کے موقع پر تبلیغ کے متعلق سوال پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا جواب دیا؟
جواب: حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ خاتم النبیین ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچایا اور رسالت کا حق ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی۔

12- وقوفِ عرفہ کے دوران کون سی قرآنی آیت نازل ہوئی؟
جواب: وقوفِ عرفہ کے دوران تکمیلِ دین والی یہ آیت نازل ہوئی۔
ترجمہ: آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام بطور دین پسند کر لیا۔

13- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کب روانہ فرمایا؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حجۃ الوداع سے پہلے رمضان المبارک 10 ہجری میں یمن روانہ فرمایا۔

14- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے ہوئے کیا ہدایات دیں؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر دستار باندھی، علم عطا فرمایا اور ہدایات دیں کہ قتال میں پہل نہیں کرنی۔ نماز کا حکم دینا ہے اگر اطاعت کر لیں تو زکوٰۃ کا حکم دینا ہے اور بتانا ہے کہ روزہ ہر سال فرض ہے اور حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔

15- یمن روانگی کے وقت آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیا دعا دی؟
جواب: یمن روانگی کے وقت آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ تمھارے دل کو ہدایت دے گا اور تمھاری زبان کو ثابت رکھے گا۔

16- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اہل یمن کا کیا ردِعمل تھا؟
جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعوت پر یمن کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا حتیٰ کہ پورا قبیلہ ہمدان دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔

17- حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے واپسی پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے کس جگہ ملے؟
جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں آ کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے ملے اور حج ادا کیا۔

18- غدیر خم سے کیا مراد ہے؟
جواب: غدیر خم سے مراد وہ مقام ہے جہاں پر حاجی واپسی پر اپنے اپنے علاقوں میں جانے کے لیے الگ الگ راستوں پر چلے جاتے ہیں۔

20- غدیر خم کے مقام پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کس کی فضیلت بیان فرمائی اور کیوں؟
جواب: غدیر خم کے مقام پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان فرمائی کیوں کہ کچھ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض انتظامی فیصلوں پر شکوہ کیا تھا۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- نبی کریم ﷺ نے حج کس طرح ادا فرمایا؟

جواب: نبی کریم ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے بیت اللہ کا طواف فرمایا اور صفا و مروہ کی سعی کی، پھر حجون کے پاس قیام فرمایا۔ ۸ ذوالحجہ کے دن آپ ﷺ منیٰ تشریف لے گئے اور ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور اگلے دن ۹ ذوالحجہ فجر تک کی پانچ نمازیں پڑھیں۔ اگلے دن سورج طلوع ہونے کے بعد آپ ﷺ عرفات میں "وادی نمرہ" میں اور شام کو "وادی عرنہ" میں تشریف لائے اور خطبہ دیا۔

2- نبی کریم ﷺ نے طواف و سعی کے بعد احرام کیوں برقرار رکھا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے حج اور عمرے کا احرام اکٹھا باندھا تھا اور آپ ﷺ ہدی (قربانی کا جانور) ساتھ لائے تھے۔ حج قران کے بعد احرام کی پابندی ختم ہوتی ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے طواف و سعی کے بعد احرام برقرار رکھا۔

3- ہدی سے کیا مراد ہے؟

جواب: قربانی کا جانور جسے حاجی حج کرتے ہیں ہدی کہلاتا ہے۔

4- نبی کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کا آغاز کس بات سے کیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، شہادت کے کلمات ارشاد فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کی اور پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔

5- نبی کریم ﷺ نے گمراہی سے بچنے کا کیا طریقہ بتایا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں تمھارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں کہ اگر تم انھیں مضبوطی سے پکڑے رکھو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنت ہے۔"

6- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت کا تعلق ایمان کا تقاضا کیوں ہے؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے محبوب اور مقرب ہیں۔ اس لیے ان سے محبت کا تعلق رکھنا ایمان کا تقاضا ہے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع فرمایا:

(الف) 8 ہجری (ب) 9 ہجری (ج) 10 ہجری (د) 11 ہجری

(ii) حج اور عمرے کے لیے اکٹھا احرام باندھنا کہلاتا ہے:

(الف) حج مبرور (ب) حج قران (ج) حج تمتع (د) حج افراد

(iii) ہدی سے مراد ہے:

(الف) قربانی کا جانور (ب) پالتو جانور (ج) حلال جانور (د) طاقت ور جانور

(iv) نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر کس مقام پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شان بیان کی؟

(الف) اوطاسیہ (ب) حدیبیہ (ج) غدیر خم (د) مکہ

(v) خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گواہی لی:

(الف) حج ادا کرنے پر (ب) قربانی کرنے پر (ج) رسالت کا حق ادا کرنے پر (د) نماز ادا کرنے پر

جوابات

(i) 10 ہجری (ii) حج قران (iii) قربانی کا جانور

(iv) غدیر خم (v) رسالت کا حق ادا کرنے پر

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) غدیر خم کے حوالے سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی فضیلت بیان کریں۔

جواب: سفر حج سے واپسی پر "غدیر خم" جہاں تمام حجاج کرام اپنے اپنے علاقوں کی راہ لیتے ہیں، کے مقام پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ (مسند احمد: 12306)

ترجمہ: میں جس کا دوست ہوں، علی (رضی اللہ عنہ) بھی اس کا دوست ہے، اے اللہ! تو اس آدمی کو دوست رکھ جو علی (رضی اللہ عنہ) کو دوست رکھتا ہے اور جو اس سے عداوت رکھے، تو بھی اس سے عداوت رکھ۔

(ii) نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعے پر مساوات کے حوالے سے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔

(iii) نبی کریم ﷺ نے ہدایت اور راہ نمائی کے لیے کن دو چیزوں کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تمھارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں کہ اگر تم انھیں مضبوطی سے پکڑے رکھو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنت ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) حجۃ الوداع پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: دیکھیے سوال 7

سرگرمیاں

- طلبہ چارٹ تیار کریں جس میں حجۃ الوداع کے سفر کے راستے کو نقشے کی صورت میں واضح کریں۔

جواب: عملی کام۔

- کمرا جماعت میں خطبہ حجۃ الوداع کی تعلیمات پر مذاکرہ کریں۔

جواب: عملی کام۔

- موجودہ دور میں انسانی حقوق اور خطبہ حجۃ الوداع میں مماثلت تلاش کریں۔

جواب: عملی کام۔

(6) وصالِ نبوی (خاتم النبیین ﷺ)

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- وصالِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کے واقعے کو جان سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی آخری وصیتوں خصوصاً نماز، خواتین اور زیر دست افراد سے حسن سلوک سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی فضیلت سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی آخری وصیتوں سے آگاہ ہو کر اپنی عملی زندگی میں ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی محبت سے اپنے قلوب کو منور کر کے کثرت سے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے عادی بن سکیں۔

سوال 9: وصالِ نبوی خاتم النبیین ﷺ پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی علالت

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے دس ہجری کو فریضہ حج ادا فرمایا۔ ماہ صفر کے آخری ایام میں بقیع الغرقد سے واپسی پر آپ خاتم النبیین ﷺ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ بیماری کے ایام میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں میں آتے جاتے رہے۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر آپ خاتم النبیین ﷺ کی تکلیف بہت بڑھ گئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی اجازت سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر مستقل طور پر منتقل ہو گئے۔ (صحیح بخاری: 4450)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے وصال سے چار دن قبل مغرب کی نماز پڑھائی، لیکن عشاء کے وقت مرض شدت اختیار کر گیا جس کی وجہ سے آپ خاتم النبیین ﷺ نماز کی امامت کے لیے مسجد تشریف نہ لا سکے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ چناں چہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد وصال سے ایک یا دو دن قبل ایک مرتبہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تاسازی طبع کے باعث آپ خاتم النبیین ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کچھ نصیحتیں فرمائیں۔

وصال سے ایک روز قبل کے واقعات

1- **غلاموں کو آزاد فرمایا:** وصال سے ایک دن قبل آپ خاتم النبیین ﷺ نے تمام غلام آزاد فرما دیے۔

2- **دینار کا صدقہ:** آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس چند دینار تھے وہ صدقہ فرما دیے اور فرمایا: میرا ورثہ دینار کی شکل میں تقسیم نہیں ہوگا۔ میں نے اپنی بیویوں کے خرچہ اور اپنے عاملوں کی اُجرت کے بعد جو کچھ چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری: 6729)

3- **جنگی ساز و سامان ہبہ:** نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے جنگی ساز و سامان وغیرہ مسلمانوں کو ہبہ فرما دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد خلفاء کرام بطور تبرک استعمال کرتے رہے اور یہ چیزیں ایک سے دوسرے تک منتقل ہوتی گئیں۔

وصال کے روز کے واقعات

1- **یوم وصال کی صبح:** وصال کے دن صبح کی نماز کے وقت آپ خاتم النبیین ﷺ نے اچانک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے پردہ اٹھایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھتے دیکھا تو خوشی سے مسکرائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت کروا رہے تھے۔ وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو اپنی جگہ دینے کے لیے دوران نماز ہی میں پیچھے ہٹنے لگے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے دستِ مبارک سے ارشارہ فرمایا: کہ نماز جاری رکھو اور پردہ گرا دیا۔ (صحیح بخاری: 4448)

2- **حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی:** فجر کی نماز کے بعد اپنی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور کچھ کان میں دو مرتبہ کچھ فرمایا، ایک دفعہ تو آپ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور دوسری دفعہ مسکرانے لگیں، بعد میں آپ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پہلی دفعہ فرمایا تھا کہ اس بیماری میں میرا وصال ہونے لگا ہے تو میں رونے لگی پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: مت روئیں، میرے اہل بیت میں تم ہی سب سے پہلے مجھے ملو گی، اس پر میں مسکرانے لگی۔ (صحیح بخاری: 4434)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تاسف بھرے لہجے میں کہنے لگیں: ''ہائے! میرے بابا کی تکلیفیں''۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس پر ان سے ارشاد فرمایا: آج کے بعد تمھارے بابا کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

3- **حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لیے دعا:** اسی دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان کے لیے اشارے سے دعا فرمائی۔

4- **چہرے مبارک پر پانی ملنا:** رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے سامنے لکڑی یا پتھر کا پانی سے بھرا ایک برتن تھا آپ بار بار اپنا دستِ مبارک پانی میں ڈالتے چہرے پر ملتے اور فرماتے، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بلاشبہ موت کی بڑی سختیاں ہیں۔ (صحیح بخاری: 4449)

5- **صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وصیتیں**

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اپنی بیماری کے ایام میں متعدد بار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہوئے اور انھیں مختلف وصیتیں فرمائیں۔

i- انصار کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی اور فرمایا: کہ وہ میرے بہت قریب ہیں۔ انھوں نے اپنی ذمہ داری پوری کی اور ان کے حقوق رہ گئے ہیں۔

ii- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے وفات سے چند لمحے قبل سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر چوما اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔

iii- پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز کی حفاظت اور زیر دست افراد سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔

وصال کے وقت کے واقعات

1- **وصال کی طرف اشارہ**

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنی وفات سے قبل ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور اس کی رونقیں دکھائی ہیں، لیکن اس نے اپنے لیے آخرت کو پسند کیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت دور اندیش انسان تھے۔ انھوں نے جب یہ بات سنی تو سمجھ گئے کہ وہ بندے خود رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہیں، یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ لوگوں نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں کیوں کہ لوگ اس جملے کی گہرائی کو نہ سمجھ سکے تھے۔

2- **آخری لمحات**

زندگی کے آخری لمحات کا آغاز ہوا تو اس وقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا سر مبارک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ہاتھ میں مسواک لیے حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دانتوں سے مسواک کو نرم کیا آپ خاتم النبیین ﷺ نے مسواک فرمائی۔

3- **آخری لمحات:** نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے چھت کی طرف دیکھ کر انگلی کھڑی کی تو آپ خاتم النبیین ﷺ کے آخری الفاظ تھے۔

''اَللّٰهُمَّ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى'' ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے بلند مرتبہ رفیق سے ملا دے۔''

یہ الفاظ آپ خاتم النبیین ﷺ نے تین مرتبہ دہرائے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کا ہاتھ مبارک جھک گیا۔ جس وقت آپ خاتم النبیین ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو چاشت کا وقت (سورج نکلنے اور دوپہر کے درمیان کا وقت) تھا۔ وصال کی خبر سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انتہائی غمگین ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حالت ہو گئی کہ تلوار لے کر باہر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ

خاتم النبیین ﷺ وصال فرما گئے ہیں میں اس کا سر اڑا دوں گا۔ اس دوران حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے اور رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی زیارت کرنے کے بعد باہر آ گئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے ایک مختصر سا خطبہ دیا جس میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے وصال کی تصدیق کی اس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وصال کا یقین آ گیا۔

اہل مدینہ کے لیے رسول کریم خاتم النبیین ﷺ کی مدینہ منورہ آمد سے زیادہ خوش گوار دن کوئی نہ تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی رحلت سے زیادہ تکلیف دہ خبر کوئی نہ تھی۔ وصال نبوی (خاتم النبیین ﷺ) سے حضرت جبریل علیہ السلام کے وحی لانے کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے منقطع ہو گیا۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تجہیز و تکفین

1- وصیت کے مطابق غسل

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی تجہیز و تکفین کا مرحلہ آیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ کی وصیت کے مطابق غسل کے لیے مدینہ منورہ کے کنویں سے پانی لایا گیا اور بیری کے پتے ڈال کر پانی گرم کیا گیا۔

2- غسل دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت علی، حضرت عباس، حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے نام حضرت شقران رضی اللہ عنہ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو غسل دیا۔

3- تدفین

آپ خاتم النبیین ﷺ کا جنازہ باقاعدہ جماعت کی شکل میں ادا نہیں کیا گیا، بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر درود و سلام اور دعا کرتے رہے۔ جب اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہِ رسالت میں ہدیہ درود و سلام پیش کر چکے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے لحد والی (بغلی قبر) تیار کی۔ لحد میں اتارنے کا شرف حضرت علی، حضرت عباس، حضرت قثم بن عباس اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوا۔ تدفین کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی قبر مبارک پر سرہانے کی طرف سے پانی چھڑکا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کو آپ خاتم النبیین ﷺ کا مدفن بننے کا شرف حاصل ہوا۔

روضہ رسول ﷺ کی حاضری

دنیا بھر سے حج و عمرہ کی غرض سے آنے والے حجاج کرام روضۂ رسول خاتم النبیین ﷺ پر حاضری دے کر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور قبر انور کی زیارت سے مستفیض ہو کر شفاعت کے حق دار ٹھہرتے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرِي، وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي (سنن دار قطنی:2669)

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔

درود و سلام پڑھنے کی فضیلت

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر درود و سلام کی بہت فضیلت ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

ترجمہ: ''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہوں گے''۔ (جامع ترمذی:484)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوشی اور غمی کا دن

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے خاتم النبیین ﷺ کی مدینہ منورہ آمد سے زیادہ خوش گوار دن کوئی نہ تھا اور ان کے لیے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی رحلت سے زیادہ تکلیف دہ خبر کوئی نہ تھی۔

سلسلہ وحی کا منقطع ہونا

وصال نبوی خاتم النبیین ﷺ سے حضرت جبریل علیہ السلام کے وحی لانے کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے منقطع ہو گیا۔

خلاصۂ کلام

ہمیں چاہیے کہ ہم عقیدۂ ختم نبوت پر پختہ یقین رکھتے ہوئے کثرت سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس پر درود و سلام کے نذرانے پیش کریں تاکہ ہمارے قلوب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی محبت سے روشن و منور ہوں اور ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کے وصال مبارک کے بعد امت کی کیا ذمہ داری ہے اور وہ ذمہ داری کب، کیسے اور کہاں ادا کی جا سکتی ہے؟

جواب: حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے ساتھ ہی رسالت اور نبوت کا باب ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا جسے ہم ختم نبوت کے تصور سے جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لیے قیامت تک آپ خاتم النبیین ﷺ کے لائے ہوئے دین (اسلام) نازل کردہ کتاب (قرآن مجید) اور قانون (شریعت) کو حتمی قرار دے دیا۔ قیامت تک آنے والے تمام انسان ہدایت کے حصول کے لیے دین اسلام کی پیروی کر کے دین و دنیا میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیں آپ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت اور خاص طور پر آپ خاتم النبیین ﷺ کی آخری وصیتوں پر عمل کرنا چاہیے جو قیامت تک کے تمام انسانوں کے تمام معاملات کے لیے بھرپور رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

اسی طرح ہمیں آپ خاتم النبیین ﷺ کے احسانات کا تصور کرتے ہوئے محبت و الفت کے ساتھ آپ کی خدمت اقدس میں درود شریف پیش کرتے رہنا چاہیے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی مسجد اور روضۂ مبارک پر حاضری کے دوران میں بھی درود و سلام پیش کرتے رہنا چاہیے جو بہت مبارک عمل ہے اور قرب الٰہی اور شفاعت نبوی کا ذریعہ ہے۔ ہم آپ خاتم النبیین ﷺ کی کامل اتباع اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے مبارک اسوہ پر عمل کر کے دنیا و آخرت کی سعادتیں اور برکتیں حاصل کر سکتے ہیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فریضہ حج ادا فرمایا:

(A) 8 ہجری میں (B) 9 ہجری میں (C) 10 ہجری میں (D) 11 ہجری میں

2- بیماری کے ایام میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ آتے جاتے رہے:

(A) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں (B) اپنی بیٹیوں کے گھر (C) رشتہ داروں کے گھر (D) اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

3- جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بیماری میں شدت آئی تو اس وقت آپ خاتم النبیین ﷺ مقیم تھے:

(A) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس (B) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

(C) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس (D) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس

4- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام گزارے:

(A) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس (B) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

(C) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس (D) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- علالت کے دوران نبی کریم خاتم النبیین ﷺ جس شخصیت کا سہارا لے کر مسجد تشریف لائے، وہ ہیں:
(A) حضرت عباس رضی اللہ عنہ (B) حضرت علی رضی اللہ عنہ (C) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (D) A اور B دونوں

2- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تاسف بھرے لہجے میں کون سے الفاظ کہے تھے؟
(A) ہائے! میرے پیارے بابا (B) ہائے! میرے بابا کی تکلیفیں
(C) ہائے! میرے بابا کا بخار (D) ہائے! میرے بابا کی جدائی

3- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو غسل دینے میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے غلام شامل تھے:
(A) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ (B) حضرت فضل رضی اللہ عنہ (C) حضرت شقران رضی اللہ عنہ (D) حضرت قثم رضی اللہ عنہ

4- وہ کون سی شخصیت ہے جس نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی قبر اطہر پر سرہانے کی طرف پانی چھڑکا؟
(A) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (B) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (C) حضرت بلال رضی اللہ عنہ (D) حضرت عباس رضی اللہ عنہ

5- اہلِ مدینہ کے لیے سب سے زیادہ خوش گوار دن کون سا تھا؟
(A) فتح مکہ کا دن (B) فتح خیبر کا دن
(C) فتح بدر کا دن (D) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی مدینہ منورہ آمد کا دن

6- حضرت جبریل علیہ السلام کے وحی لانے کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے منقطع ہو گیا:
(A) معراج کے بعد (B) حجۃ الوداع کے بعد
(C) فتح مکہ کے بعد (D) وصالِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کے بعد

جوابات

-1	(A,B)	-2	(B)	-3	(C)	-4	(C)	-5	(D)	-6	(D)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بیماری کا آغاز کب ہوا؟
جواب: ماہ صفر کے آخری ایام میں بقیع الغرقد سے واپسی پر آپ خاتم النبیین ﷺ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔

2- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بیماری میں شدت کس زوجہ کے گھر میں آئی؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بیماری میں شدت حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آئی۔

3- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام کہاں پر گزارے؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے زندگی کے آخری ایام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گزارے۔

4- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بیماری کے ایام میں امامت کے فرائض کس نے انجام دیے؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بیماری کے ایام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کے فرائض انجام دیے۔

5- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ وصال سے ایک روز قبل جب امامت کے لیے تشریف لائے تو کس کے سہارے تشریف لائے؟
جواب: وصال سے ایک یا دو روز قبل نبی کریم خاتم النبیین ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ خاتم النبیین ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سہارا لیے ہوئے تھے۔

6- وصال سے ایک دن قبل نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کون سے اعمال کیے؟
جواب: وصال سے ایک دن قبل نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے تمام غلام آزاد فرما دیے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس چند دینار تھے وہ بھی صدقہ کر دیے۔

7- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنے ترکے کے متعلق کیا وصیت فرمائی؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا میرا ورثہ دینار کی شکل میں تقسیم نہیں ہوگا۔ میں نے اپنی بیویوں کے خرچہ اور اپنے عاملوں کی اُجرت کے بعد جو کچھ چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے۔

8- وصال کے وقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے جنگی سامان کا کیا بنا؟
جواب: وصال سے قبل نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے جنگی ساز و سامان وغیرہ مسلمانوں کو ہبہ فرما دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد خلفا انھیں بطور تبرک استعمال کرتے رہے۔

9- وصال کے دن صبح کی نماز کے وقت پیش آنے والا واقعہ مختصراً لکھیں۔
جواب: وصال کے دن صبح کی نماز کے وقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اچانک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے پردہ اٹھایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھتے دیکھا تو خوش ہو کر مسکرائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت کروا رہے تھے۔ وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو مصلے پر جگہ دینے کے لیے دورانِ نماز ہی میں پیچھے ہٹنے لگے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا: کہ نماز جاری رکھو پھر پردہ گرا دیا۔

10- وصال کے دن صبح کی نماز کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کس کو طلب فرمایا؟
جواب: وصال کے دن صبح کی نماز کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو طلب فرمایا۔

11- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کتنی بار بات کی؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے کان میں دو بار بات کی۔ ایک مرتبہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور دوسری مرتبہ مسکرانے لگیں۔

12- سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے رونے اور مسکرانے کی وجہ پوچھنے پر کیا جواب دیا؟
جواب: سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے جب وجہ پوچھی گئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پہلی دفعہ فرمایا تھا: کہ اس بیماری میں میرا وصال ہونے لگا ہے تو میں رونے لگی پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: مت روئیں، میرے اہلِ بیت میں تم ہی سب سے پہلے مجھے ملو گی، اس پر میں مسکرانے لگی۔

13- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ بیماری کی تکلیف کو کم کرنے کے لیے کیا عمل فرماتے؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے سامنے لکڑی یا پتھر کا پانی سے بھرا ایک برتن تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ بار بار اپنا دستِ مبارک پانی میں ڈالتے چہرے پر ملتے اور فرماتے، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بلاشبہ موت کی بڑی سختیاں ہیں۔

14- آپ خاتم النبیین ﷺ نے انصار کے لیے کیا وصیت فرمائی؟
جواب: آپ خاتم النبیین ﷺ نے انصار کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی اور فرمایا: کہ وہ میرے قلب و جگر ہیں۔ انھوں نے اپنے حقوق پورے کیے ہیں اور ان کے حقوق رہ گئے ہیں۔

15- وصال سے قبل نبی کریم ﷺ نے حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق کیا وصیت فرمائی؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔

16- وصال سے پہلے نبی کریم ﷺ نے آخری عمل کون سا فرمایا؟

جواب: وصال سے پہلے نبی کریم ﷺ نے مسواک طلب فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مسواک لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسواک دانتوں سے نرم کر کے آپ ﷺ کو پیش کی۔ آپ ﷺ نے مسواک فرمائی۔

17- وصال کے وقت آپ ﷺ کہاں تشریف فرما تھے؟

جواب: وصال کے وقت نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے اور آخری لمحات میں آپ ﷺ کا سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا۔

18- نبی کریم ﷺ کے غسل کے لیے پانی کس طرح تیار کیا گیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی وصیت کے مطابق غسل کے لیے مدینہ منورہ کے کنویں سے پانی لایا گیا اور بیری کے پتے ڈال کر پانی گرم کیا گیا۔

19- آپ ﷺ کو غسل دینے والے چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لکھیں۔

جواب: 1- حضرت علی رضی اللہ عنہ 2- حضرت عباس رضی اللہ عنہ
3- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما 4- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

20- نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ کس طرح ادا کی گئی؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا جنازہ باقاعدہ جماعت کی شکل میں ادا نہیں کیا گیا بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام اور دعا کرتے رہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- وصال سے قبل نبی کریم ﷺ نے اپنے سب دینار کیوں صدقہ فرمائے؟

جواب: آپ ﷺ اپنا ورثہ دینار کی شکل میں تقسیم نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے سب دینار صدقہ کر دیے۔

2- نبی کریم ﷺ کا ہبہ کیا ہوا جنگی ساز و سامان کس کے زیر استعمال رہا؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا ہبہ کیا ہوا جنگی ساز و سامان خلفائے راشدین بطور تبرک استعمال کرتے رہے اور یہ چیزیں ایک سے دوسرے تک منتقل ہوتی گئیں۔

3- وصال کے دن نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کان میں کیا فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہا رونے لگیں؟

جواب: آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کان میں فرمایا کہ اس بیماری میں میرا وصال ہونے لگا ہے تو آپ رضی اللہ عنہا پھر رونے لگیں۔

4- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے وصال سے قبل کس جملے کو سن کر رونے لگے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال سے قبل ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو دنیا اور اس کی رونقیں دکھائی ہیں، لیکن اس نے اپنے لیے آخرت کو پسند کیا ہے۔" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ جملہ سنا تو رونے لگے کیوں کہ اس میں آپ ﷺ کے وصال کی خبر تھی۔

5- کون سی خبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ تھی؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی رحلت کی خبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ تھی۔

6- وحی کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے کیسے منقطع ہو گیا؟

جواب: وصال نبوی ﷺ سے حضرت جبریل علیہ السلام کے وحی لانے کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے منقطع ہو گیا۔

7- ہمارے دل نبی کریم ﷺ کی محبت سے کیسے روشن و منور ہو سکتے ہیں؟

جواب: ہمیں چاہیے کہ عقیدہ ختم نبوت پر پختہ یقین رکھتے ہوئے کثرت سے نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر درود و سلام کے نذرانے پیش کریں۔ اس سے ہمارے دل نبی کریم ﷺ کی محبت سے روشن و منور ہو سکتے ہیں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) جس مہینے میں نبی کریم ﷺ کی بیماری کا آغاز ہوا:
(الف) صفر المظفر (ب) محرم الحرام (ج) ربیع الاول (د) رمضان المبارک

(ii) نبی کریم ﷺ کی آخری وصیت کا تعلق ہے:
(الف) عورتوں، غلاموں اور نماز سے (ب) وراثت سے (ج) سود سے (د) زکوٰۃ سے

(iii) وصال سے ایک دن قبل نبی کریم ﷺ نے کون سا عمل انجام دیا؟
(الف) تمام غلام آزاد کر دیے (ب) روزہ رکھا (ج) عمرہ ادا کیا (د) نماز کی امامت کی

(iv) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی کس بات پر تبسم کیا؟
(الف) جنت کی بشارت پر (ب) تسبیح عطا ہونے پر (ج) ملاقات کی بشارت پر (د) جگر کا ٹکڑا فرمانے پر

(v) نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا:
(الف) سہ پہر کے وقت (ب) چاشت کے وقت (ج) عشا کے وقت (د) مغرب کے بعد

جوابات: (i) صفر المظفر (ii) عورتوں، غلاموں اور نماز سے (iii) تمام غلام آزاد کر دیے
(iv) ملاقات کی بشارت پر (v) چاشت کے وقت

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے وفات سے چند لمحے قبل سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر چوما اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔ آپ ﷺ کے آخری لمحات کا آغاز ہوا تو اس وقت سر مبارک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے مسواک نرم کر کے خدمت اقدس میں پیش کیا۔ چاشت کے وقت آپ ﷺ اس دنیا فانی سے تشریف لے گئے۔

(ii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی لحد مبارک کس نے تیار کی اور کس نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو قبر میں اُتارا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی لحد مبارک حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے تیار کی اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو لحد مبارک میں اتارنے کا شرف حضرت علی، حضرت عباس، حضرت قثم بن عباس اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوا۔

(iii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے وفات سے قبل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کان میں کیا ارشاد فرمایا جس سے پہلے وہ غم گین اور پھر خوش ہوئیں؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کان میں جو باتیں ارشاد فرمائیں بعد میں آپ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پہلی دفعہ فرمایا تھا کہ اس بیماری میں میرا وصال ہونے لگا ہے تو میں رونے لگی پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا مت روئیں، میرے اہل بیت میں تم ہی سب سے پہلے مجھے ملوگی، اس پر میں مسکرانے لگی۔

(صحیح بخاری: 4434)

(iv) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے وفات سے چند لمحے پہلے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے کس طرح اپنی محبت کا اظہار فرمایا اور ان کے بارے میں کیا وصیت فرمائی؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے وفات سے چند لمحے قبل سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر چوما اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔

(v) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کی فضیلت بیان کریں۔

جواب: ارشادِ نبوی خاتم النبیین ﷺ ہے قیامت کے دن لوگوں میں سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہوں گے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) وصالِ نبوی خاتم النبیین ﷺ پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے سوال 9

سرگرمیاں

○ طلبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی وصیتوں کے متعلق مذاکرہ کریں۔

جواب: عملی کام

○ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام کی ہدایات کی فہرست بنائیں اور موجودہ دور میں ان کی اہمیت کے متعلق کرا جماعت میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

جواب: عملی کام۔

(ب) اُسوۂ رسول خاتم النبیین ﷺ اور ہماری عملی زندگی

1- حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا بچپن اور جوانی

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے بچپن اور جوانی کے واقعات و معمولات کو جان سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا بہن بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور خوش خلقی وغیرہ سے آگاہ ہو سکیں۔
- جوانی میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بے مثل عفت و حیا، شجاعت و بہادری اور حُسن معاملات کے واقعات کو جان سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے بچپن اور جوانی میں دوسروں کی راحت رسانی اور خدمتِ خلق کے جذبے کو اپناتے ہوئے معاشرے کی بہتری میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

سوال 10: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے بچپن پر نوٹ لکھیں۔

جواب: 1- ولادت باسعادت: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاول، بروز پیر بمطابق 22 اپریل 571 عیسوی کو مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیدائش سے تقریباً دو ماہ پہلے انتقال فرما چکے تھے۔ جب آپ خاتم النبیین ﷺ کے دادا کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیدائش کی خبر ملی تو وہ گھر تشریف لائے اور اپنے پوتے کو گود میں لے کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور محمد (خاتم النبیین ﷺ) نام رکھا۔

2- غیر معمولی بچپن: شرفائے عرب میں دستور تھا کہ والدین اپنے بچوں کو شہر سے باہر دیہات میں پرورش کے لیے بھیج دیا کرتے تھے تاکہ بچے صحت مند ماحول میں پرورش پا سکیں۔ اہل عرب کے رواج کے مطابق دیہات میں پرورش کے لیے آپ خاتم النبیین ﷺ کو قبیلہ بنو سعد کی ایک نیک خاتون حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ لے گئیں، چار سال تک آپ خاتم النبیین ﷺ وہیں رہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی زبانی آپ خاتم النبیین ﷺ کے بچپن کے واقعات تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں مذکور ہیں جنھیں پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کا بچپن عام بچوں کا سا بچپن نہ تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ عام بچوں کی طرح کھانے پینے کی چیزوں کی طرف کوئی توجہ نہ دیتے۔ چھوٹے بچے عموماً بلاوجہ روتے ہیں مگر آپ خاتم النبیین ﷺ اس عادت سے پاک تھے۔ چار سال کے عرصے میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بے پناہ مہربانیوں کا مشاہدہ کیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ خاتم النبیین ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ایک روز مجھ سے کہنے لگے: اماں جان! میرے بہن بھائی دن بھر نظر نہیں آتے، یہ صبح کو اٹھ کر روزانہ کہاں چلے جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ لوگ بکریاں چرانے جاتے ہیں۔ یہ سن کر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: اماں جان! آپ مجھے بھی میرے بہن بھائیوں کے ساتھ جانے کی اجازت دے دیجیے۔ چناں چہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے اصرار پر آپ خاتم النبیین ﷺ کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بچوں کے ساتھ چراگاہ جانے کی اجازت دے دی اور آپ خاتم النبیین ﷺ روزانہ جہاں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں چرتی تھیں، تشریف لے جاتے رہے اور بکریاں چراگاہوں میں لے جا کر ان کی دیکھ بھال کرتے رہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! آپ خاتم النبیین ﷺ کی نبوت پر دلالت کرنے والی ایک خاص نشانی نے مجھے آپ خاتم النبیین ﷺ کے دین میں داخل ہونے کی ترغیب دی۔ میں نے دیکھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ

ایامِ طفولیت میں گہوارے کے اندر چاند کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور انگلی مبارک کے ساتھ جس طرف اشارہ فرمایا کرتے تھے، چاند اُسی طرف جھک جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس کے ساتھ باتیں کرتا تھا اور وہ میرے ساتھ باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے نہیں دیتا تھا۔ (الخصائص الکبریٰ: ۱: ۵۳)

آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے ادا ہونے والا سب سے اوّل کلام اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر مبنی تھا۔

3- والدہ محترمہ کے پاس واپسی

جب حضور اقدس ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے مکہ مکرمہ واپس پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی خاطر داری اور خدمت گزاری میں دن رات محبت اور شفقت کے ساتھ مصروف رہنے لگیں۔

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی پیدائش کے چھے سال بعد وصال فرما گئیں۔

4- خدمتِ خلق

ایک دفعہ عرب میں سخت قحط پڑ گیا تو سردارانِ عرب، کعبہ کے متولی حضرت ابوطالب کے پاس آئے، انھوں نے نبی کریم ﷺ کو ساتھ لیا، حرم میں دیوارِ کعبہ سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا اور دعا مانگنے میں مشغول ہوئے۔ دعا کے درمیان حضور ﷺ نے اپنی انگلی مبارک کو آسمان کی طرف اٹھا دیا ایک دم چاروں طرف سے بادل نمودار ہوئے اور فوراً ہی اس زور سے بارش برسی کہ زمین سیراب ہو گئی، جنگلوں اور میدانوں میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا، چٹیل میدانوں کی زمینیں سرسبز و شاداب ہو گئیں اور قحط ختم ہو گیا۔ (المسلل والنحل: ج: ۲، ص: ۲۴۹)

سوال 11: نبی کریم ﷺ کے ایامِ شباب کے نمایاں اوصاف تحریر کریں۔

جواب: حضور نبی کریم ﷺ نے اعلانِ نبوت سے قبل چالیس سالہ زندگی اپنی قوم میں گزاری۔ آپ ﷺ کی زندگی کے شب و روز قوم کے سامنے روزِ روشن اور کھلی کتاب کی طرح عیاں تھے۔ آپ ﷺ کی یہ چالیس سالہ زندگی صداقت، امانت، دیانت اور خدمتِ خلق کی ایک مسلسل کہانی ہے۔ آپ ﷺ نے جب اعلانِ نبوت کیا تو اپنی اس چالیس سالہ زندگی کو ہی اپنی سچائی کے ثبوت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ کے بڑے سے بڑے دشمن کو بھی آپ ﷺ کے کردار پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ ﷺ کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل کہا کرتا تھا: محمد (ﷺ)! میں تمھیں جھوٹا نہیں کہتا میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ تمھاں کی بددعا نے تمھیں دیوانہ بنا دیا ہے۔

1- راحت رسانی اور قیامِ امن

عرب کے مظلوموں کی راحت رسانی اور قیامِ امن کے لیے آپ ﷺ نے حلف الفضول نامی معاہدے میں بھی شرکت فرمائی۔ اس معاہدے کے شرکا نے یہ طے کیا کہ ملک سے بدامنی کو دور کریں گے، مظلوموں، مسافروں اور غریبوں کی حفاظت اور مدد کریں گے، کسی ظالم یا غاصب کو مکہ میں نہیں رہنے دیں گے۔ اس معاہدے سے آپ ﷺ کو اتنی خوشی ہوئی کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے، اگر اس معاہدے کے بدلے میں کوئی مجھے سرخ اونٹ بھی دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ کو کوئی مدد کے لیے پکارتا یا کسی کو آپ ﷺ کی مدد کی ضرورت ہوتی تو آپ ﷺ اس کی مدد فرماتے۔

2- عفت و حیا

جوانی میں آپ ﷺ کی سب سے نمایاں صفت حیا تھی۔ کسی نے آپ ﷺ کو برہنہ نہیں دیکھا، بچپن سے ہی آپ ﷺ شرم و حیا کا پیکر تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی ایسی گفت گو نہیں فرمائی جس میں فحاشی کا کوئی لفظ بھی ہو اور نہ کوئی ایسا کام کیا جو شرم و حیا سے خالی ہو۔ نبی کریم ﷺ حیا کے پیکر تھے۔ آپ ﷺ کے عفت و حیا کے حوالے سے روایت ہے کہ آپ ﷺ پردہ دار دوشیزہ سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ (صحیح بخاری: 3562) پورے عرب میں آپ ﷺ سے زیادہ حیادار کوئی نہ تھا۔

اس زمانے میں گھروں میں باقاعدہ طہارت خانوں کا رواج نہ تھا۔ قضائے حاجت کے لیے آپ ﷺ آبادی سے دُور تک نکل جاتے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ آبادی سے بہت دور چلے جاتے، یہاں تک کہ کوئی آپ ﷺ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ (سنن ابی داؤد: 2)

3- محبت و رحمت کا پیکر

قرآن مجید نے آپ ﷺ کو "رحمۃ للعالمین" کہہ کر پکارا ہے۔ بعثت سے پہلے بھی آپ ﷺ محبت و رحمت کی تصویر تھے۔ کسی کو غم و تکلیف میں دیکھتے تو فوراً بے چین ہو جاتے اور اس وقت تک قرار نہ آتا جب تک اس کی تکلیف دور نہ ہو جاتی۔

آپ ﷺ اپنے وقت کا کافی حصہ بوڑھوں، بیماروں اور معذور لوگوں کی دیکھ بھال میں صرف کرتے۔ ان کے چھوٹے موٹے کام کر دیتے۔ ان کا سودا سلف لا دیتے۔ آپ ﷺ کے دل میں غلاموں کے لیے خاص جگہ تھی۔ یتیموں کے ساتھ بے حد محبت سے پیش آتے اور بچوں سے محبت و شفقت کا سلوک کرتے۔ غریب بچوں کو کھانا کھلاتے اور پہننے کے لیے کپڑے دیتے۔

4- بہن بھائیوں سے حسنِ سلوک

نبی کریم ﷺ کے سگے بہن بھائی نہیں تھے۔ آپ ﷺ کی رضاعی بہن حضرت شیما رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کو گود میں کھلایا کرتی تھیں اور بچپن میں لوریاں دیتی تھیں۔ غزوۂ حنین میں حضرت شیما رضی اللہ عنہا قیدیوں میں شامل تھیں۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو اپنا تعارف کروایا تو آپ ﷺ نے بڑی عزت افزائی فرمائی، چادر بچھائی، احترام سے بٹھایا اور ارشاد فرمایا: مانگو تمھیں دیا جائے گا، قیدیوں کی سفارش کرو، انھیں تمہاری وجہ سے امان دی جائے گی۔ پھر ان کی سفارش پر آپ ﷺ نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چچا ہیں۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ اس دوہرے رشتے کی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے بہت شفقت اور محبت کے جذبات رکھتے تھے، ہمیشہ حسنِ سلوک سے پیش آتے تھے۔ غزوۂ اُحد میں ان کی شہادت پر آپ ﷺ بہت غمگین ہوئے اور بعد ازاں کثرت سے ان کی قبر پر جایا کرتے تھے۔

5- دوستوں سے حسنِ سلوک

اعلانِ نبوت سے پہلے آپ ﷺ کے دوستوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن غلبہ رضی اللہ عنہ سرفہرست ہیں۔ یہ تمام احباب نہایت ہی باوقار اور اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے، آپ ﷺ کے اپنے دوستوں سے تجارتی تعلقات بھی تھے۔ حضرت قیس بن سائب مخزومی رضی اللہ عنہ تجارت میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک رہے، وہ خود بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا معاملہ اپنے تجارتی شرکا کے ساتھ ہمیشہ نہایت ہی صاف ستھرا رہتا تھا۔

6- صادق و امین تاجر

جب آپ ﷺ سن رشد کو پہنچے اور آپ ﷺ کی توجہ فکرِ معاش کی طرف ہوئی تو آپ ﷺ کو تجارت سے بہتر کوئی پیشہ نظر نہ آیا۔ کامیاب تجارت کا سب سے بڑا اصول نیک نامی اور اعتماد ہے۔ آپ ﷺ پر لوگوں کے اعتماد کا یہ عالم تھا کہ لوگ مخالفت کے باوجود اپنی امانتیں اور رقوم آپ ﷺ کے پاس رکھوایا کرتے تھے۔ ان دنوں لوگوں کا دستور تھا کہ اپنا سرمایہ کسی تجربہ کار اور امین (امانت دار) شخص کے ہاتھ میں دیتے اور تجارت کے منافع میں شرکت کر لیتے تھے۔ آپ ﷺ بھی اس طریق شراکت سے تجارت کیا کرتے تھے۔ جو لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک تجارت رہے، گواہی دیتے تھے کہ آپ ﷺ بڑی دیانت داری اور راست بازی کے ساتھ اس کام کو انجام دیتے تھے۔ کاروبار اور تجارت میں آپ ﷺ اپنا معاملہ ہمیشہ صاف رکھتے اور کبھی وعدہ خلافی نہ فرماتے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی دیانت کی وجہ سے ہی ہر چھوٹا بڑا آپ ﷺ کو الامین (شک و شبہ سے بالا دیانت دار) اور الصادق (بے مثال صداقت کا پیکر) کہہ کر پکارتا تھا۔

7- شجاعت و بہادری

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی مبارک زندگی شجاعت و بہادری کا پیکر تھی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے اوصاف جمیلہ کے اولین گواہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ غزوۂ حنین میں جب اسلامی لشکر دشمنوں کے نرغے میں آ گیا تو اس وقت بھی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پریشان نہیں ہوئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ پر گھبراہٹ کے بالکل آثار نہ تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ پوری استقامت کے ساتھ دشمن کے مقابلے میں کھڑے یہ فرما رہے تھے: "میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں"۔ (صحیح بخاری:4315)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے زیادہ مضبوط کوئی نہیں دیکھا گیا۔ (جامع ترمذی:1688)

8- حسن معاملہ

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی زندگی حسن معاملہ کا پیکر تھی۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے حسن معاملہ کا عالم یہ تھا کہ جب قریش مکہ حجر اسود کی تنصیب کے موقع پر دست و گریباں ہونے کے قریب تھے، تب آپ خاتم النبیین ﷺ نے حکمت عملی سے اتنے بڑے فتنہ و فساد سے تمام اہل مکہ کو بچا لیا، حجر اسود کو ایک چادر میں رکھ کر ہر قبیلے کے معتبر افراد کو چادر پکڑنے کو کہا، جب تمام افراد نے چادر پکڑی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے حجر اسود کو اٹھا کر اپنی جگہ نصب فرما دیا۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے بچپن اور جوانی کے اسوۂ مبارک کو ہم اپنی عملی زندگی میں کیسے اور کہاں کہاں اپنا سکتے ہیں؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے بچپن و جوانی کے یہ واقعات آپ خاتم النبیین ﷺ کی شخصیت کے قابل تقلید پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ بنو آدم کے سردار اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے امام ہیں اور ہماری نجات بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کے طریقوں کی اتباع میں ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا بچپن اور آپ کی جوانی مثالی تھی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ بچپن سے ہی صدق و وفا، ایثار، ہمدردی اور خیر خواہی کا عملی نمونہ تھے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی جوانی بھی اخلاق حسنہ اور معاشرے کے لیے فلاح و بہبود کی بہترین عملی مثال تھی۔ ہمیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ کو جاننے، سمجھنے، اس سے سیکھنے اور اپنی عملی زندگی کو اس کے اندر ڈھالنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم بھی اپنی زندگی کے اندر آپ خاتم النبیین ﷺ کی صفات حسنہ کو اپنا کر ایک مثالی مسلمان بن سکیں اور معاشرے کے لیے مفید بن کر خیر اور برکت کا ذریعہ بن سکیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی پالیسی (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی:
(A) 6 ربیع الاوّل (B) 7 ربیع الاوّل (C) 11 ربیع الاوّل (D) 12 ربیع الاوّل

2- عیسوی سن کے اعتبار سے حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی:
(A) 12 اپریل 571ء (B) 18 اپریل 571ء (C) 22 اپریل 571ء (D) 24 اپریل 571ء

3- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیدائش سے کتنے ماہ قبل ہوا:
(A) تقریباً ایک ماہ قبل (B) تقریباً دو ماہ قبل (C) تقریباً تین ماہ قبل (D) تقریباً چار ماہ قبل

4- حضرت سیدہ آمنہ کے انتقال کے وقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی عمر تھی:
(A) چار سال (B) چھے سال (C) سات سال (D) آٹھ سال

5- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی والدہ کی وفات کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ کی پرورش کی ذمہ داری لی:
(A) حضرت ابوطالب نے (B) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے (C) حضرت عبدالمطلب نے (D) ابولہب نے

6- حضرت عبدالمطلب کے انتقال کے وقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی عمر مبارک تھی:
(A) چھے سال (B) آٹھ سال (C) دس سال (D) بارہ سال

7- دادا کی وفات کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی پرورش کی:
(A) خالہ نے (B) پھوپھی نے (C) ماموں نے (D) چچا نے

8- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی پرورش کرنے والے چچا کا نام ہے:
(A) حضرت ابوطالب (B) حضرت عباس رضی اللہ عنہ (C) ابولہب (D) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ

9- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو پرورش کے لیے بھیجا گیا:
(A) شہر میں (B) دیہات میں (C) ساحلی علاقے میں (D) ریگستانی علاقے میں

10- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو پرورش کی غرض سے لے گئیں:
(A) حضرت شیما رضی اللہ عنہا (B) حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا (C) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا (D) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

11- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رہے:
(A) ایک سال (B) دو سال (C) تین سال (D) چار سال

12- حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کام کیا:
(A) بکریاں چرانے کا (B) اونٹ چرانے کا (C) گائے چرانے کا (D) گھوڑے چرانے کا

13- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ایام طفولیت میں گہوارے کے اندر کھیلا کرتے تھے:
(A) جھولے سے (B) چاند سے (C) ستاروں سے (D) سورج سے

14- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی زبان مبارک سے سب سے پہلا کلام مبنی تھا:
(A) ماں کی تعریف پر (B) باپ کی یاد پر (C) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر (D) کلمہ توحید پر

15- حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے مکہ مکرمہ واپسی کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خاطر داری کرتی تھیں:
(A) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (B) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا (C) حضرت شیما رضی اللہ عنہا (D) حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا

16- کعبہ کے متولی تھے:
(A) حضرت ابوطالب (B) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (C) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (D) حضرت بلال رضی اللہ عنہ

17- ایک دفعہ عرب میں قحط پڑا تو عرب کے سردار آئے:
(A) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس (B) حضرت ابوطالب کے پاس
(C) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس (D) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس

18- حضرت ابوطالب نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو بٹھا دیا:
(A) حرم کے صحن میں (B) حرم کے دروازے میں (C) حطیم میں (D) دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر

19- چاروں طرف سے بادل کس طرح آئے؟
(A) حضرت ابوطالب کی دعا سے (B) اہل عرب کی دعا سے

(C) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی انگلی آسمان کی طرف اُٹھنے سے
(D) نماز استسقاء ادا کرنے سے

-20 عرب کے مظلوموں کی مدد اور قیام امن کے لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے شرکت فرمائی:
(A) حلف الفضول نامی معاہدے میں (B) میثاق مدینہ کے معاہدے میں
(C) صلح حدیبیہ کے معاہدے میں (D) عرب سرداروں کے اجلاس میں

-21 حلف الفضول نامی معاہدے میں طے پایا:
(A) باہمی تجارت کو فروغ دینا (B) عرب کی معاشی ترقی کے لیے اقدامات کرنا
(C) دشمنوں کا مل کر مقابلہ کرنا (D) مظلوموں، مسافروں کی حفاظت اور مدد کرنا

-22 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا حلف الفضول میں شرکت کا مقصد تھا:
(A) قیام امن (B) خانہ کعبہ کی تعمیر نو (C) صلح حدیبیہ کی تجدید نو (D) مال غنیمت کی تقسیم

-23 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ زیادہ حیا والے تھے:
(A) بوڑھی عورت سے بھی زیادہ (B) پردہ دار دوشیزہ سے بھی زیادہ
(C) نیک عورت سے بھی زیادہ (D) عرب کی لڑکیوں سے بھی زیادہ

-24 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے زمانے میں باقاعدہ رواج نہیں تھا:
(A) گھروں میں طہارت خانوں کا (B) گھروں میں باورچی خانوں کا
(C) گھروں میں مہمان خانوں کا (D) گھروں کی چار دیواری کا

-25 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ آبادی سے دور نکل جاتے تھے:
(A) غسل کرنے کے لیے (B) قضائے حاجت کے لیے (C) سیر کرنے کے لیے (D) کھانے پینے کے لیے

-26 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے نہیں تھے:
(A) سگے چچا (B) سگے پھوپھا (C) سگے نواسے (D) سگے بہن بھائی

-27 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی رضاعی بہن تھیں:
(A) حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا (B) حضرت شیماء رضی اللہ عنہا (C) حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا (D) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا

-28 غزوۂ حنین کے قیدیوں میں شامل تھیں:
(A) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا (B) حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا
(C) حضرت شیماء رضی اللہ عنہا (D) حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا

-29 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے غزوۂ حنین کے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا:
(A) حضرت زید رضی اللہ عنہ کی سفارش پر (B) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی سفارش پر
(C) حضرت شیماء رضی اللہ عنہا کی سفارش پر (D) حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کی سفارش پر

-30 حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے تھے:
(A) چچا (B) بھائی (C) دوست (D) ماموں

-31 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے رضاعی بھائی تھے:
(A) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (B) حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ
(C) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ (D) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

-32 حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے:
(A) غزوۂ بدر میں (B) غزوۂ احد میں (C) غزوۂ احزاب میں (D) غزوۂ حنین میں

-33 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کثرت سے قبر پر جایا کرتے تھے:
(A) حضرت سیدہ آمنہ کی (B) حضرت عبداللہ کی
(C) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی (D) حضرت ابوطالب کی

-34 اعلان نبوت سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے دوستوں میں سرفہرست تھے:
(A) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ (B) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
(C) حضرت عمار رضی اللہ عنہ (D) حضرت یاسر رضی اللہ عنہ

-35 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ تجارت میں شریک رہے:
(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (B) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ
(C) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (D) حضرت قیس بن سائب مخزومی رضی اللہ عنہ

-36 اسلامی لشکر دشمنوں کے نرغے میں آ گیا:
(A) غزوۂ حنین میں (B) غزوۂ بدر میں (C) غزوۂ خندق میں (D) فتح مکہ میں

-37 ''میں نبی برحق ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب جیسے سردار کا بیٹا ہوں'' یہ الفاظ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمائے:
(A) غزوۂ بدر میں (B) غزوۂ احد میں (C) غزوۂ خندق میں (D) غزوۂ حنین میں

-38 حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے مطابق غزوۂ حنین کے دن سب سے زیادہ مضبوط تھے:
(A) حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ (B) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
(C) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ (D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

-39 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حجر اسود کو رکھا:
(A) ایک بڑے برتن میں (B) ایک کمرے میں (C) ایک چادر میں (D) خانہ کعبہ کی چھت پر

-40 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے چادر پکڑنے کو کہا:
(A) ہر قبیلے کے معتبر افراد کو (B) بنو ہاشم کو (C) قریش کے سردار کو (D) بنو امیہ کو

-41 حجر اسود کو اٹھا کر اپنی جگہ پر نصب کیا:
(A) حضرت ابوطالب نے (B) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے (D) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے

جوابات

-1 (D)	-2 (C)	-3 (B)	-4 (B)	-5 (C)	-6 (B)	-7 (D)	-8 (A)	-9 (B)	-10 (C)
-11 (D)	-12 (A)	-13 (B)	-14 (C)	-15 (B)	-16 (A)	-17 (B)	-18 (D)	-19 (C)	-20 (A)
-21 (D)	-22 (A)	-23 (B)	-24 (A)	-25 (B)	-26 (D)	-27 (B)	-28 (C)	-29 (C)	-30 (B)
-31 (D)	-32 (B)	-33 (C)	-34 (A)	-35 (D)	-36 (A)	-37 (D)	-38 (C)	-39 (C)	-40 (A)
-41 (D)									

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کون سے قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں؟
(A) بنو کنانہ (B) بنو تمیم (C) بنو ہاشم (D) بنو سعد

2- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے ایک دن، کن کے بارے میں پوچھا؟
(A) بکریوں کے بارے میں (B) اہل مکہ کے بارے میں
(C) بہن بھائیوں کے بارے میں (D) اپنے رشتہ داروں کے بارے میں

3- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا گہوارے میں اشارے سے چاند کو جھکانا دلیل تھی آپ خاتم النبیین ﷺ کی:
(A) صداقت کی (B) شجاعت کی (C) سخاوت کی (D) نبوت کی

4- ایام طفولیت میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو کون رونے نہیں دیتا تھا؟
(A) دادا جان (B) حضرت جبریل علیہ السلام (C) حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا (D) چاند

5- حلف الفضول میں شرکت سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو کیا ملنے سے زیادہ خوشی ہوتی؟
(A) سو اوقیہ چاندی (B) ہزار گائیں (C) ہزار بکریاں (D) سرخ اونٹ

6- کس موقع پر قریشِ مکہ دست و گریباں ہونے لگے تھے؟
(A) حجرِ اسود کی تنصیب کے موقع پر (B) خانہ کعبہ کی تعمیر کے موقع پر
(C) حلف الفضول کے معاہدے کے موقع پر (D) غلافِ کعبہ کی سلائی کے موقع پر

7- کون سی شخصیت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو گود میں کھلایا کرتی تھیں؟
(A) حضرت شیما رضی اللہ عنہا (B) حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا (C) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا (D) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا

جوابات

(D) -1	(C) -2	(D) -3	(D) -4	(D) -5	(A) -6	(A) -7

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی تاریخ پیدائش لکھیں۔

جواب: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاول، بروز پیر بمطابق 22 اپریل 571 عیسوی کو مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

2- حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے والدین کا کب انتقال ہوا؟

جواب: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیدائش سے تقریباً دو ماہ پہلے انتقال فرما چکے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیدائش کے چھے سال بعد وصال فرما گئیں۔

3- حضرت ابو طالب کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی پرورش کا شرف کیسے ملا؟

جواب: جب آپ خاتم النبیین ﷺ کی عمر مبارک آٹھ سال ہوئی تو آپ خاتم النبیین ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے، دادا کی وفات کے بعد شفیق چچا حضرت ابو طالب نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی پرورش کی۔

4- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو پرورش کے لیے کن کے پاس اور کیوں بھیجا گیا؟

جواب: اہل عرب کے رواج کے مطابق دیہات میں پرورش کے لیے آپ خاتم النبیین ﷺ کو قبیلہ بنو سعد کی ایک نیک خاتون حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ لے گئیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ چار سال تک حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔

5- حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنے بہن بھائیوں کے بارے میں کیا سوال کیا؟

جواب: حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ایک روز مجھ سے کہنے لگے: اماں جان! میرے بہن بھائی دن بھر نظر نہیں آتے، یہ صبح کو اٹھ کر روزانہ کہاں چلے جاتے ہیں؟ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ لوگ بکریاں چرانے جاتے ہیں۔

6- حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کیا اجازت مانگی؟

جواب: حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: اماں جان! آپ مجھے بھی میرے بہن بھائیوں کے ساتھ جانے کی اجازت دے دیجیے۔

7- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کس طرح حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں چرانا شروع کیں؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اصرار پر آپ خاتم النبیین ﷺ کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بچوں کے ساتھ چراگاہ جانے کی اجازت دے دی اور آپ خاتم النبیین ﷺ روزانہ جہاں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں چرتی تھیں، تشریف لے جاتے رہے اور بکریاں چراگاہوں میں لے جا کر ان کی دیکھ بھال کرتے رہے۔

8- حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی کس نشانی نے مسلمان ہونے کی ترغیب دی؟

جواب: حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! آپ خاتم النبیین ﷺ کی نبوت پر دلالت کرنے والی ایک خاص نشانی نے مجھے آپ خاتم النبیین ﷺ کے دین میں داخل ہونے کی ترغیب دی۔ میں نے دیکھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ ایام طفولیت میں گہوارے کے اندر چاند کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور انگلی مبارک کے ساتھ جس طرف اشارہ فرمایا کرتے تھے، چاند اُسی طرف جھک جاتا تھا۔

9- گہوارے میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی انگلی سے چاند کے جھکنے کے بارے میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: میں اس کے ساتھ باتیں کرتا تھا اور وہ میرے ساتھ باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے نہیں دیتا تھا۔

10- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والا سب سے اوّل کلام کون سا تھا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی زبانِ مبارک سے ادا ہونے والا سب سے اول کلام اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر مبنی تھا۔

11- حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے واپس مکہ مکرمہ آنے پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت کون کرتی تھیں؟

جواب: جب حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے مکہ مکرمہ واپس پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا آپ خاتم النبیین ﷺ خاطر داری اور خدمت گزاری میں دن رات دل و جان سے مصروف رہنے لگیں۔

12- قحط کے موقع پر عرب سرداروں نے کیا کیا؟

جواب: ایک دفعہ عرب میں سخت قحط پڑ گیا تو سردارانِ عرب، کعبہ کے متولی حضرت ابو طالب کے پاس آئے۔

13- قحط کے موقع پر حضرت ابو طالب نے کیا کیا؟

جواب: حضرت ابو طالب نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو ساتھ لیا، حرم میں دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا اور دعا مانگنے میں مشغول ہوئے۔

14- عرب کا قحط کس طرح ختم ہوا؟

جواب: دعا کے درمیان حضور خاتم النبیین ﷺ نے اپنی انگلی مبارک کو آسمان کی طرف اٹھایا ایک دم چاروں طرف سے بادل نمودار ہوئے اور فوراً ہی اس زور سے بارش برسی کہ زمین سیراب ہوگئی، جنگلوں اور میدانوں میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا، چٹیل میدانوں کی زمینیں سرسبز و شاداب ہوگئیں اور قحط ختم ہوگیا۔

15- مظلوموں کی راحت رسانی کے لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کون سے معاہدے میں شرکت کی؟

جواب: عرب کے مظلوموں کی راحت رسانی اور قیام امن کے لیے آپ خاتم النبیین ﷺ نے حلف الفضول نامی معاہدے میں بھی شرکت فرمائی۔

16- حلف الفضول میں کیا طے پایا؟ (یا) حلف الفضول معاہدے کے مقاصد کیا تھے؟

جواب: حلف الفضول معاہدے کے شرکا نے یہ طے کیا کہ ملک سے بدامنی کو دور کریں گے، مظلوموں، مسافروں اور غریبوں کی حفاظت اور مدد کریں گے، کسی ظالم یا غاصب کو مکہ میں نہیں رہنے دیں گے۔

17- حلف الفضول جیسے معاہدے سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو کتنی خوشی ہوئی؟

(یا) معاہدہ حلف الفضول میں شرکت کے بارے میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: حلف الفضول جیسے معاہدے سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو اتنی خوشی ہوئی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا اگر اس معاہدے کے بدلے میں کوئی مجھے سرخ اونٹ بھی دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔

18- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی حیا کے بارے دو جملے لکھیں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ حیا کے پیکر تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے عفت و حیا کے حوالے سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ پردہ دار دوشیزہ سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔

19- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ قضائے حاجت کے لیے آبادی سے دور کیوں جاتے تھے؟

جواب: اس زمانے میں گھروں میں باقاعدہ طہارت خانوں کا رواج نہ تھا اس لیے قضائے حاجت کے لیے آپ خاتم النبیین ﷺ آبادی سے دور دراز تک نکل جاتے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ آبادی سے بہت دور چلے جاتے، یہاں تک کہ کوئی آپ خاتم النبیین ﷺ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔

20- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی رضاعی بہن حضرت شیما رضی اللہ عنہا کی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت بیان کریں۔

جواب: آپ خاتم النبیین ﷺ کی رضاعی بہن حضرت شیما رضی اللہ عنہا نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو گود میں کھلایا کرتی تھیں اور آپ خاتم النبیین ﷺ کا بہت خیال رکھتی تھیں۔

21- حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا کون سا رشتہ تھا؟

جواب: سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے چچا تھے۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔

22- حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے جذبات کیسے تھے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ دو برس رہتے کی وجہ سے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے بہت شفقت اور محبت کے جذبات رکھتے تھے، ان کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔

23- حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا آپ خاتم النبیین ﷺ پر کیا اثر ہوا؟

جواب: غزوۂ احد میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر آپ خاتم النبیین ﷺ بہت غمگین ہوئے اور بعد ازاں کثرت سے ان کی قبر پر جایا کرتے تھے۔

24- اعلان نبوت سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے قریبی دوست کون کون تھے؟

جواب: اعلان نبوت سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے دوستوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اور حضرت ظار بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سرفہرست تھے۔

25- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے قریبی دوست کیسے تھے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے تمام دوست نہایت ہی بلند اخلاق اور باوقار لوگ تھے۔

26- حضرت قیس بن سائب مخزومی رضی اللہ عنہ کے مطابق نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا تجارتی معاملہ کیسا تھا؟

جواب: حضرت قیس بن سائب مخزومی رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا معاملہ اپنے تجارتی شرکا کے ساتھ ہمیشہ نہایت ہی صاف ستھرا رہتا تھا۔

27- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی شجاعت و بہادری کی ایک مثال دیں۔

جواب: غزوۂ حنین میں جب اسلامی لشکر دشمنوں کے نرغے میں آگیا تو اس وقت بھی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پریشان نہیں ہوئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ پر گھبراہٹ کے بالکل آثار نہ تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ پوری استقامت کے ساتھ دشمن کے مقابلے میں کھڑے یہ فرما رہے تھے: "میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔"

28- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی شجاعت کے بارے میں کیا بیان کرتے ہیں؟

جواب: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے زیادہ مضبوط کوئی نہیں دیکھا گیا۔

29- قریش کب دست و گریبان ہونے کے قریب تھے؟

جواب: قریش مکہ، حجر اسود کی تنصیب کے موقع پر دست و گریباں ہونے کے قریب تھے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اس معاملے کو نہایت خوش اسلوبی سے حل کر دیا۔

30- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حجر اسود کی تنصیب کا معاملہ کس طرح حل کیا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حجر اسود کو ایک چادر میں رکھ کر ہر قبیلے کے معتبر افراد کو چادر پکڑنے کو کہا، جب تمام افراد نے چادر پکڑی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے حجر اسود کو اٹھا کر اپنی جگہ نصب فرما دیا۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو پرورش کے لیے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس کیوں بھیجا گیا؟

جواب: اہل عرب کے رواج کے مطابق دیہات میں پرورش کے لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا گیا۔

2- حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے بچے روزانہ صبح اٹھ کر کہاں چلے جاتے تھے؟

جواب: حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے بچے روزانہ صبح اٹھ کر بکریاں چرانے چلے جاتے تھے۔

3- اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو قحط سے کس طرح نجات دی؟

جواب: ایک دفعہ عرب میں سخت قحط پڑ گیا۔ سرداران عرب جناب ابوطالب کی اجازت سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو ساتھ لے گئے اور حرم کی دیوار کے ساتھ بٹھا دیا۔ سب لوگ دعا میں مصروف ہو گئے۔ دعا کے دوران نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی۔ ہر طرف سے بادل نمودار ہوئے اور خوب بارش برسی جس سے قحط ختم ہو گیا۔

4- حضرت شیما رضی اللہ عنہا قید ہو کر آئیں تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

جواب: غزوۂ حنین کے قیدیوں میں حضرت شیما رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔ انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو اپنا تعارف کرایا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے بڑی عزت افزائی فرمائی۔ چادر بچھا کر احترام سے بٹھایا اور ارشاد فرمایا: "مانگو تمھیں دیا جائے گا، قیدیوں کی سفارش کرو، انھیں تمھاری وجہ سے امان دی جائے گی۔"

5- غزوہ حنین کے قیدی کس شخصیت کی سفارش سے آزاد ہوئے؟

جواب: حضرت شیما رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ سے غزوۂ حنین کے قیدیوں کی سفارش کی۔ ان کی سفارش پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تاریخ پیدائش ہے:

(الف) 18 اپریل 571ء (ب) 22 اپریل 571ء (ج) 24 اپریل 571ء (د) 26 اپریل 571ء

(ii) حضرت عبدالمطلب کے انتقال کے وقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی عمر مبارک تھی:

(الف) چھے سال (ب) آٹھ سال (ج) دس سال (د) بارہ سال

(iii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے بچپن میں عرب میں قحط پڑا تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کیا کیا؟

(الف) امداد کے طور پر غلہ دیا (ب) خانہ کعبہ کے اندر گئے

(ج) دعا کے دوران میں آسمان کی طرف انگلی اٹھائی (د) زم زم کے کنویں پر گئے

(iv) جس معاہدے کو حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب قرار دیا:

(الف) میثاق مدینہ (ب) صلح حدیبیہ (ج) حلف الفضول (د) مواخات مدینہ

(v) حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کی رضاعی بہن کا اسم گرامی ہے:

(الف) حضرت شیما رضی اللہ عنہا (ب) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

(ج) حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا (د) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا

جوابات (i) 22 اپریل 571ء (ii) آٹھ سال (iii) دعا کے دوران میں آسمان کی طرف انگلی اٹھائی

(iv) حلف الفضول (v) حضرت شیما رضی اللہ عنہا

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے غزوہ حنین کے موقع پر حضرت شیما رضی اللہ عنہا سے کیا سلوک فرمایا؟

جواب: غزوۂ حنین میں حضرت شیما قیدیوں میں شامل تھیں۔ انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو اپنا تعارف کروایا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان کی بڑی عزت افزائی فرمائی، چادر بچھا کر انھیں احترام سے بٹھایا اور ارشاد فرمایا: ماگو تمھیں دیا جائے گا، قیدیوں کی سفارش کرو، انھیں تمھاری وجہ سے امان دی جائے گی۔ پھر ان کی سفارش پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

(ii) عرب کے مظلوموں کی راحت رسانی کے لیے ہونے والے معاہدے کا نام اور اس کے اہم نکات تحریر کریں۔

جواب: عرب کے مظلوموں کی راحت رسانی کے لیے ہونے والے معاہدے کا نام "حلف الفضول" ہے۔ اس معاہدے کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1- ملک سے بدامنی دور کریں گے۔ 2- مظلوموں، مسافروں اور غریبوں کی حفاظت اور مدد کریں گے۔

3- کسی ظالم یا غاصب کو مکہ میں نہیں رہنے دیں گے۔

(iii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کی کس نشانی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اسلام کی طرف ترغیب دلائی؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ایام طفولیت میں گہوارے کے اندر چاند کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور انگلی مبارک کے ساتھ جس طرف اشارہ

فرمایا کرتے تھے، چاند اُسی طرف جھک جاتا تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کی اس نشانی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اسلام کی طرف ترغیب دلائی۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سیرت کی روشنی میں خدمتِ خلق، عفت و حیا، شجاعت، بہن بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ حُسنِ سلوک اور حُسنِ معاملات پر نوٹ لکھیں۔

جواب: دیکھیے سوال 10,11

سرگرمیاں

○ اساتذہ کرام کمرا جماعت میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے بچپن اور جوانی کے واقعات پر گفت گو کروائیں۔

جواب: عملی کام۔

○ طلبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں خدمتِ خلق کی چند مثالیں تحریر کریں۔

جواب: خدمت خلق کے بارے میں اسوۂ رسول خاتم النبیین ﷺ

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی مبارک زندگی خدمت خلق کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1- ایک بار حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ ایک بڑھیا سر پر بوجھ اٹھائے ہوئے ہے مگر اس سے چلا نہیں جاتا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے آگے بڑھ کر اس کی گٹھڑی اپنے سر پر رکھ کر لی اور منزل مقصود تک اسے چھوڑ آئے۔

2- ایک دفعہ حبشہ سے چند مہمان حاضر ہوئے تو آپ خاتم النبیین ﷺ خود ان کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خدمت کرنا چاہی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "انھوں نے میرے ساتھیوں کی خدمت کی ہے، یعنی مہاجرین حبشہ کی خدمت۔ میں خود ان کی خدمت کروں گا۔"

3- طائف سے ایک وفد حاضر ہوا، آپ خاتم النبیین ﷺ نے انھیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور خود ان کی خدمت کی حالانکہ یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو پتھر مارے تھے۔

4- ایک دفعہ ایک مہمان آیا۔ رات کو گھر میں صرف بکری کا دودھ تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے وہ مہمان کو دے دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے اہل خانہ نے رات فاقہ سے گزاری جب کہ اس سے پہلی شب بھی فاقے سے ہی گزری تھی۔

5- آپ خاتم النبیین ﷺ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے گھر روزانہ بکریوں کا دودھ دوہنے تشریف لے جایا کرتے تھے کیوں کہ ان کے گھر میں کوئی دودھ دوہنے والا کوئی نہ تھا۔

6- مدینہ کی لونڈیاں آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس آتیں اور کسی کام کے لیے درخواست کرتیں تو آپ خاتم النبیین ﷺ ان کے ساتھ تشریف لے جاتے اور ان کا کام کرتے۔

2- حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ذوقِ عبادت

حاصلاتِ سبق

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ذوقِ عبادت سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی عبادت کے واقعات و معمولات سے واقف ہو سکیں۔
- عبادت میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے خشوع و خضوع کے بارے میں جان سکیں۔
- عبادت میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اعتدال و میانہ روی کے واقعات کا جائزہ لے سکیں۔
- عبادت میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ذوق و شوق، خشوع و خضوع کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اعتدال و میانہ روی کے واقعات کی روشنی میں عملی زندگی میں اعتدال کی صفت پیدا کر سکیں۔

سوال 12: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ذوقِ عبادت اور خشوع و خضوع پر روشنی ڈالیں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ذوقِ عبادت اور خشوع و خضوع

غارِ حرا میں خلوت نشینی

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی بے حد عبادت فرماتے تھے۔ عبادت میں یک سوئی حاصل کرنے کے لیے آپ خاتم النبیین ﷺ غارِ حرا میں بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اسی غار میں عبادت کے دوران میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ خاتم النبیین ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ذوقِ عبادت نفلی عبادت کا اہتمام آپ خاتم النبیین ﷺ کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزرتا تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔ فرض نمازوں کے ساتھ نوافل کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو خاص شغف تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ فرض روزوں کے ساتھ ساتھ نفلی روزے بھی رکھتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ گھر میں، مسجد میں، خلوت میں، سفر میں، حضر میں، امن میں اور جنگ میں غرض ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔

قیام اللیل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ رات کو اتنی دیر کھڑے ہو کر عبادت کرتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک میں ورم آ جاتا۔ ایک مرتبہ میں نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ اتنی تکلیف برداشت کرتے ہیں، حالاں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ گناہوں سے پاک ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں" (جامع ترمذی: 412)

قرآن مجید نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی عبادت کا تذکرہ یوں کیا ہے:

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِّصْفَهُ أَوِ انقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۝ (سورۃ المزمل: 3-1)

ترجمہ: اے کپڑے میں لپٹنے والے! کھڑا رہو رات کو مگر تھوڑا، آدھی رات یا اس میں سے کچھ کم کر دو۔

نماز سے محبت

نماز تمام عبادات میں سے افضل عبادت ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو نماز سے اس قدر محبت تھی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ

نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نماز میں خشوع و خضوع کی وجہ سے اتنا روتے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے سینہ مبارک سے آواز آتی تھی۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا رات کا معمول:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی رات کی عبادت کے بارے میں فرمایا:

"رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ رات کے ابتدائی حصہ میں سو جاتے تھے۔ پھر اٹھ کر قیام کرتے اور سحری کرتے اور سحری کے قریب وتر پڑھتے، پھر اپنے بستر پر تشریف لاتے۔ پھر جب اذان (فجر) سنتے تو تیزی سے نماز کی تیاری فرماتے۔"

رمضان المبارک میں خصوصی اہتمام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ عبادت کے لیے خود بھی کمربستہ ہو جاتے اور اپنے گھر والوں کو بھی عبادت کے لیے جگاتے تھے۔

روحانی انقلاب

حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات نے سرزمین عرب میں روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ وہ خطہ ارض جہاں بتوں کی پرستش ہوا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ کی یاد تک دلوں سے محو ہو گئی تھی، ان کے خیالات کا رُخ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف ہو گیا۔

ہماری ذمہ داری

ہمیں چاہیے کہ ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ذوقِ عبادت اور خشوع و خضوع سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے منور کریں اور اپنی راتوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد کریں۔

سوال 13: اسلام نے عبادات میں میانہ روی اور اعتدال کے بارے میں کیا احکامات دیے ہیں؟

جواب: میانہ روی اور اعتدال

دینِ اسلام عبادات میں میانہ روی اور اعتدال کا حکم دیتا ہے۔ عبادت میں میانہ روی سے یہ مراد ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرے، اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرے اور ساتھ ساتھ اپنی صحت اور ضروریات کا بھی خیال رکھے۔ انسان اپنی زندگی کا جو لمحہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے احکام کے مطابق گزارتا ہے تو وہ لمحہ بھی عبادت شمار ہوگا۔

اسلامی عبادات میں افراط و تفریط کا شائبہ تک نہیں ہے۔ ان میں اعتدال و میانہ روی کی جھلک نظر آتی ہے۔ اسلامی عبادات میں نہ تو رہبانیت اور عیسائیت کی طرح نفس کشی، ترکِ دنیا اور سخت قسم کی ریاضتیں ہیں اور نہ مشرکانہ طرز پر عبادت میں لہو و لعب کی اجازت ہے۔ اسلام سے پہلے لوگوں نے ایسے طریقے ایجاد کیے تھے جو منشائے الٰہی کے خلاف تھے۔ مثلاً بعض عبادت گزاروں نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا دیے اور اپنے آپ پر اتنا جبر کیا کہ بازو کھڑے کھڑے سوکھ گئے اور ان پر پرندوں نے گھونسلے بنا لیے۔ بعض نے رکوع اور سجدے اتنے طویل کیے کہ اسی حالت میں اُنہیں موت آ گئی۔ کچھ نے روزے ایسے رکھے کہ جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ اس کی بڑی واضح مثال عیسائی راہبہ ہیں جنھوں نے رہبانیت حاصل کرنے کے لیے عبادت کی ایسی مثال پیش کی جس کی پیروی عام آدمی کے بس کی بات نہیں یہی صورت مسیحی راہبوں میں بھی نظر آتی ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے عبادات میں میانہ روی اور اعتدال اپنانے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور ہر دن روزہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں یہ صحیح ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ عبادت بھی کرو اور آرام بھی، روزہ بھی رکھو اور کھاؤ پیو بھی کیوں کہ تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، آنکھوں کا تم پر حق ہے، تم سے ملاقات کے لیے آنے والوں کا بھی تم پر حق ہے۔ بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ (صحیح بخاری 6194)

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ذوقِ عبادت کے اسوۂ حسنہ کو ہم اپنی بدنی اور مالی عبادات میں کیسے اور کہاں کہاں عمل میں لاسکتے ہیں؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ذوقِ عبادت کے اسوہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اس اسوہ کو سیکھنے، سمجھنے، اپنانے اور اپنی عملی زندگی میں ڈھالنے کے ساتھ ساتھ اپنے گھر کے افراد، رشتہ داروں، دوستوں اور دیگر لوگوں میں اس کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس اسوۂ حسنہ کے مطابق ہمیں بھی تمام بدنی اور مالی عبادتوں میں اخلاص، خشوع وخضوع، میانہ روی اور اعتدال پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ تمام عبادات میں اعتدال کے ساتھ تسلسل اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے۔ ہم آپ خاتم النبیین ﷺ کے ذوقِ عبادت کو اپنے اندر پیدا کرکے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرسکتے ہیں جس کے ذریعے ہم اچھے مسلمان اور اسلامی معاشرے کا مفید فرد بن سکتے ہیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی ٹیکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی بے حد فرماتے تھے:
(A) اللہ تعالیٰ کی عبادت (B) سخاوت (C) رحم وکرم (D) تبلیغ

2- عبادت میں یک سوئی کے لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ تشریف لے جاتے تھے:
(A) بیت اللہ میں (B) غارِ ثور میں (C) غارِ حرا میں (D) میدان عرفات میں

3- غارِ حرا میں تشریف لائے:
(A) حضرت اسرافیل علیہ السلام (B) حضرت میکائیل علیہ السلام (C) حضرت عزرائیل علیہ السلام (D) حضرت جبریل علیہ السلام

4- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی:
(A) غارِ ثور میں (B) غارِ حرا میں (C) بیت اللہ میں (D) جبلِ نور پر

5- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ہر وقت مشغول رہتے تھے:
(A) نماز پڑھنے میں (B) روزہ رکھنے میں (C) اللہ تعالیٰ کے ذکر میں (D) تلاوت کلام مجید میں

6- عبادت کے حوالے سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو خاص شغف تھا:
(A) روزوں سے (B) تلاوت قرآن مجید سے (C) نوافل سے (D) زکوٰۃ سے

7- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پاؤں مبارک میں ورم آجاتا:
(A) نماز اور کثرت عبادت سے (B) لوگوں کو دعوت دینے سے
(C) سفر کرنے سے (D) بکریاں چرانے سے

8- جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ اتنی تکلیف کیوں برداشت کرتے ہیں حالانکہ آپ خاتم النبیین ﷺ بخشے ہوئے ہیں تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:
(A) اللہ تعالیٰ کا حکم ہے (B) جنت کا اعلیٰ درجہ چاہتا ہوں
(C) گھر والوں کی مغفرت کے لیے عبادت کرتا ہوں (D) تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں

9- عبادات میں سے افضل عبادت ہے:
(A) روزہ (B) نماز (C) زکوٰۃ (D) حج

10- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا:
(A) نماز کو (B) سخاوت کو (C) روزہ کو (D) تلاوت قرآن کو

11- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں کیا کرتے تھے؟
(A) سوجاتے (B) گھر والوں سے باتیں کرتے (C) تلاوت قرآن کرتے (D) نماز پڑھتے

12- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ وتر پڑھتے تھے:
(A) عشا کے وقت (B) رات کے ابتدائی حصے میں (C) آدھی رات کو (D) سحری کے قریب

13- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ وتر پڑھنے کے بعد:
(A) سحری کرتے (B) تہجد کی ادائیگی کرتے (C) بستر پر آرام کرتے (D) فجر کی تیاری کرتے

14- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اپنے گھر والوں کو بھی عبادت کے لیے جگاتے:
(A) رمضان کے آخری عشرہ میں (B) سارے رمضان میں (C) ایام حج میں (D) محرم میں

15- دین اسلام حکم دیتا ہے:
(A) عبادت میں کثرت کا (B) عبادت میں میانہ روی کا (C) سارا مال خرچ کرنے کا (D) بار بار حج کرنے کا

16- زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے احکام کے مطابق گزارنا ہے:
(A) میانہ روی (B) اعتدال (C) کامیابی (D) عبادت

17- رات بھر عبادت کرتے اور دن میں روزہ رکھتے تھے:
(A) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ (B) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
(C) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (D) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

18- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:
(A) رات کو عبادت کرو (B) دن کو روزہ رکھو
(C) عبادت بھی کرو اور آرام بھی (D) خوب ذکر کرو

19- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا کہ:
(A) روزے رکھو (B) عبادت بھی کرو روزے بھی رکھو اور کھاؤ پیو بھی
(C) رات کو نماز پڑھو (D) روزانہ تلاوت کرو

20- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات نے روحانی انقلاب برپا کردیا:
(A) فارس میں (B) روم میں (C) ہند میں (D) عرب میں

جوابات

1- (A)	2- (C)	3- (D)	4- (B)	5- (C)	6- (B)	7- (A)	8- (D)	9- (B)	10- (A)
11- (A)	12- (D)	13- (C)	14- (A)	15- (B)	16- (D)	17- (A)	18- (C)	19- (B)	20- (D)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک میں ورم آنے کی وجہ کیا تھی؟
(A) کثرتِ عبادت (B) زیادہ سفر (C) اونچی چڑھائی (D) تیز رفتاری

2- وہ کون سی عبادت ہے جس میں نبی کریم ﷺ کو زیادہ خوشی حاصل ہوتی تھی؟
(A) نماز (B) روزہ (C) حج (D) زکوٰۃ

3- اذانِ فجر کے بعد نبی کریم ﷺ کا کیا معمول ہوتا تھا؟
(A) تلاوتِ قرآن (B) اہلِ خانہ کو جگانا (C) نماز کی تیاری (D) نوافل پڑھنا

4- کون سا مذہب عبادات میں میانہ روی اور اعتدال کا حکم دیتا ہے؟
(A) عیسائیت (B) بدھ مت (C) سکھ مت (D) اسلام

5- ہمیں اپنی راتوں کو آباد کرنا چاہیے:
(A) تلاوت سے (B) ذکر اللہ سے (C) نوافل سے (D) درس و تدریس سے

جوابات

(A) -1	(A) -2	(C) -3	(D) -4	(B) -5

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Uderstanding, Applicat on, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- غارِ حرا میں کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: غارِ حرا میں عبادت کے دوران میں ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔

2- نبی کریم ﷺ کے عبادات کے معمولات تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزرتا تھا۔ آپ ﷺ براہِ راست اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ فرض نمازوں کے ساتھ نوافل کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت سے آپ ﷺ کو خاص شغف تھا۔ آپ ﷺ فرض روزوں کے ساتھ ساتھ نفلی روزے بھی رکھتے تھے۔

3- نبی کریم ﷺ کی کثرتِ عبادت کی ایک دلیل تحریر کیجیے۔

جواب: رسول اکرم ﷺ رات کو اتنی دیر کھڑے ہو کر عبادت کرتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک میں ورم آجاتا۔

4- کثرتِ عبادت کی تکلیف پر آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یہ کیوں کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ اتنی تکلیف برداشت کرتے ہیں، حالاں کہ آپ ﷺ گناہوں سے پاک ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں"۔

5- نبی کریم ﷺ کی نماز سے محبت کا حال تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ کو نماز سے اس قدر محبت تھی کہ آپ ﷺ نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ کو جو خوشی، مسرت اور ذوق نماز میں حاصل ہوتا تھا وہ کسی اور عبادت میں حاصل نہ ہوتا تھا۔

6- نبی کریم ﷺ کی رات کی عبادت کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کیا فرماتی ہیں؟

جواب: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی رات کی عبادت کے بارے میں فرماتی ہیں کہ:
"رسول اکرم ﷺ رات کے ابتدائی حصہ میں سو جاتے تھے۔ پھر اٹھ کر قیام کرتے اور سحری کرتے اور سحری کے قریب وتر پڑھتے، پھر اپنے بستر پر تشریف لاتے۔ پھر جب اذان (فجر) سنتے تو تیزی سے نماز کی تیاری فرماتے۔"

7- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رمضان کے آخری عشرے میں نبی کریم ﷺ کی عبادت کے بارے میں کیا فرماتی ہیں؟

جواب: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو حضور اکرم ﷺ عبادت کے لیے خود بھی کمربستہ ہو جاتے اور اپنے گھر والوں کو بھی عبادت کے لیے جگاتے تھے۔

8- عبادت میں میانہ روی سے کیا مراد ہے؟

جواب: عبادت میں میانہ روی سے مراد ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرے، اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرے اور ساتھ ہی اپنی صحت اور ضرورتوں کا بھی خیال رکھے۔

9- نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے کیا پوچھا؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن میں روزے رکھتے ہو۔

10- نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو کیا تلقین کی؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ایسا نہ کرو، عبادت بھی کرو اور آرام بھی، روزے بھی رکھو اور کھاؤ پیو بھی کیوں کہ تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، آنکھوں کا تم پر حق ہے، تم سے ملاقات کے لیے آنے والوں کا بھی تم پر حق ہے۔ بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔

11- نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے سرزمین عرب پر کیا اثر ہوا؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی تعلیمات نے سرزمین عرب میں روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ وہ خطۂ ارض جہاں بتوں کی پرستش ہوا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ کی یاد تک دلوں سے محو ہو گئی تھی، ان کے خیالات کا رُخ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف ہو گیا۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- اسلام میں عبادت کا کیا تصور ہے؟

جواب: انسان اگر زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق گزارتا ہے تو وہ لمحہ بھی عبادت شمار ہوگا۔

2- اعلانِ نبوت سے پہلے نبی کریم ﷺ کی عبادت گزاری کا کیا عالم تھا؟ وضاحت کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی بے حد عبادت فرماتے تھے۔ عبادت میں یک سوئی حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ غارِ حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

3- عبادت میں میانہ روی اختیار کرنا کیوں ضروری ہے؟

جواب: عبادت میں میانہ روی اختیار کرنا اس لیے ضروری ہے کہ انسان کے جسم کا بھی اس پر حق ہے۔ اس کے علاوہ انسان کے رشتہ داروں اور تعلق داروں کا بھی حق ہے۔ کثرت عبادت سے ان حقوق کے نظر انداز ہونے کا اندیشہ ہے۔

4- کئی مرتبہ نبی کریم ﷺ کے سینہ مبارک سے آواز کیوں آتی تھی؟

جواب: کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ نماز میں خشوع وخضوع کی وجہ سے اتنا روتے کہ سینہ مبارک سے آواز آتی تھی۔

5- سبق "حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذوق عبادت" سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: ہمیں چاہیے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ذوق عبادت اور خشوع وخضوع سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے منور کریں اور اپنی راتوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد کریں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) رسول اللہ ﷺ نے عبادت میں میانہ روی کا حکم دیا:
(الف) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو (ب) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو
(ج) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو (د) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو

(ii) جب نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک میں عبادت کے دوران میں ورم آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:
(الف) کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں (ب) کیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کروں
(ج) کیا میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کروں (د) کیا میں عبادت کا حق ادا نہ کروں

(iii) نبی کریم ﷺ نے نماز کو قرار دیا:
(الف) آنکھوں کی ٹھنڈک (ب) آنکھوں کی روشنی (ج) آنکھوں کی چمک (د) دل کی روشنی

(iv) نبی کریم ﷺ غار حرا تشریف لے جاتے تھے:
(الف) فرشتے سے ملاقات کے لیے (ب) تبلیغ کے لیے
(ج) فضیلت کے لیے (د) یک سوئی کے لیے

(v) حدیث مبارک کے مطابق نبی کریم ﷺ رات کے کس حصے میں سوتے تھے؟
(الف) ابتدائی حصے میں (ب) آدھی رات کو (ج) آخری حصے میں (د) فجر کے بعد

جوابات: (i) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو (ii) کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں (iii) آنکھوں کی ٹھنڈک
(iv) یک سوئی کے لیے (v) ابتدائی حصے میں

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) نبی کریم ﷺ عبادت کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے؟ ایک مثال دیں۔

جواب: نماز اور کثرت عبادت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک میں ورم آ جاتا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ اتنی تکلیف برداشت کرتے ہیں، حالاں کہ آپ ﷺ گناہوں سے پاک ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔"

(ii) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی رات کی عبادت کا کیا معمول بیان فرمایا ہے؟

جواب: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی رات کی عبادت کے بارے میں فرمایا:

"رسول اکرم ﷺ رات کے ابتدائی حصہ میں سو جاتے تھے۔ پھر اٹھ کر قیام کرتے اور سحری کرتے اور سحری کے قریب وتر پڑھتے، پھر اپنے بستر پر تشریف لاتے۔ پھر جب اذان (فجر) سنتے تو تیزی سے نماز کی تیاری فرماتے۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو حضور اکرم ﷺ عبادت کے لیے خود بھی کمر بستہ ہو جاتے اور اپنے گھر والوں کو بھی عبادت کے لیے جگاتے تھے۔

(iii) نبی کریم ﷺ نے عبادت میں میانہ روی کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو کیا نصیحت کی؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور ہر دن روزہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں یہ صحیح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، عبادت بھی کرو اور آرام بھی، روزے بھی رکھو اور کھاؤ پیو بھی کیوں کہ تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، آنکھوں کا تم پر حق ہے، تم سے ملاقات کے لیے آنے والوں کا بھی تم پر حق ہے۔ بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) نبی کریم ﷺ کے ذوق عبادات میں میانہ روی واعتدال پر جامع نوٹ لکھیں۔ جواب: دیکھیں سوال نمبر 13

سرگرمیاں

○ عبادت کے سلسلے میں شب وروز کے معمولات نبوی ﷺ کے بارے میں کمرا جماعت میں مذاکرہ کریں۔

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے اپنے گھر کے معمولات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا، ایک حصہ اپنے ذاتی کاموں کے لیے، دوسرا حصہ گھر والوں کے لیے اور تیسرا حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ہوتا تھا۔ آپ ﷺ اپنے ذاتی کاموں کے لیے مخصوص وقت میں ان خواص کے ساتھ ملاقات بھی کرتے تھے جو آپ ﷺ کی خدمت میں گھر حاضر ہوتے تھے۔ یہ مجلس روزانہ ہوتی تھی۔ ضرورت مند بھی سوال لے کر آتے تھے اور آپ ﷺ حسب موقع ان کی ضرورت پوری فرما دیتے تھے۔

آپ ﷺ راتوں کو قیام کرتے تھے، آپ ﷺ عموماً دن کو روزہ رکھا کرتے تھے، آپ ﷺ تلاوت قرآن مجید کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ آپ ﷺ فرض نمازوں کے علاوہ نفل نمازوں بالخصوص نماز تہجد کا اہتمام فرماتے تھے۔ آپ ﷺ صدقہ وخیرات کرتے، آپ ﷺ مریضوں کی عیادت فرماتے۔

آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم وتربیت اور دعوت وتبلیغ میں بھی مشغول رہتے تھے۔

○ عبادت کی مختلف صورتوں پر مشتمل چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

جواب: عبادت کی مختلف صورتیں: نمازوں کی پابندی، روزے رکھنا، تلاوت قرآن مجید، حج ادا کرنا، ذکر کرنا، سچ بولنا، صبر وشکر کرنا، جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی گلوچ سے بچنا، یتیموں کی کفالت، فضول کاموں میں وقت صرف نہ کرنا، بیماروں کی تیمارداری، اساتذہ کا احترام، غربا ومساکین کی مدد، بھوکوں کو کھانا کھلانا، بڑوں کا ادب کرنا، چھوٹوں سے شفقت سے پیش آنا، دعوت وتبلیغ، والدین سے حسن سلوک، پڑوسیوں اور بیواؤں کے حقوق کی ادائیگی، اعزا واقربا اور بیوی بچوں سے صلح رحمی کرنا وغیرہ۔

○ اساتذہ کرام کمرا جماعت میں نبی کریم ﷺ کی عبادت میں ذوق وشوق اور خشوع وخضوع کے حوالے سے گفت گو کریں۔

جواب: عملی کام۔

3- حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی سخاوت و ایثار

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- اسوۂ نبوی سے سخاوت و ایثار کی مثالیں جان سکیں۔
- سیرت طیبہ سے سخاوت و ایثار کی مختلف صورتوں (مالی، بدنی اور علمی) کے متعلق آگاہ ہو سکیں۔
- ﷺ کی سیرت میں اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سخاوت اور ایثار کی ترغیب و تلقین کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- معاشرتی زندگی میں سخاوت و ایثار کے فوائد کا جائزہ لے سکیں۔
- معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے سخاوت و ایثار جیسی صفات کو اپنا سکیں۔
- اسوۂ حسنہ کی روشنی میں ﷺ کی سخاوت اور ایثار کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
- سخاوت اور ایثار جیسی صفات کو روزمرہ زندگی میں اپنا کر معاشرے کی ترقی کا باعث بن سکیں۔

سوال 14: سخاوت و ایثار کا مفہوم تحریر کریں۔ حضرت محمد ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی سے سخاوت و ایثار کی مثالیں تحریر کریں۔

جواب: سخاوت و ایثار کا مفہوم

سخاوت کا معنی کھلے دل سے خرچ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو مال عطا فرمایا ہے، اس میں سے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے اس کے بندوں پر مال خرچ کرنا سخاوت کہلاتا ہے۔ انسان اگر اپنی ضرورت اور حاجت کے باوجود خرچ کرے تو یہ بہترین سخاوت ہے، اسی کو ایثار کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایثار کرنے والے لوگوں کو کامیاب قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''اور وہ اپنے آپ پر (انھیں) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انھیں شدید حاجت ہو۔'' (سورۃ الحشر: 9)

نبی کریم ﷺ نے سخاوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: سخی اللہ تعالیٰ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے اور کنجوس اللہ تعالیٰ اور جنت سے دور اور آگ کے قریب ہے۔
(جامع ترمذی: 1961)

سخاوت کی مختلف صورتیں درج ذیل ہیں:

1- فقرا اور مساکین کو کھانا کھلانا۔
2- یتیموں کی پرورش کرنا۔
3- بیواؤں کی مالی مدد کرنا۔
4- عوامی فلاح و بہبود کے مختلف امور انجام دینا۔

سخاوت کو اگر وسیع مفہوم میں دیکھا جائے تو مال و دولت کے ساتھ ساتھ علم، صحت، وقت اور دوسری نعمتوں میں بھی انسان سخاوت کر سکتا ہے۔ علم کی بات اس شخص کو بتانا جو واقف نہیں، یہ بھی سخاوت ہے۔ کسی بیمار اور پریشان حال شخص کو وقت دے دینا جس سے اس انسان کا دل بہل جائے یہ بھی سخاوت ہے۔ صحت مند کا کسی بیمار، بوڑھے اور کمزور شخص کے کسی معاملے میں مدد کرنا بھی سخاوت ہے۔

(الف) اُسوۂ رسول ﷺ سے سخاوت و ایثار کی مثالیں

1- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے جو کچھ مانگا جاتا آپ ﷺ عطا فرما دیتے، ایک شخص

حاضر ہوا اور سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے صدقے کے مال میں سے اتنی بکریاں دینے کا حکم فرمایا کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان کو بھر دیتیں، وہ اپنی قوم کی طرف لوٹا اور کہنے لگا کہ اے میری قوم اسلام لے آؤ، بے شک محمد ﷺ اس قدر عطا فرماتے ہیں کہ محتاجی کا خوف نہیں رہتا۔ (صحیح مسلم: 6021)

2- ایک مرتبہ ﷺ کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا کہ میں بھوکا ہوں، آپ ﷺ نے اپنی کسی زوجہ کے پاس مہمان کے کھانے کے انتظام کا پیغام بھیجا، انھوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے، میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں، پھر آپ ﷺ نے دوسری زوجہ مطہرہ کے پاس پیغام بھیجا، انھوں نے بھی اسی طرح کہا، حتیٰ کہ سب نے اسی طرح کہا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا آج رات کون اس شخص کو مہمان بنائے گا؟ انصار میں سے ایک شخص نے کہا یا ﷺ! میں اس کی ضیافت کروں گا۔ وہ اس کو اپنے گھر لے گئے اور اس نے اپنی بیوی سے پوچھا تمھارے پاس کھانے کے لیے کیا کچھ ہے؟ بیوی نے کہا صرف بچوں کے لیے تھوڑا سا کھانا ہے۔ اس نے کہا ان کو بہلا کر سلا دو اور جب مہمان کھانا کھانے لگے تو چراغ درست کرنے کے بہانے بجھا دینا تا کہ مہمان کو اس بات کا اندازہ نہ ہو سکے کہ ہم کھانے میں شریک نہیں ہیں۔ چنانچہ خاتون خانہ نے ایسا ہی کیا اور مہمان نے کھانا کھا لیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جس طرح رات کو اپنے مہمان کی ضیافت کی ہے، اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا۔ (صحیح مسلم: 5359)

3- نبی کریم ﷺ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات اگر آپ ﷺ کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا اور کوئی مانگنے والا آ جاتا تو اپنی ضمانت دے کر مطلوبہ شے کسی سے لے کر حاجت مند کی ضرورت پوری فرما دیتے۔ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، کسی چیز کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس وقت میرے پاس کوئی شے نہیں، ہاں تم میری ضمانت پر اپنی مطلوبہ اشیا خرید لو جب ہمارے پاس کچھ آ جائے گا ہم اس کی قیمت ادا کریں گے۔
(شمائل ترمذی: 338)

ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ ﷺ نے کبھی انکار کیا ہو۔ (صحیح مسلم: 2311)

4- ایک دفعہ ایک عورت نے ایک چادر لا کر حضور ﷺ کو پیش کی۔ آپ ﷺ کو ضرورت تھی اس لیے تحفہ قبول فرمایا۔ ایک صاحب خدمت میں حاضر تھے۔ انھوں نے چادر کی تعریف کی، آپ ﷺ نے چادر اتار کر انھیں دے دی۔ آپ ﷺ کے جانے کے بعد لوگوں نے ان صاحب کی اس حرکت پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے برکت کے خیال سے لی ہے تا کہ میرے کفن کے کام آ سکے۔

5- ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس ولیمے کی دعوت کے لیے کچھ نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر آٹے کی ٹوکری لے آؤ۔ وہ گئے اور ٹوکری لے آئے۔ حالانکہ حضور ﷺ کے گھر اس کے علاوہ کھانے کو کچھ نہ تھا۔

(ب) اسوۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مثالیں

نبی کریم ﷺ اپنے قول اور عمل میں نہ صرف سخاوت کا خود ایک نمونہ تھے، بلکہ آپ ﷺ اہل بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سخاوت اور ایثار کی ترغیب و تلقین بھی فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیوانہ وار آپ ﷺ کی ترغیب پر اپنا مال و اسباب آپ ﷺ کے قدموں پر ڈھیر فرما دیتے تھے۔ غزوۂ تبوک 9 ہجری کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: آج کوئی ایسا شخص ہے جو لشکر کی تیاری میں مدد کرے تو میں اس کو جنت کی بشارت دیتا ہوں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سب مال و اسباب آپ کی بارگاہ میں نچھاور کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کا نصف مال پیش کر دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیکڑوں اونٹ، گھوڑے اور اشرفیاں بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیں۔

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سخاوت اور ایثار و قربانی کا پیکر تھے۔ ایک بار سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روزے سے تھے کہ افطار کے وقت سائل نے دستک دی کہ وہ بھوکا ہے تو سب کچھ اس کو عطا کر دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

سوال 15: سخاوت و ایثار کے فوائد تحریر کریں نیز اپنی زندگی کے کوئی دو ایسے واقعات تحریر کریں جن میں آپ نے ایثار سے کام لیا ہو۔

جواب: سخاوت و ایثار کے فوائد

1- سخاوت و ایثار سے جہاں افراد معاشرہ کی مدد ہوتی ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔
2- سخاوت و ایثار انسانی دل سے مال و دولت کی لالچ و محبت اور لالچ ختم کر دیتی ہے۔
3- سخاوت و ایثار سے بلائیں ٹل جاتی ہیں اور ایمان کامل نصیب ہوتا ہے۔
4- سخاوت و ایثار سے انسان کو اطمینان قلب جیسی نعمت نصیب ہوتی ہے۔
5- سخاوت و ایثار سے انسان دوسروں کی دعائیں لیتا ہے۔
6- سخاوت و ایثار سے انسان کو روحانی خوشی ملتی ہے۔
7- دوسروں میں بھی سخاوت و ایثار کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔

پہلا واقعہ: ایک دفعہ عید الفطر سے کچھ روز قبل ہمارے دروازے پر ایک عورت آئی۔ اس کے ساتھ میری عمر کا ایک بچہ تھا۔ اس عورت نے مدد کی اپیل کی۔ میرے والد نے اسے کچھ رقم دے کر اس کی مدد کی۔ ساتھ ہی اس نے بتایا کہ یہ میرے ساتھ میرا یتیم بیٹا ہے۔ عید پر پہننے کے لیے اس کے پاس کپڑے نہیں ہیں۔ اگر آپ کے پاس اس کے لیے کپڑے ہوں تو عنایت کر دیجیے۔ میں دروازے کے پاس کھڑا یہ ساری گفتگو سن رہا تھا۔ میں فوراً اندر گیا اور اپنا نیا سوٹ اسے لا کر دے دیا جو میں نے عید کے روز پہننے کے لیے سلوایا تھا۔ اس ایثار کی بدولت مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ وہ عورت مجھے ڈھیروں دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہو گئی۔

دوسرا واقعہ: جب میں پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا تو سالانہ امتحان میں جماعت میں میری پہلی پوزیشن آئی۔ امی اور ابو نے خوش ہو کر مجھے پیسے بطور انعام دیے۔ میں نے اس رقم سے کھلونا گاڑی خریدنے کا فیصلہ کیا۔ میں اپنے ابو کے ساتھ گھر کے پاس ہی ایک بڑے سٹور پر گاڑی خریدنے کے لیے چلا گیا۔ وہاں ہم نے دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی رو رو کر کہہ رہا تھا کہ میرے بچے بھوکے ہیں۔ میرے پاس کھانا خریدنے کے پیسے نہیں ہیں، میری مدد کرو۔ مجھے اس بوڑھے شخص پر رحم آ گیا۔ میرے پاس کھلونا خریدنے کے لیے جتنے پیسے تھے میں نے وہ سارے اس بوڑھے شخص کو دے دیے۔ میرے اس ایثار سے ابو بہت خوش ہوئے اور بوڑھے شخص نے بھی ڈھیروں دعائیں دیں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری اور باطنی سخاوت و ایثار کے اسوۂ پر ہم کب، کیسے اور کہاں کہاں عمل کر سکتے ہیں؟

جواب: ہمیں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سخاوت اور ایثار کے اسوۂ مبارک کو جاننے، سیکھنے، اپنی زندگی میں ڈھالنے اور دوسروں کو سکھانے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ سخاوت و ایثار کا تعلق صرف مال اور ظاہری چیزوں کی کثرت سے ہی نہیں ہوتا بلکہ زندگی کے تمام معاملات میں سخاوت و ایثار کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ کسی کو وقت دینا، رہ نمائی کرنا، علم یا فن سکھانا، تعریف، حوصلہ افزائی یا دعائیں کرنا وغیرہ بھی سخاوت کے مفہوم میں داخل ہیں۔ ان عادات کو اپنا کر ہم معاشرے میں لوگوں کے لیے خیر اور سہولت کا باعث بن سکتے ہیں اور لوگوں کی دعائیں سمیٹ کر دنیا اور آخرت کی سعادتیں حاصل کر سکتے ہیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- اللہ کے دیے ہوئے مال کو اس کے بندوں پر خرچ کرنا ہے:
(A) سخاوت (B) ایثار (C) ہمدردی (D) قربانی

2- اپنی ضرورت اور حاجت کے باوجود اگر انسان خرچ کرے تو یہ ہے:
(A) رواداری (B) صبر و توکل (C) قناعت (D) ایثار

3- فقرا اور مساکین کو کھانا کھلانا ہے:
(A) قناعت (B) زُہد (C) سخاوت (D) رواداری

4- اللہ تعالیٰ، جنت اور لوگوں سے قریب ہے:
(A) سخی (B) غنی (C) فقیر (D) زاہد

5- اللہ تعالیٰ اور جنت سے دور ہے:
(A) دنیادار (B) تاجر (C) فاسق (D) کنجوس

6- علم کی بات اس شخص کو بتانا جو واقف نہیں ہے، کہلاتا ہے:
(A) صدقہ (B) سخاوت (C) رحم دلی (D) ہمدردی

7- صحت مند آدمی کا کسی بیمار، بوڑھے اور کمزور شخص کے کسی معاملے میں مدد کرنا ہے:
(A) فرض (B) واجب (C) ایثار (D) سخاوت

8- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مانگا جاتا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم:
(A) عطا فرما دیتے (B) بعد میں دینے کا وعدہ کرتے
(C) انکار کر دیتے (D) کام کاج کرنے کو کہتے

9- ایک شخص کے سوال کرنے پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے صدقہ کے مال میں سے بکریاں دینے کا حکم دیا:
(A) جو ایک کرۂ ارض کو بھر دیں (B) جو دو پہاڑوں کے درمیان کو بھر دیں
(C) جو ضرورت کے لیے کافی ہوں (D) جو زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں

10- ایک بھوکے شخص کے سوال پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر سے کچھ کھانے کے لیے لانے کا پیغام بھیجا تو کیا جواب آیا؟
(A) گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں (B) گھر میں ایک کھجور کے سوا کچھ نہیں
(C) گھر میں کچھ بھی نہیں (D) گھر میں مہمان کے لیے کھانا نہیں

11- بھوکے شخص کی مہمان نوازی قبول کی:
(A) ایک مہاجر نے (B) ایک انصاری نے (C) اہل صفہ نے (D) ایک سردار نے

12- انصاری صحابی کی بیوی نے کہا:
(A) ہم سب کے لیے کافی کھانا ہے (B) مہمان کے لیے کھانا نہیں ہے
(C) صرف بچوں کے لیے کھانا ہے (D) صرف دو آدمیوں کا کھانا ہے

13- انصاری نے اپنی بیوی سے کہا جب مہمان کھانا شروع کر دے تو:
(A) چراغ جلا دینا (B) چراغ بجھا دینا (C) بچوں کو بھی لے آنا (D) خود بھی ساتھ بیٹھ جانا

14- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت مند کی ضرورت پوری کرتے تھے:
(A) اپنی ضمانت دے کر (B) گھر کا سامان بیچ کر (C) محنت مزدوری کر کے (D) مال غنیمت میں سے

15- غزوۂ تبوک پیش آیا:
(A) سات ہجری میں (B) آٹھ ہجری میں (C) نو ہجری میں (D) دس ہجری میں

16- غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے لشکر کی تیاری میں مدد کرنے والے کو بشارت دی:
(A) مال دار ہونے کی (B) جنت کی (C) خلیفہ بننے کی (D) بانات کی

17- غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنا سارا مال نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا:
(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے

18- غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدد کی:
(A) گھر کا سارا مال دے کر (B) سیکڑوں اونٹوں کے ساتھ
(C) گھر کا آدھا مال دے کر (D) سیکڑوں اشرفیاں دے کر

19- غزوۂ تبوک میں سامان جہاد سے لدے سیکڑوں اونٹ اور اشرفیاں دیں:
(A) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے

20- ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روزہ افطار کرنے لگے تو سائل نے دستک دی، اس پر انھوں نے کیا کیا؟
(A) روزہ افطار کرنے میں سائل کو بھی شامل کیا۔ (B) سب کچھ سائل کو دے دیا
(C) روزہ افطار کرنے کے بعد بقیہ کھانا سائل کو دے دیا (D) سائل سے معذرت کر لی

21- انسانی دل سے مال و دولت کی محبت ختم ہوتی ہے:
(A) سخاوت سے (B) کسب حلال سے (C) روزہ رکھنے سے (D) حج کرنے سے

22- بلائیں ٹل جاتی ہیں:
(A) حصول علم سے (B) کسب حلال سے (C) فلاحی کام کرنے سے (D) سخاوت سے

جوابات

1- (A)	2- (D)	3- (C)	4- (A)	5- (D)	6- (B)	7- (D)	8- (A)	9- (B)	10- (A)
11- (B)	12- (C)	13- (B)	14- (A)	15- (C)	16- (B)	17- (A)	18- (C)	19- (D)	20- (B)
21- (A)	22- (D)								

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- نبی کریم ﷺ سے بکریاں لے جانے والے شخص نے اپنی قوم سے کہا، اے میری قوم:
(A) مال و دولت لے آؤ (B) اسلام لے آؤ (C) بکریاں لے آؤ (D) کھجوریں لے آؤ

2- انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ جب مہمان آئے تو چراغ بجھا دینا اور ان پر ظاہر کرنا کہ ہم بھی ہیں:
(A) بیٹھے ہوئے (B) کھاتے (C) بھاگتے (D) سوتے

3- اہل بیت اطہار پیکر تھے سخاوت اور:
(A) ایثار و قربانی کے (B) صدق و وفا کے (C) صبر و شکر کے (D) اخوت و مساوات کے

4- کون سا عمل انسانی دل سے مال و دولت کی لالچ اور محبت ختم کر دیتا ہے؟
(A) نماز (B) عبادت (C) سخاوت (D) قناعت

5- جس عمل سے افراد معاشرہ کی مدد ہوتی ہے:
(A) سخاوت و ایثار (B) ذکر و اذکار (C) شکر و صبر (D) صبر و قناعت

جوابات

1- (B)	2- (B)	3- (A)	4- (C)	5- (A)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی بنیاد میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- سخاوت سے کیا مراد ہے؟
جواب: سخاوت کا معنی کھلے دل سے خرچ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو مال عطا فرمایا ہے، اس میں سے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے اس کے بندوں پر مال خرچ کرنا سخاوت کہلاتا ہے۔

2- ایثار سے کیا مراد ہے؟
جواب: انسان اگر اپنی ضرورت اور حاجت کے باوجود خرچ کرے تو یہ بہترین سخاوت ہے، اسی کو ایثار کہا جاتا ہے۔

3- سخاوت کی مختلف صورتیں لکھیں۔
جواب: سخاوت کی مختلف صورتیں:
1- فقرا اور مساکین کو کھانا کھلانا۔ 2- یتیموں کی پرورش کرنا۔
3- بیواؤں کی مالی مدد کرنا۔ 4- عوامی فلاح و بہبود کے مختلف امور انجام دینا۔

4- وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: ترجمہ: اور وہ اپنے آپ پر (انھیں) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انھیں شدید حاجت ہو۔

5- نبی کریم ﷺ نے سخاوت کی اہمیت کس طرح بیان فرمائی ہے؟
جواب: نبی کریم ﷺ نے سخاوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:
ترجمہ: سخی اللہ تعالیٰ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ اور جنت سے دور اور آگ کے قریب ہے۔

6- انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے مہمان کی کس طرح ضیافت کی؟
جواب: انصاری صحابی رضی اللہ عنہ مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور اس نے اپنی بیوی سے پوچھا تمھارے پاس کھانے کے لیے کیا کچھ ہے؟ بیوی نے کہا صرف بچوں کے لیے تھوڑا سا کھانا ہے۔ انھوں نے کہا ان کو بہلا کر سلا دو اور جب مہمان کھانا کھانے لگے تو چراغ درست کرنے کے بہانے بجھا دینا تاکہ مہمان کو اس بات کا اندازہ نہ ہو سکے کہ ہم کھانے میں شریک نہیں ہیں۔ چنانچہ خاتون خانہ نے ایسا ہی کیا اور مہمان نے کھانا کھا لیا۔

7- نبی کریم ﷺ اپنی ضمانت سے بھی دوسروں کی مدد کرتے تھے، وضاحت کریں۔
جواب: بعض اوقات نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا اور کوئی مانگنے والا آجاتا تو اپنی ضمانت دے کر مطلوبہ شے کسی سے لے کر حاجت مند کی ضرورت پوری فرما دیتے۔ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، کسی چیز کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اس وقت میرے پاس کوئی شے نہیں، ہاں تم میری ضمانت پر اپنی مطلوبہ اشیا خرید لو جب ہمارے پاس کچھ آجائے گا ہم اس کی قیمت ادا کریں گے۔"

8- غزوۂ تبوک کے لشکر کی تیاری کے حوالے سے نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: آج کوئی ایسا شخص ہے جو لشکر کی تیاری میں مدد کرے تو میں اس کو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

9- غزوۂ تبوک میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کس طرح لشکر کی مدد کی؟

جواب: غزوۂ تبوک میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سب مال واسباب آپ ﷺ کی بارگاہ میں نچھاور کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کا نصف مال پیش کر دیا۔

10- غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کیا خدمت کی؟

جواب: غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سامان جہاد سے لدے سیکڑوں اونٹ اور اشرفیاں بارگاہ رسالت میں پیش کر دیں۔

11- اہل بیت سے سخاوت اور ایثار کی ایک مثال دیں۔

جواب: ایک بار سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روزے سے تھے، کہ افطار کے وقت سائل نے دستک دی کہ وہ بھوکا ہے تو سب کچھ اس کو عطا کر دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

12- سخاوت کے دو فوائد لکھیں۔

جواب: 1- سخاوت و ایثار سے انسان کو روحانی خوشی ملتی ہے۔ 2- دوسروں میں بھی سخاوت و ایثار کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔

13- سخاوت سے کس طرح اطمینان قلب جیسی نعمت حاصل ہوتی ہے؟

جواب: سخاوت و ایثار سے جہاں افراد معاشرہ کی مدد ہوتی ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ سخاوت، انسانی دل سے مال و دولت کی لالچ و محبت اور لالچ ختم کر دیتی ہے، اس طرح اطمینان قلب جیسی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ سخاوت سے بلائیں ٹل جاتی ہیں اور ایمان کامل نصیب ہوتا ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- سخاوت کا وسیع ترین مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: سخاوت کو اگر وسیع تر مفہوم میں دیکھا جائے تو مال و دولت کے ساتھ ساتھ علم، صحت، وقت اور دوسری نعمتوں میں بھی انسان سخاوت کر سکتا ہے۔ علم کی بات بتانا، کسی بیمار اور پریشان حال شخص کو وقت دینا، صحت مند آدمی کا کمزوروں کی مدد کرنا بھی سخاوت کے مفہوم میں آتا ہے۔

2- وقت اور صحت کے حوالے سے سخاوت کس طرح ممکن ہے؟

جواب: کسی بیمار اور پریشان حال شخص کو وقت دے دینا جس سے اس کا دل بہل جائے وقت میں سخاوت ہے اسی طرح کسی صحت مند آدمی کا کسی بوڑھے اور کمزور شخص کی کسی معاملے میں مدد کرنا بھی سخاوت ہے۔

3- انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے مہمان کی ضیافت کے وقت چراغ کیوں بجھا دیا؟

جواب: کھانا کم تھا جو صرف مہمان ہی کھا سکتا تھا۔ چراغ بجھا کر تاریکی میں مہمان پر یہ ظاہر کیا گیا کہ میزبان بھی کھانا کھا رہے ہیں۔ ایسا کرنے سے مہمان نے سیر ہو کر کھانا کھا لیا۔

4- نبی کریم ﷺ کی سخاوت کی تلقین پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کیا ردعمل ہوتا تھا؟

جواب: نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سخاوت اور ایثار کی ترغیب و تلقین فرماتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیوانہ وار آپ ﷺ کی ترغیب پر اپنا مال واسباب آپ ﷺ کے قدموں پر ڈھیر فرما دیتے تھے۔

5- اطمینان قلب کے حصول میں سخاوت کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: سخاوت انسانی دل سے مال و دولت کی لالچ و محبت اور لالچ ختم کر دیتی ہے جس کے بعد انسان کو اطمینان قلب جیسی نعمت نصیب ہوتی ہے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) سخاوت سے مراد ہے:

(الف) کھلے دل سے خرچ کرنا (ب) فضول خرچی کرنا (ج) منع کرنا (د) روک لینا

(ii) علمی سخاوت سے مراد ہے:

(الف) کسی کو علمی بات سمجھانا (ب) کسی پر مال خرچ کرنا

(ج) کسی کو وقت دینا (د) تیمارداری کرنا

(iii) یتیموں کی پرورش کرنا اور عوامی فلاح و بہبود کے کام انجام دینا کہلاتا ہے:

(الف) صبر و تحمل (ب) سخاوت و ایثار (ج) عفو و درگزر (د) رواداری

(iv) انصاری میزبان نے مہمان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

(الف) خود بھوکے رہے اور اس کو کھلایا (ب) بچوں کے ساتھ اسے کھانا کھلایا

(ج) اسے مال و دولت عطا کیا (د) اسے کھجوریں عطا کیں

(v) انسانی دل سے مال و دولت کی لالچ و محبت اور لالچ کو ختم کرتی ہے:

(الف) فضول خرچی (ب) منافقت (ج) سخاوت (د) صلہ رحمی

جوابات (i) کھلے دل سے خرچ کرنا (ii) کسی کو علمی بات سمجھانا (iii) سخاوت و ایثار

(iv) خود بھوکے رہے اور اس کو کھلایا (v) سخاوت

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) نبی کریم ﷺ کی سخاوت کی ایک مثال تحریر کیجیے۔

جواب: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے صدقے کے مال میں سے اتنی بکریاں دینے کا حکم فرمایا کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان کو بھر دیتیں، وہ اپنی قوم کی طرف لوٹا اور کہنے لگا کہ میری قوم اسلام لے آؤ، بے شک محمد ﷺ اس قدر عطا فرماتے ہیں کہ فقر کا خوف نہیں رہتا۔

(ii) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی سخاوت کی ایک مثال بیان کریں۔

جواب: حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ روزے سے تھے کہ افطار کے وقت سائل نے دستک دی کہ وہ بھوکا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سب کچھ اس کو عطا کر دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

(iii) غزوۂ تبوک کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کس طرح سخاوت کا مظاہرہ فرمایا؟

جواب: غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سب مال واسباب آپ ﷺ کی بارگاہ میں نچھاور کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کا نصف مال پیش کر دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیکڑوں اونٹ، گھوڑے اور اشرفیاں بارگاہ رسالت میں پیش کر دیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) سیرت طیبہ سے سخاوت کو مثالوں سے واضح کریں۔

جواب: دیکھیں سوال نمبر 14 (جز الف)

سرگرمیاں

- طلبا اپنے جیب خرچ میں سے جمع شدہ رقم اور اشیا کے ذریعے سے فلاحی کاموں میں حصہ لیں۔

جواب: عملی کام۔

- اساتذہ کرام نشان دہی کریں کہ روزمرہ زندگی میں سخاوت اور ایثار کی ضرورت کن کن مواقع پر پیش آتی ہے؟

جواب: روزمرہ زندگی میں سخاوت وایثار کے مواقع

1- آپ کسی بھوکے یا پیاسے کو دیکھتے ہیں تو اس وقت اسے کھانا کھلا کر اور پانی پلا کر سخاوت وایثار کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

2- آپ کے ساتھ پڑھنے والا کوئی طالب علم غریب ہے تو اس کو کتابیں خرید کر دیتے ہیں یا اس کی فیس ادا کرتے ہیں تو آپ اس موقع پر سخاوت و ایثار کرتے ہیں۔

3- آپ کسی فقیر و محتاج کو دیکھ کر اس کی مدد کرتے ہیں تو یہ سخاوت وایثار کی ایک قسم ہے۔

4- آپ عید کے موقع پر غربا و مساکین بچوں کو کپڑے خرید دیتے ہیں تو یہ بھی سخاوت وایثار کی ایک مثال ہے۔

5- آپ کسی قرض دار کو قرض ادا کرنے کے لیے کچھ عطا کرتے ہیں تو یہ بھی سخاوت ہے۔

6- آپ ڈاکٹر ہیں اور تھکے ہوئے گھر آتے ہیں اتنے میں کوئی مریض آجاتا ہے، آپ اپنے آرام پر ترجیح دیتے ہوئے اس کا علاج کرتے ہیں تو یہ بھی ایثار ہے۔

7- آپ جلدی میں سکول، اکیڈمی یا کسی ضروری کام سے جا رہے ہیں راستے میں آپ کو کوئی معذور یا بوڑھا شخص نظر آتا ہے اور آپ اسے سڑک پار کرنے میں مدد دیتے ہیں تو یہ بھی ایثار ہے۔

8- آپ آرام کرنا چاہ رہے ہیں مگر امی، ابو یا کوئی بڑا آپ کو کوئی کام کہتا ہے اور آپ آرام کرنے کے بجائے کہے گئے کام کو سرانجام دیتے ہیں تو یہ بھی ایثار ہے۔

9- آپ کسی مریض کو ہسپتال پہنچاتے ہو یا اس کو دوا لے کر دیتے ہو تو یہ سخاوت وایثار ہے۔

10- آپ سے کوئی آپ کا دوست سبق پوچھتا ہے اور آپ اسے سبق یاد کرنے میں مدد دیتے ہو جب کہ آپ کوئی اور کام کر رہے ہوں تو اس موقع پر آپ ایثار کر رہے ہوتے ہیں۔

- اساتذہ کرام طلبہ کو ہدایت کریں کہ وہ بخل سے پناہ مانگنے کی مسنون دعا پڑھنے کو اپنا معمول بنائیں۔

جواب: بخل سے پناہ مانگنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ

(صحیح بخاری: 5425)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم سے، رنج سے، عجز سے، سستی سے، بخل سے، بزدلی سے، قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبے سے۔

4- صلہ رحمی

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اسوۂ نبوی (ﷺ) سے صلہ رحمی کی مثالیں جان سکیں۔
- رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں اہل بیت اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صلہ رحمی کی ترغیب و تلقین کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- عمر اور رزق میں اضافہ و برکت کے حوالے سے صلہ رحمی کی اہمیت جان سکیں۔
- سیرت طیبہ سے صلہ رحمی کی مختلف صورتوں (مالی و بدنی) کے متعلق آگاہ ہو سکیں۔
- معاشرتی زندگی میں صلہ رحمی کے فوائد اور قطع رحمی کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- صلہ رحمی جیسی صفت کو اپنا کر قرابت داری کے حقوق ادا کر سکیں۔
- اُسوہ حسنہ کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کی صلہ رحمی کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
- صلہ رحمی جیسی صفت کو روزمرہ زندگی میں اپنا کر خاندانی زندگی کے استحکام کا باعث بن سکیں۔

سوال 16: صلہ رحمی کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: صلہ رحمی کا مفہوم

اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھے اور بہتر تعلقات قائم کرنا، آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہنا، دکھ، درد، خوشی اور غم میں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ چلنا، ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھنا اور ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا، رشتوں کو اچھی طرح سے نبھانا اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا، رشتہ داروں پر احسان کرنا، ان پر صدقہ و خیرات کرنا، اگر مالی حوالے سے تنگ دست اور کمزور ہیں تو ان کی مدد کرنا اور ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھنا صلہ رحمی کہلاتا ہے۔

قطع رحمی کا مفہوم

قطع رحمی صلہ رحمی کا متضاد ہے۔ قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا اور ان کی خبر گیری سے غفلت برتنا قطع رحمی کہلاتا ہے۔

اُسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں صلہ رحمی کی اہمیت

صلہ رحمی بہترین اخلاقی فضیلت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے صلہ رحمی اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی تربیت ملتی ہے۔ پہلی وحی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے جن اوصاف کو آپ کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا ان میں سے ایک وصف صلہ رحمی بھی تھا۔ اعلان نبوت سے پہلے نبی کریم ﷺ اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھتے اور ان کی مدد کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی غریب رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی تلقین کے ساتھ ان کے حقوق ادا کرنے کی بھی تلقین فرمائی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنا ایک خوبصورت اور گھنا باغ راہ خدا میں وقف کرنا چاہتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ اپنا باغ اپنے غریب رشتہ داروں کو دے دیں، چناں چہ انھوں نے وہ باغ اپنے عزیزوں اور اپنے چچا کے لڑکوں میں تقسیم کر دیا۔ (صحیح بخاری: 2769)

1- تعلق توڑنے والوں کے ساتھ جوڑنے کا حکم

نبی کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ اور صلہ رحمی کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ جو آپ سے تعلق توڑنا چاہتا ہے آپ

ﷺ اس کے ساتھ تعلقات کو جوڑتے تھے۔ اگر کوئی شخص تعلقات قائم رکھنا چاہے تو اس سے تعلق قائم رکھنا کوئی مشکل کام نہیں، مشکل تو یہ ہے کہ جو آپ کے ساتھ تعلقات توڑتا ہے اس کو جوڑ کر رکھیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

میرے ربّ نے مجھے نو (9) باتوں کا حکم دیا ہے۔ مخفی اور علانیہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، غصہ میں ہوں یا خوشی میں ہمیشہ انصاف کی بات کہوں اور دونوں حالتوں میں اعتدال پر قائم رہوں، جو مجھ سے تعلق توڑے میں اس سے تعلق جوڑوں اور جو مجھے نہ دے میں اسے عطا کروں، جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کردوں۔ میری خاموشی فکر پر مبنی ہو، میرا بولنا یاد الٰہی کا بولنا ہو اور میرا دیکھنا عبرت کا دیکھنا ہو۔

(جامع الاصول: 9317)

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا چچازاد بھائی ہے میں اس کے پاس کوئی چیز مانگنے جاتا ہوں تو مجھے کچھ بھی نہیں دیتا، نہ میرے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے پھر اسے مجھ سے کوئی کام پڑ جاتا ہے تو وہ آ کر مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اسے کچھ بھی نہیں دوں گا اور نہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا تو آپ (ﷺ) نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کے ساتھ وہ کام کروں جو اچھا ہے یعنی اس سے صلہ رحمی کروں اور قسم کا کفارہ ادا کروں۔ (سنن ابن ماجہ: 2109)

2- رزق میں کشادگی

صلہ رحمی رزق میں کشادگی کا باعث ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صلہ رحمی اختیار کرنے والے شخص کو رزق میں کشادگی اور عمر میں برکت کی ضمانت عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر دراز ہو، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔

(صحیح مسلم: 6524)

3- قطع تعلق کی ممانعت

قطع تعلقی کرنا رسول اکرم ﷺ کو سخت ناپسند تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ﷺ نے فرمایا آج کوئی قطع تعلقی کرنے والا ہمارے پاس نہ بیٹھے تو ایک نوجوان اس مجلس سے اٹھا۔ اس کا اپنی خالہ کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا اس نے ان سے معذرت کی اور پھر وہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع تعلقی کرنے والا موجود ہو۔ (شعب الایمان: 7590)

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے صلہ رحمی کی اہمیت اُجاگر ہوتی ہے۔ ہمیں بھی صلہ رحمی کو فروغ دینے اور قطع رحمی سے گریز کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

صلہ رحمی کے فوائد

1- صلہ رحمی سے افراد میں باہمی محبت پیدا ہوتی ہے۔
2- خاندانی نظام استحکام پاتا ہے۔
3- معاشرتی امن کو فروغ ملتا ہے۔
4- معاشرہ ترقی کی راہ پر چلتا پڑتا ہے۔

قطع رحمی کے نقصانات

1- قطع رحمی سے افراد میں باہمی نفرت پروان چڑھتی ہے۔
2- خاندانی استحکام تہہ و بالا ہو جاتا ہے۔
3- معاشرہ مختلف مسائل کا شکار ہو جاتا ہے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: ہم قرآن و سنت اور سیرت طیبہ میں صلہ رحمی کے اسوۂ نبوی کو اپنی عملی زندگی میں کب اور کہاں عمل میں لا سکتے ہیں؟

جواب: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے صلہ رحمی کے اسوہ کو سیکھنے، اپنانے اور اپنی عملی زندگی میں اس کا مظاہرہ کرنے اور اپنے

تمام دور و نزدیک کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اسوۂ نبوی ﷺ سے یہ بات بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ صلہ رحمی کا معنی یہ نہیں کہ صرف ان رشتہ داروں سے سلام دعا رکھی جائے اور ملا جائے جو ہم سے ملتے ہوں بلکہ ان رشتہ داروں سے بھی تعلق رکھا جائے جو ہم سے نہیں ملتے یا قطع تعلقی اختیار کرتے ہیں اور یہی صلہ رحمی کا اصل مفہوم ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے اسوہ کو اپنا کر ہم اپنے خاندانی تعلق میں محبت و الفت کے جذبات کو پروان چڑھا سکتے ہیں جس کے نتیجے میں خاندانی تعلقات میں استحکام پیدا ہوگا اور معاشرے میں اس کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی بنیاد پر مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا کہلاتا ہے:
(A) صلہ رحمی (B) میانہ روی (C) صبر و تحمل (D) کفایت شعاری

2- رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا اور ان کی خبر گیری میں غفلت برتنا کہلاتا ہے:
(A) صلہ رحمی (B) ناشکری (C) قطع رحمی (D) لاتعلقی

3- درستی کتاب کے مطابق نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے تربیت ملتی ہے:
(A) صبر کی (B) صلہ رحمی کی (C) عفو کی (D) احسان کی

4- نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی کو اپنا باغ رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیا:
(A) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو (B) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو
(C) ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو (D) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو

5- حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا حکم دیا:
(A) دولت (B) جائیداد (C) باغ (D) کاروبار

6- نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو باغ خرچ کرنے کا حکم دیا:
(A) غریبوں پر (B) مسافروں پر (C) یتیموں پر (D) رشتہ داروں پر

7- نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے ربّ نے مجھے حکم دیا ہے:
(A) پانچ باتوں کا (B) سات باتوں کا (C) نو باتوں کا (D) گیارہ باتوں کا

8- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی اور عمر میں برکت ہو وہ کرے:
(A) صلہ رحمی (B) نیکی (C) خیرات (D) صدقہ

9- صلہ رحمی کرنے والے کے لیے آپ ﷺ نے ضمانت دی ہے:
(A) صحت کی (B) رزق کی کشادگی کی (C) نیک اولاد کی (D) خاتمہ بالخیر کی

10- رسول اکرم ﷺ کو سخت ناپسند تھا:
(A) بخیل (B) بزدل (C) قطع تعلقی کرنے والا (D) فضول خرچ

11- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: آج کوئی قطع تعلقی کرنے والا ہمارے پاس نہ بیٹھے، اس حدیث کے راوی ہیں:
(A) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (B) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
(C) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (D) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ

12- جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ہمارے پاس کوئی قطع تعلقی والا نہ بیٹھے تو ایک نوجوان اٹھا جس کا جھگڑا ہوا تھا:
(A) پھوپھی سے (B) خالہ سے (C) والدہ سے (D) دادی سے

13- جس قوم میں کوئی قطع تعلقی والا موجود ہو اس قوم پر نازل نہیں ہوتی:
(A) بارش (B) رحمت (C) نعمتیں (D) کتاب

14- اس قوم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں موجود ہو:
(A) بے نمازی (B) جھوٹا (C) قطع تعلقی کرنے والا (D) چغل خور

15- پہلی وحی کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ کے اوصاف بیان کر کے آپ خاتم النبیین ﷺ کو تسلی دی:
(A) حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے (B) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے
(C) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے (D) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے

16- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے اوصاف کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی صداقت کے طور پر پیش کیا:
(A) پہلی وحی کے بعد (B) پہلی وحی سے پہلے (C) دوسری وحی کے بعد (D) ہجرت مدینہ کے وقت

جوابات

-1 (A)	-2 (C)	-3 (B)	-4 (B)	-5 (C)	-6 (D)	-7 (C)	-8 (A)	-9 (B)	-10 (C)	-11 (D)	-12 (B)	-13 (B)	-14 (C)	-15 (D)	-16 (A)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

1- جس شخصیت نے اپنے عزیزوں اور اپنے چچا کے لڑکوں میں اپنا باغ تقسیم کیا، وہ تھیں:
(A) حضرت علی رضی اللہ عنہ (B) حضرت بلال رضی اللہ عنہ (C) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (D) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

2- جو شخص رزق میں کشادگی اور عمر میں برکت چاہتا ہو اسے چاہیے کہ:
(A) محبت کرے (B) صلہ رحمی کرے (C) خرچ کم کرے (D) آرام کم کرے

3- اسلامی تعلیمات کے مطابق ہمیں تعلق توڑنے والے شخص سے کیسا سلوک کرنا چاہیے:
(A) سختی کرنی چاہیے (B) بحث کرنی چاہیے (C) تعلق جوڑنا چاہیے (D) تعلق توڑنا چاہیے

4- معاشرتی امن کو فروغ ملتا ہے اور معاشرہ ترقی کی راہ پر چل پڑتا ہے:
(A) مال و دولت سے (B) صلہ رحمی سے (C) کم علمی سے (D) کم ہمتی سے

5- درسی کتاب کے مطابق صلہ رحمی کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے:
(A) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سیرت طیبہ سے (B) خاندانی نظام کے استحکام سے
(C) کسی دوسرے کی ہمدردی کرنے سے (D) علم حاصل کرنے سے

جوابات

-1 (C)	-2 (B)	-3 (C)	-4 (B)	-5 (A)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی بنیاد پر مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- صلہ رحمی سے کیا مراد ہے؟
جواب: اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھے اور بہتر تعلقات قائم کرنا ان کے دکھ، درد، خوشی اور غمی میں شریک ہونا، ان کے حقوق کا خیال رکھنا اور ہر لحاظ سے ان کی مدد کرنا صلہ رحمی کہلاتا ہے۔

2- قطع رحمی سے کیا مراد ہے؟
جواب: قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا اور ان کی خبر گیری سے غفلت برتنا قطع رحمی کہلاتا ہے۔

3- آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو کیا حکم دیا؟
جواب: آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: وہ اپنا باغ اپنے غریب رشتہ داروں کو دے دیں۔ چنانچہ انھوں نے وہ باغ اپنے عزیزوں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

4- صلہ رحمی کے بارے میں اسوۂ رسول خاتم النبیین ﷺ تحریر کریں۔
جواب: آپ خاتم النبیین ﷺ سے جو کوئی تعلق توڑنا چاہتا آپ خاتم النبیین ﷺ اس سے تعلق کو جوڑتے تھے۔ اگر کوئی شخص تعلق قائم رکھنا چاہے تو اس سے تعلق قائم رکھنا کوئی مشکل کام نہیں۔ مشکل تو یہ ہے کہ جو آپ کے ساتھ تعلقات توڑتا ہے آپ اس کو جوڑ کر رکھیں۔

5- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو کون سی نو باتوں کا حکم دیا گیا؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو مندرجہ ذیل نو باتوں کا حکم دیا گیا:
مخفی اور علانیہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، غصہ میں ہوں یا خوشی میں ہمیشہ انصاف کی بات کہوں اور دونوں حالتوں میں اعتدال پر قائم رہوں، جو مجھ سے تعلق توڑے میں اس سے تعلق جوڑوں اور جو مجھے نہ دے میں اسے عطا کروں، جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کر دوں۔ میری خاموشی فکر پر مبنی ہو، میرا بولنا یاد الٰہی کا بولنا ہو اور میرا دیکھنا عبرت کا دیکھنا ہو۔

6- صلہ رحمی کرنے والے کے لیے کن دو چیزوں میں برکت کی بشارت ہے؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے صلہ رحمی کرنے والے کے رزق اور عمر میں برکت کی بشارت دی ہے۔

7- صلہ رحمی سے متعلق ایک حدیث مبارکہ تحریر کریں۔
جواب: آپ خاتم النبیین ﷺ کا فرمان عالیشان ہے: جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر دراز ہو، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔

8- قطع رحمی کی ناپسندیدگی کے متعلق سیرت طیبہ خاتم النبیین ﷺ کا کوئی واقعہ تحریر کریں۔
جواب: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: آج کوئی قطع تعلقی کرنے والا ہمارے پاس نہ بیٹھے تو ایک نوجوان اس مجلس سے اٹھا۔ اس کا اپنی خالہ کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا اس نے ان سے معذرت کی اور پھر وہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

9- قطع رحمی کی مذمت میں ایک حدیث کا ترجمہ تحریر کریں۔
جواب: آپ خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع تعلقی کرنے والا موجود ہو۔"

10- ایک شخص نے اپنے چچازاد بھائی کے کس رویے کی شکایت کی؟

جواب: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ میرا ایک چچازاد بھائی ہے میں اس کے پاس کوئی چیز مانگنے جاتا ہوں تو مجھے کچھ بھی نہیں دیتا نہ میرے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے پھر اسے مجھ سے کوئی کام پڑ جاتا ہے تو وہ آ کر مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے۔

11- اس شخص نے چچازاد بھائی کے برے رویے پر کیا قسم کھائی؟

جواب: اس شخص نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے میں اسے کچھ بھی نہیں دوں گا اور نہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا۔

12- جب اس شخص نے چچازاد بھائی سے صلہ رحمی نہ کرنے کی قسم کھائی تو آپ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے اس شخص کو حکم دیا کہ اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ وہ کام کرو جو اچھا ہے یعنی اس سے صلہ رحمی کرو اور قسم کا کفارہ ادا کرو۔

13- صلہ رحمی کے دو فوائد بیان کریں۔

جواب: صلہ رحمی کے دو فوائد: 1- صلہ رحمی سے افراد میں باہمی محبت پیدا ہوتی ہے۔ 2- صلہ رحمی سے خاندانی نظام استحکام پاتا ہے۔

14- قطع رحمی کے دو نقصانات تحریر کریں۔

جواب: قطع رحمی کے دو نقصانات: 1- قطع رحمی سے باہمی نفرت پروان چڑھتی ہے۔ 2- خاندانی استحکام تہہ و بالا ہو جاتا ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- قریبی رشتہ داروں کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرنا اور ان کا خیال رکھنا کیا کہلاتا ہے؟

جواب: قریبی رشتہ داروں کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرنا اور ان کا خیال رکھنا صلہ رحمی کہلاتا ہے۔

2- حدیث نبوی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے نو (9) باتوں میں صلہ رحمی کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو کیا حکم دیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جو مجھ سے تعلق توڑے میں اس سے تعلق جوڑوں اور جو مجھے نہ دے میں اسے عطا کروں۔

3- جب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آج کوئی قطع تعلقی کرنے والا ہمارے پاس نہ بیٹھے تو ایک نوجوان نے کیا کیا؟

جواب: نوجوان اس محفل سے اٹھا۔ اس کا اپنی خالہ سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی خالہ سے معذرت کی اور پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

4- صلہ رحمی سے خاندانی نظام کو کیا فائدہ ملتا ہے؟

جواب: صلہ رحمی سے افراد میں باہمی محبت پیدا ہوتی ہے اور خاندانی نظام کو استحکام ملتا ہے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) صلہ رحمی سے مراد ہے:

(الف) رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھنا (ب) کثرت سے صدقات و خیرات کرنا

(ج) فضول خرچی سے بچنا (د) تکالیف کو برداشت کرنا

(ii) عمر اور رزق میں اضافہ و برکت کے لیے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا:

(الف) صلہ رحمی کا (ب) کفایت شعاری کا (ج) صبر و تحمل کا (د) میانہ روی کا

(iii) رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات ختم کرنا کہلاتا ہے:

(الف) کفایت شعاری (ب) میانہ روی (ج) صلہ رحمی (د) قطع رحمی

(iv) حدیث مبارک کی روشنی میں اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہوتا ہے جو:

(الف) کبھی کسی سے نہ جھگڑے (ب) ہمیشہ ادب سے بات کرے

(ج) کبھی کسی سے تعلق نہ توڑے (د) توڑنے والے سے تعلق جوڑے

(v) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے پہلی وحی کے نزول کے بعد نبی کریم ﷺ کی صداقت کی دلیل کے طور پر جو اوصاف بیان فرمائے ان میں سے ایک وصف تھا:

(الف) صلہ رحمی (ب) سچ بولنا (ج) کثرت سے روزے رکھنا (د) معاف کرنا

جوابات (i) رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات مضبوط کرنا (ii) صلہ رحمی کا (iii) قطع رحمی (iv) توڑنے والے سے تعلق جوڑے (v) صلہ رحمی

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کس طرح صلہ رحمی کی تلقین فرماتے تھے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے واقعے کی روشنی میں وضاحت کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی تلقین کے ساتھ ان کے حقوق ادا کرنے کی تلقین فرماتے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ اپنا باغ اپنے غریب رشتہ داروں کو دے دیں، چناں چہ انھوں نے وہ باغ اپنے عزیزوں اور اپنے چچا کے لڑکوں میں تقسیم کر دیا۔

(ii) صلہ رحمی کی کوئی سی دو صورتیں لکھیں۔

جواب: 1- رشتہ داروں کی خوشی اور غم میں شریک ہونا۔ 2- رشتہ داروں کی مالی امداد کرنا۔

(iii) صلہ رحمی کے دو فوائد اور قطع رحمی کے دو نقصانات تحریر کریں۔

جواب: صلہ رحمی کے دو فوائد: 1- صلہ رحمی سے افراد میں باہمی محبت پیدا ہوتی ہے۔ 2- خاندانی نظام استحکام پاتا ہے۔

قطع رحمی کے دو نقصانات: 1- قطع رحمی سے افراد میں باہمی نفرت پروان چڑھتی ہے۔ 2- خاندانی استحکام تہہ و بالا ہو جاتا ہے۔

(iv) صلہ رحمی خاندانی نظام کے استحکام کا باعث ہے، اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: صلہ رحمی سے افراد میں باہمی محبت پیدا ہوتی ہے، خاندانی نظام استحکام پاتا ہے۔ معاشرتی امن کو فروغ ملتا ہے اور معاشرہ ترقی کی راہ پر چل پڑتا ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) صلہ رحمی کی اہمیت پر جامع نوٹ لکھیں۔ جواب: دیکھیے سوال 16

سرگرمیاں

- طلبہ موجودہ دور میں بکھرتے ہوئے خاندانی نظام کے استحکام کے لیے خاندان کے افراد (ماں، باپ، اولاد، بہن اور بھائی وغیرہ) کی ذمے داریوں کی فہرست بنائیں۔

جواب: عملی کام

- طلبہ صلہ رحمی کی مختلف صورتوں پر کمرا جماعت میں مذاکرے کا اہتمام کریں۔ جواب: عملی کام

5- خواتین کے ساتھ حُسنِ سلوک

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اُسوہ نبوی ﷺ میں خواتین کے احترام کی مثالیں جان سکیں۔
- رسول اللہ ﷺ کی رشتہ دار خواتین اور صحابیات رضی اللہ عنہن کے ساتھ حسن سلوک کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- سیرت طیبہ کی روشنی میں معاشرتی زندگی میں خواتین کے احترام اور حسن سلوک کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرت طیبہ کی روشنی میں خواتین کے ساتھ حسن سلوک کو اپنا کر ان کے حقوق ادا کرنے والے بن سکیں۔
- اُسوہ حسنہ کی روشنی میں خواتین کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے حسن سلوک کی پیروی کر سکیں۔
- خواتین کا احترام کرنے والے بن کر روحانی تزکیہ اور معاشرتی اصلاح کا باعث بن سکیں۔

سوال 17: سیرت طیبہ کی روشنی میں خواتین کے ساتھ حسن سلوک پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: خواتین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت

خواتین خاندان اور معاشرے کا اہم حصہ ہیں۔ خواتین کو حقوق دیے بغیر معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ بدقسمتی سے مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں خواتین کو بہت سے حقوق سے محروم رکھا گیا اور ظلم و ستم کا شکار بنایا گیا۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو خواتین کے حقوق ادا کرنے اور ان سے حسن سلوک کا حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خواتین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ النساء: 19) ترجمہ: اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرو۔

آپ ﷺ کے فرامین مبارکہ اور سیرت طیبہ سے خواتین کی قدر و منزلت اجاگر ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عورت کو وہ عزت دی کہ قیامت تک کے لیے اس کا مقام و مرتبہ سب پر واضح ہو گیا۔

ایک مرتبہ خواتین نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ مرد آپ ﷺ سے زیادہ سیکھنے کی وجہ سے ہم سے آگے نکل گئے ہیں۔ آپ ﷺ ہمارے لیے کوئی دن مقرر فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمایا۔ اس دن آپ ﷺ خواتین سے ملاقات فرماتے اور انھیں تعلیم دیتے۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو ان کی ذمہ داریوں کے مطابق صفات عطا فرمائی ہیں۔ البتہ مرد اور عورت کے دائرہ عمل میں تھوڑا فرق ہے۔ مرد اپنے گھرانے کی کفالت اور معاشی ضروریات کا بوجھ اٹھاتا ہے جب کہ عورت گھر کو بساتی ہے، آباد کرتی ہے اور اولاد کی تربیت کرتی ہے۔ مرد اگر میدان میں جا کر جہاد کرتا ہے تو عورت اپنے بیٹوں کی اچھی تربیت کر کے انھیں مجاہد بنا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خواتین کا اجزائے کے مزاج کے مطابق کام میں رکھ دیا ہے۔ عہد نبوت میں خواتین مختلف شعبوں میں مختلف خدمات انجام دیتی تھیں۔

عورت بحیثیت بیوی

اسلام نے عورت کو بیوی کی حیثیت سے حقوق و فرائض میں مرد کے برابر کا درجہ دیا ہے اور ارشاد ربانی ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ البقرۃ: 228)

ترجمہ: عورتوں کے بھی حقوق اسی طرح ہیں جیسے دستور کے مطابق ان کے فرائض ہیں۔

عورت کو بحیثیت بیوی مہر، نان و نفقہ، خلع اور حُسنِ سلوک کے حقوق حاصل ہوئے اور ان فرائض کے بارے میں شوہر کو تاکید کی گئی کہ وہ بیوی کے ان حقوق کا پورا پورا خیال رکھے۔ شوہر کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو غلام یا باندی کی طرح نہ مارے۔ نبی کریم ﷺ نے

خواتین کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کی تاکید فرمائی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں اور میں تم میں سے اپنے گھر والوں کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے والا ہوں۔"
(جامع ترمذی: 3895)

عورت بحیثیت بیٹی

عورت کی ایک قابل عزت حیثیت بیٹی کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بیٹی کی پیدائش کو اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کو جنت میں اپنے ساتھ کی بشارت عطا فرمائی جو بیٹیوں کی اچھی پرورش کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملاتے ہوئے فرمایا کہ میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح قریب ہوں گے۔ (صحیح مسلم: 6695)

آپ ﷺ نے بیٹی کی پرورش کو جنت کا سبب قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: جس کی ایک بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ دفن بھی نہ کرے، اس کی تذلیل بھی نہ کرے، اپنے بیٹے کو اس پر فوقیت بھی نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اسے جنت میں داخل کرے گا۔
(سنن ابی داؤد: 5146)

عورت بحیثیت ماں

عورت کو بحیثیت ماں ایک عظیم مرتبے پر فائز کیا گیا ہے کیوں کہ ماؤں کی بہترین تربیت سے ہی ایک بہترین اور صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اسلام نے عورت کو ماں کی حیثیت سے جو درجہ دیا ہے وہ انسانیت کی معراج ہے۔ قرآن حکیم نے عقیدہ توحید کے بعد سب سے بڑی عبادت والدین کی خدمت و اطاعت بتائی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ماں کی فرماں برداری کو جنت کے حصول کا ذریعہ بتایا ہے۔ آپ ﷺ نے ماں کو حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار قرار دیا ہے۔ جنت ماں کے قدموں میں قرار دی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ماں کی خدمت کو لازم پکڑو کیوں کہ جنت اس کے قدموں میں ہے۔ (سنن نسائی: 3106)

ایک دفعہ آپ ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے ان کے احترام میں اپنی چادر بچھائی اور بہت دیر تک ان کے ساتھ گفت گو فرماتے رہے۔

عورت بحیثیت بہن

اسلام نے عورت کو بحیثیت بہن قابل احترام شخصیت قرار دیا اور بہن سے شفقت و ہمدردی کا درس دیا، بھائی بہنوں کے ناموس کے محافظ اور باپ کے بعد ان کے کفیل قرار دیے گئے۔ آنحضرت ﷺ کی کوئی بہن نہیں تھی، لیکن آپ ﷺ اپنی رضاعی بہن (دودھ شریک بہن) حضرت شیماء رضی اللہ عنہا کو بہت عزت دیتے اور شفقت سے پیش آتے تھے، حضرت شیماء رضی اللہ عنہا غزوۂ حنین میں گرفتار ہو کر قیدیوں میں آئیں جب آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اپنی رضاعی بہن کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر بچھا دی اور فرمایا کہ اگر چاہو تو عزت و احترام سے میرے پاس رہو اور اگر اپنی قوم میں واپس جانا چاہتی ہو تو تمھیں حفاظت کے ساتھ پہنچا دیا جاتا ہے، حضرت شیماء رضی اللہ عنہا اسلام لے آئیں اور ان کی خواہش پر انھیں ان کی قوم میں بھجوا دیا گیا اور رخصت کرتے وقت تحائف بھی عطا کیے۔

آپ ﷺ نے نہ صرف اپنی رضاعی بہن سے اس قدر شفقت و عنایت فرمائی بلکہ اس ناطے سے غزوۂ حنین میں گرفتار ہونے والے قبیلہ بنو سعد کے تقریباً چھے ہزار مردوں، عورتوں اور بچوں کو آزاد کر دیا اور ان کا مال اور مویشی بھی انھیں واپس کر دیے، اس شفقت کا یہ نتیجہ نکلا کہ بنو سعد کا سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

ہماری ذمہ داری

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہم پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواتین کا احترام کریں۔ خواتین پر آوازیں کسنے، گھور کر دیکھنے، ان کا مذاق اڑانے، خواتین کے تعلیمی اداروں کے باہر غیر ضروری ٹہلنے اور راستوں میں بیٹھنے سے اجتناب کریں۔ عوامی مقامات پر شرم و حیا، تہذیب اور

اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ ملازم پیشہ خواتین کا زیادہ احترام اس لیے بھی کرنا چاہیے کیوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے بڑھ کر کام کر رہی ہوتی ہیں۔ خواتین کے احترام کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: ہم نبی کریم ﷺ کے خواتین کے ساتھ حُسنِ سلوک کے عملی اسوہ کو اپنی زندگیوں میں کیسے ڈھال سکتے ہیں؟

جواب: ہمیں نبی کریم ﷺ کے خواتین کے ساتھ حُسنِ سلوک سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اپنے تعلق رکھنے والی ہر عورت مثلاً والدہ، بہن، بیٹی، بیوی اور دیگر رشتہ دار خواتین کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آئیں اور دیگر خواتین یعنی مسلم اور غیر مسلم عورتوں کا بھی احترام اور ان کی توقیر کریں۔ اس طرح اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کو سمجھ کر اس پر عمل کریں گے تو اس کے نتیجے میں معاشرے کے اندر ادب و احترام کے جذبات کو فروغ حاصل ہوگا اور خواتین کی بے توقیری، بے قدری اور بے اکرامی کے منفی پہلوؤں سے معاشرہ محفوظ رہ سکے گا۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- معاشرے کا اہم ترین اور اساسی رکن ہیں:
(A) بزرگ (B) والدین (C) خواتین (D) بچے

2- مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں بہت سے حقوق سے محروم رکھا گیا ہے:
(A) غلاموں کو (B) خواتین کو (C) بچوں کو (D) والدین کو

3- اسلام نے خواتین کے حقوق ادا کرنے اور ان سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے:
(A) علما کو (B) والدین کو (C) اساتذہ کو (D) اپنے پیروکاروں کو

4- اللہ تعالیٰ نے خواتین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے:
(A) قرآن مجید میں (B) حدیث مبارکہ میں (C) صحائف میں (D) تورات میں

5- نبی کریم ﷺ نے بیٹیوں کی اچھی پرورش کرنے والے کو بشارت دی ہے:
(A) رحمت کی (B) جنت کی (C) رزق کی (D) عزت کی

6- نبی کریم ﷺ نے جنت کی بشارت دی:
(A) بیٹیوں کی پرورش کرنے والے کو (B) بیٹوں کی پرورش کرنے والے کو
(C) حسن سلوک والے کو (D) وقت کی قدر کرنے والے کو

7- بیٹیوں کی اچھی پرورش کرنے پر جنت کی بشارت دی:
(A) اللہ تعالیٰ نے (B) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
(C) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (D) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے

8- رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں، حدیث کے راوی ہیں:
(A) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (B) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
(C) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (D) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

9- جنت میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوگا جیسے دو انگلیاں جس نے اچھی پرورش کی:
(A) ایک بیٹی کی (B) دو بیٹیوں کی (C) دو بیٹوں کی (D) تین بیٹیوں کی

10- نبی کریم ﷺ کی رضاعی والدہ کا نام ہے:
(A) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا (B) حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا
(C) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا (D) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

11- حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی ہیں:
(A) سوتیلی ماں (B) رضاعی ماں (C) چچی (D) خالہ

12- کون سی شخصیت کی آمد پر نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر بچھائی اور دیر تک گفتگو فرمائی؟
(A) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا (B) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا
(C) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (D) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

13- اللہ تعالیٰ نے خواتین کا اجر رکھا ہے:
(A) ان کے کام کے مطابق (B) ان کے مزاج کے مطابق
(C) ان کے کردار کے مطابق (D) ان کے اخلاص کے مطابق

14- نبی کریم ﷺ نے خواتین کی تربیت کے لیے مقرر فرمایا:
(A) ایک ہفتہ (B) ایک گھنٹہ (C) ایک دن (D) ایک پہر

15- نبی کریم ﷺ نے تعلیم و تربیت کے لیے ایک دن کا وعدہ فرمایا:
(A) خواتین کی (B) بچوں کی (C) غلاموں کی (D) بوڑھوں کی

16- نبی کریم ﷺ نے بھلائی کی وصیت فرمائی:
(A) بچوں کے ساتھ (B) تاجروں کے ساتھ (C) طلبہ کے ساتھ (D) خواتین کے ساتھ

جوابات

1- (C)	2- (B)	3- (D)	4- (A)	5- (B)	6- (A)	7- (D)	8- (B)	9- (B)	10- (A)
11- (B)	12- (D)	13- (B)	14- (C)	15- (A)	16- (D)				

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

1- مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں بہت سے حقوق سے کس کو محروم رکھا گیا؟
(A) خواتین کو (B) بچوں کو (C) مردوں کو (D) بوڑھوں کو۔

2- کچھ فرق ہے مرد اور عورت کے:
(A) کھانے پینے میں (B) رہنے سہنے میں (C) دائرہ عمل میں (D) سانس لینے میں

3- نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو اپنی قربت کی بشارت دی ہے جس نے پرورش کی:
(A) دو بیٹیوں کی (B) تین بیٹیوں کی (C) دو بیٹوں کی (D) تین بیٹوں کی

4- اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ کی جو صلاحیت مرد کو عطا فرمائی ہے وہ:
(A) بچوں کو بھی بخشی ہے (B) بزرگوں کو بھی بخشی ہے (C) وہ عورتوں کو بھی بخشی ہے (D) وہ سب کو بخشی ہے

5- خواتین کے تعلیمی اداروں کے باہر غیر ضروری ٹہلنے سے:
(A) دل گھبراتا ہے (B) بزرگ ناراض ہوتے ہیں (C) قانون نے روکا ہے (D) اجتناب کرنا چاہیے

6- کوئی معاشرہ ترقی کی منازل کس کے احترام کے بغیر نہیں کر سکتا؟
(A) بچوں کے (B) خواتین کے (C) بوڑھوں کے (D) ہمسایوں کے

جوابات

(A) -1	(C) -2	(A) -3	(C) -4	(D) -5	(B) -6

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- خواتین کے حقوق کے متعلق ایک آیت کریمہ یا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ النساء: 19) ترجمہ: اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کا برتاؤ کرو۔

2- خواتین کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تاکید پر ارشاد نبوی ﷺ تحریر کریں۔

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں اور میں تم میں سے اپنے گھر والوں کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے والا ہوں۔

3- دو بیٹیوں کی پرورش کرنے والے کے لیے آپ ﷺ نے کیا بشارت دی؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملاتے ہوئے فرمایا کہ میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح قریب ہوں گے۔

4- نبی کریم ﷺ نے ایک بیٹی کی تربیت اور پرورش پر کیا بشارت دی؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کی ایک بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ دفن بھی نہ کرے، اس کی توہین بھی نہ کرے، اپنے بیٹے کو اس پر فوقیت بھی نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اسے جنت میں داخل کرے گا۔

5- ماں کی فضیلت پر ایک حدیث مبارکہ تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ماں کی خدمت کو لازم پکڑو کیوں کہ جنت اس کے قدموں میں ہے۔

6- حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کون تھیں؟

جواب: حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی رضاعی والدہ تھیں۔

7- حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی آمد پر آپ ﷺ نے ان کی کس طرح عزت کی؟

جواب: ایک مرتبہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے ان کے احترام میں اپنی چادر بچھائی اور بہت دیر تک ان کے ساتھ گفت گو فرماتے رہے۔

8- نبی کریم ﷺ نے خواتین کی تربیت کے لیے کیا اقدام کیا؟

جواب: ایک مرتبہ خواتین نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ [illegible] دیکھنے کی وجہ سے ہم سے آگے نکل گئے ہیں۔

آپ خاتم النبیین ﷺ ہماری تربیت کے لیے کوئی دن مقرر فرما دیجیے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمایا۔ اس دن آپ خاتم النبیین ﷺ خواتین سے ملاقات فرماتے اور انھیں تعلیم دیتے۔

9- اسلام کی آمد سے پہلے خواتین سے کیا سلوک کیا جاتا تھا؟

جواب: اسلام کی آمد سے پہلے خواتین پر بہت زیادہ ظلم کیا جاتا تھا۔ بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ غیرت کے نام پر عورتوں کو قتل کیا جاتا تھا۔ وراثت اور دوسرے حقوق سے محروم رکھا جاتا تھا۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے بیٹی کی پرورش کو جنت کا سبب قرار دیتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: جس کی ایک بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ دفن بھی نہ کرے، اس کی تذلیل بھی نہ کرے، اپنے بیٹے کو اس پر فوقیت بھی نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اسے جنت میں داخل کرے گا۔

2- مرد اور عورت کے دائرہ عمل میں کیا فرق ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: مرد اور عورت کے دائرہ عمل میں تھوڑا فرق ہے۔ مرد میدان میں جا کر جہاد کرتا ہے اور عورت اپنے بیٹوں کی اچھی تربیت کر کے انھیں مجاہد بنا سکتی ہے۔

3- ملازمت پیشہ خواتین کا احترام کیوں ضروری ہے؟

جواب: ملازمت پیشہ خواتین کا احترام کرنا چاہیے کیوں کہ خواتین کے احترام کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) جنت کس کے قدموں میں ہے؟
(الف) ماں (ب) بیٹی (ج) بہن (د) بیوی

(ii) کون سا شخص دو انگلیوں کی طرح نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے قریب ہوگا؟
(الف) دو بیٹیوں کی اچھی تربیت کرنے والا (ب) صدقہ و خیرات کرنے والا
(ج) مسلسل روزے رکھنے والا (د) دوسروں کو معاف کرنے والا

(iii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے احترام کے لیے:
(الف) کھڑے ہو جاتے تھے (ب) پھول بچھایا کرتے تھے
(ج) اہل خانہ کو کھڑے ہونے کا حکم دیتے تھے (د) ان کے قدموں میں قالین بچھاتے تھے

(iv) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے بھلائی کی وصیت فرمائی:
(الف) عورتوں کے ساتھ (ب) طلبہ کے ساتھ (ج) تاجروں کے ساتھ (د) عمال کے ساتھ

(v) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے استقبال کے لیے:
(الف) اپنی چادر ان کے قدموں میں بچھائی (ب) اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کو بھیجا
(ج) خواتین کا ایک وفد بھیجا (د) جانور قربان کیے

جوابات (i) ماں (ii) دو بیٹیوں کی اچھی تربیت کرنے والا (iii) کھڑے ہو جاتے تھے
(iv) عورتوں کے ساتھ (v) اپنی چادر ان کے قدموں میں بچھائی

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی آمد پر نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ کس طرح حسنِ سلوک کرتے تھے؟

جواب: جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ انھیں خوش آمدید کہتے ہوئے کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑتے، ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور انھیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

(ii) دو بیٹیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی حتیٰ کہ وہ بالغ ہو گئیں تو آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں کو ملاتے ہوئے فرمایا کہ میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح قریب ہوں گے۔

(iii) معاشرتی زندگی میں خواتین کے احترام کے حوالے سے ہمیں کون سے اقدامات اٹھانے چاہییں؟

جواب: معاشرتی زندگی میں خواتین کے احترام کے حوالے سے ہمیں چاہیے کہ خواتین پر آوازیں کسنے، گھور کر دیکھنے، ان کا مذاق اڑانے، خواتین کے تعلیمی اداروں کے باہر غیر ضروری ٹہلنے اور راستوں میں بیٹھنے سے اجتناب کریں۔ عوامی مقامات پر شرم و حیا، تہذیب اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ ملازمت پیشہ خواتین کا احترام اس لیے بھی کرنا چاہیے کیوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے بڑھ کر کام کر رہی ہوتی ہیں۔ خواتین کے احترام کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) سیرتِ طیبہ کی روشنی میں خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے سوال 17

سرگرمیاں

- طلبہ کمرا جماعت میں خواتین کے احترام، حقوق اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک پر مذاکرہ کریں۔

جواب: عملی کام۔

- سیرتِ طیبہ روشنی میں اسلام میں خواتین کو دیے جانے والے حقوق کی فہرست بنائیں۔

جواب: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کے حقوق:

1- بہترین پرورش کی جائے۔ 2- تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام کیا جائے۔ 3- بیٹیوں کو بیٹوں سے کم تر نہ سمجھا جائے۔
4- نکاح و شادی کے موقع پر خواتین کی خواہشات کا احترام کیا جائے۔ 5- خواتین کو جائیداد و وراثت میں سے حصہ دیا جائے۔
6- نکاح کے بعد بیٹیوں کے ساتھ شفقت و محبت کا تعلق قائم رکھا جائے۔
7- شادی کے بعد بھی خواتین کو پڑھنے یا ملازمت کی اجازت دی جائے۔
8- خواتین تعلیم و ملازمت کے سلسلے میں گھروں سے باہر نکلیں تو انھیں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے۔

- اساتذہ کرام طلبہ کو تزکیہ نفس کے لیے بدنظری سے بچنے کی تلقین کریں اور خواتین کے احترام کی ترغیب دیں۔

جواب: عملی کام

6- اندازِ تربیت

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے اندازِ تربیت کی مثالیں جان سکیں۔
- رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں اہلِ بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- تربیت کے مختلف طریقوں کو سمجھ کر انھیں اپنا سکیں۔
- اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کے اندازِ تربیت کو سمجھ کر اسے اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
- نبی کریم ﷺ کے اندازِ تربیت کو روزمرہ زندگی میں اپنا کر معاشرتی اصلاح و تربیت کا باعث بن سکیں۔

سوال 18: نبی کریم ﷺ کے اندازِ تربیت پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام کی اہم ترین ذمہ داری انسانوں کے اخلاق اور رویوں کی اصلاح ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد اس ذمہ داری کو بخوبی پورا فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس قدر اچھے انداز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی کہ وہ معاشرے کے بہترین انسان قرار پائے۔ نبی کریم ﷺ کے اندازِ تربیت کے اہم پہلو درج ذیل ہیں:

1- قول و عمل میں مطابقت

نبی کریم ﷺ کے اندازِ تربیت کا یہ بنیادی اصول تھا کہ آپ نے پہلے خود عمل کر کے دکھایا، اس کے بعد لوگوں نے اس کام کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیا۔

2- حکمت و بصیرت

نبی کریم ﷺ کے اندازِ تربیت کے نمایاں ترین اوصاف حکمت اور بصیرت ہیں۔ آپ ﷺ جب کسی کی تربیت فرما رہے ہوتے تو مخاطب کی استعداد اور صلاحیت کو سامنے رکھتے۔ بے محل گفت گو نہ فرماتے، موقع محل کا خصوصی لحاظ فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں، اردگرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل جمی ہے۔ حاضرین کو پوری طرح متوجہ دیکھ کر محسنِ انسانیت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''لوگو تمھارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر سے ایک نہر گزر رہی ہو، جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہ جائے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''اس کے جسم پر تو کوئی میل کچیل باقی نہ رہے گا۔'' فرمایا ''بالکل یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔''

3- دل آزاری سے اجتناب

آپ ﷺ کسی انسان کی غلطی پر کبھی اس کو سرِعام نام لے کر یا بات ٹوک کر تربیت نہ فرماتے بلکہ نام لیے بغیر عمومی انداز میں نصیحت فرما دیتے تھے۔

4- نرمی اور محبت کا انداز

اگر کبھی غلطی پر فوراً براہ راست متنبہ کرنے کی ضرورت ہوتی تو انتہائی نرمی اور نہایت محبت کے انداز میں سمجھاتے تا کہ مخاطب حق بات قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے، چناں چہ ایک دیہاتی نے مسجد نبوی (ﷺ) کے ایک گوشے میں پیشاب کر دیا تو آپ ﷺ نے پانی کا ڈول طلب فرمایا اور مسجد کو پاک کر دیا گیا۔ اس شخص نے دین کی سمجھ آجانے کے بعد (اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ اٹھ کر میرے پاس آئے، مجھے نہ ڈانٹا، نہ برا بھلا کہا، بس یہ فرمایا: یہ کھلی جگہ ہے کہ اس میں پیشاب نہیں کیا جاتا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے لیے تعمیر کی گئی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 529)

آپ ﷺ کا انداز لوگوں کے ساتھ کس قدر محبت آمیز اور مشفقانہ تھا اس کا اندازہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیان سے لگایا جاسکتا ہے، وہ کہتے ہیں: میں دس برس تک حضور ﷺ کی خدمت میں رہا، جو کام میں نے جس طرح بھی کر دیا، آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: کہ یہ کیوں کیا؟ اگر کوئی کام نہ کر سکا تو یہ نہیں فرمایا: یہ کیوں نہیں کیا؟ (صحیح مسلم: 2309)

5- طویل وعظ و نصیحت سے اجتناب

اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں آپ ﷺ زیادہ لمبے اور طویل وعظ و نصیحت سے گریز فرماتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ حیرت انگیز اعجاز تھا کہ آپ ﷺ بڑی بڑی باتوں کو مختصر سے جملوں میں بیان کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو "جَوَامِعُ الْكَلِم" یعنی جامع کلمات کی خصوصی صفت عطا کی تھی۔

6- مزاج اور نفسیات کا لحاظ

حضور ﷺ مخاطب کے جذبات اور احساسات کے علاوہ مزاج اور نفسیات کا بھی لحاظ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ دیکھنے میں یہ ایک معمولی سا سوال تھا جس کا کوئی بھی جواب دے کر بات ختم کر دی جاتی، مثلاً قیامت کی کچھ نشانیاں بتادی جاتیں، یا آپ ﷺ فرماتے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے وغیرہ مگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا، آپ ﷺ نے جب دیکھا کہ ایک شخص پر قیامت کی فکر طاری ہے اور اس کے بارے میں سوال کر رہا ہے تو آپ ﷺ جواب دینے کے بجائے خود سوال کرتے ہیں: تُو نے اس دن کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ (صحیح بخاری: 6167)

اس سوال کے ذریعے سے آپ ﷺ نے ایک حقیقت ذہن نشین کرائی کہ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ قیامت کب آئے گی بلکہ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ قیامت کے لیے تم نے کیا تیاری کی ہے؟ اگر قیامت دیر سے بھی آئے مگر ہماری طرف سے کوئی تیاری نہ ہو تو بے کار ہے۔ آپ ﷺ کی اس خوش اسلوبی نے سائل کو احتساب نفس اور اپنے اعمال کا جائزہ لینے پر آمادہ کر دیا۔

6- موقع کی مناسبت سے بات کرنا

نبی کریم ﷺ ہر بات مناسب موقع پر کرتے تھے، اچھے کام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کرتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ ایک بار ایک شخص نبی کریم ﷺ سے ملاقات کے لیے آیا، آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کی ہتھیلیوں پر نشانات پڑے ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں ایک مزدور آدمی ہوں، اور سخت محنت کی وجہ سے یہ نشانات پڑ گئے ہیں، جب آپ ﷺ نے یہ بات سنی تو شفقت فرماتے ہوئے اس کے ہاتھ چوم لیے۔ ایسے اقدامات سے مخاطب کے دل میں محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس سے وہ نہ صرف بات قبول کرنے پر آمادہ ہوتا ہے بلکہ وہ ہر حال میں اس پر گامزن رہتا ہے۔

7- تدریج

حضور اکرم ﷺ ہر کام اور ہر معاملہ میں تدریج کا اہتمام فرماتے تھے، زیر تربیت افراد کی خوبیوں اور خامیوں کا اچھی طرح سے تجزیہ کر کے ایک خامی کو دور کرتے، ایک خوبی کو پروان چڑھاتے، مخاطب کی صلاحیت اور طاقت کے مطابق اسے اسلامی احکام کا پابند بناتے، اسی لیے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اے معاذ! تم اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو، تم پہلے انہیں توحید اور رسالت کی دعوت دینا، جب وہ یہ بات مان لیں کہ اللہ ایک ہے اور محمد (رسول اللہ ﷺ) اس کے رسول ہیں تو پھر انہیں یہ بتانا کہ اللہ نے دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جب وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں تو پھر انہیں یہ بتانا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے فقرا میں تقسیم کر دی جائے گی۔ (صحیح بخاری: 1395)

سیرت رسول ﷺ سے رہنمائی

آج بھی ہم اگر سیرت طیبہ کو اپنے لیے مشعل راہ بنالیں تو اس سے ان شاء اللہ ایک صالح اور خوش گوار معاشرہ وجود میں آئے گا اور اس کے

زیر سایہ پوری انسانیت کو امن و سکون کی دولت نصیب ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کے انداز تربیت میں والدین، اساتذہ کرام اور علما کرام کے لیے راہ نما اصول موجود ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے انداز تربیت کے مختلف پہلوؤں کو اپنا کر نئی نسل کی بہترین تربیت کریں اور انھیں معاشرے کا بہترین اور کامیاب فرد بنائیں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: نبی کریم ﷺ کے انداز تربیت کے اسوہ پر کیسے عمل پیرا ہوا جاسکتا ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال سے باخبر رہتے اور خیر کے کاموں میں ان کی بھرپور حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ ہمیں نبی کریم ﷺ کے اسلوب تربیت کو سیکھنے، سمجھنے اور اپنی عملی زندگی کے اندر ڈھالنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم بھی اپنی زندگی کے اندر آپ ﷺ کی صفات حسنہ کو اپنا کر ایک مثالی مسلمان بن سکیں اور معاشرے کے اندر خیر اور برکت کا ذریعہ بن سکیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- انسانوں کے اخلاق اور رویوں کی اصلاح کرنا اہم ترین ذمہ داری ہے:
(A) انبیائے کرام علیہم السلام کی (B) علماء کی (C) صلحاء کی (D) صوفیہ کی

2- انبیائے کرام علیہم السلام کی اہم ترین ذمہ داری ہے:
(A) جہاد کرنا (B) قوموں کو آزاد کروانا (C) اخلاق کی اصلاح کرنا (D) تبلیغ کرنا

3- نبی کریم ﷺ کی بہترین تربیت کی بدولت معاشرے کے بہترین انسان قرار دیا گیا ہے:
(A) علماء کو (B) صوفیہ رضی اللہ عنہم کو
(C) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (D) ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کو

4- نبی کریم ﷺ کے انداز تربیت کا نمایاں ترین پہلو ہے:
(A) شفقت و محبت (B) ڈانٹ ڈپٹ (C) حکمت و بصیرت (D) تعلیم و تربیت

5- نبی کریم ﷺ گفت گو فرماتے ہوئے خصوصی لحاظ فرماتے:
(A) موسم کا (B) موقع محل کا (C) حالات کا (D) وقت کا

6- نبی کریم ﷺ کسی شخص کی غلطی پر اس کی اصلاح کرتے تو:
(A) اشارتاً نصیحت فرماتے (B) اس شخص کا نام لیتے
(C) لوگوں میں اس کی غلطی کا اعلان فرماتے (D) اسے ٹوک دیتے

7- نصیحت فرماتے ہوئے آپ ﷺ اس بات کا خیال رکھتے کہ:
(A) اس کا وقت ضائع نہ ہو (B) وہ بے زار نہ ہو
(C) کسی کی دل آزاری نہ ہو (D) کوئی ناراض نہ ہو

8- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی آنکھوں میں محبت و شفقت کی چمک ہوتی اور چہرے پر نرمی کا انداز جھلکتا تھا:
(A) نصیحت کے وقت (B) سفر میں (C) جہاد کے وقت (D) محفل میں

9- حدیث نبوی خاتم النبیین ﷺ کے مطابق مسجد کا اوّلین مقصد ہے:
(A) نجات وسیاست (B) جہاد (C) اسلام کی عظمت (D) ذکر اور نماز

10- ایسے صحابی جو دس برس تک رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں رہے:
(A) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (B) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
(C) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (D) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

11- حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں رہے:
(A) چار برس (B) چھے برس (C) آٹھ برس (D) دس برس

12- اصلاح وتربیت میں آپ خاتم النبیین ﷺ کا ایک اسلوب یہ بھی تھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ گریز فرماتے:
(A) مختصر وعظ سے (B) روزانہ وعظ سے (C) طویل وعظ سے (D) قلیل وعظ سے

13- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ایک اعجاز یہ تھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ بڑی بڑی باتوں کو بیان کر دیتے:
(A) بڑے بڑے جملوں میں (B) مختصر جملوں میں
(C) ایک ہی جملے میں (D) کئی جملوں میں

14- اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو گفت گو میں خصوصیت عطا فرمائی تھی:
(A) جوامع الکلم کی (B) شافع محشر کی (C) رہبر اعظم کی (D) رحمت عالم کی

15- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ مخاطب کے جذبات اور احساسات کے علاوہ بھی لحاظ فرماتے:
(A) وقت کا (B) عزت کا (C) خاندان کا (D) نفسیات کا

16- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے شخص نے سوال کیا:
(A) قرآن سے متعلق (B) قیامت سے متعلق (C) نبوت کے متعلق (D) قبر کے متعلق

17- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے قیامت کا سوال کرنے والے کے جواب میں فرمایا:
(A) جلد آئے گی (B) تم نے کیا تیاری کی ہے؟
(C) تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ (D) اس کا علم اللہ کے پاس ہے

18- ایک مزدور شخص آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے نشانات پڑے ہوئے تھے:
(A) ہتھیلیوں پر (B) پیروں پر (C) پنڈلیوں پر (D) چہرے پر

19- حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ ہر کام اور ہر معاملے میں اہتمام فرماتے:
(A) وعظ ونصیحت کا (B) تحریر وتقریر کا (C) تدریج کا (D) تعلیم کا

20- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے یمن کا گورنر بنا کر بھیجا:
(A) حضرت انس رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (C) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت زید رضی اللہ عنہ کو

21- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو گورنر بنا کر بھیجا:
(A) یمن (B) مصر (C) شام (D) عراق

جوابات

1- (A)	2- (C)	3- (C)	4- (C)	5- (B)	6- (A)	7- (C)	8- (A)	9- (D)	10- (B)
11- (D)	12- (C)	13- (B)	14- (A)	15- (D)	16- (B)	17- (B)	18- (A)	19- (C)	20- (C)
21- (A)									

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کام لے کر مخاطب کرنے کی بجائے اشارے سے تربیت فرماتے تاکہ کسی کی:
(A) تربیت میں کمی نہ رہ جائے (B) دل آزاری نہ ہو (C) صحت خراب نہ ہو (D) نیکی میں کمی نہ ہو

2- بڑی بڑی باتوں کو مختصر جملوں میں بیان کرنا نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا تھا:
(A) کمال (B) خاص انداز (C) حیرت انگیز اعجاز (D) نرالا انداز

3- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اچھے کام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کرتے اور:
(A) حوصلہ افزائی فرماتے (B) انعام دیتے (C) تسلی دیتے (D) تعریف کرتے

4- ایک صالح اور خوش گوار معاشرہ وجود میں کیسے آ سکتا ہے؟
(A) سیرت طیبہ کی پیروی سے (B) دولت کی فراوانی سے (C) صنعتی ترقی سے (D) صلہ رحمی سے

5- زکوٰۃ فرض ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور کن لوگوں میں تقسیم کی جائے گی؟
(A) فقراء میں (B) مجاہدین میں (C) عالموں میں (D) علماء میں

جوابات

1- (B)	2- (C)	3- (A)	4- (A)	5- (A)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی بنیاد پر مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- انبیائے کرام علیہم السلام کی اہم ترین ذمہ داری کون سی ہے؟
جواب: انبیائے کرام علیہم السلام کی اہم ترین ذمہ داریوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسانوں کے اخلاق اور رویوں کی اصلاح کی جائے۔

2- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے انداز تربیت کا بنیادی نکتہ کون سا ہے؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے انداز تربیت کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے جس کام کا بھی حکم دیا وہ پہلے خود کر کے دکھایا تاکہ لوگ اس کو کرنے میں دقت یا عار محسوس نہ کریں۔

3- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے انداز تربیت کے نمایاں ترین اوصاف کیا ہیں؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے انداز تربیت کے نمایاں ترین اوصاف حکمت اور بصیرت ہیں۔ اس کے علاوہ آپ خاتم النبیین ﷺ بات کرتے ہوئے مخاطب کی ذہنی استعداد کو ملحوظ خاطر رکھتے اور بے محل بات نہ فرماتے۔

4- نصیحت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کیا قسم کھایا کرتے تھے؟

جواب: نصیحت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ اس بات کا خیال رکھتے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ نصیحت کے وقت نبی کریم ﷺ کی مخلص شخصیت ایک ہوا کے جھونکے کی طرح آتی جسے سب محسوس کرتے تھے۔

5- نبی کریم ﷺ نے سجدہ میں دعا کرنے والے شخص سے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے سجدہ میں دعا کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! تو ہر قسم کی مصیبت سے ہمیں محفوظ فرما۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت اچھی دعا مانگی۔

6- حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی محبت اور شفقت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہنے والے لوگوں سے جس طرح محبت کرتے تھے آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی نے اپنے امتیوں سے ایسی محبت نہیں کی ہوگی۔ آپ ﷺ نے ہمیں یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تمہارے ماں باپ بھی تمہارے ساتھ برا سلوک کریں تو بھی تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

7- "حجاج ظلم" سے کیا مراد ہے؟

جواب: حجاج ظلم سے مراد ایسے حاجی ہیں جو حج کے فرض کو ادا کرنے کے بعد بھی ظلم و ستم کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے حاجیوں کو گناہ قرار دیا ہے۔

8- نبی کریم ﷺ نے سب سے بہتر شخصیت کس کو قرار دیا؟ مثال سے وضاحت کریں۔

جواب: ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ اس شخص کا یہ ایک معمولی سا سوال تھا جس کا کوئی بھی جواب سے ثابت ہو جاتی اگر آپ ﷺ نے یہ کہہ دیا کہ آپ کے سامنے جو کھڑا ہے اس کے بعد قیامت آئے گی۔ اس سے قیامت کے بارے میں سوال کرنے والے کو بھی پتا چل جاتا۔ لیکن آپ ﷺ نے جواب دینے کے بجائے خود ہی سوال کر دیا کہ تم نے اس دن کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟

9- نصیحت کیا ہوتی ہے؟

جواب: نصیحت سے مراد ہے خود اچھا بننا اور دوسروں کو اچھا بننے کی ترغیب دینا۔ نبی کریم ﷺ جب کسی کو نصیحت فرماتے تو ایک وقت میں ایک یا دو باتوں کی نصیحت فرماتے۔ ایسا نہیں کہ ایک ہی مرتبہ بہت سارے احکامات جاری کر دیں۔

10- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ فرماتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے کیا نصیحتیں فرمائیں؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ (رضی اللہ عنہ) تم اس کتاب کے پاس جا رہے ہو۔ تم پہلے انہیں توحید اور رسالت کی دعوت دینا جب یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے رسول ﷺ پر، تو پھر انہیں بتانا کہ دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں جب یہ بات بھی تسلیم کر لیں تو پھر انہیں یہ بتانا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور فقراء میں تقسیم کر دی جائے گی۔

11- رسول کریم ﷺ کا انداز تربیت کن کے لیے مشعل راہ ہے؟

جواب: رسول کریم ﷺ کا انداز تربیت والدین، اساتذہ کرام اور علماء کرام کے لیے مشعل راہ ہے۔

تخریجی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

تخریجی سوالات

1- انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: انبیائے علیہم السلام کی بعثت کا مقصد انسانوں کے اخلاق اور رویوں کی اصلاح ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد اس ذمہ داری کو بخوبی پورا فرمایا۔

2- کسی کی غلطی پر نبی کریم ﷺ کا ردعمل کیا ہوتا تھا؟

جواب: نبی کریم ﷺ کسی کی غلطی پر کبھی اس کا مذاق نہیں اڑاتے تھے بلکہ نرمی سے اس کی اصلاح فرماتے تھے۔

3- اگر غلطی پر فوراً اور اسی وقت متنبہ کرنا مقصود ہو تو نبی کریم ﷺ کس انداز میں سمجھاتے تھے؟

جواب: اگر کسی اہم بات کی طرف توجہ دلانی ہو کہ غلطی پر فوراً اور اسی وقت متنبہ کرنا ہو تو نبی کریم ﷺ اپنی آواز کو بلند کر لیتے تھے تاکہ سامنے والا اچھی طرح سمجھ جائے۔

4- نبی کریم ﷺ نے مخاطب کو احکام اسلامی کا پابند کس طرح بنایا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے مخاطب کی صلاحیت اور حالات کے مطابق اسے احکام اسلامی کا پابند بنایا۔

5- سیرت طیبہ کو مشعل راہ بنانے کا کیا فائدہ ہوگا؟

جواب: آج اگر ہم سیرت طیبہ کو اپنے لیے مشعل راہ بنا لیں تو ہمارا معاشرہ ایک صالح اور خوش گوار معاشرہ ہوگا جس میں ہر شخص کو امن و سکون کی دولت نصیب ہوگی۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم ﷺ کی دس سال تک خدمت کی:

(الف) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

(ج) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے (د) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

(ii) نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا:

(الف) مصر (ب) یمن (ج) شام (د) طائف

(iii) نبی کریم ﷺ نے قیامت کے بارے میں سوال پوچھنے پر فرمایا:

(الف) تمہارا نام کیا ہے؟ (ب) تم نے کیا تیاری کی ہے؟

(ج) تم کس شہر سے ہو؟ (د) تم کیوں پریشان ہو؟

(iv) نبی کریم ﷺ نے شفقت سے ہاتھ پھیرا:

(الف) مزدوری کرنے والے کے (ب) صلہ رحمی کرنے والے کے

(ج) معاف کرنے والے کے (د) عبادت کرنے والے کے

(v) نبی کریم ﷺ تربیت کے حوالے سے ہر کام اور معاملہ میں اختیار فرماتے تھے:

(الف) تدریج کا (ب) وعظ و نصیحت کا

(ج) تحریر و تقریر کا (د) دائیں بائیں کا

جوابات: (i) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (ii) یمن (iii) تم نے کیا تیاری کی ہے؟

(iv) مزدوری کرنے والے کے (v) تدریج کا

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم ﷺ مخاطب کے جذبات اور احساسات کے ساتھ اس کے مزاج اور نفسیات کا کس طرح خیال رکھتے تھے؟ مثال دے کر واضح کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ مخاطب کے جذبات اور احساسات کے ساتھ اس کے مزاج اور نفسیات کا لحاظ فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ دیکھئے میں یہ ایک معمولی سوال تھا۔ جس کا کوئی بھی جواب دے کر بات ختم کر دی جاتی۔ آپ ﷺ نے جب دیکھا کہ ایک شخص پر قیامت کی فکر طاری ہے اور اس کے بارے میں سوال کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے جواب دینے کے بجائے خود سوال کرتے ہیں: تُو نے اس دن کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے۔ آپ ﷺ کی اس خوش اسلوبی نے سائل کو احتساب نفس اور اپنے اعمال کا جائزہ لینے پر آمادہ کر دیا۔

(ii) نبی کریم ﷺ اصلاح و تربیت کے لیے کس طرح گفت گو فرماتے تھے؟

جواب: اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ زیادہ لمبے اور طویل وعظ و نصیحت سے گریز فرماتے تھے، نبی کریم ﷺ کا یہ حیرت انگیز اعجاز تھا کہ آپ ﷺ بڑی بڑی باتوں کو مختصر سے جملوں میں بیان کر دیتے تھے۔

(iii) نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کس طرح حوصلہ افزائی فرماتے تھے؟ مثال دے کر واضح کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ اچھے کام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کرتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ ایک بار ایک شخص نبی کریم ﷺ سے ملاقات کے لیے آیا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کی ہتھیلیوں پر نشانات پڑے ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں ایک مزدور آدمی ہوں اور محنت مزدوری کی وجہ سے یہ نشانات پڑ گئے ہیں، جب آپ ﷺ نے یہ بات سنی تو شفقت فرماتے ہوئے اس کے ہاتھ چوم لیے۔ ایسے اقدامات سے مخاطب کے دل میں محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس سے وہ نہ صرف بات قبول کرنے پر آمادہ ہوتا ہے بلکہ وہ ہر حال میں اس پر گامزن رہتا ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) نبی کریم ﷺ کے انداز تربیت پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے سوال 18

سرگرمیاں

- طلبہ نبی کریم ﷺ کے انداز تربیت کی خوبیوں پر مذاکرہ کریں۔

جواب: عملی کام

- اساتذہ کرام مثالی تربیت کے اہم عناصر مثلاً خیر خواہی، شفقت و محبت اور احترام باہمی سے متعلق مذاکرہ کروائیں۔

جواب: عملی کام

باب چہارم

اَخلاق و آداب

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآن و سنت کی روشنی میں اَخلاقِ حسنہ، شکر و قناعت، امانت و دیانت، اخلاص و تقویٰ اور پردہ پوشی کے معنیٰ و مفہوم کو جان سکیں۔
- شکر و قناعت، امانت و دیانت، اخلاص و تقویٰ اور پردہ پوشی کی اہمیت اور فضیلت کو سمجھ سکیں۔
- روز مرہ کے معاملات میں شکر و قناعت، امانت و دیانت، اخلاص و تقویٰ اور پردہ پوشی اختیار کرنے کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرت نبوی ﷺ سے شکر و قناعت، امانت و دیانت، اخلاص و تقویٰ اور پردہ پوشی کی مثالیں سمجھ کر ان سے عملی زندگی میں سبق حاصل کر سکیں۔
- عملی زندگی میں شکر و قناعت، امانت و دیانت، اخلاص و تقویٰ اور پردہ پوشی کے معاشرتی فوائد و ثمرات سے استفادہ کر سکیں۔
- شکر و قناعت، امانت و دیانت، اخلاص و تقویٰ اور پردہ پوشی کی مثالوں سے سبق حاصل کر سکیں۔
- عملی زندگی کے معاملات میں شکر و قناعت، امانت و دیانت، اخلاص و تقویٰ اور پردہ پوشی کا مظاہرہ کر سکیں۔
- شکر و قناعت، امانت و دیانت، اخلاص و تقویٰ اور پردہ پوشی کی صفات کو اپنا کر ایک مثالی مسلمان بن کر معاشرے کی خدمت کر سکیں۔
- روز مرہ زندگی میں دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کر کے معاشرے کو امن و آشتی کا گہوارہ بنا سکیں۔

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے امتحانی طرز سوالات

1- شکر و قناعت

سوال 1: قرآن و سنت کی روشنی میں شکر و قناعت کی اہمیت تحریر کریں۔

جواب: **شکر و قناعت کا مفہوم**

شکر کا لغوی معنیٰ احسان ماننا، قدر پہچاننا اور محسن کا احسان مانتے ہوئے اس کا صلہ ادا کرنا ہے۔ قناعت کا معنیٰ قسمت پر راضی رہنا ہے۔ اصطلاحی معنی میں قناعت سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق دیا جا رہا ہے اس پر راضی رہے۔ قناعت کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ انسان اسباب کی تلاش ہی چھوڑ دے، بلکہ کوشش کرتا رہے اور محنت کے بعد جو مل جائے، اس پر راضی رہے۔

شکر و قناعت کی اہمیت

دنیا کا دستور ہے کہ کوئی آدمی اپنے محسن کا شکریہ ادا کرے تو محسن مزید انعامات کرنے پر آمادہ نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر احسان کی قدر دانی کرنے والا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کا جتنا زیادہ شکر ادا کرے، اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی زیادہ عطا کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمھیں اور زیادہ عطا فرماؤں گا۔ (سورۃ ابراہیم:7)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کو کوئی چیز ملے اور وہ اس کا تذکرہ کرے تو اس نے اس کا شکر ادا کر دیا اور جس نے اسے چھپایا تو اس نے ناشکری کی۔

(سنن ابی داؤد:4814)

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ وہ انسان کامیاب و بامراد ہو گیا جو مسلمان ہو گیا اور اسے گزر بسر کے بقدر روزی ملی اور اللہ نے اسے جو دیا، اس پر قناعت کی توفیق بخشی۔ (صحیح مسلم: 1054)

ایک دوسرے مقام پر شکر کے اجر کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرنے والا (اجر و ثواب میں) صبر کرنے والے روزے دار کے برابر ہے۔ (جامع ترمذی: 2486)

اسوۂ رسول ﷺ

آپ ﷺ شکر گزاری کا عملی نمونہ تھے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے شکر اور قناعت کی مختلف صورتوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ کو جب بھی کوئی نعمت حاصل ہوتی تو آپ فوراً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔

رسول اکرم ﷺ نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو یہ کلمات شکر زبان مبارک سے ادا ہوتے:

"اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر ڈھانپتا ہوں اور زندگی میں آرائش حاصل کرتا ہوں۔"

آپ ﷺ سو کر اُٹھتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا یوں فرماتے:

"اس ذات پاک کا شکر ہے جس نے ہمیں موت کے بعد حیات نو بخشی۔"

آپ ﷺ کی زبان ہر وقت حمد و تسبیح میں مصروف رہتی تھی۔ راتوں کو اٹھ کر اتنی دیر تک عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک سوج جاتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ (ﷺ) کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے پھر آپ (ﷺ) اتنی محنت و مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

سوال 2: عملی زندگی میں شکر و قناعت کی اہمیت اور اس کے معاشرتی فوائد تحریر کریں۔

جواب: عملی زندگی میں شکر و قناعت کی اہمیت

جس طرح بندے پر یہ واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کے بدلے میں اس کا شکر ادا کرے، اسی طرح اس پر یہ بھی واجب ہے کہ انسانوں میں جو شخص اس کے ساتھ احسان کرے اس کا بھی شکریہ ادا کرے۔ بندے کا شکر ادا کرنا یہی نہیں ہے کہ صرف زبان سے اس کے احسانات کا اقرار کرے بلکہ ان کے بدلے میں اس کے ساتھ بھی نیکی اور خیر خواہی کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود آپس میں ایک انسان کے دوسرے انسان کے ساتھ شکر گزاری کے جذبہ کو اللہ تعالیٰ کے احسانات کی شکر گزاری کا معیار قرار دیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے خالق و مالک کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے محسن اور خیر خواہ دوستوں اور رشتہ داروں کا بھی شکر ادا کریں، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا، اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔ (جامع ترمذی: 1955)

انسانوں کے شکر کا بہترین طریقہ ان کی نیکی اور بھلائی کے جواب میں جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا کہنا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے سے جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا (اللہ تعالیٰ تم کو بہتر بدلہ دے) کہا اس نے اس کی پوری پوری تعریف کر دی۔ (جامع ترمذی: 2035)

عملی زندگی میں شکر گزار بننے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان مال، حسن و جمال، رزق اور دیگر نعمتوں میں اپنے سے کم تر درجے والے کو دیکھے، تاکہ اسے احساس ہو کہ مجھے میرے رب نے زیادہ عطا کیا ہے۔ یہی جذبات اس کو شکر کی طرف لے آتے ہیں۔

شکر و قناعت کے معاشرتی فوائد

1- سکونِ قلب

شکر و قناعت سے ہی عبادت میں سکون ملتا ہے، ورنہ انسان لامحدود اور پُرتعیش سامانِ زندگی کے پیچھے دوڑ دوڑ کر خود کو تھکا دیتا۔

2- عاجزی و انکساری

شکر ادا کرنے سے دل میں عاجزی و انکساری پیدا ہوتی ہے۔ متکبر آدمی دوسرے کا احسان ماننے کو کسرِ شان سمجھتا ہے۔ شکر میں چونکہ اپنے محسن کی فضیلت اور عظمت کو تسلیم کرتا ہے تو اس سے اس کا تکبر ٹوٹتا ہے اور اس کی طبیعت میں تواضع و انکساری پیدا ہوتی ہے۔

3- باہمی الفت و محبت

باہمی شکر گزاری سے معاشرے میں الفت و محبت کی فضا قائم ہوتی ہے اور نفرت، کدورت، دشمنی، حسد اور کینہ کا خاتمہ ہوتا ہے۔ خصوصاً جب دولت مند لوگ ضرورت مندوں کی مدد کریں گے تو محتاجوں اور مسکینوں کے دل میں شکر گزاری کے جذبات پیدا ہوں گے۔ نتیجتاً ان کے درمیان الفت و محبت پیدا ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے جہاں اس کا فضل و کرم شاملِ حال ہوتا ہے تو بندوں کا شکر ادا کرنے سے الفت و محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

4- دنیوی ترقی

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں اور صلاحیتوں کو اس کی مرضی کے مطابق استعمال کرنا بھی شکر ہے۔ جب کوئی فرد یا قوم اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق استعمال کرتی ہے تو کائنات کی ایک ایک چیز اس کا ساتھ دیتی ہے، جس کے نتیجے میں اسے ہر منزل پر ترقی ملتی ہے۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے۔

2- امانت و دیانت

سوال 3: قرآن و سنت کی روشنی میں امانت و دیانت کی اہمیت اور اقسام (صورتیں) تحریر کریں۔

جواب: امانت و دیانت کا مفہوم

امانت و دیانت سے مراد کسی بھی شے اور کام کو اس کے درست تقاضوں کے مطابق انجام دینا ہے۔ امانت و دیانت کا تعلق صرف مال سے نہیں ہے، بلکہ اسلام میں اس کا تصور نہایت وسیع ہے اور امانت و دیانت کا تعلق زندگی کے ہر شعبے سے ہے۔ سب سے بڑی امانت داری خالق کائنات سے انسانوں کا وہ عہد ہے جس کی پاسداری کے لیے انسان کو دنیا میں بھیجا گیا ہے، باقی تمام امانتیں اسی بنیادی تصور سے وابستہ ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائی بھی ان میں شامل ہے۔

امانت کی اہمیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے حق داروں کے سپرد کرو۔ (سورۃ النسآء: 58)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں۔ (مسند احمد: 12410)

امانتوں کی ادائی کا سلسلہ حکمرانِ وقت سے شروع ہو کر ایک خادم تک آتا ہے۔ حکمران اپنے فرائض ادا کریں، رعایا کی حفاظت کریں، عدل قائم کریں اور اہل لوگوں کو ذمہ داریاں سونپیں، علما، دینِ حق لوگوں کو پہنچانے کی امانت ادا کریں، مال دار اپنے مالوں میں سے غریبوں کی مدد کا حق ادا کریں، ملازمت پیشہ افراد دفاتر میں اپنے اوقات کی پابندی کریں۔ یہ سب امانت و دیانت کی صورتیں ہیں۔

امانت و دیانت کی مختلف صورتیں

اسلام میں ہر شخص کو اس کے دائرہ کار میں امانتیں سونپی گئی ہیں۔ سب سے ان کی امانتوں سے متعلق پوچھا جائے گا۔ امانت و دیانت کی مختلف صورتیں درج ذیل ہیں:

1- ہمیں اگر کسی کا راز معلوم ہے تو اس کو پوشیدہ رکھیں اور کسی پر ظاہر نہ کریں۔

2- اگر کوئی کسی بھی معاملے، مسئلے کے حل کے لیے مشورہ کرے تو اسے ہمدردی سے بہتر مشورہ دیں۔

3- اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز امانت رکھواتا ہے تو امین اس امانت کو استعمال نہیں کر سکتا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''امانت کا تقاضا یہ ہے کہ جس کی امانت ہے، اس کو ادا کر دی جائے اور جو خیانت کرے، اس کے ساتھ بھی خیانت نہ کی جائے۔'' (جامع ترمذی:1264)

4- انسان کی زندگی ایک بہت بڑی امانت ہے، اسی وجہ سے اپنی زندگی کو بھی ختم کرنے کا اختیار انسان کے پاس نہیں ہے۔ اپنے جسم کو جان بوجھ کر کسی قسم کا نقصان پہنچانا حرام ہے۔

5- مجلس میں جو بات کہی جائے، وہ اس مجلس کی امانت ہے۔ اہل مجلس کی اجازت کے بغیر مجلس کی باتوں کو دوسروں سے بیان کرنا اور پھیلانا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی تم سے کوئی بیان کرے پھر (اسے راز میں رکھنے کے لیے) دائیں بائیں مڑ کر دیکھے تو وہ بات تمھارے پاس امانت ہے۔'' (جامع ترمذی:1959)

6- اگر ہم پر کسی کا کوئی حق ہے تو اسے خوشی خوشی ادا کریں۔

7- دیانت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ امانتیں ان افراد کے سپرد کی جائیں جو اس کی اہلیت رکھتے ہوں بغیر سوچے سمجھے غیر معتبر لوگوں کو امانتیں سپرد کر دینا بھی دیانت داری کے منافی ہے۔

سوال 4: سیرت طیبہ (ﷺ) سے امانت و دیانت کی مثال دیں نیز امانت و دیانت کے فوائد تحریر کریں۔

جواب: امانت و دیانت کے بارے میں اُسوۂ رسول ﷺ

نبی کریم ﷺ امانت داری کا پیکر تھے، اس لیے کافر اور مشرک بھی آپ ﷺ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ ہجرت مدینہ کی رات تک اہل مکہ کی امانتیں آپ ﷺ کے پاس تھیں جو آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے کیں اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت کی کہ لوگوں کی امانتیں ان کے حوالے کر کے آپ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کرنی ہے۔

امانت و دیانت کے فوائد

1- اگر انسان ایک دوسرے کے ساتھ امانت و دیانت والے معاملے کرتے رہیں گے تو معاشرہ پرسکون رہے گا۔

2- لوگوں میں اعتماد کی فضا بحال رہے گی، بددیانتی اور دھوکا دہی سے انسانی معاشروں میں بداعتمادی اور انتشار جیسے منفی رجحانات فروغ پاتے ہیں اور انسان کی تخلیق کے مقاصد پورے نہیں ہوتے اور انسان نہ صرف اشرف المخلوقات کے عظیم مرتبے سے نیچے گر جاتا ہے، بلکہ جنت جیسی دائمی نعمت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

3- دیانت دار لوگوں کی نگاہوں میں معزز بن جاتا ہے۔

4- دیانت داری سے صحت مند کاروباری ماحول پیدا ہوتا ہے۔

5- دیانت داری معاشرتی زندگی میں بھی محبت و قربت کا ذریعہ بنتی ہے۔

6- اگر عوام اور حکمران دونوں دیانت داری کا لحاظ رکھیں تو ایک مستحکم معاشرہ معرض وجود میں آتا ہے۔

(3) اِخلاص وتقویٰ

سوال 5: اخلاص وتقویٰ کا مفہوم اور اہمیت بیان کرتے ہوئے سیرت طیبہ سے اس کی مثالیں تحریر کریں۔

جواب: اخلاص کا مفہوم

اخلاص کا معنی ہے: خالص بنانا، صاف کرنا۔ اخلاص سے مراد ہر عمل کا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونا ہے یعنی اس سے کوئی ذاتی مفاد یا غرض وابستہ نہ ہو۔

اخلاص کی اہمیت

قرآن مجید میں نیکی کی قبولیت کے لیے اوّلین شرط اخلاص ہے۔ اخلاص کا تعلق نیت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم جو کام بھی کریں اسی کی رضا کے لیے کریں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور انھیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے بالکل یک سو ہو کر۔ (سورۃ البینۃ:5)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (صحیح بخاری: 1)

تقویٰ کا مفہوم

تقویٰ کا لفظی معنی ہے: ڈرنا، پرہیزگاری اختیار کرنا۔ تقویٰ انسان کے دل کی ایسی حالت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے اسے نیکی پر آمادہ کرتی ہے اور گناہ سے روکتی ہے یعنی انسان کے دل میں اس بات کا احساس اور خوف پیدا ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ میری ہر بات کو دیکھ رہا ہے جس کے مطابق حساب کتاب کے بعد مجھے انعام یا سزا دی جائے گی۔

تقویٰ کی اہمیت

تقویٰ ایک دلی کیفیت اور رویے کا نام ہے، یہ ایک طرزِ حیات ہے۔ جب انسان میں یہ کیفیت یا رویہ پیدا ہو جائے تو وہ کسی کام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہیں کرتا۔ تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار مقامات پر ایمان والوں کو مخاطب کر کے تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں عزت کا معیار تقویٰ کو قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔ (سورۃ الحجرات: 13)

حضور ﷺ نے تقویٰ کا اصل مقام دل کو قرار دیا۔ گویا اگر دل میں تقویٰ ہے تو انسان کے اعمال بھی درست ہوں گے اور اگر دل تقویٰ کی دولت سے محروم ہے تو اعمال بھی بگاڑ کا شکار ہو جائیں گے۔ جب انسان میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ اخلاص نیت کی صورت میں نکلتا ہے۔

اخلاص وتقویٰ کا مفہوم

جب اخلاص اور تقویٰ کو ملا کر بولا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ انسان نیکی اور پرہیزگاری بے لوث ہو کر اور اس غرض سے اختیار کرے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے، وہ برے انجام سے بچ جائے اور یہ نیکی وہ کسی مفاد یا دکھاوے یا نیک نامی کے لیے نہ کر رہا ہو۔ مختصراً ہم اسے نیک نیتی بھی کہہ سکتے ہیں۔

اخلاص وتقویٰ اور اسوۂ رسول ﷺ

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کے اخلاص وتقویٰ کا اندازہ درج ذیل واقعات سے ہوتا ہے:

1- آپ ﷺ کو دعوت و تبلیغ سے روکنے کے لیے مال و دولت اور سرداری کی پیش کش کی لیکن آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ان تمام چیزوں کو ٹھکرا دیا تو اہل مکہ نے آپ ﷺ کے چچا جناب ابو طالب سے کہا کہ وہ آپ ﷺ کو اسلام کی تبلیغ سے روکیں۔ جب آپ ﷺ کے چچا نے آپ ﷺ سے اس بارے میں بات کی تو آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا:

''چچا جان! اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں کہ میں یہ کام چھوڑ دوں، تب بھی میں دعوت دین سے باز نہیں آؤں گا یہاں تک کہ اللہ اس دین کو غالب کر دے یا اسی راہ میں میری جان چلی جائے۔''

نبی کریم ﷺ اخلاص وتقویٰ اور دل جمعی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں رات بھر کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں سوج گئے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کر دی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (صحیح بخاری: 4836)

اخلاص وتقویٰ اختیار کرنے سے اعمال قبول بھی ہوں گے اور اُن کی لذت میں بھی اضافہ ہوگا۔ جب انسان نیکی کا عمل اخلاص کے ساتھ اور تقویٰ کی صفت اختیار کر کے کرتا ہے تو اُس کے لیے نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ جب کوئی نیکی لوگوں کو دکھانے کے لیے کی جاتی ہے تو وہ مشکل لگتی ہے، اُس کی لذت ختم ہو جاتی ہے۔

(4) پردہ پوشی

سوال 6: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پردہ پوشی پر تفصیلی نوٹ تحریر کرتے ہوئے موجودہ دور میں پردہ پوشی کی ضرورت تحریر کریں۔

جواب: مفہوم

پردہ پوشی کا معنی ہے: کسی کے عیبوں پر پردہ ڈالنا۔ پردہ پوشی کے لیے ستر پوشی کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔

پردہ پوشی کی اہمیت

دین اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم کسی کے عیب جاننے کی کوشش نہ کریں۔ اگر ہمیں کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اسے چھپانے کی کوشش کریں، نہ اس شخص کو طعنہ دیں اور نہ اس کا مذاق اڑائیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لوگوں کے عیب تلاش کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور نہ (کسی کے متعلق) جاسوسی کرو۔ (سورۃ الحجرات: 12)

پردہ پوشی کی فضیلت

کسی کے عیب اچھالنے اور اسے طعنہ دینے کو سخت گناہ قرار دیا گیا ہے۔ پردہ پوشی کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈالنے کو بہت بڑی نیکی قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص کسی مسلمان کے عیب چھپائے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔ (صحیح بخاری: 2442)

دوسروں کی برائیوں پر پردہ ڈالنے کا حکم

ہمیں دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈالنا چاہیے۔ لیکن اگر وہ ایسا اجتماعی جرم ہے جس سے معاشرے کے افراد کا انفرادی یا اجتماعی نقصان ہو تو اجتماعی مفاد کا خیال رکھتے ہوئے متعلقہ لوگوں کو آگاہ کر دینے کو بھی اسلام قدر اور تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

ذاتی عیب پر پردہ پوشی کی تلقین

پردہ پوشی صرف دوسرے شخص کے عیب ہی کی نہیں ہوتی بلکہ انسان کا خود اپنے عیب چھپانا بھی پردہ پوشی میں شامل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میری تمام امت کو (گناہوں) پر معافی ملے گی سوائے ان لوگوں کے جو اپنے گناہوں کا اعلان کرنے والے ہیں۔

(صحیح بخاری: 6069)

سیرت رسول (خاتم النبیین ﷺ) سے پردہ پوشی کی تلقین

ایک مرتبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ منبر پر تشریف لائے بلند آواز سے لوگوں کو پکارا اور ارشاد فرمایا:

مسلمانوں کو تکلیف مت دو، ان کو عار مت دلاؤ اور ان کے عیب تلاش نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب تلاش کرتا ہے اسے رُسوا اور ذلیل کر دیتا ہے۔ (جامع ترمذی: 2032)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایک بوڑھے شخص کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ شراب پیتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ عیب کسی کو نہ بتایا۔ پھر کچھ عرصے بعد وہ شخص آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے بتایا کہ میں اس عمل سے توبہ کر چکا ہوں اور شراب چھوڑ دی ہے۔

دور حاضر میں پردہ پوشی کی ضرورت

دور حاضر کے جدید میڈیا پر عموماً پردہ پوشی کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ میڈیا سے حاصل ہونے والی معلومات کو بغیر تحقیق کیے دوسرے لوگوں اور گروپوں میں پھیلا دیا جاتا ہے۔ اس طرح وہ دو طرح کے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ ایک گناہ جھوٹی خبر پھیلانے کا اور دوسرا گناہ دوسروں کے عیب اچھالنے کا۔ موبائل اور باہمی رابطے کے جدید ذرائع پر پردہ پوشی کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ یہ چیزیں ہمارے لیے رحمت بنی رہیں، زحمت نہ بنیں۔

پردہ پوشی اختیار نہ کرنے کے نقصانات

پردہ پوشی اختیار نہ کرنے کے بہت سے دُنیوی اور اخروی نقصانات ہیں۔ اس سے معاشرے میں بے چینی، نفرت اور دُشمنی کی فضا پروان چڑھتی ہے۔ اگر دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کی جائے تو باہمی یقین اور تعاون کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ جب برائی کی باتوں اور عیبوں کو اچھالا جائے تو برائیاں پھیلتی ہیں اور جب برائیوں کے تذکرے مٹ جائیں تو برائیاں بھی مٹ جاتی ہیں۔

ہماری ذمہ داری

جب اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی فرما کر ہمیں معاف کر دیتا ہے تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم دوسروں کے گناہوں اور عیبوں پر پردہ ڈالیں اور معاف کر دیں تاکہ معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن سکے اور باہمی اخوت ومحبت کے جذبات پروان چڑھ سکیں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: بحیثیت مسلمان ہمیں شکر وقناعت کس طرح کرنی چاہیے؟ واضح کریں۔

جواب: آج ہم معاشرے میں جن مشکلات اور مسائل کو دیکھ رہے ہیں، ان کی ایک وجہ معاشرے میں قناعت اور شکر کا نہ ہونا ہے۔ پس معاشرے میں قناعت اور شکر کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ قناعت اور شکر انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر قناعت کریں۔ اس کی تقسیم پر شکر کا اظہار نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی اور مطمئن رہیں تاکہ ہمیں اس کی رضا وخوشنودی حاصل ہو۔

بحیثیت مسلمان شکر کا طریقہ: ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کرنا چاہیے۔ شکر ادا کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند بھی ہے اور اس کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ شکر کی ادائیگی کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، زبان سے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہنا بھی اس کی ایک صورت ہے۔ صرف یہ کہنا ''اے اللہ! تیرا شکر ہے'' شکر کی ایک صورت ہے۔ دو رکعت نفل نماز شکرانہ پڑھ کر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جا سکتا ہے، بلکہ تمام عبادات کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے شکر میں داخل ہے۔ اسی طرح مختلف مواقع کی مناسبت سے جو دعائیں سنت سے ثابت ہیں وہ سب ہی ادائے شکر کے لیے ہیں، اُن کا ہمیں خاص اہتمام کرنا چاہیے۔

بحیثیت مسلمان قناعت کا طریقہ: اگر ایک مسلمان مندرجہ ذیل باتوں کا اہتمام کرے تو اس میں قناعت کا وصف جمیل پیدا ہو سکتا ہے۔

1- اپنے اخراجات میں کمی کرے اور ضرورت کی مقدار سے زیادہ خرچ نہ کرے۔

2- اگر بقدر ضرورت میسر ہو تو آئندہ کی فکر میں ہلکان نہ ہوتا رہے۔ کیوں کہ شیطان ہمیشہ انسان کو آئندہ کے اندیشوں میں مبتلا رکھتا ہے۔

3- اس امر پر غور و فکر کرے کہ قناعت کا وصف حاصل ہونے کی وجہ سے لوگوں سے استغنا بہت بڑی عزت ہے۔ حرص و طمع کی وجہ سے معاشرے میں ذلیل ہونا پڑتا ہے۔

4- دنیا داروں اور مال داروں کے انجام پر غور کرے کہ ہامان و قاروں کا کیا انجام ہوا، جب کہ انبیا، اولیا کو اللہ تعالیٰ کی جناب میں کیا تو قیر عطا ہوئی۔ انسان اپنے نفس سے سوال کرے کہ ان میں سے کس کا انجام اُسے پسند ہے۔

5- مال کی کثرت اور اس کی محبت میں مبتلا ہونے کے جو نقصانات ہیں انسان کو ان پر بھی غور و فکر کرنا چاہیے۔

سوال 2: معاشرے میں امانت و دیانت اور دھوکہ دہی و بد دیانتی سے محفوظ رہنے کے لیے آپ کون سے اقدامات اٹھا سکتے ہیں اور کیوں؟

جواب: ایک ۔۔۔۔ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غلے کے ڈھیر سے گزرے، تو آپ ﷺ نے اس کے اندر ہاتھ ڈالا، آپ ﷺ کی انگلیاں تر ہو گئیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا! اے غلہ والے یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ یہ بارش سے گیلا ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اوپر کیوں نہیں کر دیا تا کہ لوگ دیکھ سکیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے دھوکہ دہی کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (جامع ترمذی: 1315)

اس حدیث مبارکہ میں واضح بیان ہوا کہ دھوکے باز اور بد دیانت کا ایمان ختم ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں اس کی دنیا و آخرت ہو جاتی ہیں۔ اس دور میں ہم معاشرے میں دیکھتے ہیں کہ ہر طرف دھوکے بازی اور بد دیانتی ہو رہی ہوتی ہے، کہیں ملاوٹ کے ذریعے تو کہیں ناقص اشیا بیچنے کے ذریعے۔ جس کے نتیجے میں مال سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ بداخلاقی، برائی اور بے حیائی عروج پر پہنچ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں صلہ رحمی اور حسن سلوک ختم ہوتا جا رہا ہے۔ انسانی قدریں پامال ہو رہی ہیں اور انسانیت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ ان سب کے پیچھے بد دیانتی اور دھوکہ دہی کارفرما ہے لہٰذا ہمیں اپنے معاشرے کو اگر امن و سلامتی اور سکون و اطمینان والا بنانا ہے تو امانت و دیانت جیسی اچھی قدروں پر عمل پیرا ہونا پڑے گا اور بد دیانتی اور دھوکہ بازی جیسی تاریک اور بھیانک خصلتوں سے اپنے معاشرے کو پاک کرنا ہوگا، تا کہ دین و دنیا اور آخرت میں کامیابیاں حاصل کر سکیں۔

سوال 3: عملی زندگی میں اخلاص و تقویٰ کے معاشرتی فوائد و ثمرات کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: اپنے اعمال اور افعال اللہ تعالیٰ کی خاطر انجام دینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اگر اخلاص و تقویٰ کی صفات معاشرے میں عام ہو جائیں تو ایک عمومی سازگار ماحول کے ساتھ ساتھ باہمی اعتماد اور اخلاص کی ایسی فضا پیدا ہو جاتی ہے جہاں ہر شخص اپنے افعال کا خود نگران ہوتا ہے۔ اخلاص و تقویٰ انسان کے لیے ایک ایسے نظر نہ آنے والے لباس کی مانند ہیں، جو اس کو مختلف روحانی برائیوں سے بچاتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اخلاص و تقویٰ کو اختیار کریں اور معاشرے و انسانیت کے کام آئیں۔

سوال 4: آپ پردہ پوشی کے ذریعے کس طرح معاشرے کو امن کا گہوارہ بنا سکتے ہیں؟

جواب: ایک ایسا معاشرہ جس میں پردہ پوشی کی عادت ہو، وہاں لوگوں کے درمیان اعتماد کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے راز، عیب اور نقائص چھپاتے ہیں اور اصلاح آسان ہو جاتی ہے۔ پردہ پوشی نیک نیتی کی بنا پر ہونی چاہیے تا کہ اصلاح ہو سکے۔ کسی کے رنگ، نسل، زبان اور جغرافیے کو عیب بنا کر پیش نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی اس کی بنیاد پر دوسروں کے ساتھ امتیازی سلوک کی اجازت ہے۔ دوسروں کے رازوں کی حفاظت اور ان کے عیوب کی پردہ پوشی کر کے ہی ہم معاشرے کو امن کا گہوارہ بنا سکتے ہیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- شکر کا لغوی معنی ہے:
(A) خرچ کرنا (B) تلاش کرنا (C) طلب کرنا (D) احسان ماننا

2- محسن کا احسان مانتے ہوئے اس کا صلہ ادا کرنا، کہلاتا ہے۔
(A) صبر (B) شکر (C) تحمل (D) ایثار

3- قناعت کا معنی ہے:
(A) منت ماننا (B) قسمت پر راضی ہونا (C) لوگوں سے راضی ہونا (D) احسان ماننا

4- اللہ تعالیٰ زیادہ عطا فرماتا ہے:
(A) صبر کرنے سے (B) تجارت کرنے سے (C) شکر کرنے سے (D) صلہ رحمی کرنے سے

5- قناعت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انسان چھوڑ دے:
(A) محنت (B) اسباب کی تلاش (C) نوکری (D) دنیاداری

6- کسی نعمت کو چھپانا کہلاتا ہے:
(A) کنجوسی (B) کفر (C) جرم (D) ناشکری

7- نیکی اور بھلائی کا شکر ادا کرنے کا طریقہ ہے کہ آدمی کہے:
(A) الحمدللہ (B) سبحان اللہ (C) جزاک اللہ خیرا (D) شکراً کثیراً

8- امانت و دیانت کا تعلق ہے:
(A) مالی معاملات سے (B) ملازمت سے (C) تجارت سے (D) زندگی کے ہر شعبے سے

9- ہجرت مدینہ کے وقت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس امانتیں موجود تھیں:
(A) کفار مکہ کی (B) اہل مدینہ کی (C) یہود کی (D) اہل طائف کی

10- نبی کریم ﷺ کے حکم سے کفار مکہ کو امانتیں واپس لوٹائیں:
(A) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

11- کسی کے راز کی حفاظت کرنا کہلاتا ہے:
(A) کفایت شعاری (B) امانت داری (C) صلہ رحمی (D) عفو و درگزر

12- حدیث مبارک کے مطابق مجلس میں کی گئی بات ہے:
(A) امانت (B) فیصلہ کن (C) آخری بات (D) نہ بھولنے والی بات

13- کافر اور مشرک نبی کریم ﷺ کو پکارتے تھے:
(A) صادق و امین کہہ کر (B) عادل و محسن کہہ کر (C) سخی و فیاض کہہ کر (D) بہادر و شجاع کہہ کر

14- مشورہ بھی ہوتا ہے:
(A) نیکی (B) ضروری (C) امانت (D) بلاوجہ

15- اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے:
(A) زیادہ دولت والا (B) زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا
(C) زیادہ حسن والا (D) زیادہ شہرت والا

16- تمام اعمال کا دارومدار ہے:
(A) علم پر (B) صحت پر (C) نیت پر (D) جوانی پر

17- اخلاص کا معنی ہے:
(A) خالص بنانا (B) عبادت کرنا (C) کوشش کرنا (D) ڈرنا

18- اخلاص لازمی نتیجہ ہے:
(A) علم ودانش کا (B) کثرتِ عبادت کا (C) بزرگی کا (D) تقویٰ کا

19- دل میں تقویٰ ہو تو درست ہوں گے:
(A) اعمال (B) اقوال (C) احساسات (D) سوالات

20- نبی کریم ﷺ کی سیرت کا نچوڑ اور خلاصہ ہے:
(A) اخلاص وتقویٰ (B) حج (C) زکوٰۃ (D) صدقہ

21- نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے:
(A) مال ودولت سے (B) اخلاص وتقویٰ سے (C) بہادری وشجاعت سے (D) چستی اور چالاکی سے

22- پردہ پوشی سے مراد ہے:
(A) عیب چھپانا (B) عیب ظاہر کرنا (C) بڑھا چڑھا کر پیش کرنا (D) نصیحت کرنا

23- دینِ اسلام میں منع کیا گیا ہے:
(A) عیب تلاش کرنے سے (B) صلہ رحمی کرنے سے (C) سخاوت کرنے سے (D) میانہ روی اختیار کرنے سے

24- اگر ہمیں کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اسے نہ دیں:
(A) موقع (B) مہلت (C) طعنہ (D) حوصلہ

25- اللہ تعالیٰ جس کے عیب تلاش کرتا ہے اسے کر دیتا ہے:
(A) گناہ گار (B) خراب (C) شرمندہ (D) رسوا اور ذلیل

جوابات

1- (D)	2- (B)	3- (B)	4- (C)	5- (B)	6- (D)	7- (C)	8- (D)	9- (A)	10- (A)
11- (B)	12- (A)	13- (A)	14- (C)	15- (B)	16- (C)	17- (A)	18- (D)	19- (A)	20- (A)
21- (B)	22- (A)	24- (A)	25- (C)	26- (D)					

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- وہ عظیم اوصاف کون سے ہیں جن سے متصف ہو کر انسان رب کے قریب ہو سکتا ہے؟
(A) شکر اور قناعت (B) چستی اور چالاکی (C) صبر اور تحمل (D) ہمدردی اور رحم دلی

2- عملی زندگی میں شکر گزار بننے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان دنیا کی نعمتوں میں دیکھے:
(A) اپنے سے برتر کو (B) اپنے سے کم تر کو (C) اپنے برابر والے کو (D) اپنے ہمسائے کو

3- پرتعیش سامانِ زندگی کے پیچھے دوڑ دوڑ کر خود کو تھکا دیتا ہے:
(A) عبادت نہ کرنے والا (B) صبر نہ کرنے والا (C) قناعت نہ کرنے والا (D) نیکی نہ کرنے والا

4- سب سے بڑی امانت وہ عہد ہے جو انسانوں نے:
(A) فرشتوں سے کیا تھا (B) انبیائے کرام علیہم السلام سے کیا تھا (C) اللہ تعالیٰ سے کیا تھا (D) والدین سے کیا تھا

5- اپنی زندگی ختم کرنے کا اختیار انسان کے پاس نہیں کیوں کہ زندگی ہے:
(A) ایک کتاب (B) ایک رحمت (C) ایک امانت (D) ایک نصیحت

6- جب انسان میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ کس صورت میں ہو سکتا ہے؟
(A) عزت کی صورت میں (B) شہرت کی صورت میں (C) دولت کی صورت میں (D) اخلاص نیت کی صورت میں

7- جب کوئی نیکی لوگوں کو دکھانے کے لیے کی جاتی ہے تو:
(A) وہ اچھی لگتی ہے (B) وہ مشکل ہو جاتی ہے (C) اس کا اجر کم ملتا ہے (D) اس کا اجر برابر ملتا ہے

8- دینِ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم کوشش نہ کریں:
(A) کسی کے عیب جاننے کی (B) کسی کے عیب چھپانے کی (C) کسی کے عیب بتانے کی (D) کسی کے عیب تلاشنے کی

9- مسائل اور باہمی رابطہ کے جدید ذرائع پر انتہائی ضروری ہے، خیال رکھنا:
(A) پردہ پوشی کا (B) لوگوں کے احساسات کا (C) ملکی قوانین کا (D) لوگوں کے احترام کا

جوابات

1- (A)	2- (B)	3- (C)	4- (C)	5- (C)	6- (D)	7- (B)	8- (A)	9- (A)	

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- شکر و قناعت کا معنی و مفہوم لکھیں۔
جواب: شکر کا لغوی معنی احسان ماننا، قدر پہچاننا اور محسن کا احسان مانتے ہوئے اس کا صلہ ادا کرنا ہے۔ قناعت کا معنی قسمت پر راضی رہنا ہے۔ اصطلاحی معنی میں قناعت سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق دیا جا رہا ہے اس پر راضی رہے۔

2- شکر کی اہمیت وفضیلت پر ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: ''اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمھیں اور زیادہ عطا فرماؤں گا۔''

3- شکر و قناعت کے دو فوائد تحریر کریں۔
جواب: 1- شکر و قناعت سے انسان کو رب کا قرب حاصل ہوتا ہے۔
2- شکر و قناعت سے زندگی اطمینان اور خوشی سے گزرتی ہے اور عبادت میں دل لگتا ہے۔

4- لوگوں کا شکر ادا کرنے کی اہمیت پر ایک حدیث مبارک لکھیں۔
جواب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا، اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔''

5- اللہ تعالیٰ کے علاوہ کس کا شکر گزار ہونا چاہیے؟
جواب: ہمیں چاہیے کہ اپنے خالق و مالک کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے محسن اور خیر خواہ دوستوں اور رشتہ داروں کا بھی شکر ادا کریں۔

6- امانت داری سے کیا مراد ہے؟
جواب: امانت داری سے مراد کسی بھی شے اور کام کو اس کے درست تقاضوں کے مطابق انجام دینا ہے۔

7- انسان کے لیے سب سے بڑی امانت داری کیا ہے؟
جواب: سب سے بڑی امانت داری خالقِ کائنات سے انسانوں کا وہ عہد ہے جس کی پاسداری کے لیے انسان کو دنیا میں بھیجا گیا ہے۔

8- امانت داری کی اہمیت پر ایک حدیث تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں۔''

9- حدیث کی روشنی میں امانت کا تقاضا بیان کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''امانت کا تقاضا یہ ہے کہ جس کی امانت ہے، اس کو ادا کر دی جائے اور جو خیانت کرے، اس کے ساتھ بھی خیانت نہ کی جائے۔''

10- امانت و دیانت کی دو صورتیں بیان کریں۔

جواب: 1- ہمیں اگر کسی کا راز معلوم ہے تو اس کو پوشیدہ رکھیں اور کسی پر ظاہر نہ کریں۔

2- اگر کوئی کسی بھی معاملے، مسئلے کے حل کے لیے مشورہ کرے تو ہمدردی سے بہتر مشورہ دیں۔

11- نبی کریم ﷺ کی امانت داری کی ایک مثال تحریر کریں۔

جواب: ہجرت مدینہ کی رات اہل مکہ کی امانتیں نبی کریم ﷺ کے پاس تھیں جو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیں اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

12- امانت و دیانت کے دو ثمرات تحریر کریں۔

جواب: 1- اگر انسان ایک دوسرے کے ساتھ امانت و دیانت والے معاملے کرتے رہیں گے تو معاشرہ پرسکون رہے گا۔

2- امانت دار اور دیانت دار شخص لوگوں کی نگاہوں میں معزز بن جاتا ہے۔

13- حکمران وقت کے فرائض تحریر کریں۔

جواب: حکمران وقت کے لیے لازم ہے کہ وہ رعایا کی حفاظت کرے، عدل قائم کرے اور عہدہ و منصب اہل لوگوں کے سپرد کرے۔

14- مستحکم معاشرہ کیسے وجود میں آتا ہے؟

جواب: جب عوام اور حکمران دونوں دیانت داری کا لحاظ رکھیں تو ایک مستحکم معاشرہ معرض وجود میں آتا ہے۔

15- اخلاص کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

جواب: اخلاص کا معنی ہے: خالص بنانا، صاف کرنا۔ اخلاص سے مراد ہر عمل کا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونا ہے۔

16- عمل میں اخلاص کے حوالے سے کیا ارشاد باری تعالیٰ ہے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور انھیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے، بالکل یک سو ہو کر۔''

17- نیت کی اہمیت پر ایک حدیث تحریر کریں۔

جواب: حدیث نبوی ﷺ ہے: ''تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔''

18- تقویٰ کا لفظی معنی کیا ہے؟

جواب: تقویٰ کا لفظی معنی ہے: ڈرنا، پرہیزگاری اختیار کرنا۔

19- تقویٰ سے کیا مراد ہے؟

جواب: تقویٰ انسان کے دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے اسے نیکی پر آمادہ کرتی ہے اور گناہ سے روکتی ہے۔

20- اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ کو تبلیغ دین سے روکنے کے لیے کیا پیش کش کی؟

جواب: اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ کو تبلیغ دین سے روکنے کے لیے مال و دولت اور سرداری کی پیش کش کی۔

21- پردہ پوشی کا مفہوم بیان کریں۔

جواب: پردہ پوشی کا معنی ہے: کسی کے عیبوں پر پردہ ڈالنا۔

22- پردہ پوشی کے متعلق ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: ترجمہ: اور نہ (کسی کے متعلق) جاسوسی کرو۔

23- پردہ پوشی کے متعلق ایک حدیث لکھیں۔

جواب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص کسی مسلمان کے عیب چھپائے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔

24- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک بوڑھے شخص کا کون سا عیب چھپایا؟

جواب: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایک بوڑھے شخص کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ شراب پیتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ عیب کسی کو نہ بتایا۔

25- پردہ پوشی اختیار نہ کرنے کے کیا نقصانات ہیں؟

جواب: پردہ پوشی اختیار نہ کرنے کے بہت سے دنیوی اور اخروی نقصانات ہیں۔ اس سے معاشرے میں بے چینی بڑھتی ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حدیث کے مطابق کامیاب و بامراد کون سا شخص ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ وہ انسان کامیاب و بامراد ہو گیا جو مسلمان ہو گیا اور اسے گزر بسر کے بقدر روزی ملی اور اللہ نے اسے جو دیا، اس پر قناعت کی توفیق بخشی۔

2- عملی زندگی میں شکر گزار بننے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: عملی زندگی میں شکر گزار بننے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان مال، حسن و جمال، رزق اور دیگر نعمتوں میں اپنے سے کم تر درجے والے کو دیکھے تاکہ اسے احساس ہو کہ مجھے میرے رب نے زیادہ عطا کیا ہے۔ یہی جذبات انسان کو شکر کی طرف لے کر آتے ہیں۔

3- اللہ تعالیٰ کے علاوہ کس کا شکر گزار ہونا چاہیے؟

جواب: ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے خالق و مالک سے شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے محسن اور خیر خواہ دوستوں اور رشتہ داروں کا بھی شکریہ ادا کریں۔

4- انسانوں کا شکریہ ادا کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

جواب: انسانوں کے شکر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ نیکی اور بھلائی کے جواب میں جزاك الله خيرا کہا جائے۔

5- مال دار کس طرح امانت ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: مال دار اپنے مالوں میں سے غربا اور مساکین کی معاونت کا فریضہ ادا کر کے امانت ادا کر سکتے ہیں۔

6- امانت کا تقاضا اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: امانت کا تقاضا یہ ہے کہ جس شخص کی امانت ہے اس کو ادا کر دی جائے اور جو خیانت کرے اس کے ساتھ بھی خیانت نہ کی جائے۔

7- انسان کو اپنی زندگی ختم کرنے کا اختیار کیوں نہیں؟

جواب: انسان کی زندگی ایک بہت بڑی امانت ہے۔ اسی وجہ سے اپنی زندگی کو ختم کرنے کا اختیار انسان کے پاس نہیں ہے۔ اپنے جسم کو جان بوجھ کر کسی قسم کا نقصان پہنچانا حرام ہے۔

8- کسی کو مشورہ دیتے ہوئے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: مشورہ بھی ایک امانت ہے لہٰذا ہمیشہ کسی کو اچھا مشورہ دینا چاہیے۔

9- مجلس میں ہونے والی بات کس طرح امانت ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص کسی کے پاس امانت رکھواتا ہے تو امین اس امانت کو استعمال نہیں کر سکتا۔ مجلس میں کہی گئی بات سننے والے کے پاس امانت ہے۔ اس لیے کہنے والے کی اجازت کے بغیر آگے بات کرنا امانت میں خیانت ہے۔

10- امانت و دیانت کے حوالے سے ہماری کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: ہمیں چاہیے کہ ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں امانت و دیانت کو اپنائیں تاکہ ہمارا معاشرہ ایک اسلامی اور فلاحی معاشرہ بن سکے اور ہم دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

11- تقویٰ کا لازمی نتیجہ کس صورت میں نکلتا ہے؟

جواب: جب انسان میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ اخلاصِ نیت کی صورت میں نکلتا ہے۔

12- تقویٰ کا اصل مقام دل کو قرار دینے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر دل میں تقویٰ ہے تو انسان کے اعمال بھی درست ہوں گے اور اگر دل تقویٰ کی دولت سے محروم ہے تو اعمال بھی بگاڑ کا شکار ہو جائیں گے۔

13- جب نبی کریم ﷺ نے اہل مکہ کی مال و دولت کی پیش کش کو ٹھکرایا تو ان کا ردِ عمل کیا تھا؟

جواب: جب آپ ﷺ نے اہل مکہ کی پیش کش کو ٹھکرایا تو انھوں نے آپ ﷺ کے چچا جناب ابو طالب سے کہا کہ وہ آپ ﷺ کو تبلیغ سے روکیں۔

14- نبی کریم ﷺ کی سیرت کا نچوڑ اور خلاصہ کیا ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی سیرت کا نچوڑ اور خلاصہ اخلاص و تقویٰ ہے۔ آپ ﷺ کا ہر عمل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور تقویٰ پر مبنی ہوتا ہے۔

15- پردہ پوشی کے حوالے سے دورِ حاضر میں میڈیا کا کیا کردار ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: دورِ حاضر میں انسان سوشل میڈیا پر جو دیکھتا ہے اسے بغیر تحقیق کے دوسرے لوگوں اور گروپوں میں شیئر کر دیتا ہے۔ میڈیا کو چاہیے کہ جھوٹی خبر چلانے اور دوسروں کے عیب اچھالنے کے گناہ سے اجتناب کریں۔ موبائل اور باہمی رابطہ کے جدید ذرائع پر پردہ پوشی کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

16- اگر کسی کے برے کام سے اجتماعی نقصان کا اندیشہ ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر کسی کے برے کام سے معاشرے کے افراد کا انفرادی یا اجتماعی نقصان ہو رہا ہے تو اجتماعی مفاد کا خیال رکھتے ہوئے متعلقہ لوگوں کو آگاہ کر دینے کو اسلام قدر اور تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

17- آپ کے خیال میں برائی کی باتوں اور عیبوں کو اچھالنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

جواب: برائی کی باتوں اور عیبوں کو اچھالا جائے تو برائیاں پھیلتی ہیں اور جب برائیوں کے تذکرے مٹ جائیں تو برائیاں بھی مٹ جاتی ہیں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والے کا اجر برابر ہے:
(الف) روزے دار کے (ب) مجاہد کے (ج) مسافر کے (د) سخی کے

(ii) نبی کریم ﷺ کے حکم سے کفارِ مکہ کو امانتیں واپس لوٹائیں:
(الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (ب) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے
(ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (د) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

(iii) نبی کریم ﷺ نے تقویٰ کا اصل مقام قرار دیا:
(الف) سوچ کو (ب) دماغ کو (ج) زبان کو (د) دل کو

(iv) پردہ پوشی جائز نہیں:
(الف) بے نمازی کی (ب) اجتماعی جرم کی (ج) گناہ گار کی (د) منافق کی

جواب: (i) روزے دار کے (ii) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (iii) دل کو (iv) اجتماعی جرم کی

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم ﷺ کی شکر گزاری کی ایک مثال تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ شکر گزاری کا عملی پیکر تھے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے شکر اور قناعت کی مختلف صورتوں اور طریقوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ کو جب بھی کوئی نعمت حاصل ہوتی تو آپ فوراً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔

(ii) بد دیانتی اور دھوکا دہی کے کوئی سے دو نقصانات تحریر کریں۔

جواب: 1- بد دیانتی اور دھوکا دہی سے انسانی معاشروں میں بد اعتمادی اور انتشار جیسے منفی رجحان فروغ پاتے ہیں۔

2- انسان نہ صرف اشرف المخلوقات کے عظیم مرتبے سے نیچے گر جاتا ہے، بلکہ جنت جیسی دائمی نعمت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

(iii) رسول اللہ ﷺ کے اخلاص و تقویٰ کی ایک مثال بیان کریں۔

جواب: رسول اللہ ﷺ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اہلِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو مال و دولت اور سرداری کی پیش کش کی لیکن آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ان تمام چیزوں کو ٹھکرا دیا تو اہلِ مکہ نے آپ ﷺ کے چچا جناب ابو طالب سے کہا کہ وہ آپ ﷺ کو اسلام کی تبلیغ سے روکیں۔ انھوں نے جب آپ ﷺ سے اس بارے میں بات کی تو آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا:

"چچا جان! اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں کہ میں یہ کام چھوڑ دوں، تب بھی میں دعوتِ دین سے باز نہیں آؤں گا یہاں تک کہ اللہ اس دین کو غالب کر دے یا اسی راہ میں میری جان چلی جائے۔"

(iv) پردہ پوشی کے حوالے سے دورِ حاضر میں میڈیا کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: دورِ حاضر میں جدید میڈیا پر عموماً پردہ پوشی کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ میڈیا سے حاصل ہونے والی معلومات کو بغیر تحقیق کیے دوسرے لوگوں اور گروپوں میں پھیلا دیا جاتا ہے۔ اس طرح وہ دو طرح کے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ ایک گناہ جھوٹی خبر پھیلانے کا اور دوسرا گناہ دوسروں کے عیب اچھالنے کا۔ موبائل اور باہمی رابطہ کے جدید ذرائع پر پردہ پوشی کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ یہ چیزیں ہمارے لیے رحمت بنی رہیں، زحمت نہ بنیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) درج ذیل پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔ ○ شکر و قناعت ○ امانت و دیانت ○ اخلاص و تقویٰ ○ پردہ پوشی

جواب: دیکھیے سوال 6,5,3,1

سرگرمیاں

○ رسول اللہ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ میں پردہ پوشی سے سبق حاصل کرتے ہوئے سوشل میڈیا پر کردار کشی کرنے کے گناہ اور نقصانات کے متعلق مذاکرہ کریں۔

جواب: عملی کام

○ اساتذہ کرام طلبہ کو رسولِ اکرم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ سے سبق میں مذکور صفات کے حوالے سے واقعات سنائیں جو سبق میں شامل نہ ہوں۔

جواب: عملی کام

○ اساتذہ کرام طلبہ کو مناسب طریقے سے سمجھائیں کہ وہ اپنے ماں باپ سے اپنے دل کی ہر بات کریں۔ اگر کسی شخص کا رویہ یا میل جول انھیں مناسب نہ لگے تو اس کا تذکرہ بھی اپنے والدین سے کریں۔

جواب: عملی کام

بُری عادات سے اجتناب

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآن وسنت کی روشنی میں تکبر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان کا مفہوم جان سکیں۔
- تکبر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان کی مذمت اور وعید کو جان سکیں۔
- اُسوۂ رسول اکرم ﷺ سے تکبر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان کے بارے میں تعلیمات جان سکیں۔
- رشک اور حسد میں فرق کر سکیں۔
- تکبر کی وجہ سے ابلیس کے مردود ہو جانے کے قرآنی واقعات سے سبق سیکھ سکیں۔
- اس بات کا ادراک کر سکیں کہ تکبر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان باہمی تعلقات کی خرابی اور معاشرتی بگاڑ کی جڑ ہیں۔
- تکبر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان کے دنیوی واُخروی نقصانات کو جان کر ان سے اجتناب کر سکیں۔
- روزمرہ معاملات میں تکبر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان سے بچتے ہوئے معاشرے کو ان رذائل سے پاک کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔
- سیرتِ نبوی ﷺ اور سیرت اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جھوٹ سے بچنے اور سچ کو اختیار کرنے کی مثالیں جان سکیں۔

1- تکبُّر

سوال 7: تکبر سے کیا مراد ہے؟ تکبر کی مذمت تحریر کرتے ہوئے اس کی مختلف صورتیں تحریر کریں۔

جواب: تکبر کا مفہوم

تکبر حق کی مخالفت اور دوسرے لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔ انسان کی باطنی بیماریوں میں تکبر بہت بری اور بڑی بیماری ہے۔ اس بیماری میں مبتلا شخص کو متکبر اور مغرور کہا جاتا ہے، اس طرح کا شخص گویا کہ خود کو دھوکا دے رہا ہوتا ہے۔

تکبر کی مذمت از روئے قرآن

تکبر کی بنیاد شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر کے رکھی اور قیامت تک ملعون قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو ابلیس نے انکار کیا اور اس کے انکار کی وجہ بھی تکبر تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۡ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ (سورۃ البقرۃ 2:34)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

فرمانِ خداوندی کے مطابق آخرت میں بھی متکبر انسانوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ○ (سورۃ الزمر 39:60) ترجمہ: کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟

تکبر کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ○ (سورۃ النحل 16:23) ترجمہ: بے شک وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۙ (سورۃ لقمان 31:18) ترجمہ: بے شک اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے کو پسند نہیں کرتا۔

تکبر کی مذمت از روئے حدیث

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے:

جس شخص کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم: 91)

تکبر کی مختلف صورتیں

تکبر کی اہم صورتیں تین ہیں:

1- **شرک:** اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے ساتھ خود کو شریک ٹھہرانا ہے، جیسے فرعون اور نمرود نے رب ہونے کا دعویٰ کیا۔

2- **انبیا کرام علیہم السلام کے مقابلے میں خود کو بڑا سمجھنا:** تکبر کی دوسری صورت یہ ہے کہ انبیا کرام اور رسل علیہم السلام کے مقابلے میں خود کو بڑا سمجھا جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کی گئی ان عظیم شخصیات سے بغض رکھا جائے، ان کی اطاعت و پیروی نہ کی جائے۔ جس طرح بعض اہل مکہ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کا صرف اس لیے انکار کیا کہ بنو ہاشم کے خاندان میں جناب عبداللہ کے گھر پیدا ہونے والا ایک یتیم بچہ بڑا ہو کر کس طرح نبوت کا دعوے دار ہو سکتا ہے؟

3- **انسانوں کے مقابلے میں خود کو بڑا سمجھنا:** تکبر کی تیسری صورت یہ ہے کہ دوسرے انسانوں سے اپنی ذات کو افضل قرار دیا جائے اور انسانی مساوات کے تصور کو بھی قبول نہ کیا جائے۔ انسان عبادت و ریاضت، مال و دولت، حسب و نسب، عہدہ و منصب، کامیابی و کامرانی، حسن و جمال اور طاقت و قوت کی وجہ سے تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تکبر کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

تکبر کی دیگر صورتیں

1- حق بات کا انکار کرنا۔
2- دوسروں کو حقیر جاننا۔
3- زمین پر اکڑ اکڑ کر چلنا۔
4- کپڑے زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلنا۔
5- اپنے سے کم مال و دولت والے کے پاس بیٹھنے سے نفرت کرنا اور اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کو ناپسند کرنا۔

سوال 8: تکبر کے نقصانات اور اس کا علاج تحریر کریں۔

جواب: تکبر کے نقصانات

1- انسان جب تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اپنی جھوٹی انا کے تحفظ کے لیے برے اخلاق کا سہارا لیتا ہے اور ایسا طریقہ اختیار کرتا ہے جو اس کی خود ساختہ عزت کو بچا سکے۔

2- تکبر کی وجہ سے انسان جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ اور دیگر اخلاقی برائیوں کا شکار ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ انسانی معاشرے میں امن کی زندگی نہیں گزار سکتا۔ اس طرح متکبر شخص کو اطمینان قلب جیسی عظیم کیفیت سے محروم رہنا پڑتا ہے۔

3- متکبر آدمی اپنے قریب بیٹھنے والوں سے نفرت کرتا ہے، مریضوں اور بیماروں سے دور بھاگتا ہے، ایسا آدمی گھر کے کام کاج میں بھی حصہ نہیں لیتا۔

4- متکبر انسان دوسروں کو حقیر سمجھ کر ان پر ظلم و زیادتی کرتا ہے اور گناہوں پر بے باک ہو جاتا ہے۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ مجھے گناہوں کی سزا کون دے سکتا ہے؟ اس لیے وہ مروت، اخوت، ایثار، اور اس قسم کی دوسری بہت سی بھلائیوں سے محروم رہتا ہے۔

5- تکبر قبول حق کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے جس کے نتیجے میں متکبر نا صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی ذلیل ہوگا۔

6- متکبر سے لوگ نفرت کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ لوگ اس کے سامنے اس کا بڑا احترام کرتے ہوں مگر ان کے دل متکبر کے احترام سے خالی ہوتے ہیں۔

تکبر کا علاج

اس بیماری سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتے ہوئے اور انبیا کرام علیہم السلام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے غرور و تکبر سے باز رہیں، تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکے۔

2- حَسَدْ

سوال 9: قرآن وسنت کی روشنی میں حسد کی مذمت پر ایک مضمون لکھیں۔

جواب: حسد کا مفہوم

حسد سے مراد وہ کیفیت ہے، جس میں ایک انسان کسی دوسرے کے پاس اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت پر خوش نہیں ہوتا، بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ کاش اس کے پاس یہ نعمت نہ ہوتی یا کاش دوسرے سے یہ نعمت چھین لی جائے، لیکن اگر کوئی شخص یہ سوچتا ہے کہ جو نعمت دوسرے کسی شخص کے پاس ہے، کاش میرے پاس بھی ہوتی تو اس کو رشک کرنا کہتے ہیں۔ رشک کرنا حرام نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں اور کسی کی اچھی عادت اور عمل کو رشک کی نگاہ سے دیکھنا جائز ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے رشک کے جائز ہونے کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

''رشک کے قابل تو دو ہی آدمی ہیں: ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا اور وہ اس کی تلاوت دن رات کرتا رہتا ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا ہوا اور وہ اسے اللہ کی راہ میں دن رات خرچ کرتا رہا''۔ (صحیح بخاری: 7529)

قرآن وحدیث کی روشنی میں حسد کی مذمت

حسد کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ (سورۃ النسا: 54)

ترجمہ: کیا یہ لوگ انسانوں سے اس بات پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ (سورۃ البقرہ: 109)

ترجمہ: اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر کفر کی طرف پلٹا دیں اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر تمہارے لیے ان کی یہ خواہش ہے۔

حسد ایک ایسی رذیل عادت ہے جس کی وجہ سے انسانی نیکیاں اپنا اثر کھو دیتی ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حسد سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حسد سے بچو، حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔'' (سنن ابی داؤد: 4903)

سوال 10: حسد کے نقصانات تحریر کریں۔

جواب: حسد کے نقصانات

1- حسد کا تعلق دل سے ہے افعال سے نہیں ہے۔ لہٰذا جو شخص کسی بھی مسلمان کی برائی چاہے وہ حاسد ہے۔ بعض اوقات انسان اس حد تک گر جاتا ہے کہ قتل وغارت پر بھی اتر آتا ہے، جیسا کہ قابیل نے حسد کرتے ہوئے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔

2- حاسد اپنی تخلیق کا مقصد بھی کھو بیٹھتا ہے۔

3- حاسد مایوسی کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے، جیسا کہ یہود مدینہ محض حسد کی وجہ سے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانے سے محروم رہے۔

5- حسد کرنے والا کسی کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن خود اپنی بھڑکائی ہوئی آگ میں جلتا ہے۔ اس طرح ذہنی سکون سے محروم ہو جاتا ہے۔

6- حسد سے باہمی نفرتیں اور کدورتیں پیدا ہوتی ہیں اور بسا اوقات نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے۔

7- حاسد اپنی تمام توانائیاں اور صلاحیتیں تعمیری اور ترقی کے کاموں میں صرف کرنے کے بجائے حسد میں ضائع کر دیتا ہے۔ اس طرح وہ ترقی نہیں کر سکتا۔

8- حسد کرنے والے کی نیکیاں حسد کی وجہ سے ضائع ہو جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ہر رات کو سونے سے پہلے حسد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کر سوتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اور آیت الکرسی پڑھتے اور اپنے ہاتھ پر پھونک مار کر پورے جسم پر مل لیتے تھے۔ (صحیح بخاری: 5748)

(3) جھوٹ

سوال 11: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جھوٹ کی مذمت پر جامع مضمون تحریر کریں۔

جواب: جھوٹ کا مفہوم

جھوٹ سے مراد ایسی بات یا دعویٰ ہے جو حقیقت کے خلاف ہو اور اُسے جان بوجھ کر کسی کو گمراہ کرنے یا دھوکا دینے کی غرض سے بیان کیا جائے۔

جھوٹ کی مذمت

رذائل اخلاق میں جھوٹ سب سے بری عادت ہے۔ تمام مہذب معاشروں اور آسمانی تعلیمات میں جھوٹ کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (سورۃ الحج: 30) ترجمہ: اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

اسلام ہمیشہ سچ بولنے کا حکم دیتا ہے۔ انسان کا کسی بات کو اس کی اصل حقیقت کے مطابق بیان کرنا سچائی کہلاتا ہے۔

جھوٹ کے لیے قرآن حکیم میں سخت وعید آئی ہے:

أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ (سورۃ النور: 7) ترجمہ: اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ (سورۃ الزمر: 3)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جھوٹے، ناشکرے، احسان فراموش کو راہ نہیں دکھاتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے''

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سچ بولنے والے مردوں اور سچ بولنے والی عورتوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ سچائی نیکی کا راستہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ جھوٹ بولنا منافق کی نشانی ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا ''کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جی ہاں!'' پھر پوچھا گیا ''کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں!'' پھر سوال ہوا کہ ''کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''نہیں مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا'' (مؤطا امام مالک: 19)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ: جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف اور جھوٹ بولتے بولتے آدمی اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

جھوٹ کی مختلف صورتیں

جھوٹ کی مختلف صورتیں درج ذیل ہیں:

1- تن درست انسان کا اپنی بیماری کی جھوٹی درخواست دینا۔
2- جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ (طبی رپورٹ) بنوانا۔
3- غلط کام کی سفارش کرنا۔
4- مذاق میں جھوٹ بولنا۔
5- کسی پر جھوٹا مقدمہ بنا دینا۔

6- جھوٹی گواہی دینا۔ 7- کوئی چیز فروخت کرتے ہوئے جھوٹ بولنا۔ 8- کسی کی غلط حاضری لگانا۔
9- سوشل میڈیا کے ذریعے سے جھوٹی بات کی تشہیر کرنا۔ 10- حق بات جانتے ہوئے بھی انجان بننا۔
11- خود کو ایسا دکھانے کی کوشش کرنا جیسے وہ نہیں ہے، جیسے کوئی نادار شخص امارت کا اظہار کرے۔

اُسوۂ رسول خاتم النبیین ﷺ

آپ خاتم النبیین ﷺ تجارت میں اور دیگر معاملاتِ زندگی میں اس قدر سچائی اور دیانت داری سے کام لیتے کہ اہلِ عرب آپ خاتم النبیین ﷺ کو صادق اور امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

اُسوۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جھوٹ سے شدید نفرت تھی۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے فیض یافتہ یہ لوگ جھوٹ سے کس قدر اجتناب کرتے تھے، اس کا اندازہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے ہو سکتا ہے، وہ فرماتے تھے:

ترجمہ: اللہ کی قسم! ہم کبھی جھوٹ نہ بولتے تھے اور ہمیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ جھوٹ ہوتا کیا ہے۔

سوال 12: جھوٹ کے نقصانات تحریر کریں۔

جواب: جھوٹ کے نقصانات

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ جھوٹ کے چند نقصانات درج ذیل ہیں:

1- اللہ تعالیٰ جھوٹے آدمی کی دعا قبول نہیں فرماتا اور نہ اس کے رزق میں برکت پیدا کرتا ہے۔
2- جھوٹ بولنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔
3- جھوٹ بولنے والے کو نہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور نہ ہی لوگ پسند کرتے ہیں۔
4- جھوٹ بولنے والا معاشرے میں اپنی عزت کھو دیتا ہے۔
5- جھوٹ بولنے والے کو اپنی ذات پر بھی اعتماد نہیں رہتا اور وہ اپنی نظروں میں بھی گر جاتا ہے۔
6- جھوٹ بولنے والا شخص ہر وقت پریشان رہتا ہے کہ کہیں میرا جھوٹ ظاہر نہ ہو جائے۔

ہمیں اپنی زندگی کا یہ اصول بنانا چاہیے کہ ہمیشہ سچ بولیں اور سچ کا ساتھ دیں اور جھوٹ سے اجتناب کریں۔

4- غیبت اور بہتان

سوال 13: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں غیبت اور بہتان کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔

جواب: غیبت اور بہتان کا مفہوم

غیبت اور بہتان کا معنی ہے کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنا۔ اگر وہ برائی اس میں موجود ہو تو اسے غیبت کہتے ہیں اور اگر وہ برائی اس میں موجود نہ ہو تو اسے بہتان کہتے ہیں۔ بہتان غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے۔

غیبت اور بہتان کی مختلف صورتیں

کسی پر جھوٹا الزام لگانا بھی بہتان ہے۔ اسے تہمت لگانا بھی کہتے ہیں۔ اسلام کے عدالتی نظام میں کسی پر تہمت لگانا بہت بڑا جرم ہے، تہمت لگانے والے پر اسی (80) کوڑوں کی سزا نافذ ہوتی ہے۔ کسی کی جسمانی یا عملی کمزوری، رنگ، نسل، خاندان یا پیشے کی بنیاد پر اسے طعنہ دینا یا اس کی غیبت کرنا سخت گناہ ہے۔ ہر انسان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ جب کسی کی جسمانی کمزوری یا رنگ و شکل کی بنیاد پر اس کی تحقیر کی جاتی ہے تو گویا اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

کچھ صورتیں ایسی ہیں جو غیبت کے زمرے میں نہیں آتیں، مثلاً:

(i) کوئی شخص اجتماعی اور قومی مفاد کے خلاف کام کر رہا ہو تو اس کی کارروائی سے متعلقہ افراد یا اداروں کو آگاہ کرنا۔
(ii) کسی مسئلے کے بارے میں شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے مفتی کے سامنے مسئلے کی صورت بیان کرنا۔
(iii) سربراہ یا حاکم کے سامنے اور عدالت میں انصاف حاصل کرنے کے لیے ظالم کی شکایت کرنا اور ظلم کی تفصیل بتانا۔
(iv) کسی بھی شخص کی خراب عادت کا ذکر ایسے لوگوں سے کرنا جو اس کی اصلاح کر سکتے ہوں۔

غیبت کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں غیبت کو حرام قرار دیا ہے اور اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔

غیبت کی یہ انتہائی سخت مثال بیان کی گئی ہے کیوں کہ یہ ایک ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں بہت سی اخلاقی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ کسی کے سامنے اس کی برائی بیان کرنے کو طعنہ اور طنز کہتے ہیں۔ کسی کو طعنہ دینا اور اس پر طنز کرنا بھی حرام ہے۔

قرآن مجید میں غیبت کرنے اور طعنہ دینے والے کے لیے ہلاکت کا اعلان کیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۔ (سورۃ الھمزۃ :01)

ترجمہ: ہر ایسے شخص کے لیے ہلاکت ہے جو (آمنے سامنے) طعنہ دینے والا (اور پیٹھ پیچھے) عیب نکالنے والا ہو۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی بدگوئی نہ کیا کرو نہ ان کے عیب تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ بلاشبہ جو ان کے عیب تلاش کرنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرے گا، اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ تلاش کرے گا اسے اس کے گھر کے اندر رسوا کر دے گا۔ (سنن ابی داؤد: 4880)

غیبت کی سزا

ایک مرتبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں لوگوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور عذاب بھی کسی بڑے کام کی وجہ سے نہیں ہو رہا۔ ان میں سے ایک کو تو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ پیشاب کرتے ہوئے پاکی کا خیال نہیں رکھتا تھا اور دوسرے کو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کیوں کہ وہ لوگوں کی غیبت کرتا تھا۔ (سنن ابن ماجہ: 349)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے واقعہ معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ جن کے ناخن تانبے کے تھے، اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے یعنی اُن کی عزت و آبرو چھینتے تھے اور غیبت کرتے تھے۔

غیبت سے بچنے کا طریقہ

غیبت سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم زبان کی حفاظت کریں۔ ہمارے دل میں یہ یقین ہونا چاہیے کہ ہمیں قیامت کے دن اپنے ہر قول و فعل کا حساب دینا ہوگا۔

غیبت سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کی صحبت سے دور رہنا چاہیے جو ہر وقت غیبت میں اور دوسروں کی برائیاں بیان کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔

غیبت اور بہتان کے نقصانات

1- غیبت اور بہتان کی وجہ سے معاشرے میں کینہ پروری اور دشمنی کو فروغ ملتا ہے۔
2- ایک دوسرے کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔
3- دلوں میں کدورت پیدا ہوتی ہے۔
4- اگر معاشرے میں لوگ ایک دوسرے کے خلاف غیبت اور بہتان کریں گے تو ان کے درمیان رنجشیں پیدا ہوں گی اور ان کا ذہنی سکون برباد ہو جائے گا۔
5- غیبت کرنے سے لوگوں کے آپس کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے اور باہمی محبت کی بجائے نفرت جنم لیتی ہے۔

6- جس شخص کی غیبت کی جاتی ہے وہ معاشرے میں ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔ اس کی چھپی ہوئی برائیاں منظر عام پر آ جاتی ہیں جس سے اس کا وقار مجروح ہوتا ہے۔ کوئی بھی شخص یہ پسند نہیں کرتا ہے کہ اس کا وقار مجروح ہو۔

7- غیبت کرنے سے انسانوں کا باہمی اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔ غیبت کرنے والے شخص کا اپنا مقام گر جاتا ہے۔ ہر آدمی اس سے احتیاط سے بات کرے گا بلکہ کوئی شخص اس کو منہ ہی نہیں لگائے گا کہ کہیں یہ شخص معاشرے میں ذلیل و رسوا نہ کر دے۔

دورِ حاضر میں غیبت سے بچنے کی ضرورت

دورِ حاضر میں بہت سے لوگ غیبت کی خوف ناک آفت کی لپیٹ میں ہیں۔ اس گناہ کی وجہ سے آج گھر میدانِ جنگ بنے ہوئے ہیں۔ خاندانوں، محلوں اور بازاروں میں نفرت کی منحوس دیواریں کھڑی ہو گئی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس گناہ سے مکمل پرہیز کریں، نہ غیبت کریں اور نہ ہی سنیں۔ اس طرح ہمارا وقت بچے گا، ہمارا دل پرسکون رہے گا، دل میں دوسروں کے لیے نفرت کے جذبات پیدا نہیں ہوں گے اور ہم آخرت کے عذاب سے بھی محفوظ رہیں گے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: آج کے دور میں تکبر کی کون کون سی صورتیں ہیں ہم ان سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

جواب: آج کے دور میں تکبر کی درج ذیل صورتیں پائی جاتی ہیں:

i- مال کے ذریعے تکبر کرنا یعنی ایک مال دار شخص اپنے مال کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔

ii- جمال کے ذریعے تکبر کرنا جیسا کہ عموماً عورتوں میں ہوتا ہے۔ جب کوئی خاتون اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیے گئے حسن پر اترائے اور دوسری خواتین کو اپنے سے کم تر سمجھے تو وہ تکبر میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

iii- اپنے دوستوں یا پیروکاروں کی کثرت پر تکبر کرنا۔ جیسے دیہاتوں میں اپنے دوستوں کی کثرت پر اترایا جاتا ہے۔ اسی طرح اپنے پیروکاروں کی کثرت پر علما، صوفیا، خطبا اور مذہبی و سیاسی قائدین کا اترانا۔ تکبر کی اس صورت میں ایک شخص اپنے متبعین یا متاثرین کی کثرت کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔

تکبر سے بچنے کا طریقہ:

اہل اللہ تکبر کا علاج تواضع اور عاجزی سے کیا کرتے ہیں۔ تواضع یہ ہے کہ انسان عام افراد کے ساتھ مکمل مل جائے، انسان صاحب فضیلت ہو کر بھی عام لوگوں سے دور نہ رہے اور ان کو خود سے دور نہ کرے، تو تکبر سے بچا جا سکتا ہے۔ اللہ رب العالمین کی عظمت کا احساس اپنے قلب و ذہن اور عمل میں اس طرح راسخ کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی کم مائیگی کا احساس ہر لمحہ ہمارے سامنے ہو۔ تکبر سے بچنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ: ''ہمیں یہ احساس ہونا چاہیے کہ ہمیں ملی ہوئی تمام نعمتیں ہماری ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں جیسے جسمانی طاقت اور ذہنی صلاحیت، مال و دولت، اولاد اور ہر قسم کا عہدہ۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو وہ پل بھر میں ان سے محروم کر سکتا ہے۔ اس لیے تکبر کی بجائے ان کے ملنے پر ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔''

سوال 2: ہم اپنی روزمرہ زندگی میں حسد سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: ہم اپنی روزمرہ زندگی میں حسد سے درج ذیل دو طریقوں کے باعث بچ سکتے ہیں:

(الف) علمی طریقہ (ب) عملی طریقہ

(الف) علمی طریقہ: حسد کی مذمت سے متعلقہ آیات و احادیث پڑھی جائیں اور حسد کی خرابیوں کو سوچا جائے اور غور و فکر کی جائے، تاکہ حسد کا منحوس پودا جو ہر گناہ کی جڑ ہے دل سے نکل جائے۔ کیوں کہ حسد کرنے والا جب حسد کے نقصانات پر غور کرے گا، تو اس کی تلافی کے لیے اس کے اندر محسود کے لیے بھلائی پیدا ہو جائے گی۔

(ب) عملی طریقہ: حاسد بُرے خیال کو عمل میں نہ لائے کیوں کہ جس خیال کی تائید نہیں کی جاتی وہ از خود ختم ہو جاتا ہے، حسد کرنے والے کو چاہیے کہ وہ ایسے کام کرے جو حسد کے خلاف ہوں۔ اگر ہمارے دلوں میں کسی طرح حسد پایا جا رہا ہے تو گویا یہ ہمارے ایمان کی کمزوری ہے۔

سوال 3: معاشرے میں سچائی کے فروغ کے لیے کیا کیا جانا چاہیے؟

جواب: روزمرہ زندگی میں سچ بولنے اور سچائی کا ساتھ دینے کے بہت معاشرتی فوائد و ثمرات ہیں، جیسا کہ سچائی کو دل کا اطمینان، نجات وسیلہ، حصولِ جنت کا سبب، اللہ تعالیٰ کی خوش نودی و رضا کا باعث اور مال میں برکت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ انسانی معاشرے کا امن و سکون، راحت و چین اور اس کی تعمیر و ترقی کی بنیاد صدق پر ہے۔

ایسا نہیں ہے کہ ہم فقط اپنے ذاتی معاملات میں سچ بول کر نجات پا سکتے ہیں۔ انسان جس معاشرے میں زندگی گزار رہا ہوتا ہے، اس کے مشترکہ نفع و نقصانات میں حصہ دار ہوتا ہے۔ لہٰذا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم جھوٹ سے پرہیز کریں اور سچ پھیلانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اگر ہم لکھنے والے ہیں، تو تحریر کے ذریعے سچ کو فروغ دیں۔ اگر میڈیا میں صحافی کا کردار ادا کر رہے ہیں تو سچ بیان کریں۔ معاشرے میں سچ بولنے کی عادت کو پھیلانے میں ہمیں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

سوال 4: معاشرے میں غیبت اور تہمت سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: انسان جس معاشرے میں زندگی گزار رہا ہوتا ہے، اس کے مشترکہ نفع و نقصان کا حصہ دار ہوتا ہے لہٰذا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم غیبت، تہمت اور بہتان سے پرہیز کریں۔ دورِ حاضر میں بہت سے لوگ غیبت کی خوف ناک آفت کی لپیٹ میں ہیں۔ اس گناہ کی وجہ سے آج گھر میدانِ جنگ بنے ہوئے ہیں۔ ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ نہ غیبت کریں اور نہ ہی کسی سے غیبت سنیں۔ اسی طرح تہمت اور بہتان سے بھی مکمل اجتناب کریں۔ جس کی غیبت کی ہے یا جس پر بہتان باندھا گیا ہے، ان سے فوراً معافی مانگی جائے اور آئندہ اپنے آپ کو اس گناہ سے محفوظ رکھا جائے۔

معروضی سوالات

ماڈل تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حق کی مخالفت اور دوسروں کو حقیر جاننا کہلاتا ہے:
(A) تخیل (B) تکبر (C) تخل (D) تجسس

2- تکبر ایک بیماری ہے:
(A) ظاہری (B) جسمانی (C) باطنی (D) ذہنی

3- تکبر کرنے والا شخص خود کو سمجھتا ہے:
(A) دھوکا (B) دلاسہ (C) حوصلہ (D) صلہ

4- تکبر کی صورتیں ہیں:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

5- تکبر کی پہلی صورت خود کو شریک ٹھہرانا ہے:
(A) انبیا کا (B) اولیا کا (C) علما کا (D) اللہ کا

6- رب ہونے کا دعویٰ کیا:
(A) فرعون اور نمرود نے (B) ہامان اور فرعون نے (C) شداد اور ہامان نے (D) نمرود اور ہامان نے

7- تکبر کی دوسری صورت ہے کہ بندہ خود کو بڑا سمجھے:
(A) اللہ سے (B) علما سے (C) انبیا کرام علیہم السلام سے (D) اولیا رحمۃ اللہ علیہم سے

8- اہل مکہ کا خیال تھا کہ نبوت اس شخص کو ملتی ہے جو:
(A) سردار ہو (B) مال دار ہو (C) خوب صورت ہو (D) بڑا جنگ جو ہو

9- انسان خود کو دوسرے انسانوں کے مقابلے میں بڑا تصور کرے یہ تکبر کی صورت ہے:
(A) پہلی (B) دوسری (C) تیسری (D) چوتھی

10- بعض اوقات کثرت علم کی وجہ سے انسان میں پیدا ہو جاتا ہے:
(A) لالچ (B) حسد (C) بغض (D) تکبر

11- حدیث کے مطابق جنت میں داخل نہ ہوگا:
(A) متکبر (B) حاسد (C) لالچی (D) کنجوس

12- اللہ تعالیٰ نے ۔۔۔۔۔۔۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا کہا:
(A) جنوں کو (B) فرشتوں کو (C) نبیوں کو (D) انسانوں کو

13- حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا:
(A) فرشتوں نے (B) ابلیس نے (C) جنات نے (D) پرندوں نے

14- ابلیس نے انکار کیا، تکبر کیا اور ہو گیا:
(A) جاہلوں میں سے (B) مشرکوں میں سے (C) کافروں میں سے (D) نااہلوں میں سے

15- جب انسان تکبر میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ اپنی جھوٹی انا کی تسکین کے لیے سہارا لیتا ہے:
(A) جھوٹ کا (B) حسد کا (C) گناہ کا (D) برے اخلاق کا

16- متکبر آدمی اپنے قریب بیٹھنے والوں سے کرتا ہے:
(A) حسد (B) نفرت (C) غصہ (D) غیبت

17- ایسی کیفیت جس میں ایک انسان کسی دوسرے کے پاس اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت پر خوش نہیں ہوتا، کہلاتی ہے:
(A) نفرت (B) بغض (C) تکبر (D) حسد

18- جب کوئی شخص یہ سوچتا ہے کہ جو نعمت دوسرے کے پاس ہے کاش میرے پاس بھی ہو تو یہ کہلاتا ہے:
(A) تکبر (B) حسد (C) رشک (D) محبت

19- قرآن و سنت میں حسد کو پسند نہیں کیا گیا لیکن اجازت دی گئی:
(A) تکبر کی (B) رشک کی (C) حسد کی (D) نفرت کی

20- اور (میں پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والوں کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگیں، یہ آیت ہے:
(A) سورۃ الفلق کی (B) سورۃ الناس کی (C) سورۃ الاخلاص کی (D) سورۃ الکافرون کی

21- سب سے پہلے ابلیس نے حسد کیا:
(A) حضرت نوح علیہ السلام سے (B) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے (C) حضرت آدم علیہ السلام سے (D) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

22- جو شخص اپنے کسی بھائی سے حسد کرتا ہے تو وہ پیروکاروں میں شمار ہوتا ہے:
(A) ابلیس کے (B) جن کے (C) حاسدین کے (D) منافقین کے

23- حسد سے بچو، حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو، یہ حدیث بیان ہوئی ہے:
(A) سنن نسائی میں (B) سنن ابی داؤد میں (C) سنن ابن ماجہ میں (D) جامع ترمذی میں

24- حدیث کے مطابق رشک کے قابل آدمی ہیں:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

25- قابل رشک ہے وہ آدمی جس کو اللہ نے قرآن دیا اور وہ دن رات:
(A) اس پر غور و فکر کرتا ہے (B) سینے سے لگائے رکھتا ہے (C) اسے چومتا ہے (D) اس کی تلاوت کرتا ہے

26- حسد کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ حاسد خود نہیں کرتا:
(A) عبادت (B) محنت (C) ریاضت (D) تلاوت

27- ہر وقت دشمنی کے جذبات، حب دنیا اور مال اور عہدے کے لالچ میں مست رہنا بنیادی علامات ہیں:
(A) تکبر کی (B) غرور کی (C) حسد کی (D) نفرت کی

28- حسد کا تعلق ہے:
(A) جسم سے (B) روح سے (C) دماغ سے (D) دل سے

29- قابیل نے حسد میں آ کر قتل کیا:
(A) ہابیل کو (B) راحیل کو (C) یعوق کو (D) یعوث کو

30- قابیل اور ہابیل آپس میں تھے:
(A) باپ بیٹا (B) بھائی بھائی (C) دوست (D) پڑوسی

31- حسد کی وجہ سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے:
(A) قریش مکہ (B) یہود مدینہ (C) انصار مدینہ (D) سردارانِ طائف

32- ہمیں رات کو سوتے وقت اپنا کرنا چاہیے:
(A) محاسبہ (B) تذکرہ (C) مشورہ (D) ارادہ

33- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات سونے سے پہلے اللہ سے پناہ مانگ کر سوتے:
(A) تکبر سے (B) کفر سے (C) ظلم سے (D) حسد سے

34- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سونے سے پہلے معوذتین کے علاوہ پڑھ کر سوتے:
(A) سورۃ الفاتحہ (B) آیت الکرسی (C) آیت کریمہ (D) سورۃ الکوثر

35- جب انسان کسی بات کو اس کی حقیقت کے مطابق بیان کرے تو یہ کہلاتی ہے:
(A) سچائی (B) حقیقت (C) جھوٹ (D) تحقیق

36- حقیقت کو چھپانا اور سننے والے کو دھوکا دینا کہلاتا ہے:
(A) دھوکا (B) جھوٹ (C) منافقت (D) پردہ پوشی

37- تمام مہذب معاشروں اور آسمانی تعلیمات میں حرام قرار دیا گیا ہے:
(A) شراب نوشی (B) جوا کھیلنا (C) شرط لگانا (D) جھوٹ

38- "وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ" کا ترجمہ ہے: اور پرہیز کرو:
(A) شرک سے (B) کفر سے (C) جھوٹی باتوں سے (D) جاسوسی سے

39- "وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ" یہ آیت کریمہ لی گئی ہے:
(A) سورۃ الحج سے (B) سورۃ الفرقان سے (C) سورۃ الحجرات سے (D) سورۃ الرحمن سے

40- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے:
(A) وعدہ پورا کرنے والوں سے (B) نمازیوں سے
(C) حاجیوں سے (D) سچ بولنے والوں سے

41- سچائی راستہ دکھاتی ہے:
(A) دولت کا (B) نیکی کا (C) شہرت کا (D) عزت کا

42- جھوٹ بولنا نشانی ہے:
(A) کافر کی (B) منافق کی (C) فاسق کی (D) فاجر کی

43- حدیث کے مطابق وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا:
(A) جو بخیل ہو (B) جو بزدل ہو (C) جو فضول خرچ ہو (D) جو جھوٹا ہو

44- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی دیانت داری اور سچائی کی وجہ سے عرب میں لوگ آپ خاتم النبیین ﷺ کو پکارتے تھے:
(A) فخر عالم (B) محبوب خدا (C) خاتم النبیین (D) صادق و امین

45- "اللہ کی قسم ہم کبھی جھوٹ نہ بولتے تھے اور ہمیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ جھوٹ کیا ہوتا ہے"، اس حدیث کے راوی ہیں:
(A) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ (B) حضرت انس رضی اللہ عنہ
(C) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (D) حضرت علی رضی اللہ عنہ

46- تمام برائیوں کی جڑ ہے:
(A) زیادہ بولنا (B) زیادہ کھانا (C) زیادہ سونا (D) جھوٹ بولنا

47- جھوٹ بولنے والا معاشرے میں کھو دیتا ہے:
(A) اپنی عزت (B) اپنی شہرت (C) اپنی دولت (D) اپنی آخرت

48- جھوٹ بولنے والا محروم رہتا ہے:
(A) اللہ کی رحمت سے (B) لوگوں کی شفقت سے (C) دولت سے (D) والدین کی محبت سے

49- کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنا جو اس میں موجود ہو، کہلاتی ہے:
(A) بہتان (B) غیبت (C) الزام (D) طعنہ

50- کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنا جو اس میں موجود نہ ہو، کہلاتی ہے:
(A) بہتان (B) غیبت (C) طنز (D) طعنہ

51- بہتان غیبت سے بڑا ہے:
(A) جملہ (B) الزام (C) مسئلہ (D) گناہ

52- کسی کے سامنے اس کی برائی بیان کرنا، کہلاتا ہے:
(A) بہتان (B) غیبت (C) طعنہ اور طنز (D) الزام

53- کسی پر جھوٹا الزام لگانا بھی ہے:
(A) بہتان (B) غیبت (C) طعنہ (D) طنز

54- شریعت اسلامی میں کسی پر تہمت لگانے کی سزا ہے:
(A) 40 کوڑے (B) 60 کوڑے (C) 80 کوڑے (D) 100 کوڑے

55- کسی کی جسمانی یا عملی کمزوری، رنگ، نسل یا پیشے کی بنیاد پر طعنہ دینا ہے:
(A) سخت گناہ (B) برا عمل (C) معاشرتی رواج (D) تمام

56- جب کسی کی جسمانی کمزوری یا رنگ و شکل کی بنیاد پر تحقیر کی جائے تو گویا یہ اعتراض ہے:
(A) انسان کی ذات پر (B) اللہ کی تخلیق پر (C) انسان کے کردار پر (D) انسان کے والدین پر

57- قرآن مجید میں غیبت کرنے والے اور طعنہ دینے والے کے لیے اعلان کیا گیا ہے:
(A) جہنم کا (B) آگ کا (C) ہلاکت کا (D) عذاب کا

58- قرآن مجید میں مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے:
(A) جھوٹ کو (B) چوری کو (C) بہتان کو (D) غیبت کو

59- قرآن مجید میں غیبت کو حرام قرار دیا گیا ہے اور تشبیہ دی گئی ہے:
(A) حرام خوری سے (B) مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے
(C) مردار کھانے سے (D) گوشت کھانے سے

60- قرآن مجید میں سب سے زیادہ سخت مثال بیان ہوئی ہے:
(A) جھوٹے کی (B) شراب نوشی کی (C) ظلم کی (D) غیبت کی

61- حدیث میں ہے جو لوگوں کے عیب تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرے گا اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب تلاش کرے گا اسے رسوا کر دے گا:
(A) اس کے گھر میں (B) اس کے کاروبار میں (C) دنیا میں (D) آخرت میں

62- ایک مرتبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے جنہیں عذاب ہو رہا تھا:
(A) کفر کی وجہ سے (B) غیبت اور ناپاکی کی وجہ سے (C) ناشکری کی وجہ سے (D) فضول خرچی کی وجہ سے

63- غیبت سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم حفاظت کریں:
(A) دل کی (B) زبان کی (C) آنکھوں کی (D) کانوں کی

64- ہمیں یقین ہونا چاہیے کہ ہم جو لفظ بھی بولتے ہیں وہ:
(A) محفوظ کر لیا جاتا ہے (B) چھوڑ دیا جاتا ہے (C) بھلا دیا جاتا ہے (D) اس پر اجر دیا جاتا ہے

65- غیبت اور بہتان کی وجہ سے دلوں میں پیدا ہوتی ہے:
(A) محبت (B) الفت (C) لالچ (D) نفرت

66- آج ہمارے خاندانی نظام تباہ اور گھر میدان جنگ بنے ہوتے ہیں:
(A) کفر کی وجہ سے (B) حسد کی وجہ سے (C) لالچ کی وجہ سے (D) غیبت کی وجہ سے

جوابات

(B) -1	(C) -2	(A) -3	(B) -4	(D) -5	(A) -6	(C) -7	(B) -8	(C) -9	(D) -10
(A) -11	(B) -12	(B) -13	(C) -14	(D) -15	(B) -16	(D) -17	(C) -18	(B) -19	(A) -20
(C) -21	(A) -22	(B) -23	(A) -24	(D) -25	(B) -26	(C) -27	(D) -28	(A) -29	(B) -30

(B) -31	(A) -32	(D) -33	(B) -34	(A) -35	(B) -36	(D) -37	(C) -38	(A) -39	(D) -40
(B) -41	(B) -42	(D) -43	(D) -44	(B) -45	(D) -46	(A) -47	(A) -48	(B) -49	(A) -50
(D) -51	(C) -52	(A) -53	(C) -54	(A) -55	(B) -56	(C) -57	(D) -58	(B) -59	(D) -60
(A) -61	(B) -62	(B) -63	(A) -64	(D) -65	(D) -66				

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو کس وجہ سے سجدہ کرنے سے انکار کیا؟
(A) تکبر (B) کثرت علم (C) کثرت مال (D) فرشتوں کی سرداری

2- متکبر شخص کس کے پاس بیٹھنے سے نفرت کرتا ہے؟
(A) کم علم کے پاس (B) کم دولت والے کے پاس
(C) زیادہ علم والے کے پاس (D) زیادہ دولت والے کے پاس

3- یہود مدینہ کس وجہ سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے سے محروم رہے؟
(A) غرور (B) تکبر (C) حسد (D) کنجوسی

4- تمام مہذب معاشروں اور آسمانی تعلیمات میں کس عمل کو برابر قرار دیا گیا؟
(A) چالاکی (B) غیبت (C) جھوٹ (D) شہرت

5- جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ (طبی رپورٹ) بنوانا کیسا عمل ہے؟
(A) منافقت (B) جھوٹ (C) حسد (D) بزدلی

6- کون سا شخص معاشرے میں اپنی عزت کھو دیتا ہے؟
(A) جھوٹ بولنے والا (B) ریا کرنے والا (C) حسد کرنے والا (D) دشمنی کرنے والا

7- غیبت اور بہتان کی وجہ سے معاشرے میں کن برائیوں کو فروغ ملتا ہے؟
(A) کینے اور دشمنی کو (B) جہالت اور نافرمانی کو (C) بہتان اور طنز کو (D) چوری اور بددیانتی کو

جوابات

(A) -1	(B) -2	(C) -3	(C) -4	(B) -5	(A) -6	(A) -7

خواندگی تعلیم کی سطح امتحانی تقاضوں (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی بنیاد پر مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- تکبر کی پہلی صورت تحریر کریں۔
جواب: تکبر کی پہلی صورت یہ ہے کہ انسان خود کو اللہ کے برابر سمجھنے لگ جائے جیسا کہ فرعون اور نمرود نے رب ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

2- تکبر کی دوسری صورت کیا ہے؟
جواب: تکبر کی دوسری صورت یہ ہے کہ انسان خود کو انبیاء و رسل علیہم السلام کے مقابلے میں بڑا سمجھے۔

3- تکبر کی تیسری صورت تحریر کریں۔
جواب: تکبر کی تیسری صورت یہ ہے کہ دوسرے انسانوں سے اپنی ذات کو افضل قرار دیا جائے۔

4- تکبر پیدا ہونے کی وجوہات تحریر کریں۔
جواب: انسان کے اندر تکبر کثرت علم، کثرت عبادت و ریاضت، کثرت مال و دولت، حسب و نسب، عہدہ و منصب، کامیابی و کامرانی کا حصول، حسن و جمال اور طاقت و قوت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

5- متکبر شخص کی علامات کیا ہیں؟
جواب: متکبر شخص کی علامات: حق بات کا انکار کرنا، زمین پر اکڑ اکڑ کر چلنا، کپڑے زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلنا، اپنے سے کم مال و دولت والے کے پاس نہ بیٹھنا اور اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کو ناپسند کرنا۔

6- حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کس نے انکار کیا اور کیوں؟
جواب: حضرت آدم علیہ السلام کو ابلیس نے تکبر کی بدولت سجدہ کرنے سے انکار کیا۔

7- متکبر شخص کون سی اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے؟
جواب: متکبر شخص اپنی جھوٹی انا کی تسکین کے لیے جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ اور دیگر اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

8- متکبر شخص معاشرے میں پرامن زندگی کیوں نہیں گزار سکتا؟
جواب: متکبر شخص معاشرے میں امن کی زندگی نہیں گزار سکتا کیوں کہ وہ اطمینان قلب جیسی عظیم نعمت سے محروم ہوتا ہے اس کا انجام دنیا و آخرت میں ذلالت ہوتا ہے۔ وہ اپنے قریب بیٹھنے والوں سے نفرت کرتا ہے اور بیماروں اور مریضوں سے دور بھاگتا ہے۔

9- رشک سے کیا مراد ہے؟
جواب: جب انسان کسی دوسرے شخص کو ملنے والی نعمت پر خوش ہو اور یہ خواہش کرے کہ کاش میرے پاس بھی یہ نعمت ہو تو اس کو رشک کہتے ہیں۔

10- حسد سے متعلق حدیث نبوی تحریر کریں۔
جواب: آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: حسد سے بچو، حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

11- رشک کے بارے میں کیا حکم ہے؟
جواب: رشک کرنا حرام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور کسی کی اچھی عادات اور عمل کو رشک کی نگاہ سے دیکھنا جائز ہے۔

12- رشک کے متعلق حدیث مبارکہ تحریر کریں۔
جواب: آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: رشک کے قابل تو دو ہی آدمی ہیں: ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا اور وہ اس کی تلاوت رات دن کرتا ہو اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اسے اللہ کی راہ میں رات دن خرچ کرتا ہو۔

13- جھوٹ سے کیا مراد ہے؟
جواب: کسی بات کو حقیقت کے خلاف بیان کرنا، حقیقت کو چھپانا اور سننے والے کو دھوکا دینا جھوٹ کہلاتا ہے۔

14- جھوٹ کی مذمت پر قرآنی آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔
جواب: وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ (سورۃ الحج:30) ترجمہ: اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

15- اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے والوں سے کیا وعدہ فرمایا ہے؟
جواب: اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے والوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

16- اہل عرب آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو صادق اور امین کے لقب سے کیوں پکارتے تھے؟
جواب: آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیشہ سچ بولا، کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا اور کبھی کسی کے ساتھ خیانت نہیں کی اس وجہ سے اہل عرب آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے۔

17- اہل بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جھوٹ کے متعلق کیا رویہ تھا؟

جواب: اہل بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جھوٹ سے شدید نفرت تھی۔

18- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جھوٹ کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم ہم کبھی جھوٹ نہ بولتے تھے اور ہمیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ جھوٹ ہوتا کیا ہے۔

19- جھوٹ کے کوئی دو نقصانات تحریر کریں۔

جواب: جھوٹ کے دو نقصانات: 1- اللہ تعالیٰ جھوٹے آدمی کی دعا قبول نہیں کرتا اور نہ اس کے رزق میں برکت فرماتا ہے۔
2- جھوٹ بولنے والا معاشرے میں اپنی عزت کھو دیتا ہے۔

20- غیبت سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی کی غیر موجودگی میں اس کی ایسی برائی بیان کرنا جو اس میں موجود ہو، غیبت کہلاتا ہے۔

21- بہتان سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنا جو اس میں موجود نہ ہو، بہتان کہلاتا ہے۔

22- طعنہ اور طنز سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی کے سامنے اس کی برائی بیان کرنا طعنہ اور طنز کہلاتا ہے۔

23- تہمت سے کیا مراد ہے؟

جواب: بہتان کو ہی تہمت کہا جاتا ہے یعنی کسی پر جھوٹا الزام لگانا۔

24- تہمت لگانے والے کی اسلام میں کیا سزا ہے؟

جواب: اسلام نے تہمت لگانے والے کے لیے اسی (80) کوڑے کی سزا مقرر کی ہے۔

25- طعنہ دینے کی حرمت پر قرآنی آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ: ہر ایسے شخص کے لیے ہلاکت ہے جو (آمنے سامنے) طعنہ دینے والا (اور پیٹھ پیچھے) عیب نکالنے والا ہو۔ (سورۃ الھمزۃ: 01)

26- اللہ تعالیٰ نے غیبت کو کس سے تشبیہ دی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔

27- غیبت کے متعلق حدیث مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کی بدگوئی نہ کیا کرو نہ ان کے عیب تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ جو ان کے عیب تلاش کرنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرے گا، اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ تلاش کرے گا اسے اس کے گھر کے اندر رسوا کرے گا۔

28- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عذاب قبر کی کون سی وجوہات بیان فرمائیں؟

جواب: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انھیں عذاب ہو رہا ہے، ان میں سے ایک کو تو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ پیشاب کرتے ہوئے پاکی کا خیال نہیں رکھتا تھا اور دوسرے کو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کیوں کہ وہ لوگوں کی غیبت کرتا تھا۔

29- غیبت سے بچنے کا طریقہ تحریر کریں۔

جواب: درج ذیل طریقے اپنا کر غیبت سے بچا جا سکتا ہے:
1- زبان کی حفاظت کریں۔
2- قیامت اور حساب کتاب پر پختہ یقین رکھیں۔
3- چغل خور لوگوں کی صحبت سے گریز کریں۔

30- غیبت اور بہتان کے دو معاشرتی نقصان تحریر کریں۔

جواب: 1- غیبت اور بہتان کی وجہ سے معاشرے میں کینہ اور دشمنی کو فروغ ملتا ہے۔
2- گھریلو جھگڑے اور ہاتھا پائی کی بڑی وجہ غیبت اور بہتان ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- متکبر شخص کن اخلاقی برائیوں کا شکار ہو سکتا ہے؟

جواب: متکبر شخص جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ اور دیگر اخلاقی برائیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

2- متکبر شخص پرامن معاشرتی زندگی سے کیسے محروم رہتا ہے؟

جواب: متکبر شخص اخلاقی برائیوں کا شکار ہونے کی وجہ سے معاشرے میں امن کی زندگی نہیں گزار سکتا۔

3- ہم معاشرتی بیماریوں سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں؟

جواب: معاشرتی بیماریوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتے ہوئے اور انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے غرور و تکبر سے باز رہیں۔

4- متکبر شخص کا رویہ کیسا ہوتا ہے؟

جواب: متکبر شخص اپنے قریب بیٹھنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔ مریضوں اور بیماروں سے بھاگتا ہے۔ یہ آدمی گھر کے کام کاج میں حصہ نہیں لیتا۔

5- یہود مدینہ ایمان سے کیوں محروم رہے؟

جواب: یہود مدینہ محض حسد کی وجہ سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے سے محروم رہے۔

6- سنتِ نبوی کی روشنی میں حسد سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات کو سونے سے پہلے حسد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کر سوتے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اور آیت الکرسی پڑھتے اور اپنے ہاتھ پر پھونک مار کر پورے جسم پر مل لیتے تھے۔

7- حدیث کے مطابق مومن میں کیا برائی نہیں ہو سکتی؟

جواب: حدیث کے مطابق مومن بخیل اور بزدل ہو سکتا ہے لیکن جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

8- ہمیں اپنی زندگی کا کیا اصول بنانا چاہیے؟

جواب: ہمیں اپنی زندگی کا یہ اصول بنانا چاہیے کہ ہمیشہ سچ بولیں، سچ کا ساتھ دیں اور جھوٹ سے اجتناب کریں۔

9- غیبت سے بچنے کے لیے ہمیں کن لوگوں کی صحبت سے دور رہنا چاہیے؟

جواب: غیبت سے بچنے کے لیے ہمیں ایسے لوگوں کی صحبت سے دور رہنا چاہیے جو ہر وقت غیبت میں اور دوسروں کی برائیاں کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا:

(الف) تکبر کی وجہ سے (ب) مال و دولت کی وجہ سے
(ج) کثرتِ علم کی وجہ سے (د) فرشتوں کا سردار ہونے کی وجہ سے

(ii) یہود و مدینہ کی نبی کریم ﷺ پر ایمان نہ لانے کی وجہ تھی:

(الف) حسد (ب) مال و دولت (ج) غرور (د) لاعلمی

(iii) حدیث نبوی ﷺ کے مطابق منافق کی ایک نشانی یہ بھی ہے:

(الف) جھوٹ بولنا (ب) سچ بولنا (ج) کنجوسی کرنا (د) بغاوت کرنا

(iv) قرآن مجید میں مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے:

(الف) غیبت کو (ب) جھوٹ کو (ج) سود کو (د) تکبر کو

جوابات (i) تکبر کی وجہ سے (ii) حسد (iii) جھوٹ بولنا (iv) غیبت کو

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) تکبر کے کوئی سے دو نقصانات بیان کریں۔

جواب: 1- تکبر کی وجہ سے انسان جھوٹ، غیبت اور خود پسندی جیسی اخلاقی برائیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

2- متکبر شخص اطمینان قلب جیسی عظیم نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔

(ii) رشک اور حسد میں فرق واضح کریں۔

جواب: حسد سے مراد وہ کیفیت ہے جس میں ایک انسان کسی دوسرے کے پاس اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت پر خوش نہیں ہوتا، بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ کاش اس کے پاس یہ نعمت نہ ہوتی یا کاش دوسرے سے یہ نعمت چھین لی جائے، لیکن اگر کوئی شخص یہ سوچتا ہے کہ جو نعمت دوسرے کسی شخص کے پاس ہے، کاش میرے پاس بھی ہوتی تو اس کو رشک کرنا کہتے ہیں۔

(iii) جھوٹ کی چار مختلف صورتیں تحریر کریں۔

جواب: 1- بیماری کی جھوٹی درخواست دینا 2- غلط کام کی سفارش کرنا

3- جعلی میڈیکل بنوانا 4- مذاق میں جھوٹ بولنا

(iv) ''غیبت اور بہتان باہمی تعلقات کی خرابی اور معاشرتی بگاڑ کی جڑ ہیں'' وضاحت کریں۔

جواب: غیبت اور بہتان کی وجہ سے معاشرے میں کینے اور دشمنی کو فروغ ملتا ہے، ایک دوسرے کے بارے میں دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ دورِ حاضر میں بہت سے لوگ غیبت کی خوف ناک آفت کی لپیٹ میں ہیں۔ اس گناہ کی وجہ سے آج گھر میدانِ جنگ بنے ہوئے ہیں۔ خاندانوں، محلوں اور بازاروں میں نفرت کی دیواریں کھڑی ہو گئی ہیں۔

سوال 3: درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔ ○ تکبر ○ حسد ○ جھوٹ ○ غیبت اور بہتان

جواب: دیکھیے سوال 7,9,11,13

سرگرمیاں

○ تکبر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان کی ممانعت پر قرآنی آیات اور مستند احادیث مبارکہ مع ترجمہ چارٹ پر لکھ کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

جواب: عملی کام

○ اساتذہ کرام طلبہ کو عملی زندگی سے مثالیں دیں کہ تکبر، حسد، جھوٹ، غیبت اور بہتان سے بچتے ہوئے وہ کس طرح دوسروں کے ساتھ خلوص اور خیر خواہی کا رویہ اپنا سکتے ہیں۔

جواب: عملی کام

(5) جادو، فال اور توہم پرستی

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کے معنی و مفہوم سے آگاہ ہو سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں ستاروں کے ذریعے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کے فتنوں کے بارے میں شرعی احکام جان سکیں۔
- جادو سیکھنے، سکھانے، کرنے اور کروانے کی ممانعت سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- پُر اُمید رہنے اور نیک شگون لینے کی اہمیت جان سکیں۔
- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کے معاشرے پر ہونے والے نقصانات کا فہم حاصل کر سکیں۔
- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی مختلف صورتوں اور ان کے تدارک کا جائزہ لے سکیں۔
- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی اپنے معاشرے میں موجود مختلف صورتوں کی نشاندہی کر سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں جادو، ستاروں کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی مذمت سے آگاہ ہو کر روزمرہ زندگی میں اس سے اجتناب کر سکیں۔

سوال 14: توہم پرستی، بدشگونی اور فال کے بارے میں اسلامی تعلیمات تحریر کریں۔

جواب: **توہم پرستی کا مفہوم:** توہم پرستی کا معنی ہے: بغیر کسی شرعی یا عقلی دلیل کے کسی نظریے یا خیال کو اپنا لینا۔

توہم پرستی کی مختلف صورتیں

توہم پرستی کی ایک صورت بدشگونی ہے۔ کسی چیز، دن یا مہینے کو بُرا سمجھنا بدشگونی کہلاتا ہے۔ کسی انسان، جانور، دن یا مہینے کو منحوس سمجھنا جہالت اور توہم پرستی ہے۔ کچھ لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں وہ دراصل خام خیالی کا شکار ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ صفر کے مہینے کو منحوس خیال کرتے تھے۔ مستقبل کے حالات جاننے اور مستقبل کے کام بنانے کے لیے ستاروں کی چال، فال یا جادو ٹونے وغیرہ کا سہارا لینا اسلام میں حرام ہے۔ فال وغیرہ کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے کی کوشش کرنا بھی توہم پرستی ہی ہے۔ ظاہری اسباب میں اثر پیدا کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

توہم پرستی کی مذمت

اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر کوئی بھی چیز انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ نفع و نقصان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ جب وہ خیر پہنچانا چاہے تو کوئی شر نہیں پہنچا سکتا اور اگر وہ کوئی مصیبت نازل کر دے تو کوئی اسے دور نہیں کر سکتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔ (سورۃ یونس: 107)

ترجمہ: اور اگر اللہ تمھیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور فرمانے والا نہیں اور اگر وہ تمھارے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں وہ اس (فضل) کو اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے پہنچاتا ہے اور وہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

انسان کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ اس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جو لوگ دین کے علم سے محروم ہیں وہ توہم پرستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مستقبل میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کے لیے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے استخارہ کی تعلیم دی ہے جس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کی دعا کی جائے۔

بدشگونی اور بدفالی کی مذمت

اسلام نے جیسے توہم پرستی سے منع کیا ہے اسی طرح بدشگونی اور بدفالی سے بھی منع کیا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: جو شخص نجومی کے پاس جائے، اس سے کوئی بات پوچھے تو اس کی چالیس راتوں تک نماز قبول نہ ہوگی۔ (صحیح مسلم: 5821)

اسلامی تعلیمات میں بدشگونی کی اجازت نہیں ہے، یعنی کسی انسان، جانور، چیز یا وقت سے بدشگونی لینا درست نہیں ہے البتہ نیک شگون یا نیک فال لینا درست ہے۔ انسان کو ہمیشہ پر امید رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ فرماتا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: بدشگونی کی کوئی اصل نہیں البتہ نیک فال لینا کچھ بُرا نہیں ہے۔ (صحیح بخاری: 5754)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ الفاظ کہے:

"اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ" (مسند احمد: 7045)

ترجمہ: اے اللہ! آپ کی طرف سے نازل کی جانے والی خیر کے علاوہ کوئی خیر نہیں اور آپ کے شگون کے علاوہ کوئی شگون نہیں اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

سوال 15: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جادو پر نوٹ لکھیں نیز جادو، فال اور توہم پرستی کے نقصانات تحریر کریں۔

جواب: جادو کا مفہوم

جادو ایک حقیقت ہے، جس میں بعض اوقات دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اور بعض اوقات لوگوں کی نظروں اور عقلوں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ جادو گر چیزوں کی حقیقت کو نہیں بدلتا، البتہ خیال پر قبضہ کر لیتا ہے۔

جادو کی مذمت

اسلام میں جادو کرنے، کرانے کو سخت گناہ قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: تباہ کر دینے والی چیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے اس سے بچو اور جادو کرنے کرانے سے بھی بچو۔ (صحیح بخاری: 5764)

جادو سے بچنے کا طریقہ

جادو وغیرہ سے محفوظ رہنے کے لیے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھنے اور عجوہ کھجور کھانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ جنات اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے، حتیٰ کہ معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) نازل ہوئیں۔ جب یہ سورتیں نازل ہوئیں تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان دونوں کو لے لیا اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیا۔ (جامع ترمذی: 2058)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے: جس شخص نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔ (صحیح بخاری: 5769)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو یہ دعا پڑھ کر دم فرمایا کرتے تھے:

أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔ (جامع ترمذی: 2060)

ترجمہ: میں تم دونوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے مکمل اور پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان اور ہلاک کرنے والی ہر زہریلی چیز اور نظر بد سے پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے لیے بھی یہی دعا فرماتے تھے۔

ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر کامل یقین رکھیں۔ مستقبل میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے، حاجات پوری کرنے اور شر سے محفوظ رہنے کے لیے استغفار، صدقہ، نماز حاجت اور دعاؤں کا اہتمام کریں۔ اس بارے میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمیں روشن تعلیمات عطا فرمائی ہیں، ہمیں ان سے روشنی حاصل کرنی چاہیے۔

جادو، فال اور توہم پرستی کے نقصانات

جادو، ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی وجہ سے معاشرہ بہت سی برائیوں کا شکار بن جاتا ہے۔ جس میں سے چند ایک یہ ہیں:

1- جادو ٹونے اور ستاروں کی چال کے ذریعے سے کام بنانے کے شوقین لوگ اپنے مال اور ایمان کا نقصان تو کرتے ہی ہیں، بعض اوقات اپنی جان اور صحت کا بھی نقصان کر بیٹھتے ہیں۔

2- جاہل عاملوں اور شعبدہ باز لوگوں کے ہتھے چڑھ کر لوگ طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

3- توہم پرست لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے بعض اوقات معاشرے میں مذاق بن جاتے ہیں۔

4- توہم پرستی اور خرافات کے شکار لوگ معاشرتی تعلقات میں توازن سے محروم رہتے ہیں اور دوسرے لوگوں سے بدگمان رہتے ہیں۔

5- ایسے لوگ مسائل کی اصل جڑ تک پہنچنے کے بجائے غیر ضروری کاموں اور باتوں میں الجھے رہتے ہیں۔

6- ایسے لوگ شاید وقتی فائدہ تو اٹھا لیں لیکن بڑی بڑی کامیابیوں سے محروم رہتے ہیں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: ستاروں سے فال کی حقیقت اور اس کی مختلف صورتیں اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: ستاروں کی تخلیق کے من جملہ فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے ان کے ذریعے سمت، راستے اور اوقات کا جاننا بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا سمت، راستے، اوقات وغیرہ جاننے کے لیے ستاروں کے علوم سیکھ سکتے ہیں۔ نیز ان کی چال سے فنی اور تخمینی طور پر موسم کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ خاص اوقات اور کیفیات سے بادل کے جمع ہونے سے بارش برسنے پر ممکنہ استدلال کیا جاتا ہے، لیکن قطعی اور یقینی طور پر دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ ستاروں کی چال سے مستقبل کے حالات جاننے کی کوشش کرنا اور باتوں پر یقین کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ اس مقصد کے لیے اس علم کو سیکھنا ناجائز ہے۔

"ایسے علم کا حصول ناجائز ہے، جس میں ستاروں کی منزلیں اور ان کی حرکات کا تعین کیا جس کی مدد سے قبلہ کا رخ، اوقاتِ صلوٰۃ کا تعین اور کھیتی باڑی کے لیے مناسب اور غیر مناسب موسم کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ ملکوں، شہروں اور بستیوں کے حوالے سے ہواؤں کے چلنے کا وقت اور بارش کے نزول وغیرہ معلوم کیا جاتا ہے"۔

قرآن مجید کی تعلیم سے ثابت ہوتا ہے کہ جادو کے اثرات ہیں۔ دنیا اور آخرت میں جو کچھ بھی انجام پاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے ہی سے پاتا ہے جو تقدیر الٰہی میں لکھا ہوتا ہے۔ ستاروں اور فال کے ذریعے قسمت کا حال جاننا توہم پرستی ہے۔ جس سے معاشرہ غیر حقیقی زندگی گزارنے کا عادی ہو جاتا ہے اور توہم پرست بن جاتا ہے۔ لہٰذا شریعت کے مطابق یہ سب کام ناجائز ہیں اور انسان کو حقیقی زندگی سے موڑ کر غیر حقیقی زندگی کا عادی بناتے ہیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی ٹیکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- بغیر کسی شرعی دلیل یا عقلی دلیل کے کسی نظریے یا خیال کو اپنا لینا، کہلاتا ہے:

(A) کفر (B) جادو (C) توہم پرستی (D) ستارہ پرستی

2- توہم پرستی کی ایک صورت ہے:

(A) بدشگونی (B) جادو (C) فال (D) علم نجوم

-3 فال وغیرہ سے قسمت کا حال جاننے کی کوشش کرنا، کہلاتا ہے:
(A) گناہ (B) توہم پرستی (C) جادو (D) ستارہ پرستی

-4 ظاہری اسباب میں اثر پیدا کرتا ہے:
(A) اللہ تعالیٰ (B) منکر نکیر (C) کراماً کاتبین (D) اسرافیل، میکائیل

-5 توہم پرستی میں مبتلا لوگ ہوتے ہیں:
(A) دین دار (B) دین سے دور (C) دولت مند (D) مشرکین

-6 مستقبل میں خیر طلب کرنے کے لیے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے تعلیم دی ہے:
(A) عبادت کی (B) صدقہ کی (C) کفارہ کی (D) استخارہ کی

-7 دو رکعت نفل نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کی دُعا کرنا، کہلاتا ہے:
(A) استخارہ (B) استغفار (C) کفارہ (D) توبہ

-8 اللہ تعالیٰ بندوں کے ساتھ معاملہ فرماتا ہے:
(A) اپنی مرضی کے مطابق (B) بندے کے گمان کے مطابق
(C) ستاروں کی گردش کے مطابق (D) فال کے مطابق

-9 جادو گر حقیقت کو نہیں بدل سکتا البتہ قبضہ کر لیتا ہے:
(A) حالات پر (B) خیال پر (C) علم پر (D) عمل پر

-10 جادو سے محفوظ رہنے کے لیے پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے:
(A) سورۃ الاخلاص اور سورۃ الفلق (B) سورۃ الفلق اور سورۃ الکافرون
(C) سورۃ الفلق و سورۃ الناس (D) سورۃ یٰسٓ

-11 کھجور جسے حدیث مبارکہ میں جادو کا علاج قرار دیا گیا ہے:
(A) عنبر (B) عجوہ (C) مبروم (D) قلمی

-12 سورۃ الفلق اور سورۃ الناس، کہلاتی ہیں:
(A) مبارکین (B) دو قل (C) معوذتین (D) مکرمین

-13 حدیث میں ہے جس شخص نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں اسے دن بھر نقصان نہیں پہنچا سکتے:
(A) زہر اور جادو (B) سانپ اور جادو (C) جادو اور ٹونہ (D) زہر اور بیماری

-14 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے شرک کے برابر کا گناہ قرار دیا:
(A) غیبت کو (B) الزام تراشی کو (C) جادو کو (D) چوری کو

-15 توہم پرستی اور خرافات کا شکار لوگ معاشرتی تعلقات میں محروم رہتے ہیں:
(A) محبت سے (B) توازن سے (C) اخوت سے (D) احسان سے

جوابات

-1 (C)	-2 (A)	-3 (B)	-4 (A)	-5 (B)	-6 (D)	-7 (A)	-8 (B)	-9 (B)	-10 (C)	-11 (B)	-12 (C)	-13 (A)	-14 (C)	-15 (B)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1 کسی دن، چیز یا مہینے کو برا سمجھنا کس برائی کی مثالیں ہیں؟
(A) بدگمانی کی (B) بدشگونی کی (C) حسد کی (D) کینہ کی

-2 انسان کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ نتیجہ ہوتی ہے:
(A) اس کے دوستوں کی سازش کا (B) اس کے اپنے اعمال کا
(C) ہمسائیوں کے حسد کا (D) رشتہ داروں کی دشمنی کا

-3 کس چیز کے لیے عجوہ کھجور کھانے کی تعلیم دی گئی ہے؟
(A) خیر و برکت کے لیے (B) رزق میں اضافے کے لیے
(C) جادو سے محفوظ رہنے کے لیے (D) ذہانت میں اضافے کے لیے

-4 مسائل کی اصل جڑ تک پہنچنے کے بجائے غیر ضروری کاموں اور باتوں میں کون سے لوگ الجھے رہتے ہیں؟
(A) جاہل لوگ (B) ضدی لوگ (C) توہم پرست لوگ (D) باتونی لوگ

-5 ہمیں کامل یقین رکھنا چاہیے:
(A) اپنے علم پر (B) اپنے مال پر (C) اپنی تدبیر پر (D) اللہ تعالیٰ کی قدرت پر

جوابات

-1 (B)	-2 (B)	-3 (C)	-4 (C)	-5 (D)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی رُو سے مرتب کیے گئے مختصر جواب سوالات

مختصر جوابی سوالات

-1 توہم پرستی سے کیا مراد ہے؟
جواب: توہم پرستی سے مراد ہے بغیر کسی شرعی یا عقلی دلیل کے کسی نظریے یا خیال کو اپنا لینا۔ مثلاً کسی دن یا مہینے وغیرہ کو برا خیال کیا جائے۔

-2 توہم پرستی کی مثال تحریر کریں۔
جواب: زمانہ جاہلیت میں صفر کے مہینے کو برا خیال کیا جاتا تھا۔ لوگ اس مہینے میں سفر نہیں کرتے تھے اور نہ ہی شادی وغیرہ۔ آج بھی لوگ اسی توہم پرستی میں مبتلا ہیں۔

-3 توہم پرستی میں کون لوگ مبتلا ہوتے ہیں؟
جواب: جو لوگ دین کے علم سے محروم ہوتے ہیں وہ عام طور پر توہم پرستی میں مبتلا ہوتے ہیں۔

-4 ظاہری اسباب میں اثر کون پیدا کرتا ہے؟
جواب: ظاہری اسباب میں اثر اللہ تعالیٰ کی ذات پیدا کرتی ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر نہ کوئی چیز فائدہ دے سکتی ہے اور نہ کوئی نقصان۔

-5 بدشگونی کی مذمت میں قرآنی آیت تحریر کریں۔
جواب: ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ تمھیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور فرمانے والا نہیں اور اگر وہ تمھارے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں وہ اس (فضل) کو اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے پہنچاتا ہے اور وہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

-6 استخارہ کیوں کیا جاتا ہے؟
جواب: مستقبل میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کے لیے استخارہ کیا جاتا ہے۔

7- استخارہ کا مسنون طریقہ تحریر کریں۔

جواب: استخارہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کی دعا کی جائے۔

8- توہم پرستی کی مذمت پر ایک حدیث مبارکہ تحریر کریں۔

جواب: آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص نجومی کے پاس جائے اس سے کوئی بات پوچھے تو اس کی چالیس راتوں تک نماز قبول نہ ہوگی۔

9- بدشگونی کے متعلق نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: بدشگونی کی کوئی اصل نہیں البتہ نیک فال لینا کچھ بُرا نہیں ہے۔

10- جب ہمارے دل میں بُرا خیال آئے تو کیا پڑھیں؟

جواب: جب ہمارے دل میں کوئی بُرا خیال آئے تو ہمیں یہ دُعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

ترجمہ: اے اللہ! آپ کی طرف سے نازل کی جانے والی خیر کے علاوہ کوئی خیر نہیں اور آپ کے شگون کے علاوہ کوئی شگون نہیں اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

11- جادو کے متعلق اسلام کا نظریہ تحریر کریں۔

جواب: جادو ایک حقیقت ہے جس میں بعض اوقات دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اور بعض اوقات لوگوں کی نظروں اور عقلوں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ جادو گر چیزوں کی حقیقت کو نہیں بدل سکتا البتہ خیال پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اسلام جادو کرنے اور کرانے کو حرام اور سخت گناہ قرار دیتا ہے۔

12- جادو سے محفوظ رہنے کے لیے کیا طریقہ بتایا گیا ہے؟

جواب: جادو سے محفوظ رہنے کے لیے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کو کثرت سے تلاوت کرنا چاہیے اور عجوہ کھجور کھانے سے بھی جادو سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

13- جادو سے حفاظت کے متعلق ایک حدیث مبارکہ تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔

14- جادو کی مذمت میں حدیث مبارکہ تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: تباہ کر دینے والی چیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے اس سے بچو اور جادو کرنے کرانے سے بھی بچو۔

15- نبی کریم ﷺ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو کیا پڑھ کر دم فرمایا کرتے تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو درج ذیل کلمات پڑھ کر دم فرمایا کرتے تھے:

اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ۔

ترجمہ: میں تم دونوں کے لیے اللہ کے مکمل اور پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان اور ہلاک کرنے والی ہر زہریلی چیز اور نظر بد سے پناہ مانگتا ہوں۔

16- جادو اور فال کے دو معاشرتی اثرات تحریر کریں۔

جواب: 1- جادو اور فال وغیرہ میں پڑنے والے لوگ غیر ضروری کاموں اور باتوں میں الجھے رہتے ہیں۔

2- توہم پرست لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے معاشرے میں مذاق بن جاتے ہیں۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- پُرامید رہنے اور نیک شگون کی اہمیت اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: اسلامی تعلیمات کے مطابق نیک شگون یا نیک فال لینا درست ہے۔ انسان کو ہمیشہ پُرامید رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ فرماتا ہے۔

2- انسان کو پہنچنے والی مصیبت کس وجہ سے ہوتی ہے؟

جواب: انسان کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ اس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔

3- اسلام میں ستاروں کی چال، فال یا جادو ٹونے وغیرہ کا استعمال کیا حیثیت رکھتا ہے؟

جواب: مستقبل کے حالات جاننے اور مستقبل کے کام بنانے کے لیے ستاروں کی چال، فال یا جادو ٹونے وغیرہ کا استعمال اسلام میں حرام ہے۔

4- حصول خیر اور حاجت روائی کے لیے ہمیں کن کاموں کو اختیار کرنا چاہیے؟

جواب: حصول خیر اور حاجت روائی کے لیے ہمیں ان کاموں کو اختیار کرنا چاہیے کہ ہم اللہ کی قدرت پر کامل یقین رکھیں۔ مستقبل میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے، حاجات پوری کرنے اور شر سے محفوظ رہنے کے لیے استخارہ، صدقہ، نماز حاجت اور دعاؤں کا اہتمام کریں۔

5- جادو، فال اور توہم پرستی کا معاشرے پر کیا اثر ہوتا ہے؟

جواب: جادو، ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی وجہ سے معاشرہ بہت سی برائیوں کا شکار بن جاتا ہے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) کسی چیز، دن یا مہینے کو بُرا سمجھنا، کہلاتا ہے:

(الف) بدشگونی (ب) جادو (ج) فال (د) علم نجوم

(ii) انسان کو کوئی بھی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ سبب ہوتی ہے:

(الف) بداعمالیوں کا (ب) جادو کا (ج) تیز رفتاری کا (د) فال کا

(iii) عرب زمانہ جاہلیت میں جس مہینے کو منحوس سمجھتے تھے:

(الف) صفر المظفر کو (ب) محرم الحرام کو (ج) ذوالحجہ کو (د) ذوالقعدہ کو

(iv) حدیث مبارک کے مطابق جس شخص کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی:

(الف) قسمت کا حال پوچھنے والے کی (ب) فضول خرچی والے کی
(ج) حوصلہ شکنی کرنے والے کی (د) مزدور کا حق رکھنے والے کی

(v) وہ کھجور جسے جادو کا علاج قرار دیا گیا ہے:

(الف) عنبر (ب) عجوہ (ج) مبروم (د) قلمی

جوابات: (i) بدشگونی (ii) بداعمالیوں کا (iii) صفر المظفر (iv) قسمت کا حال پوچھنے والے کی (v) عجوہ

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) توہم پرستی کی تین مختلف صورتیں بیان کریں۔

جواب: 1- توہم پرستی کی ایک صورت بدشگونی ہے۔ 2- کسی انسان، جانور، دن یا مہینے کو منحوس سمجھنا۔
3- مستقبل کے حالات جاننے کے لیے ستاروں کی چال، فال یا جادو ٹونے کا سہارا لینا۔

(ii) نبی کریم ﷺ کون سی دعا پڑھ کر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر دم کیا کرتے تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما پر یہ دعا پڑھ کر دم فرمایا کرتے تھے:

اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ۔

ترجمہ: میں تم دونوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے مکمل اور پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان اور ہلاک کرنے والی ہر زہریلی چیز اور نظر بد سے پناہ مانگتا ہوں۔

(iii) حدیث نبوی ﷺ میں جادو کا کیا علاج بیان کیا گیا ہے؟

جواب: حدیث نبوی ﷺ میں جادو کا علاج سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھنا اور عجوہ کھجور کھانا بیان کیا گیا ہے۔

(iv) توہم پرستی کے کوئی سے چار معاشرتی نقصانات تحریر کریں۔

جواب: 1- توہم پرستی کا شکار لوگ مسائل کی اصل جڑ تک نہیں پہنچ پاتے اور غیر ضروری باتوں میں الجھ جاتے ہیں۔

2- توہم پرستی سے وقتی فائدہ مل سکتا ہے مگر بڑی اور حقیقی کامیابی نہیں مل سکتی۔

3- توہم پرست لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے معاشرے میں مذاق بن جاتے ہیں۔

4- توہم پرست لوگ معاشرتی تعلقات میں توازن سے محروم رہتے ہیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) جادو، فال اور توہم پرستی کے بارے میں اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالیں۔

جواب: دیکھیے سوال 14-15

سرگرمیاں

- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی سے ہونے والے نقصانات پر مذاکرہ کریں۔

جواب: عملی کام

- خاندانی اور معاشرتی تعلقات میں ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی سے ہونے والی غلط فہمیوں کی فہرست بنائیں۔

جواب: غلط فہمیوں کی فہرست

1- نکاح کے لیے رشتوں میں مشکلات پیدا ہونا۔ 2- بہن بھائیوں میں لڑائی جھگڑے اور دوریاں پیدا ہونا۔

3- شوہر کے رشتے داروں کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہونا۔

4- بیوی کے والدین اور بہن بھائیوں کے بارے تحفظات پیدا ہونا۔ 5- ساس اور بہو کے مابین تعلقات کا خراب ہونا۔

6- ملازمت میں مشکلات پیدا ہونا۔ 7- دوستوں کا ایک دوسرے پر اعتبار ختم ہونا۔

- اساتذہ کرام طلبہ کو استخارہ اور نماز حاجت کا مسنون طریقہ بتائیں اور حفاظت کے لیے صبح وشام کی دعائیں یاد کرنے کی ترغیب دیں۔

جواب: نماز استخارہ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دن یا رات میں کسی بھی وقت دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھیں۔ سلام پھیر کر استخارہ کی مسنون دعا پڑھیں جو آپ ﷺ نے تلقین فرمائی ہے۔ نیت یہ ہو کہ میرے سامنے یہ معاملہ یا مسئلہ ہے۔ اس میں جو راستہ میرے حق میں بہتر ہو، اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرما دیں۔ اگر ایک بار نماز استخارہ ادا کرنے پر دل مطمئن نہ ہو تو یہ عمل سات دن تک دہرائیں۔ ان شاء اللہ راہ نمائی ہوگی۔

نماز حاجت: دو رکعت نفل نماز حاجت کی نیت سے پوری توجہ کے ساتھ پڑھیں، پھر حمد وثنا کر کے درود شریف پڑھیں اس کے بعد حاجت کی مسنون دعا پڑھیں اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگیں، پھر حمد وثنا کریں اور درود پاک پڑھ لیں۔

عزیز طلبہ! احادیث میں مذکور صبح وشام کی دعائیں یاد کریں اور روزانہ پڑھیں۔ اس عمل سے انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاتا ہے۔ فرشتے انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔ آفات سے انسان بچ جاتا ہے۔ شیطان کے مکر وفریب سے ایک مومن دعاؤں کے ذریعے خود کو بچا لیتا ہے۔

باب پنجم

حُسنِ معاملات ومعاشرت

1- قسم کے احکام ومسائل

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قسم کے معنیٰ ومفہوم اور اس کی صورتیں جان سکیں۔
- قسم اور حلف میں فرق جان سکیں۔
- قسم کی انفرادی اور اجتماعی اہمیت سمجھ سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں قسم کے احکام اور مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- قسم کے انفرادی اور اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- روزمرہ معاملات میں قسم کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو پورا کرنے کی کوشش کر سکیں۔
- جھوٹی قسم کھانے سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔
- قسم کی حساسیت سمجھتے ہوئے روزمرہ زندگی میں غیر ضروری قسموں سے اجتناب کر سکیں اور حلف کی پاسداری کر سکیں۔

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے امتحانی طرز کے سوالات

سوال 1: قرآن وسنت کی روشنی میں قسم کے احکام ومسائل تحریر کریں۔

جواب: قسم کا مفہوم

قسم کو قرآن وحدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع ایمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔ قسم کے لیے یمین اور حلف کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

قسم کے احکام ومسائل

1- پہلی بات یہ ہے کہ قسم بلا ضرورت اٹھائی ہی نہ جائے، کیوں کہ مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے سچ بولنے سے انسان کو معاشرے میں بلند مقام حاصل ہوتا ہے جس کے باعث لوگ اس کی بات پر یقین کرتے ہیں اور اسے اعتماد کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اگر بات بات پر قسم اٹھانے کا رواج عام ہو جائے تو اس سے نہ صرف وقت کا ضیاع ہوگا بلکہ ایک دوسرے سے اعتماد بھی اُٹھ جائے گا اور بداعتمادی کی فضا قائم ہوگی جو حسن معاملات ومعاشرت کے ہی خلاف ہے۔ قرآن مجید میں قسم کے احکام یوں بیان ہوئے ہیں:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(سُوْرَةُ الْمَائِدَة:89)

ترجمہ: اللہ تمھاری لایعنی (بے مقصد) قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا لیکن وہ تمھارا ان (قسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اُس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اُس اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انھیں لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھے) یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ اپنی آیات تمھارے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

2- قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات یہ ہے کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہی ہو۔ اس کے علاوہ والدین اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ یا دوسری کسی بھی معتبر یا مقدس چیز کی قسم کا شریعت میں کوئی تصور نہیں ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے آباواجداد کی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم: 4254)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کے اس ارشاد کے بعد کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی قسم نہیں اٹھاتے تھے، کیوں کہ ایک دوسری جگہ پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے شرک کیا۔ (جامع ترمذی: 1535)

3- قسم کے حوالے سے تیسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جائز کام سے رکنے کی قسم اٹھالے کہ میں اس کام کو نہیں کروں گا اور اس قسم کو توڑنے میں خیر ہو تو قسم توڑ دی جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی کام پر قسم اٹھائی لیکن وہ سمجھتا ہے کہ خیر اور بھلائی اس کی مخالف سمت میں ہے تو وہ خیر والی صورت اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (صحیح مسلم: 4271)

مثلاً اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہے کہ میں اپنے فلاں دوست یا ماں باپ یا استاد سے بات نہیں کروں گا تو اس کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

قسم توڑنے کا کفارہ

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 89 میں قسم توڑنے کا کفارہ یہ بیان کیا گیا ہے:

1- چاہے تو دس مساکین کو کھانا کھلا دے۔
2- چاہے تو دس مساکین کو لباس پہنا دے۔
3- ایسا غلام یا لونڈی آزاد کرے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو۔
4- اگر اسے ان تین اشیا میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

قسم کی اقسام

1- یمین منعقدہ

مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم اُٹھانا یمین منعقدہ کہلاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس قسم کی قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ واجب ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں اس پر گناہ بھی ہوتا ہے اور بعض میں نہیں ہوتا۔ اگر کسی آدمی نے ایسے کام کی قسم اٹھائی جس میں اس کے لیے خیر نہ ہو بلکہ کسی دوسرے کام میں خیر ہو تو اسے قسم توڑ دینی چاہیے۔

2- یمین غموس

ماضی کے کسی واقعے پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھانا یمین غموس کہلاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے کوئی کام کیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے اور پھر جان بوجھ کر قسم کھالے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا تو یہ جھوٹی قسم ہوئی۔ جھوٹی قسم گناہ کبیرہ ہے اور موجب وبال دنیا و آخرت ہے مگر اس پر کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا البتہ توبہ و استغفار لازم ہے۔

3- یمین لغو

روزمرہ کی گفت گو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔ مثلاً کسی ذریعے سے معلوم ہوا کہ فلاں شخص آ گیا ہے اس پر اعتماد کر کے اس نے قسم اٹھائی کہ وہ آ گیا ہے پھر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ کے خلاف ہے۔ اس طرح کی قسم سے اللہ رب العزت نے درگزر فرمایا ہے۔ اس پر نہ کفارہ ہے اور نہ گناہ۔

جھوٹی قسم پر وعید/نقصانات

جھوٹی قسم جھوٹ کی بدترین صورت ہے۔ جھوٹی قسم پر اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کی وعید سنائی گئی ہے۔ حدیث مبارکہ ہے: "جس شخص نے حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس کے ذریعے کسی مسلمان کا مال ہضم کر لے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض اور غضب ناک ہوگا۔" جس طرح حاکم کے سامنے کسی معاملے میں جھوٹی قسم کھانا اور اللہ تعالیٰ کے پاک نام کو غلط استعمال کرنا حرام ہے اسی طرح اپنے سودے کو فروخت کرنے کے لیے جھوٹی قسم کھانا بھی ناجائز ہے۔ جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دیتا ہے اور جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظر رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔ جھوٹی قسم یا حلف، انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ ہمیں ان سے بچنے کی دعا اور عملی طور پر کوشش بھی کرنی چاہیے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: روزمرہ زندگی میں قسم اٹھانے کی کون سی صورتیں عام ہیں؟ غیر ضروری قسموں سے بچنے کے لیے تجاویز دیں۔

جواب: روزمرہ معاملات میں بھی زیادہ قسمیں کھانا معیوب بات ہے۔ کیوں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے نام کی حرمت و عظمت دل میں کم ہو جاتی ہے، پھر انسان قسم توڑنے پر دلیر ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتا ہے۔ زیادہ قسمیں کھانے سے انسان کا اپنا وقار بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مختلف ضروریات کے لیے مثلاً ملازمت کے لیے درخواست دیتے وقت یا بنک اکاؤنٹ کھولتے وقت یا شناختی کارڈ کے حصول کی درخواست دیتے وقت بعض اوقات ایک بیان حلفی جمع کروانا ہوتا ہے یا ایک ایسی تحریر پر دستخط کرنے ہوتے ہیں جس میں لکھا ہوتا ہے کہ میں قسم کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ جو معلومات درج کی گئی ہیں وہ میرے علم کی حد تک درست ہیں۔ یہ ایک بیان حلفی ہے۔ اس میں شریعت کے حکم کے مطابق سچ لکھنا چاہیے، ورنہ اس کے بہت سے قانونی و اخلاقی اور دنیاوی و اخروی نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اسلامی تعلیمات کی اچھائی کو جان کر اس پر عمل کریں اور جھوٹے حلف اور جھوٹی قسم سے نہ خود اجتناب کریں، بل کہ اپنے معاشرے اور ملک میں اس کے لیے آواز بلند کریں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی ٹیکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- قرآن و حدیث میں قسم کو کہا جاتا ہے:
(A) یمین (B) ایمان (C) ایمن (D) یمن

2- یمین کی جمع ہے:
(A) یمون (B) ایمان (C) أیمان (D) یمنی

3- کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کسی دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا کہلاتا ہے:
(A) وعدہ (B) یمین (C) معاہدہ (D) میثاق

4- مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ:
(A) بخل نہیں کرتا (B) بزدلی نہیں دکھاتا (C) چغلی نہیں کرتا (D) جھوٹ نہیں بولتا

5- اللہ تعالیٰ تمھاری لایعنی (بے مقصد) قسموں پر:
(A) مواخذہ نہیں کرے گا (B) مواخذہ کرے گا (C) خاصہ کرے گا (D) خاصہ نہیں کرے گا

6- قسم کا کفارہ دس مسکینوں کا کھانا کھلانا یا انھیں لباس پہنانا یا:
(A) ایک دنبہ ذبح کرنا (B) ایک گائے ذبح کرنا (C) ایک اونٹ ذبح کرنا (D) تین دن کے روزے رکھنا

7- اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم:
(A) پڑھو (B) سمجھو (C) شکر ادا کرو (D) تلاوت کرو

8- قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات یہ ہے کہ قسم صرف ہو:
(A) والدین کے نام کی (B) اللہ تعالیٰ کے نام کی (C) اولیاء اللہ کے نام (D) پیغمبروں کے نام کی

9- حدیث مبارکہ ہے: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے:
(A) کفر کیا (B) ظلم کیا (C) مسافقت کی (D) شرک کیا

10- بلاشبہ اللہ تمھیں اپنے آباواجداد کی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے، یہ حدیث ہے:
(A) صحیح بخاری کی (B) صحیح مسلم کی (C) جامع ترمذی کی (D) سنن نسائی کی

11- مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے اٹھائی جانے والی قسم کہلاتی ہے:
(A) یمین لغو (B) یمین غموس (C) یمین منعقدہ (D) یمین مطلق

12- ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا کہلاتا ہے:
(A) یمین لغو (B) یمین غموس (C) یمین منعقدہ (D) یمین مطلق

13- اس قسم پر کفارہ نہیں ہے لیکن اسلام نے اس کو سخت ناپسند کیا ہے:
(A) یمین لغو (B) یمین غموس (C) یمین منعقدہ (D) یمین مطلق

14- اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا کہلاتا ہے:
(A) یمین لغو (B) یمین غموس (C) یمین منعقدہ (D) یمین مطلق

15- اللہ رب العالمین درگزر فرماتا ہے:
(A) یمین لغو پر (B) یمین غموس پر (C) یمین منعقدہ پر (D) یمین مطلق پر

16- قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نظر نہیں کرے گا:
(A) حسد کرنے والے کی طرف (B) بخض رکھنے والے کی طرف
(C) جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف (D) دھوکا دینے والے کی طرف

جوابات

1- (A)	2- (C)	3- (B)	4- (D)	5- (A)	6- (D)	7- (C)	8- (B)	9- (D)	10- (B)
11- (C)	12- (B)	13- (B)	14- (A)	15- (A)	16- (C)				

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- قسم کے لیے کون سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں؟
(A) یمین اور حلف (B) حلف اور خلف (C) یمین اور صوم (D) یمین اور یسار

2- جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی اس نے گویا:
(A) کفر کیا (B) شرک کیا (C) نفاق کیا (D) حسد کیا

3- کون سی قسم گناہ کبیرہ ہے لیکن اس کا کفارہ نہیں ہے؟
(A) یمین منعقدہ (B) یمین غموس (C) یمین لغو (D) یمین غیر منعقدہ

4- جس شخص نے جھوٹی قسم کھائی، اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں فرمائے گا:
(A) خاص کرم (B) نظر رحمت (C) عرش کا سایہ (D) ابر رحمت

5- جھوٹی قسم یا حلف، بربادی کا سبب بنتے ہیں:
(A) انفرادی (B) اجتماعی (C) قومی (D) انفرادی اور اجتماعی

جوابات

1- (A)	2- (B)	3- (B)	4- (B)	5- (D)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات کی اشاعت میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- قسم کے لیے کون سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں؟
جواب: قسم کے لیے یمین اور حلف کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

2- یمین سے کیا مراد ہے؟
جواب: قسم کو قرآن وحدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع ایمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔ قسم کے لیے یمین اور حلف کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

3- مسلمان کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے؟
جواب: مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے۔

4- سچ بولنے کا فائدہ تحریر کریں۔
جواب: سچ بولنے سے انسان کو معاشرے میں بلند مقام حاصل ہوتا ہے جس کے باعث لوگ اس کی بات پر یقین کرتے ہیں اور اسے اعتماد کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

5- قرآن مجید میں قسم کے کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟
جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ: اللہ تمھاری لایعنی (بے مقصد) قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا لیکن وہ تمھارا ان (قسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اس اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انھیں لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھے) یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات تمھارے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

6- لایعنی قسم سے کیا مراد ہے؟
جواب: لایعنی قسم سے مراد وہ قسم ہے جو بغیر ارادے کے اٹھائی ہو یا جان بوجھ کر جھوٹی قسم نہ اٹھائی ہو۔

7- قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات تحریر کریں۔

جواب: قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات یہ ہے کہ قسم صرف اللہ کے نام کی اٹھائی جائے۔ اس کے علاوہ والدین، نبی کریم ﷺ یا دوسری کسی بھی قسم کی معتبر یا مقدس چیز کی قسم کا شریعت میں کوئی تصور نہیں ہے۔

8- غیر اللہ کی قسم کے حوالے سے حدیث مبارکہ تحریر کریں۔

جواب: آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے آباواجداد کی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے۔ ایک اور ارشاد نبوی (ﷺ) ہے: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے شرک کیا۔

9- کون سی قسم توڑنے کا حکم دیا گیا ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص جائز کام سے رکنے کی قسم اٹھائے کہ میں اس کام کو نہیں کروں گا اور اس کو توڑنے میں خیر ہو تو قسم توڑ دی جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔

10- نبی کریم ﷺ نے قسم توڑنے سے متعلق کیا حکم ارشاد فرمایا؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جس شخص نے کسی کام پر قسم اٹھائی لیکن وہ سمجھتا ہے کہ خیر اور بھلائی اس کی مخالف سمت میں ہے تو وہ خیر والی صورت اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

11- یمین منعقدہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھانا یمین منعقدہ کہلاتی ہے۔

12- یمین لغو سے کیا مراد ہے؟

جواب: ماضی کے واقعے پر اپنے نزدیک سچا سمجھ کر قسم کھانا اور واقعے کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔ مثلاً: کسی ذریعے سے معلوم ہوا کہ فلاں شخص آ گیا ہے اس پر اعتماد کر کے اس نے قسم اٹھائی کہ وہ آ گیا ہے پھر معلوم ہوا کہ یہ واقعے کے خلاف ہے۔ اسے یمین لغو کہا جاتا ہے اس پر نہ کفارہ ہے اور نہ گناہ۔

13- جھوٹی قسم نے نقصانات تحریر کریں۔

جواب: جھوٹی قسم جھوٹ کی بدترین صورت ہے۔ جھوٹی قسم اٹھانے سے ایک دوسرے سے اعتبار اٹھ جائے گا اور بداعتمادی کی فضا قائم ہوگی جو حسن معاشرت کے خلاف ہے۔ جھوٹی قسم پر اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کی وعید سنائی گئی ہے۔ جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے اور جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظر رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔ جھوٹی قسم یا حلف، انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- بات بات پر قسم اٹھانے کا رواج عام ہو جائے تو کیا ہوگا؟

جواب: اگر بات بات پر قسم اٹھانے کا رواج عام ہو جائے تو اس سے نہ صرف وقت کا ضیاع ہوگا بلکہ ایک دوسرے سے اعتماد بھی اٹھ جائے گا اور بداعتمادی کی فضا قائم ہو جائے گی جو کہ حسن معاملات و معاشرت کے خلاف ہے۔

2- قسم کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کیا طرز عمل تھا؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی قسم نہیں اٹھاتے تھے۔

3- یمین غموس کو اسلام کس نظر سے دیکھتا ہے؟

جواب: ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا، یمین غموس کہلاتا ہے۔ اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے۔ یہ گناہ کبیرہ ہے۔

4- کفارہ کس قسم کو توڑنے پر ادا کرنا ضروری ہے؟

جواب: کفارہ صرف یمین منعقدہ توڑنے پر ادا کرنا ضروری ہے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) یمین کا معنی ہے:
(الف) قسم (ب) مشورہ (ج) معاونت (د) ارادہ

(ii) کس قسم پر کفارہ ہے؟
(الف) یمین منعقدہ (ب) یمین غموس (ج) یمین لغو (د) یمین فضول

(iii) پختہ ارادے سے کھائی جانے والی قسم کے کفارے کی ایک صورت کتنے مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے؟
(الف) چار (ب) چھے (ج) آٹھ (د) دس

(iv) قسم توڑنے پر روزے لازم ہیں:
(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(v) حدیث مبارک میں جس قسم کی ممانعت کی گئی ہے:
(الف) آباؤاجداد کی (ب) اللہ تعالیٰ کی (ج) اللہ کی صفات کی (د) اللہ کے اسما کی

جوابات: (i) قسم (ii) یمین منعقدہ (iii) دس (iv) تین (v) آباواجداد کی

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) قسم کا معنی و مفہوم لکھیں۔

جواب: قسم کو قرآن و حدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع أیمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔

(ii) قسم کی اقسام لکھیں۔

جواب: 1- یمین منعقدہ: جس قسم کا کفارہ ادا کرنا ہے، وہ مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھانا ہے، اس کو یمین منعقدہ کہتے ہیں۔
2- یمین غموس: ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا یمین غموس کہلاتا ہے، اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا، لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے۔
3- یمین لغو: روزمرہ کی گفت گو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔

(iii) جھوٹی قسم کے کوئی سے دو نقصانات تحریر کریں۔

جواب: 1- جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے اور جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔
2- جھوٹی قسم یا حلف، انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنت کی روشنی میں قسم کے احکام و مسائل بیان کریں۔ جواب: دیکھیے سوال 1

سرگرمیاں

○ قسم کی مختلف اقسام اور ان کے احکام پر مشتمل چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کروائیں۔ جواب: عملی کام۔

2- گواہی کے اَحکام ومسائل

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- گواہی کے معنی اور مفہوم کو جان سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں گواہی کی فرضیت اور اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- جھوٹی گواہی دینے اور گواہی کو چھپانے کی وعید جان سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں گواہی کے احکام ومسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- سچی اور جھوٹی گواہی کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- روزمرہ معاملات میں گواہی کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بوقت ضرورت سچی گواہی دینے والے بن سکیں۔
- جھوٹی گواہی کی وعید کو سمجھتے ہوئے اس سے بچ سکیں۔

سوال 2: قرآن وسنت کی روشنی میں گواہی کی اہمیت تحریر کریں۔

جواب: گواہی کا مفہوم

گواہی کے لیے قرآن وسنت میں ''شہادت'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شہادت کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرنا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔ گواہی دینے والے کو ''گواہ'' کہتے ہیں۔

گواہی میں دو باتوں کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے:

1- کسی وقوعہ کا بغور مشاہدہ کر کے اس کو دل ودماغ میں بٹھانا۔

2- معاملے کو قاضی اور جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا۔

گواہی کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ (سورۃ النساء: 135)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، انصاف کے علم بردار اور خدا واسطے گواہ بنو، اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق معاملہ خواہ مال دار ہو یا غریب، اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ اُن کا خیر خواہ ہے۔ لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو۔ اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔

اس آیت میں نظامِ شہادت کے مندرجہ ذیل زرّیں اصول بیان کیے گئے ہیں:

1- شہادت انصاف پر مبنی ہو۔

2- شہادت میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مطلوب ہو۔

3- شہادت دینے میں کسی فریق کی مالی حیثیت کو پیش نظر نہ رکھا جائے۔

4- شہادت میں کسی کے نفع یا نقصان کا خیال نہ رکھا جائے۔

5- اپنی خواہش اور مرضی کو کسی صورت بھی شہادت میں حائل نہ ہونے دیا جائے۔

6- گواہی کے الفاظ واضح ہوں اور صورت حال پر روشنی ڈالنے کے لیے کافی ہوں۔ گول مول بات کر کے حقیقت چھپانے سے اجتناب کیا جائے۔

7- جب گواہی کے لیے بلایا جائے تو حیلے بہانے سے جان چھڑانے اور پہلوتہی کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ایسا کرنا کسی صورت میں درست نہیں۔

معاملات کی نوعیت کے پیش نظر گواہی کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے۔ جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے اور جب گواہ کو گواہی دینے کے لیے بلایا جاتا ہے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ہوتا۔ جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ مستحب کے درجے میں آجاتی ہے۔ گواہوں کے لیے ضروری ہے کہ جب بھی ان کی ضرورت پڑے، مثلاً عدالت میں یا پنچایت میں تو وہ گواہی دینے سے انکار نہ کریں۔ ضمناً اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ گواہوں کو گواہ بننے کے لیے بلایا جائے تو بھی ان کے لیے انکار کی گنجائش نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۭ (سورۃ البقرۃ:282)

ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جب انھیں گواہ بننے کے لیے کہا جائے تو انھیں انکار نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب اس واقعہ کے عینی شاہد بن چکے ہیں تو انھیں حاکم کے روبرو ادائے شہادت کے لیے طلب کیا جائے تو ان کی حاضری ضروری ہے کیوں کہ گواہی نہ دینے کی صورت میں ایک مسلمان کا نقصان ہو سکتا ہے۔ کسی جھگڑے کا فیصلہ گواہوں کی گواہی پر منحصر ہوتا ہے۔ غلط گواہی دے کر یا گواہی چھپا کر اگر کوئی فیصلہ حاصل کر بھی لیا جائے تو بدامنی اور فساد بڑھ جانے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا گواہوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ گواہی کو بالکل نہ چھپائیں۔ اگر وہ گواہی کو چھپائیں گے تو یہ بھی گناہ گار ہوں گے۔ گواہی چھپانے کی ممانعت کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ (سورۃ البقرۃ:283)

ترجمہ: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اُسے خوب جاننے والا ہے۔

گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔ (جامع ترمذی: 1341)

جھوٹی گواہی کا وبال

جھوٹ کی ہر قسم گناہ ہے لیکن بعض صورتیں بہت ہی بڑا گناہ ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی معاملے اور مقدمے میں جھوٹی گواہی دی جائے اور اس جھوٹی گواہی کے ذریعے کسی بے گناہ شخص کو نقصان پہنچایا جائے۔ جھوٹی گواہی جھوٹ کی بدترین صورت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اسے بڑے گناہ سے تعبیر کیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بت پوجنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بتوں کو پوجا کرنے کے برابر قرار دی گئی۔ جھوٹی گواہی، شرک کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ (سورۃ الحج:30)

ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

اسلام میں شہادت امانت کی طرح ہے، جس طرح باقی امانتیں پوری کرنا لازم ہے، بالکل اسی طرح گواہی دینا بھی امانت ہے جو ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔

سوال 3: گواہی کی اقسام اور شرائط تحریر کریں۔ نیز سچی اور جھوٹی گواہی کے اثرات تحریر کریں۔

جواب: گواہی کی اقسام

1- **عینی شہادت:** گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو ''عینی شہادت'' کہتے ہیں۔

2- سمعی شہادت: بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو "سمعی شہادت" کہتے ہیں۔

3- شہادت علی الشہادت: جب وہ کسی شخص کو اپنی شہادت کی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تب اس کو "شہادت علی الشہادت" یعنی گواہی پر گواہی درج کہا جاتا ہے۔

گواہی کی شرائط

گواہی دینا چوں کہ ایک اعلیٰ منصب و مرتبہ ہے۔ ہر کس و ناقص اس کا اہل نہیں۔ شہادت کے اہل وہی ہیں جن کی سیرت و کردار پر اسلامی معاشرہ کو اطمینان ہو اور جن کی دیانت مشتبہ نہ ہو اور جن پر فریقین کو اعتماد ہو۔ اس لیے گواہی دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ گواہ مسلمان عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ غیر مسلم کی شہادت قابل قبول نہ ہوگی۔ اگر دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنا لیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو بھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

(سورۃ البقرۃ: 282)

سچی گواہی کے اثرات

1- سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔
2- بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔
3- ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
4- رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساس ذمہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں۔

جھوٹی گواہی کے نقصانات

1- جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔
2- جھوٹی گواہی سے دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔
3- جھوٹی گواہی سے معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔
4- جھوٹی گواہی سے معاشرہ بدامنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

ہماری ذمہ داری

ہمیں چاہیے کہ اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ ہی جھوٹی گواہی کی تحسین کریں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: سکول اور محلے کی سطح پر کون سے ایسے مواقع پیش آتے ہیں جہاں، گواہ پیش کرنے کی ضرورت پڑتی ہے مثالوں سے واضح کریں۔

جواب: سکول میں بہت سارے ایسے مواقع آتے ہیں، جہاں گواہ پیش کرنا پڑتے ہیں مثلاً:

i- چیز گم ہو جانے کی صورت میں
ii- لڑائی جھگڑا ہو جانے کی صورت میں
iii- قرض واپس نہ ملنے کی صورت میں
iv- تفریح کے وقت کھیل میں بدعنوانی کی صورت میں

محلے میں گواہ پیش کرنے کے مواقع درج ذیل ہیں:

i- ہمسایوں کی طرف سے زیادتی پر
ii- قرض واپس نہ ملنے پر
iii- زمین کی حد بندی پر

ہمیں چاہیے کہ ہم ان تمام باتوں سے اجتناب کریں جن سے بظاہر وقتی طور پر ہمیں فائدہ حاصل ہو، مگر وہ کام دراصل معاشرے کی تباہی کا باعث ہوں۔ ان سے آخرت بھی خراب ہوتی ہے۔ آیئے مل کر عہد کریں کہ ہم خود بھی سچ بولیں گے اور اس حد تک اس کی ترغیب دیں گے کہ یہ پورے معاشرے میں پھیل کر ہمارے مستقبل کو سنوار دے۔ یوں ہماری اور آنے والی نسلوں کی زندگیوں کو امن و امان اور اللہ تعالیٰ کی خوش نودی نصیب ہو سکے گی۔

معروضی سوالات

معلم تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- کسی معاملہ کو اپنے علم کے مطابق واضح کرنا تاکہ حق دار کو اس کا حق مل سکے، کہلاتا ہے:
(A) شہادت (B) جدوجہد (C) امانت (D) ریاضت

2- گواہی میں کتنی باتوں کا دھیان رکھنا بہت ضروری ہے؟
(A) تین (B) چار (C) پانچ (D) دو

3- گواہی دینا اس وقت فرض ہے جب گواہ ہو/ ہوں:
(A) ایک (B) دو (C) تین (D) بہت سارے

4- جب بھی گواہوں کو بلایا جائے تو وہ:
(A) اکٹھے پیش ہوں (B) انکار نہ کریں (C) لیت و لعل سے کام لیں (D) اکٹھے پیش نہ ہوں

5- گواہی کو مت چھپاؤ، بے شک جو گواہی کو چھپاتا ہے اس کا گناہ گار ہے:
(A) دماغ (B) دل (C) جسم (D) روح

6- اسلام میں شہادت ہے:
(A) عبادت کی طرح (B) نماز کی طرح (C) روزے کی طرح (D) امانت کی طرح

7- بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر گواہی دیتا ہے اس کو کہتے ہیں:
(A) عینی شہادت (B) حسی شہادت (C) سمعی شہادت (D) شہادت علی الشہادۃ

8- جب کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تو اسے کہتے ہیں:
(A) عینی شہادت (B) حسی شہادت (C) سمعی شہادت (D) شہادت علی الشہادۃ

9- گواہی دینا ایک منصب و مرتبہ ہے:
(A) اعلیٰ (B) ادنیٰ (C) متوسط (D) احسن

10- مسلمان، عاقل، بالغ اور عادل ہونا شرط ہے:
(A) کاروبار کے لیے (B) امامت کے لیے (C) گواہی کے لیے (D) حج کے لیے

11- اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد کے ساتھ عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

12- جھوٹی گواہی برابر کر دی گئی ہے:
(A) کفر کے (B) ظلم کے (C) شرک کے (D) قتل کے

13- معاشرے میں بدامنی اور بے سکونی پیدا ہوتی ہے:
(A) شرک سے (B) کفر سے (C) جھوٹی گواہی سے (D) حسد سے

جوابات

1- (A)	2- (D)	3- (A)	4- (B)	5- (B)	6- (D)	7- (C)	8- (D)	9- (A)	10- (C)
11- (A)	12- (C)	13- (C)							

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- جب بہت سے لوگ واقعے سے باخبر ہوں تو ایسی صورت میں گواہی کی حیثیت ہے:
(A) فرض (B) مستحب (C) سنت (D) صلاح

2- معاملات کی نوعیت کے پیش نظر کس کا حکم بدلتا ہے؟
(A) گواہی کا (B) گواہوں کا (C) قاضیوں کا (D) فیصلے کا

3- دو گواہ عورتوں میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری:
(A) اسے لکھ کر دے (B) اس کا خیال رکھے (C) اُسے یاد دلائے (D) اسے درست کرے

4- اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ دعویٰ کر ڈالیں گے:
(A) مال و دولت کا (B) خون اور مال کا (C) مال اور جائیداد کا (D) مال اور زمین کا

5- سچی گواہی سے معاشرے میں قائم ہوتا ہے:
(A) امن (B) عدل (C) انصاف (D) بھائی چارہ

جوابات

1- (B)	2- (A)	3- (C)	4- (B)	5- (A)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی پیشِ نظر میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- گواہی میں کن باتوں کا دھیان رکھنا ضروری ہے؟

جواب: گواہی میں دو باتوں کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے:
1- کسی وقوعہ کا بغور مشاہدہ کر کے اس کو دل و دماغ میں بٹھانا۔ 2- معاملے کو قاضی یا جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا۔

2- گواہی دینا کب فرض ہو جاتا ہے؟

جواب: جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ صرف دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے۔

3- گواہی دینا کب مستحب کے درجے میں آتا ہے؟

جواب: جب کسی واقعہ سے بہت سارے لوگ باخبر ہوں تو اس وقت ہر شخص کے لیے گواہی دینا فرض نہیں ہوتا بلکہ مستحب کے درجے میں آجاتا ہے۔

4- گواہی کے انکار سے متعلق آیت کریمہ تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ إِذَا مَا دُعُوْا (سورۃ البقرۃ:282) ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔

5- گواہی چھپانے کی ممانعت پر آیت کریمہ تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ (سورۃ البقرۃ:283)
ترجمہ: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔

6- شھادت علی الشھادت سے کیا مراد ہے؟

جواب: جب کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تو اس کو شھادت علی الشھادت کہتے ہیں یعنی گواہی پر گواہی دینا۔

7- عورتوں کی گواہی سے متعلق قرآن کا حکم تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ: اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنا لیا کرو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں، جن کو تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو، اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے۔ (سورۃ البقرۃ: 282)

8- گواہی کی اہمیت حدیث کی روشنی میں واضح کریں۔

جواب: گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔

9- مدعی اور مدعا علیہ کے ذمہ کیا ہے؟

جواب: گواہ اور ثبوت پیش کرنا مدعی کی ذمہ داری ہے، اگر وہ گواہ پیش نہ کرے تو مدعا علیہ پر قسم ہوگی۔

10- جھوٹی گواہی کے وبال سے متعلق آپ خاتم النبیین ﷺ کا فرمان لکھیں۔

جواب: رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بت پوجنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بت پرستی کے برابر قرار دی گئی۔ جھوٹی گواہی، شرک کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے یہ آیت پڑھی:
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ (سورۃ الحج:30)
ترجمہ: پس بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

11- جھوٹی گواہی کی ممانعت پر قرآنی آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔ (سورۃ الحج:30)

12- گواہی کے حوالے سے ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

جواب: معاشرتی امن کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ ہم سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں اور نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ جھوٹی گواہی کا یقین کریں۔

13- سچی گواہی کے چار اثرات تحریر کریں۔

جواب: سچی گواہی کے اثرات
1- سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔ 2- بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔
3- ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
4- رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساس ذمہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں۔

14- جھوٹی گواہی کے چار نقصانات تحریر کریں۔

جواب: جھوٹی گواہی کے اثرات
1- جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ 2- دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔
3- معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔ 4- معاشرہ بدامنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

15- وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ إِذَا مَا دُعُوْا کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

16- وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- اسلام میں شہادت امانت کی طرح ہے، کیسے؟

جواب: اسلام میں شہادت امانت کی طرح ہے جس طرح باقی امانتیں پوری کرنا لازم ہے، بالکل اسی طرح گواہی دینا بھی امانت ہے جو ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔

2- گواہی کے حوالے سے ہماری کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: ہمیں چاہیے کہ اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ ہی جھوٹی گواہی کی تحسین کریں۔

3- دعوے دار اور انکار کرنے والے کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔

4- قرآن مجید نے جھوٹی گواہی کی کس طرح ممانعت کی ہے؟

جواب: قرآن مجید نے جھوٹی گواہی دینے سے منع کیا ہے اور جھوٹی گواہی کو شرک قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: ''بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔''

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) گواہی کے لیے قرآن مجید میں استعمال ہونے والا لفظ ہے:

(الف) شہادت (ب) یمین (ج) منکر (د) امر

(ii) گواہی دینے والا شخص کہلاتا ہے:

(الف) گواہ (ب) سفارشی (ج) وکیل (د) مظلوم

(iii) کسی بھی معاملے پر گواہی دینے کے لیے مردوں کی تعداد ہونی چاہیے:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(iv) آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا کہلاتا ہے:

(الف) عینی شہادت (ب) سمعی شہادت (ج) حسی شہادت (د) شهادة على الشهادة

(v) جب صرف دو گواہ موجود ہوں تو گواہی ہے:

(الف) فرض (ب) واجب (ج) مستحب (د) مباح

جوابات (i) شہادت (ii) گواہ (iii) دو (iv) عینی شہادت (v) فرض

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) قرآن و سنت کی روشنی میں گواہی کی فرضیت و اہمیت بیان کریں۔

جواب: قرآن مجید کے مطابق جب گواہی کی ضرورت ہو اور گواہ کو گواہی کے لیے بلایا جائے تو اسے ہرگز انکار نہیں کرنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔''

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے اچھا گواہ وہ آدمی ہے جو گواہی طلب کیے جانے سے پہلے گواہی دے۔''

(ii) عینی شہادت اور سمعی شہادت کی وضاحت کریں۔

جواب: عینی شہادت: گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو ''عینی شہادت'' کہتے ہیں۔

سمعی شہادت: بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو ''سمعی شہادت'' کہتے ہیں۔

(iii) جھوٹی گواہی دینے اور گواہی چھپانے کی وعید بیان کریں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جھوٹی گواہی بتوں کی پوجا کرنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بت پرستی کے برابر قرار دی گئی ہے۔ جھوٹی گواہی شرک کے برابر کر دی گئی۔ تین مرتبہ یہ فرما کر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: ''بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔''

جو شخص گواہی چھپاتا ہے اس کا دل گناہ گار ہوتا ہے۔ گواہی چھپانے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔

(iv) سچی اور جھوٹی گواہی کے کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

جواب: سچی گواہی کے اثرات

1- سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔

2- ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

جھوٹی گواہی کے اثرات

1- جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

2- معاشرہ بدامنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنت کی روشنی میں گواہی کے احکام و مسائل واضح کریں۔

جواب: دیکھیے سوال 2

سرگرمیاں

- قرآن مجید میں موجود گواہی کے متعلق آیات مبارکہ تلاش کر کے تحریر کریں۔

جواب: عملی کام۔

- اساتذہ کرام سچی گواہی کی عظمت، جھوٹی گواہی کی مذمت اور گواہی چھپانے کی وعید پر کمرا جماعت میں گفت گو کروائیں۔

جواب: عملی کام۔

3- حُقُوق الْعِباد

ہمسایوں کے حقوق

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حقوق العباد کا معنیٰ اور مفہوم جان سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت وفضیلت کو سمجھ سکیں۔
- ہمسایوں کی اقسام سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ہمسایوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے متعلق جان سکیں۔
- ہمسایوں کے حقوق پورے کرنے کے مختلف پہلوؤں کو سمجھ سکیں۔
- ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- اپنی عملی زندگی میں ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے اسے اپنا شعار بنا سکیں۔
- ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی کے دنیوی واخروی نقصانات سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔

سوال 4: حُقوق العباد سے کیا مراد ہے؟ ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت تحریر کریں۔

جواب: حُقوق العباد: حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، کیونکہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا، لہٰذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ قرآن وسنت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ انسان خیر اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں، ان کی ہمدردی، ایثار اور خیر خواہی پر مبنی ہو۔ حقوق العباد میں والدین، بہن بھائیوں، عزیز واقارب، اساتذہ کرام اور غیر مسلموں کے حقوق کے ساتھ ساتھ ہمسایوں کے حقوق بھی بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت: قرآنِ مجید نے متعدد مقامات پر ہمسایوں کے حقوق کا تذکرہ قرابت داروں کے ساتھ کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (سورۃ النساء:36)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔

قرآنِ مجید کی اس آیت کے مطابق پڑوسی کی تین قسمیں ہیں:

1- رشتہ دار پڑوسی 2- قریب رہنے والا پڑوسی 3- تھوڑی دیر کا پڑوسی

نبی کریم ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی ادائی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے تین دفعہ ارشاد فرمایا:

اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول کون؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (صحیح بخاری:6016)

اسلام کی نظر میں ہمسائے میں صرف ساتھ رہنے والے لوگ شامل نہیں بلکہ ایک محلے میں رہنے والے، کاروباری شراکت دار، ہم سفر، ہم جماعت، ایک دفتر اور ادارے میں اکٹھے کام کرنے والے تمام افراد ہمسائیگی کے دائرے میں شامل ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔ (صحیح بخاری:6015)

نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی وغیرہ گاڑنے سے روکے۔ (صحیح بخاری:5627)

حق پڑوس صرف یہ نہیں کہ پڑوسی کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب کیا جائے، بلکہ پڑوسی کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کرنا بھی پڑوسی کے حق میں شامل ہے۔

سوال 5: ہمسایوں کے آداب (حقوق) کی فہرست مرتب کریں نیز ان کے ساتھ اچھے سلوک کے معاشرتی اثرات تحریر کریں۔

جواب: ہمسایوں کے آداب

1- پڑوسیوں کے ساتھ سلام میں پہل کریں۔
2- جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں۔
3- مصیبت کے وقت ان کی غم خواری کریں۔
4- ان کی خوشی اور غم میں شرکت کریں۔
5- اگر ہمسایہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کریں۔
6- مالی ضرورت کے وقت ان کی مالی مدد کریں۔
7- ان کے عیبوں کو چھپائیں۔
8- ان کے گھر کے راستے کو تنگ نہ کریں۔
9- ان کی اولاد کے ساتھ نرمی سے گفت گو کریں۔
10- پڑوسیوں کی غیر موجودگی میں ان کے گھر کی حفاظت کرنے میں غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔
11- دین ودنیا کے جس معاملے میں انھیں راہنمائی کی ضرورت ہو تو اس میں ان کی راہنمائی کریں۔

معاشرتی اثرات

1- ہمسایوں کے حقوق کی ادائی سے معاشرے میں جاں نثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔
2- لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔ خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔
3- جانی اور مالی سطح پر ہر جائز کام میں تعاون کرتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرہ انسانی ہمدردی اور تعاون کی عمدہ مثال پیش کر رہا ہوتا ہے۔
4- افراد معاشرہ ریاست کی ترقی میں ممد ومعاون ثابت ہو رہے ہوتے ہیں یہی ہمدردیاں اور حسن سلوک کسی ریاست کو کامیاب بناتے ہیں۔

دنیوی نقصانات: ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے ہمیں دنیا وآخرت میں مختلف نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے معاشرتی انتشار پھیلتا ہے۔ امن وامان کا فقدان ہوتا ہے۔ حقوق ادا نہ کرنے والا شخص معاشرے میں بدنام ہو جاتا ہے، لوگوں کی حمایت سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کا روحانی سکون تباہ ہو جاتا ہے۔

اخروی نقصانات: ہمسایوں کے حقوق ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتا ہے۔ گناہوں کا باعث بنتا ہے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے والا شخص جنت میں داخلے سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی روشنی میں ہم ہمسایوں کے حقوق ادا کریں، تاکہ ہم دنیوی اور اخروی زندگی میں کامیاب ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: اچھی ہمسائیگی میں ہمسایوں کے بچوں کا کیا کردار ہے؟ نیز ہم اچھی معاشرت قائم کرنے میں کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں؟

جواب: اچھی ہمسائیگی میں بڑوں کے ساتھ ساتھ ہمسایوں کے بچوں کا بہت کردار ہوتا ہے۔ بچوں کی لڑائیاں پڑوسیوں کو ایک دوسرے سے دور کر دیتی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس رشتے کو بہتر بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں اور ہمسائے کے بچوں سے خاص طور پر دوستی رکھیں، انھیں تحفے دیں اور اگر گھر میں اچھا کھانا بنا ہو یا نیا فروٹ آیا ہو تو امی اور ابو سے درخواست کر کے اپنے ہمسایوں کو اس میں سے حصہ دینے ضرور جائیں، کیوں کہ یہ حسنِ اخلاق میں سے ہے۔ یہ بات خاص طور پر ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اگر ہم ہمسائے کی عزت کو اپنی عزت سمجھیں اور اس کے نقصان کو اپنا نقصان جانیں تو ہم ایک اچھی معاشرت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی پالیسی (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حقوق کی ادائیگی ایمان کا حصہ قرار دی گئی ہے:

(A) ہمسائے کے حقوق (B) والدین کے حقوق (C) استاد کے حقوق (D) رشتہ دار کے حقوق

2- وہ شخص مومن نہیں ہے جس کے شر سے محفوظ نہ ہو:
(A) بھائی (B) والدین (C) رشتہ دار (D) پڑوسی

3- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پڑوسی کے حقوق کی بار بار وصیت کرتے رہے:
(A) حضرت جبریل علیہ السلام (B) حضرت اسرافیل علیہ السلام (C) حضرت میکائیل علیہ السلام (D) حضرت عزرائیل علیہ السلام

4- پڑوسی کے ساتھ پہل کریں:
(A) طعام میں (B) کلام میں (C) سلام میں (D) اکرام میں

5- جب پڑوسی بیمار ہو تو اس کی کریں:
(A) مدد (B) خیر خواہی (C) عیادت (D) نصرت

جوابات

-1	(A)	-2	(C)	-3	(A)	-4	(C)	-5	(C)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- معاشرتی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا ہے:
(A) محسن (B) مقروض (C) محتاج (D) دوست

2- بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے انسان کو کچھ:
(A) حقوق حاصل ہوتے ہیں (B) فوائد حاصل ہوتے ہیں (C) سکون حاصل ہوتا ہے (D) تکالیف ملتی ہیں

3- والدین، بہن، بھائیوں، عزیز و اقارب اور اساتذہ کے حقوق، کس حقوق میں شامل ہیں؟
(A) حقوق اللہ میں (B) حقوق العباد میں (C) حقوق النفس میں (D) حقوق الحیوانات میں

4- اسلام کی نظر میں ہمسائیگی کے دائرے میں شامل ہیں:
(A) محلے دار (B) ہم جماعت (C) ہم سفر (D) مذکورہ تمام

5- پڑوسی کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کرنا بھی شامل ہے:
(A) تقویٰ میں (B) جہاد میں (C) نیکی میں (D) پڑوسی کے حقوق میں

جوابات

-1	(C)	-2	(A)	-3	(B)	-4	(D)	-5	(D)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- معاشرتی اور اجتماعی زندگی کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: معاشرتی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا لہٰذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے پر کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

2- قرآن وسنت کے مطابق معاشرتی ترقی کا دارومدار کس بات پر ہے؟

جواب: قرآن وسنت کے مطابق معاشرتی ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ انسان خیر اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں۔ ان کی ہمدردی، ایثار اور خیر خواہی پر مبنی ہو۔

3- ہمسایوں کے حقوق پر قرآنی آیت تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔

4- اسلام کی نظر میں ہمسائیگی کا دائرہ کار تحریر کریں۔

جواب: اسلام کی نظر میں ہمسائیگی میں صرف ساتھ رہنے والے لوگ شامل نہیں بلکہ ایک محلے میں رہنے والے، کاروباری شراکت دار ہم سفر اور ہم جماعت، ایک دفتر اور ادارے میں اکٹھے کام کرنے والے تمام افراد ہمسائیگی کے دائرے میں شامل ہیں۔

5- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی کیا فضیلت بیان فرمائی ہے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔

6- ہمسائیگی کے دو آداب تحریر کریں۔

جواب: 1- پڑوسیوں کی خوشی میں شرکت کریں۔ 2- پڑوسیوں کے عیبوں کو چھپائیں۔

7- وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- معاشرے کی تعمیر و ترقی کا دارومدار کس بات پر ہے؟

جواب: معاشرے کی تعمیر و ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ انسان خیر اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں، ان کی ہمدردی ایثار اور خیر خواہی پر مبنی ہو۔

2- حقوق العباد میں کون کون سے لوگوں کے حقوق شامل ہیں؟

جواب: حقوق العباد میں والدین، بہن بھائیوں، عزیز و اقارب، اساتذہ کرام اور غیر مسلموں کے حقوق کے ساتھ ساتھ ہمسایوں کے حقوق بھی شامل ہیں۔

3- تکلیف برداشت کرنے کے حوالے سے پڑوسی کا کیا حق ہے؟

جواب: پڑوسی کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب کیا جائے، بلکہ پڑوسی کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کرنا پڑوسی کے حق میں شامل ہے۔

4- ہمسایوں کے حقوق کے حوالے سے ہماری کیا ذمہ داری ہے؟

جواب: ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے احکامات کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق ادا کریں، تاکہ ہم دنیوی اور اخروی زندگی میں کامیاب ہو سکیں اور معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حقوق العباد سے مراد ہے:
(الف) بندوں کے حقوق (ب) اللہ تعالیٰ کے حقوق (ج) ریاست کے حقوق (د) دوستوں کے حقوق

(ii) قرآن مجید کے مطابق پڑوسیوں کی اقسام ہیں:
(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(iii) جس شخص کا ہمسایہ بھوکا ہو اور وہ خود پیٹ بھر کر کھائے، اس میں نہیں ہے:
(الف) ایمان (ب) عمل (ج) علم (د) خوف

(iv) حضرت جبریل علیہ السلام نے کن کے حقوق کی بار بار تاکید فرمائی؟
(الف) ہمسایہ (ب) معذور (ج) مسافر (د) اساتذہ

(v) قرآن مجید میں رشتہ داروں کے حقوق کے ساتھ تذکرہ ہے:
(الف) پڑوسیوں کے حقوق کا (ب) غلاموں کے حقوق کا (ج) معذوروں کے حقوق کا (د) اساتذہ کے حقوق

جوابات: (i) بندوں کے حقوق (ii) تین (iii) ایمان (iv) ہمسایہ (v) پڑوسیوں کے حقوق کا

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) ہمسایوں کے دو حقوق بیان کریں۔

جواب: 1- ہمسایوں کے ساتھ سلام میں پہل کریں۔ 2- جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں۔

(ii) ہمسایوں کے حقوق کے دو معاشرتی اثرات تحریر کریں۔

جواب: 1- معاشرے میں جاں نثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ 2- لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں، خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔

(v) ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی کے کوئی سے دو دنیوی و اُخروی نقصانات تحریر کریں۔

جواب: دنیوی نقصانات: 1- ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے معاشرتی انتشار پھیلتا ہے۔
2- ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے والا شخص معاشرے میں بدنام ہو جاتا ہے۔
اُخروی نقصانات: 1- ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتا ہے۔
2- ہمسایوں کے حقوق ادا نہ کرنے والا شخص جنت میں داخلے سے محروم ہو جاتا ہے۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق واضح کریں۔ جواب: دیکھیں سوال 4,5

سرگرمیاں

- قرآن مجید میں موجود ہمسایوں کے حقوق کے متعلق آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ چارٹ پر تحریر کریں۔ جواب: عملی کام۔
- ہمارے معاشرے میں ہمسایوں کو تکلیف دینے کی مروجہ صورتیں کیا ہیں؟ اس موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔

جواب: 1- اونچی آواز میں موسیقی سننا۔ 2- اپنے مقام و مرتبے اور دولت کا دکھاوا کرنا۔
3- کوڑا اکٹھا کر کے ہمسائے کے دروازے کے سامنے پھینک دینا۔ 4- ہمسائے کے گھر کے باہر ہجوم جمع رکھنا۔
5- ہمسائے کے گھر تانک جھانک کرنا۔ 6- شور ڈالنا اور چلانا۔ 7- گلی میں کھیل کود کرنا۔

4- سود کی حُرمت

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:
- سود کے معنیٰ اور مفہوم اور اس کی اقسام جان سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں سود کی حرمت کے احکام جان سکیں۔
- سودی لین دین کے احکام و مسائل سمجھ سکیں۔
- سودی معاملات سے بچ کر دیگر اسلامی کاروباری ذرائع کے استعمال کا موازنہ کر سکیں۔
- سود کے انفرادی، اجتماعی، دینی اور دنیوی نقصانات اور مضر اثرات کا تجزیہ کر سکیں۔
- سود کی حرمت اور قرضِ حسنہ کی ترغیب کو سمجھ کر روزمرہ زندگی کو اس کے مطابق ڈھال سکیں۔
- سودی لین دین سے ممانعت کی حکمت اور احکام و مسائل سمجھ کر اس سے نفرت اور گریز کرنے والے بن سکیں۔

سوال 6: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سود کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔

جواب: سود کا مفہوم

سود کو عربی زبان میں ربوٰا کہتے ہیں۔ سود کا معنیٰ ہے: ''قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا۔'' جیسے ایک ہزار روپے کسی کو قرض دینا، اور دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ ایک ہزار کے بجائے پندرہ سو روپے دینے ہوں گے یا اضافی پانچ سو روپے کا شمار سود میں ہوگا۔

سود کی مختلف صورتیں

1- قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی سود ہے۔ جیسے کسی کو قرض دیا اور اس سے اس کا مکان لے لیا اور اس مکان میں رہائش اختیار کر لی لیکن اس کا کرایہ ادا نہ کیا یا کرایہ دیا لیکن کم دیا، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

2- کسی کو غلہ وغیرہ اس شرط پر دینا کہ جب واپس کرے گا تو اتنے اضافے کے ساتھ واپس کرے گا، یہ بھی سود ہے۔ جیسے کسی کو پانچ کلو گندم دی، لیکن اس شرط پر کہ جب واپس کرے گا تو چھے یا سات کلو واپس کرے گا، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

قرآن کی روشنی میں سود کی حرمت

یہودیت و مسیحیت سمیت ہر مذہب میں سود ہمیشہ سے ناجائز رہا ہے حتیٰ کہ مشرکین مکہ بھی اس کو حرام سمجھتے تھے۔ سودی معیشت کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے مفت خوری، لالچ، خود غرضی، سنگ دلی اور مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا، بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے، مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ سود معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔

1- سود کھانے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سختی سے سود کھانے کی ممانعت کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ (سورۃ آلِ عمران:130)

ترجمہ: اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

2- سود اور تجارت میں فرق

اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور جائز، جب کہ سود کو حرام قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (سورۃ البقرۃ: 275)

ترجمہ: اور اللہ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

بعض لوگ سود اور تجارت میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ تجارت کی صورت میں بھی منافع ملتا ہے اور سود کی صورت میں بھی منافع ملتا ہے۔ اسلام نے ان دونوں میں فرق بیان کیا ہے۔ تجارت کا منافع حلال ہے اور سود کا منافع حرام ہے۔ کاروبار میں انسان سرمایہ لگا کر محنت کرتا ہے پھر بھی منافع یقینی نہیں ہوتا اور سرمایہ بھی محفوظ نہیں ہوتا جب کہ سود خور کوئی محنت نہیں کرتا اس کے باوجود اس کا منافع یقینی ہوتا ہے اور سرمایہ بھی محفوظ ہوتا ہے۔

3- اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ سے جنگ کے مترادف

قرآن مجید میں سود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَوا إِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ○ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (سورۃ البقرہ: 278،279)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے، اسے چھوڑ دو، اگر واقعی تم ایمان لائے ہو۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تیار ہو جاؤ لڑنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول (ﷺ) سے۔

4- بے برکتی کا باعث

سود کی وجہ سے اگرچہ بظاہر مال میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن درحقیقت وہ مال میں نقصان، بے برکتی اور ناگہانی آفات کا باعث ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَا فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوا عِنْدَ اللَّهِ ۔ (سورۃ الروم: 39)

ترجمہ: اور جو سود تم دیتے ہو تا کہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر وہ بڑھ جائے تو وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا۔

5- سود کا خاتمہ اور صدقات میں اضافہ

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَوا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ۔ (سورۃ البقرہ: 276) ترجمہ: اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

6- روزِ حشر سود خوروں کی حالت

سود کا نہ صرف دُنیا میں نقصان ہے بلکہ آخرت میں بھی سود کھانے والا ذلیل و رسوا ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ۔ (سورۃ البقرہ: 275)

ترجمہ: مگر جو لوگ سود کھاتے ہیں، ان کا حال اس شخص کا سا ہوگا جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔

سود کی حرمت حدیث کی روشنی میں

1- **محارم سے بدکاری کے مترادف:** نبی کریم ﷺ نے سود کے کم ترین گناہ کو محارم سے بدکاری کے مترادف قرار دیا ہے۔

2- **لعنت کا باعث:** آپ ﷺ نے سود کھانے، کھلانے، اس پر گواہ بننے اور اس کو لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ روزمرہ استعمال کی اشیا میں آسان لین دین کو فروغ دینے کے لیے نبی کریم ﷺ نے چھے چیزوں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک غیرہ کے سودے میں اُدھار اور اضافے کو ممنوع قرار دیا۔ اس کو ربا الفضل کہتے ہیں۔ اگر یہ سود سرمائے پر ہو تو اسے ربا النسیہ کہتے ہیں۔

3- **سود پر وعید:** نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شب مجھے (معراج میں) سیر کرائی گئی، میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے) تھے، ان میں سے بہت سے سانپ پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل (علیہ السلام)! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ: 2273)

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔ دورِ جاہلیت کا سود اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا سود ختم کرتا ہوں۔

نفع کمانے کی جائز صورتیں

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے لیکن ہمیں تجارت، ملازمت، زراعت، صنعت اور دوسرے حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت بھی دی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی حلال کاروبار میں لگا کر نفع کمانا چاہے تو اسے بھی منع نہیں کیا گیا۔ چیزوں کی خرید و فروخت کی اجازت ہے اور ان میں قانون کے مطابق نفع و نقصان کی بنیاد پر کاروبار کی اجازت ہے۔ تجارت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، سچے اور امانت دار تاجر کو قیامت کے دن اعلیٰ درجات کی بشارت سنائی گئی ہے۔

قرضِ حسنہ کی فضیلت

کسی انسان کو اس کی ضرورت اور مجبوری کی حالت میں قرض دینا بہت فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے قرضِ حسنہ کہتے ہیں۔ صدقے کی طرح قرضِ حسنہ بھی ایک نیکی ہے۔ صدقے میں دیے ہوئے پیسے واپس نہیں لیے جاتے، جب کہ قرضِ حسنہ میں وہ پیسے واپس لیے جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 2431)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: کہ پہلے میں قرض کا ثواب حاصل کرتا ہوں اور پھر صدقے کا ثواب بھی پا لیتا ہوں۔

سود کے نقصانات

1- سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

2- جب لوگ اپنا روپیہ پیسا سودی لین دین میں لگا دیتے ہیں تو صنعتوں اور کارخانوں میں سرمایہ کاری کم ہو جاتی ہے، اس طرح نہ صرف بے روزگاری بڑھتی ہے بلکہ ملکی ترقی کا پہیہ بھی جام ہو جاتا ہے۔

3- جب مقروض شخص پر سود کی وجہ سے قرض کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے تو وہ سود اتارنے کے لیے یا تو جرائم کا ارتکاب کرتا ہے یا خودکشی کر لیتا ہے۔

4- سودی معاملات کی بدولت آئے روز لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت کا بازار بھی گرم رہتا ہے۔

5- معاشرے میں سود کی بدولت دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ہوتی ہے۔ اس غیر منصفانہ تقسیم کی بدولت امیر طبقہ دن بدن امیر اور غریب طبقہ غربت کا شکار ہو جاتا ہے۔

6- سود افراد کے کام کرنے کی صلاحیت کو متاثر کرتا ہے۔ جو لوگ سود پر قرض لیتے ہیں وہ ہر وقت پریشان رہتے ہیں کہ جو بھی کمائیں گے اس کا بیشتر حصہ سود کی ادائی میں چلا جائے گا، اس طرح وہ ذہنی دباؤ اور پریشانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

7- سود معاشی استحصال کا سبب بنتا ہے۔ سرمایہ دار غریب طبقہ کا استحصال کرتا ہے۔ معاشی استحصال کی وجہ سے غریب طبقہ کے خلاف نفرت بڑھ جاتی ہے۔

ہماری ذمہ داری

ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی میں ہمیشہ حلال مال کمائیں، ہمارے پیٹ میں اترنے والا لقمہ بھی حلال کا ہونا چاہیے اور ہمارے جسم پر لباس بھی صرف اور صرف حلال کا ہونا چاہیے۔ مالِ حلال میں اللہ تعالیٰ نے برکت بھی رکھی ہے اور سکون بھی۔ حرام طریقے سے کمایا گیا مال نا صرف دنیا میں بے سکونی، پریشانی اور بے برکتی کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اس کا سخت حساب ہوگا۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: سود خوری معاشرے کو کس طرح تباہ کرتی ہے، تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

جواب: سود خوری معاشرے کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ سود خوری معاشرے کو اَن گنت نقصان پہنچاتی ہے۔ مثلاً:

1- **حرص کی انتہا:** سودی شخص کو مفت خوری کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس میں اتنی حرص پیدا ہو جاتی ہے کہ زندگی کو روپے پیسے اور مال کے حساب

سے نا پنا اور تولنا ہے۔ انسانی وقار اور تحریم اس کے نزدیک قدر کھو دیتے ہیں اور وہ صلہ رحمی اور رشتوں کی پہچان سے عاری ہو جاتا ہے۔

2- محنت کی ناقدری: سودی نظام میں انسانی محنت کی کوئی قدر نہیں ہوتی جبکہ اسلام محنت کشوں، مزدوروں کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ سودی نظام میں محنت کے بجائے سرمائے کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے جس سے مزدور کے حقوق سلب ہو جاتے ہیں اور نتیجہ کے طور پر اس کا محنت کرنے سے دل بھر جاتا ہے۔

3- دولت کا ارتکاز: سود سے سرمایہ دار کے پاس سرمایہ جمع ہو جاتا ہے اور وہ خرچ نہیں کرتا، جس سے دولت کی گردش رُک جاتی ہے اور معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

سودی کاروبار سے انفرادی نقصانات کے علاوہ ملک کی معیشت بھی سخت امتحان سے دوچار ہو جاتی ہے، جیسا کہ اب پاکستان سمیت دنیا کے مقروض ممالک کا حال ہو چکا ہے۔ ہر سال ملکی بجٹ کا بہت بڑا حصہ سود کی ادائی میں خرچ ہو جاتا ہے۔ ہماری قومی زندگی اس بات کی گواہ ہے کہ سود کے بہت زیادہ نقصانات ہوتے ہیں۔ ہم سب بحیثیت قوم اور ہماری حکومتیں بھی اس بات میں ناکام رہی ہیں کہ ملک کی معیشت کو سود سے پاک اصولوں پر استوار کر سکیں۔ ہمیں چاہیے کہ کاروبار کے حلال طریقوں کو سمجھیں اور ان کے مطابق اپنی انفرادی اور اجتماعی معیشت کو استوار کریں۔ انفرادی طور پر بھی ہم میں سے بہت سے لوگ سودی کاروباروں میں ملوث ہیں مثلاً: بولی والی کمیٹی میں حصہ لینا۔ سودی بینکوں میں فکس ماہانہ یا سالانہ منافع پر پیسے جمع کروانا سود کی مختلف صورتیں ہیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & (conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا، کہلاتا ہے:
(A) منافع (B) کاروبار (C) ہنڈی (D) سود

2- مروجہ گروی پر مکان لینا یا دینا بھی ایک صورت ہے:
(A) منافع کی (B) کاروبار کی (C) تجارت کی (D) سود کی

3- اقتصادی اور معاشی تباہ کاریوں کا ذریعہ ہے:
(A) کاروبار (B) سود (C) تجارت (D) زیادہ منافع لینا

4- اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام ٹھہرا کر اس کے مقابلے میں حلال فرمایا ہے:
(A) تجارت کو (B) صنعت کو (C) زراعت کو (D) حرفت کو

5- قرآن مجید میں سود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ قرار دے دیا گیا:
(A) معاہدہ (B) مقابلہ (C) جنگ (D) محبت

6- اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور بڑھاتا ہے:
(A) صدقات کو (B) تجارت کو (C) زراعت کو (D) منافع کو

7- اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے اور مٹاتا ہے:
(A) ظلم کو (B) کفر کو (C) سود کو (D) شرک کو

8- یہودیت اور مسیحیت سمیت ہر مذہب میں ہمیشہ سے ناجائز رہا ہے:
(A) نکاح (B) شراب نوشی (C) جوا (D) سود

9- وہ عمل جس کا کم ترین گناہ محارم سے بدکاری کے مترادف ہے:
(A) سود خوری (B) زنا کاری (C) بے حیائی (D) رشوت خوری

10- رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے روزمرہ استعمال کی کتنی اشیا میں زیادتی اور ادھار کو سود قرار دیا؟
(A) چار (B) پانچ (C) چھے (D) سات

11- روزمرہ کے استعمال کی اشیا میں اضافہ کر کے لینا یا ادھار کا معاملہ کرنا کہلاتا ہے:
(A) ربا النسیہ (B) ربا الفضل (C) ربا النثرۃ (D) ربا العموم

12- معراج کی شب آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کچھ لوگوں کے مکانوں کی طرح پیٹ ہیں اور ان میں سانپ نظر آ رہے ہیں، پوچھنے پر حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا یہ لوگ ہیں:
(A) شراب نوشی کرنے والے (B) رشوت خور (C) حرام خور (D) سود خور

13- سود کا رواج عام ہونے سے بڑھ جاتی ہے:
(A) دولت (B) کاروبار (C) بے روزگاری (D) محنت کی عظمت

14- جب مقروض شخص پر قرض کا بوجھ بڑھتا ہے تو وہ سود اتارنے کے لیے کرتا ہے:
(A) محنت (B) تجارت (C) عبادت (D) جرائم

15- قیامت کے دن اعلیٰ درجات کی بشارت سنائی گئی ہے:
(A) امانت دار تاجر کو (B) محنتی کسان کو (C) خیر خواہ مزدور کو (D) صنعت کار کو

16- اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی انسان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے، وہ کہلاتا ہے:
(A) صدقہ (B) زکوٰۃ (C) فطرانہ (D) قرض حسنہ

17- آپ خاتم النبیین ﷺ نے معراج کی رات جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ قرض دینے والے کو اجر ملتا ہے:
(A) دس گنا (B) اٹھارہ گنا (C) بیس گنا (D) ستر گنا

جوابات

1- (D)	2- (D)	3- (B)	4- (A)	5- (C)	6- (A)	7- (C)	8- (D)	9- (A)	10- (C)
11- (B)	12- (D)	13- (C)	14- (D)	15- (A)	16- (D)	17- (B)			

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے ترقی نہیں کرتا:
(A) فرد (B) گروہ (C) پورا معاشرہ (D) امیر طبقہ

2- اگر کوئی شخص اپنا مال کسی حلال کاروبار میں لگا کر نفع کمانا چاہے تو اسے بھی:
(A) منع نہیں کیا گیا (B) منع کیا گیا ہے (C) کچھ نہیں کہا گیا (D) اجازت نہیں دی گئی ہے

3- ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی میں ہمیشہ کمائیں:
(A) زیادہ دولت (B) حلال مال (C) عزت (D) شہرت

4- حرام طریقے سے کمایا گیا مال کس چیز کا ذریعہ بنتا ہے؟
(A) بے سکونی کا (B) پریشانی کا (C) بے برکتی کا (D) مذکورہ تمام

5- ہمارے جسم پر جو لباس ہے، وہ صرف اور صرف ہونا چاہیے:
(A) صاف ستھرا (B) اپنی کمائی کا (C) مانگا ہوا (D) حلال مال کا

جوابات

(C) -1	(A) -2	(B) -3	(D) -4	(D) -5

محکمہ تعلیم کی جانب سے امتحانی پالیسی (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- سود کا معنی و مفہوم تحریر کریں۔ (یا) سود کسے کہتے ہیں؟ (یا) سود کیا ہے؟

جواب: سود کو عربی زبان میں ربوٰا کہتے ہیں جس کا معنی ہے بڑھنا یا پرورش پانا جب کہ اصطلاح میں قرض دے کر اس پر مشروط منافع لینا سود کہلاتا ہے۔

2- سود کی کوئی سی دو صورتیں تحریر کریں۔

جواب: سود کی دو صورتیں:

1- کسی کو قرض دے کر اس سے مکان لے لیا اور اس مکان میں رہائش اختیار کر لی لیکن اس کا کرایہ ادا نہ کیا یا کرایہ دیا لیکن بہت کم۔

2- کسی کو غلہ وغیرہ ادھار دینا لیکن واپسی پر زیادہ کا مطالبہ کرنا۔

3- سود کی وجہ سے معاشرے میں کون سی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں؟

جواب: سود کی وجہ سے معاشرے میں مفت خوری، لالچ، خود غرضی، سنگ دلی اور مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔

4- سود کی ممانعت پر قرآنی آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۃ آل عمران: 130)

5- اللہ تعالیٰ نے سود کا متبادل کس چیز کو قرار دیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے سود کا متبادل تجارت کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اللہ نے تجارت کو حلال فرمایا اور سود کو حرام کیا ہے۔ (سورۃ البقرہ: 275)

6- آپ ﷺ نے سود کا کم ترین گناہ کون سا قرار دیا ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے سود کا کم ترین گناہ محارم سے بدکاری کو قرار دیا ہے۔

7- نبی کریم ﷺ نے سود کے معاملے میں کن لوگوں پر لعنت فرمائی ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے دکھانے والے، کھلانے والے، اس پر گواہ بننے والے اور اس کو لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

8- روزمرہ استعمال کی کون سی اشیا کے سودے میں اُدھار اور اضافہ کو ممنوع قرار دیا گیا ہے؟

جواب: روزمرہ استعمال کی اشیا میں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک وغیرہ کے سودے میں اُدھار اور اضافے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

9- ربا الفضل سے کیا مراد ہے؟

جواب: ربا الفضل جنس پر اضافہ ہوتا ہے جس میں مقروض قرض خواہ کو لی ہوئی جنس سے زیادہ یا بہتر واپس کرتا ہے۔

10- سود کی مذمت پر ایک حدیث تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شب مجھے معراج میں سیر کرائی گئی میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح تھے ان میں بہت سے سانپ پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے کہا: جبریل (علیہ السلام)! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے یہ سود کھانے والے ہیں۔

11- سود کے دو معاشرتی نقصان تحریر کریں۔

جواب: سود کے دو معاشرتی نقصان: 1- دولت سمٹ کر چند ہاتھوں تک محدود ہو جاتی ہے۔ 2- بے روزگاری میں اضافہ ہوتا ہے۔

12- سود کے دو روحانی نقصانات تحریر کریں۔

جواب: سود کے دو روحانی نقصانات:

1- سود خور لالچ اور خود غرضی جیسی روحانی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ 2- سود کی بے برکتی کی وجہ سے عبادت میں لگاؤ ختم ہو جاتا ہے۔

13- قرض حسنہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی انسان کو اس کی ضرورت اور مجبوری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قرض دینا اور اس پر کسی قسم کا منافع نہ لینا قرض حسنہ کہلاتا ہے۔

14- قرض حسنہ اور صدقہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: قرض حسنہ اور صدقہ میں فرق یہ ہے کہ قرض حسنہ میں دیا ہوا مال واپس لیا جاتا ہے جب کہ صدقہ کے طور پر دیا گیا مال واپس نہیں لیا جاتا۔

15- قرض حسنہ کی فضیلت تحریر کریں۔

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والوں کو دس گنا اور قرض دینے والوں کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- غلے وغیرہ پر سود کی کیا شکل ہے؟

جواب: کسی سے غلہ وغیرہ ادھار پر لیا، لیکن واپس کیا تو جتنا لیا تھا اس سے زیادہ واپس کیا، یہ بھی سود ہے۔ مثلاً کسی سے پانچ کلو گندم لی لیکن جب واپس کی تو چھے یا سات کلو واپس کی، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

2- اسلام میں سود کیوں حرام ہے؟

جواب: سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے کیوں کہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جس میں مفت خوری، لالچ، خود غرضی، سنگ دلی اور مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ اس کے علاوہ سود معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ بھی ہے۔

3- اللہ تعالیٰ سود کس طرح مٹاتا ہے؟

جواب: سود کی وجہ سے اگرچہ بظاہر مال میں اضافہ ہوتا ہے لیکن درحقیقت وہ مال نقصان، بے برکتی اور ناگہانی آفات کا باعث ہوتا ہے۔

4- سود کی حرمت کی کیا وجہ ہے؟

جواب: سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا، بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے۔ مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

5- سود کی وجہ سے بے روزگاری کیوں بڑھتی ہے؟

جواب: سود کا رواج عام ہونے سے لوگ اپنا روپیہ پیسا سودی لین دین میں لگاتے ہیں، اس طرح بے روزگاری بڑھتی ہے۔

6- ہماری خوراک اور لباس کس مال کے ہونے چاہییں؟

جواب: ہماری خوراک اور لباس حلال طریقے سے کمائے گئے مال کے ہونے چاہییں۔

7- قرض حسنہ کے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طرز عمل تحریر کریں۔

جواب: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں پہلے قرض کا ثواب حاصل کرتا ہوں پھر صدقے کا ثواب بھی پا لیتا ہوں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) سود کو عربی میں کہتے ہیں:
(الف) کذب (ب) بہتان (ج) ربوٰا (د) صوم

(ii) اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے اور مٹاتا ہے:
(الف) سود کو (ب) تجارت کو (ج) نفع کو (د) سونے چاندی کو

(iii) سود کا رواج عام ہونے سے لوگ چھوڑ دیتے ہیں:
(الف) سیاست (ب) محنت (ج) دوستی (د) سفر

(iv) کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے، اسے کہتے ہیں:
(الف) فطرانہ (ب) صدقہ (ج) زکوٰۃ (د) قرضِ حسنہ

(v) حدیث مبارک کے مطابق قرضِ حسنہ دینے والے کو اجر ملتا ہے:
(الف) نو گنا (ب) دس گنا (ج) گیارہ گنا (د) اٹھارہ گنا

جوابات: (i) ربوٰا (ii) سود کو (iii) محنت (iv) قرضِ حسنہ (v) اٹھارہ گنا

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) قرآن و سنت کی روشنی میں سود کی حرمت کے احکام بیان کریں۔

جواب: قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔
نبی کریم نے سود کھانے، کھلانے، اس پر گواہ بننے اور اس کو لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

(ii) سود کے دنیوی و اُخروی نقصانات اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: دنیوی نقصانات: 1- سود کا رواج عام ہونے سے لوگ، محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔
2- سودی لین دین کا رواج عام ہونے کی وجہ سے کاروبار میں سرمایہ کاری کم ہو جاتی ہے جس سے بے روزگاری بڑھتی ہے۔
اُخروی نقصانات: 1- سود خور کو آخرت میں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ 2- سود خور کو آخرت میں دردناک عذاب ملے گا۔

(iii) سود کے کوئی سے چار معاشرتی نقصانات تحریر کریں۔

جواب: 1- معاشرے میں غربت بڑھتی ہے۔ 2- مقروض اپنا قرض اتارنے کے لیے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے۔
3- لڑائی جھگڑے عام ہو جاتے ہیں۔ 4- قتل و غارت کا بازار گرم ہوتا ہے۔

(iv) سودی لین دین کی ممانعت کی حکمت واضح کریں۔

جواب: سود ایک ایسی لعنت ہے جس سے مفت خوری، لالچ، خود غرضی، سنگ دلی اور مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ سودی لین دین کی ممانعت کی حکمت بھی یہی ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہ رہ جائے۔ سودی لین کی وجہ سے معاشرے میں لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت جیسے جرائم جو پروان چڑھتے ہیں، وہ رُک جائیں اور لوگ دنیوی و اُخروی نقصانات سے بچ جائیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سود کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔ **جواب:** دیکھیے سوال 6

سرگرمیاں

- سود کی حرمت پر قرآنی آیات اور احادیث نبویہ تلاش کر کے لکھیں۔ **جواب:** عملی کام
- اساتذہ کرام سود کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ تلاش کرنے میں طلبہ کی راہ نمائی کریں۔ **جواب:** عملی کام

5- اسلامی ریاست

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اسلامی ریاست کے معنی اور مفہوم جان سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی ریاست کے اغراض و مقاصد جان سکیں۔
- یہ سمجھ سکیں کہ اسلامی ریاست اصل میں فلاحی ریاست ہوتی ہے۔
- اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق کو سمجھ سکیں۔
- اسلامی ریاست میں افراد کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلامی ریاست کے اصولوں کو سمجھتے ہوئے ایک مثالی شہری بن سکیں۔
- ریاست کے قوانین کو جانتے ہوئے اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہو سکیں۔
- اسلامی ریاست کی خصوصیات کو جانتے ہوئے مملکتِ خداداد پاکستان کو ایک مثالی فلاحی اسلامی ریاست بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔

سوال 7: ریاست کا مفہوم تحریر کرتے ہوئے اسلام کا تصورِ ریاست تحریر کریں۔

جواب: ریاست کا مفہوم: ریاست اس منظم ادارے کا نام ہے جو کسی ملک کے اجتماعی معاملات کو باقاعدگی سے چلانے کے لیے وجود میں آتا ہے۔

ریاست کے اجزا: علم سیاسیات کی رو سے ریاست کے بنیادی اجزا میں علاقہ، آبادی، قانون اور قوت نافذہ شامل ہیں۔ ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہوں جو عمومی زبان میں علاقہ کہلاتا ہے۔ اس علاقے پر انسان آباد ہوتے ہیں۔ ان انسانوں کے لیے کسی قانون کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے۔ اس قوت کو حکومت یا قوت نافذہ کہا جاتا ہے۔ کسی ملک کے داخلی اور خارجی تحفظ کے لیے ریاست کا ہونا ضروری ہے۔

ریاست کے بنیادی ادارے: ریاست کے بنیادی ادارے تین ہیں:

1- مقننہ: مقننہ کے افراد قانون بناتے ہیں۔ صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوان بالا یعنی سینٹ قانون ساز ادارے کہلاتے ہیں۔
2- عدلیہ: عدلیہ مقننہ کے بنائے گئے قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہے۔
3- انتظامیہ: انتظامیہ عدلیہ کے فیصلوں پر عمل درآمد کراتی ہے۔

اسلامی ریاست کا مفہوم: اسلامی ریاست سے مراد وہ ملک یا زمین کا وہ حصہ ہے جہاں اسلام کے قوانین نافذ ہوں اور مسلمان ان قوانین کے تحت زندگی بسر کرتے ہوں۔ اسلامی ریاست میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ مسلم ریاست کے تمام اداروں اور اقدامات میں حاکمیتِ الٰہیہ کو جاری و ساری ہونا چاہیے۔ مسلم علما نے معاشرے کے تین بنیادی ادارے بیان کیے ہیں جن کو خاندان، مسجد اور مکتب کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ تین ادارے انسان کی بنیادی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہی تربیت یافتہ افراد حکومتی اداروں میں اپنی خدمات پیش کر کے ریاست کو مضبوط بناتے ہیں۔

اسلام کا تصورِ ریاست: اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے خیر خواہی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں امنِ عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

دینِ اسلام میں مذہب اور سیاست کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد ایک ایسی امت کی تشکیل ہے جو عدل و انصاف کی علم بردار ہو اور یہ ہر طبقہ حیات میں احکاماتِ الٰہیہ کی سربلندی کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔ مسلم حکمران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۔ (سورۃ الحج: 41)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، یہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

مسلم حکام کے دیگر فرائض میں عدل و انصاف کا قیام، غربت کا خاتمہ، فلاح عامہ، اسلامی تعلیمات کا فروغ، اسلام کے عدالتی احکام کا نفاذ، حدود و قصاص، مسلمانوں کا دفاع، ملت اسلامیہ کی حمایت و نصرت اور معاشرے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام قابل ذکر ہیں۔

اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو دیانت داری سے بروئے کار لائیں۔ اپنے ذاتی مفادات پر اجتماعی اور ریاستی مفاد کو ترجیح دیں۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی ادارے اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم و تعلم کا بہترین نظام قائم کریں تاکہ معاشرے میں بہترین مسلمانوں کے ساتھ ساتھ علم و فن میں مہارت رکھنے والے شہریوں کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا جا سکے۔

اسلامی فلاحی ریاست کی خصوصیات

1- قرآن و سنت کی بالادستی

اسلامی فلاحی ریاست کی سب سے بڑی خوبی قرآن و سنت کی بالادستی ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست میں ہر پہلو سے قرآن و سنت کی تعلیمات کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ قرآن و سنت کے علاوہ کوئی ایسا قانون نہیں بن سکتا جو اسلام کی روح کے منافی ہو۔

2- شورائی نظام

اسلامی ریاست میں روزمرہ کے امور چلانے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی عملی تعبیر تلاش کرنے کے کام میں مسلمانوں کو شریک کیا جاتا ہے۔ اس کام کے لیے مسلمانوں نے شورائی نظام کا ایک ادارہ قائم کیا ہے۔

3- افراد معاشرہ کے حقوق کا تحفظ

اسلامی فلاحی ریاست کا مقصد افراد اور معاشرے کے حقوق و مقاصد کا تحفظ کرنا ہے تاکہ انہیں ترقی کے یکساں مواقع فراہم ہو سکیں۔

4- مساوات

اسلامی فلاحی ریاست میں تمام افراد معاشرہ بحیثیت انسان برابر ہیں۔ کسی کو رنگ، نسل، زبان، مذہب اور جنس کی بنیاد پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ مساوات کا یہ اصول تمام شعبہ ہائے زندگی میں کارفرما ہوتا ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست میں کسی سے کوئی امتیازی برتاؤ نہیں کیا جاتا۔

5- غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ

اسلامی فلاحی ریاست نے غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کے تحفظ کے علاوہ بے شمار حقوق دیے ہیں۔ اسلامی حکومت غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے اور ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ کرتی ہے۔ اسلامی ریاست میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا، شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انہیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، عبادت گاہیں نہ گرانا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، تمہیں بہت سے لوگ ایسے ملیں گے جنھوں نے گرجا گھروں میں اپنے آپ کو محبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے انھیں ان کے حال پر چھوڑ دینا۔ (موطا امام مالک: 966)

6- بنیادی ضروریات کی فراہمی

اسلامی فلاحی ریاست کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ عوام کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھتی ہے اور ان ضروریات کی تکمیل کے مواقع فراہم کرتی ہے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ اسلامی ریاست میں بے روزگاری، غربت و افلاس اور ظلم و ستم کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

7- حقوق و فرائض کی ادائیگی

اسلامی فلاحی ریاست کے ہر فرد خواہ حکمراں ہو یا عام آدمی، امیر ہو یا غریب، حقوق و فرائض متعین ہیں اور ان کی ادائیگی ان کے لیے لازمہ ضروری ہے۔ حقوق و فرائض کی پابندی میں کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں کی گئی بلکہ ہر شخص دوسرے کے برابر ہے۔

8- انصاف کی فراہمی

اسلامی فلاحی ریاست میں رنگ، نسل، آقا، غلام، امیر و غریب، مسلم و غیر مسلم کی تمیز کیے بغیر سب شہریوں کے ساتھ انصاف کیا جاتا ہے۔

9- دفاع دین

اسلامی ریاست دین کی اشاعت کی پوری کوشش کرتی ہے اور مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام پر اٹھنے والے اعتراضات کا بھرپور جواب دیتی ہے۔

سوال 8: مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست

اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاست مدینہ ہے جہاں تمام لوگوں کو بنیادی انسانی حقوق حاصل تھے۔

1- نبی کریم ﷺ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔

2- مسجد نبوی ﷺ کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا۔ عموماً مسجد نبوی ﷺ میں مرکزی حکومت کا سارا کام ہوتا تھا۔ وہیں مشورے ہوتے تھے اور اگر ضرورت ہوتی تو عوام کی رائے بھی وہیں معلوم کر لی جاتی تھی۔

3- باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا۔

4- مسجد نبوی ﷺ ہی مجلس شوریٰ، عدالت عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔

5- معاشی ادارے کے طور پر مواخات مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی۔

6- ریاست کے رستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔

7- عدالتی نظام میں جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ صوبائی سطح پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قاضی کے اختیارات حاصل تھے۔

8- تعلیمی نظام میں صفہ اور دار ارقم جیسے اقامتی ادارے قائم تھے۔

9- بلدیاتی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے مسجد میں اُم محجن نامی عورت کو صفائی کے لیے مقرر فرمایا۔

10- رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے غلام کو متعین کیا گیا۔

11- مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی گئی۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق کا تفصیلی جائزہ لیں۔

جواب: ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلم رعایا کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ تحفظ کے وسیع دائرے میں جو حقوق ہوتے ہیں، ان میں سے درج ذیل ہیں:

1- مذہبی آزادی: اسلامی ریاست میں بسنے والے ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ حکومت یا کوئی گروہ کسی غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔

2- جان و مال اور عزت کی حفاظت: اسلامی ریاست اقلیتوں کی جان، مال اور عزت کے تحفظ کی اتنی ہی ذمہ دار ہے جتنی مسلمانوں کے جان و مال کی ہے۔

3- قانونی مساوات: اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے لیے بھی وہی انتظامی قانون ہے جو مسلمانوں کے لیے۔ تاہم کچھ قوانین میں انھیں نرمی اور آزادی حاصل ہے۔ مثلاً: غیر مسلم اپنے مذہبی قوانین پر عمل کرنے میں آزاد ہیں۔

4- عبادت گاہیں: غیر مسلم اپنی عبادت گاہوں کو قائم رکھنے میں آزاد ہیں۔ تاہم وہ مساجد کی مشابہت اختیار نہیں کر سکتے۔

معروضی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- علم سیاسیات کی رو سے ریاست کے بنیادی اجزا ہیں:
(A) تین (B) چار (C) پانچ (D) چھے

2- علاقہ، آبادی، قانون اور قوت نافذہ بنیادی اجزا ہیں:
(A) سیاست کے (B) حکومت کے (C) ریاست کے (D) سیاسی تحریک کے

3- کسی بھی ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہوں جو کہلاتی ہیں:
(A) حدود اربعہ (B) اختیارات کی حد (C) علاقہ (D) آبادی

4- اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ کا مالک ہے:
(A) وزیر اعظم (B) صدر (C) عوام (D) اللہ تعالیٰ

5- اسلامی ریاست حقیقت میں ہوتی ہے:
(A) عوامی ریاست (B) جمہوری ریاست (C) فلاحی ریاست (D) اسلامی ریاست

6- مسلم علمانے اسلامی معاشرے کے تین بنیادی ادارے بیان کیے ہیں:
(A) خاندان، مسجد اور مکتب (B) مسجد، مدرسہ اور مکتب (C) عدالت، مسجد اور مدرسہ (D) خاندان، عدالت اور مدرسہ

7- خاندان، مسجد اور مکتب تین بنیادی ادارے ہیں:
(A) ریاست کے (B) معاشرے کے (C) علاقے کے (D) حکومت کے

8- معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

9- مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ تین بنیادی ادارے ہیں:
(A) ریاست کے (B) سیاست کے (C) حکومت کے (D) معاشرے کے

10- مقننہ کے افراد بناتے ہیں:
(A) ملک (B) ریاست (C) پارلیمنٹ (D) قانون

11- صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینٹ ادارے کہلاتے ہیں:
(A) ریاستی (B) قومی (C) قانون ساز (D) حکومتی

12- فیصلوں پر عمل درآمد کروانا ذمہ داری ہے:
(A) مقننہ کی (B) انتظامیہ کی (C) عدلیہ کی (D) صدر کی

13- اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد ایک ایسی اُمت کی تشکیل ہے جو علم بردار ہو:
(A) شہرت کی (B) دولت کی (C) حکومت کی (D) عدل وانصاف کی

14- اسلامی ریاست میں کوئی ایسا قانون نہیں بن سکتا جو منافی ہو:
(A) اسلام کی روح کے (B) فقہ کے (C) عوامی رائے کے (D) حکومتی رائے کے

15- فساد نہ پھیلانا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا یہ حکم ہے:
(A) حکمرانوں کو (B) علما کو (C) گورنروں کو (D) اسلامی سپہ سالاروں کو

16- اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ہے:
(A) سلطنت عثمانیہ (B) خلافت عباسیہ (C) ریاست مدینہ (D) خلافت بنو امیہ

17- مسلمانوں کو باہمی نظم وضبط کا درس دیا:
(A) جہاد کے ذریعے (B) مواخات کے ذریعے
(C) باجماعت نماز کے ذریعے (D) وعظ کے ذریعے

18- جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا:
(A) نظام عدالت (B) نظام سیاست (C) نظام معیشت (D) نظام تجارت

19- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں تعلیمی ادارہ قائم کیا:
(A) دارابوب (B) دارالصفہ (C) مسجد قبا (D) حنیف بن ساعدہ

20- مدینے کی گلیوں میں رات کو روشنی کی خاطر چراغاں کی ذمہ داری سونپی گئی:
(A) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے غلام کو (B) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام کو
(C) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے غلام کو (D) حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو

21- صوبائی سطح پر گورنر کے اختیارات حاصل تھے:
(A) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو

جوابات

1- (B)	2- (C)	3- (C)	4- (D)	5- (C)	6- (A)	7- (B)	8- (B)	9- (A)	10- (D)
11- (C)	12- (B)	13- (D)	14- (A)	15- (D)	16- (C)	17- (B)	18- (A)	19- (B)	20- (C)
21- (B)									

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- بحیثیت انسان، مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں:
(A) اسلامی ریاست میں (B) مذہبی ریاست میں (C) غیر جمہوری ریاست میں (D) غیر مذہبی ریاست میں

2- ریاست مدینہ میں صوبائی سطح پر اختیارات کس شخصیت کو حاصل تھے؟
(A) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو (C) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

3- اسلامی ریاست کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ ریاستی مفاد کو ترجیح دے:
(A) ذاتی مفاد پر (B) گروہی مفاد پر (C) قومی مفاد پر (D) معاشرتی مفاد پر

4- اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم وتعلم کا بہترین نظام قائم کریں:
(A) مذہبی ادارے (B) ریاستی ادارے (C) تعلیمی ادارے (D) زرعی ادارے

جوابات

1- (A)	2- (C)	3- (A)	4- (B)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- ریاست کے بنیادی اجزا کون کون سے ہیں؟

جواب: ریاست کے بنیادی اجزا علاقہ، آبادی، قانون اور قوت نافذہ ہیں۔

2- اقتدار اعلیٰ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اقتدار اعلیٰ سے مراد ہے اختیارات کا اصلی مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور جو اختیارات کسی آدمی کے پاس ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور امانت عطا ہوئے ہیں۔

3- قوت نافذہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: قوت نافذہ سے مراد وہ قوت ہے جو کسی علاقے میں قوانین کو نافذ کرتی ہے۔ عام طور پر اسے حکومت کہا جاتا ہے۔

4- معاشرے کے بنیادی ادارے کتنے ہیں؟ نام لکھیں۔

جواب: معاشرے کے بنیادی ادارے تین ہیں: 1- خاندان 2- مسجد 3- مکتب

5- ریاست کے بنیادی ادارے کتنے ہیں نام لکھیں۔

جواب: ریاست کے بنیادی ادارے تین ہیں: 1- مقننہ 2- عدلیہ 3- انتظامیہ

6- مقننہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: قانون ساز اداروں کو مقننہ کہا جاتا ہے اس میں صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینٹ یعنی ایوان بالا شامل ہیں۔

7- عدلیہ اور انتظامیہ کا کردار تحریر کریں۔

جواب: عدلیہ، مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کی تشریح کرتی ہے اور اس کے مطابق فیصلے دیتی ہے جب کہ انتظامیہ ان فیصلوں پر عمل کراتی ہے۔

8- اسلامی ریاست کی چار نمایاں خصوصیات تحریر کریں۔

جواب: اسلامی ریاست کی چار نمایاں خصوصیات:

1- اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔
2- عدل وانصاف کا قیام
3- اخوت ورواداری
4- اسلامی تعلیمات کا فروغ

9- اسلامی فلاحی ریاست سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسلامی فلاحی ریاست سے مراد ایسی ریاست ہے جو عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو۔ جو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

10- مسلمان حکمرانوں کے فرائض سے متعلق قرآنی آیت تحریر کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، یہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ (سورۃ الحج: 41)

11- مسلمان حکمران کے چار فرائض تحریر کریں۔

جواب: مسلمان حکمران کے چار فرائض:

1- عدل وانصاف کا قیام
2- غربت کا خاتمہ اور فلاح عامہ
3- اسلامی تعلیمات کا فروغ
4- اسلامی قوانین کا نفاذ

12- اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے کوئی سے دو حقوق تحریر کریں۔

جواب: 1- اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کا تحفظ دیا جاتا ہے۔

2- غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی مکمل آزادی دی جاتی ہے۔

13- اسلامی حکومت میں فوج اور ان کے سپہ سالار کو کیا ہدایات دی جاتی تھیں؟ کوئی سی چار تحریر کریں۔

جواب: 1- زمین میں فساد نہ مچانا
2- شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا
3- عبادت گاہیں نہ گرانا
4- بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا

14- ریاست مدینہ میں مسجد نبوی ﷺ کو کیا اہمیت حاصل تھی؟

جواب: ریاست مدینہ میں مسجد نبوی ﷺ کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ حاصل تھا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا جاتا تھا۔ مسجد نبوی ﷺ ہی مجلس شوریٰ، عدالت عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔

15- ریاست مدینہ کے عدالتی نظام میں کون لوگ شامل تھے؟

جواب: ریاست مدینہ کے عدالتی نظام میں جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ شامل تھے۔

16- ریاست مدینہ میں صوبائی سطح پر قاضی کے اختیارات کس کو سونپے گئے تھے؟

جواب: ریاست مدینہ میں صوبائی سطح پر قاضی کے اختیارات حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو سونپے گئے تھے۔

17- ریاست مدینہ کے دو تعلیمی اداروں کے نام لکھیں۔

جواب: ریاست مدینہ کے دو تعلیمی ادارے: 1- دار الصفہ 2- دار ارقم

28- حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے غلام کو ریاست مدینہ میں کیا ذمہ داری سونپی گئی؟

جواب: حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے غلام کو ریاست مدینہ میں رات کے وقت گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- مسلم ریاست میں حاکمیت الٰہیہ کو کیا اہمیت حاصل ہے؟

جواب: مسلم ریاست کے تمام اداروں اور اقدامات میں حاکمیت الٰہیہ ہی جاری وساری ہوتی ہے۔

2- مسلم معاشرے کے بنیادی ادارے حکومتی اداروں کی کس طرح مدد کرتے ہیں؟

جواب: مسلم معاشرے کے بنیادی ادارے بنیادی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہی تربیت یافتہ افراد حکومتی اداروں میں اپنی خدمات پیش کر کے ریاست کو مضبوط بناتے ہیں۔

3- اسلامی فلاحی ریاست میں کوئی قانون اسلام کی روح کے منافی کیوں نہیں بن سکتا؟

جواب: اسلامی فلاحی ریاست میں کوئی قانون اسلام کی روح کے منافی نہیں بن سکتا کیوں کہ ریاست کا مقصد افراد اور معاشرے کے حقوق و مقاصد کا تحفظ کرنا ہے تاکہ انھیں ترقی کے یکساں مواقع فراہم ہو سکیں۔

4- ریاستِ مدینہ میں مسلمانوں کو نظم وضبط کا پابند کیسے بنایا گیا؟

جواب: ریاستِ مدینہ میں باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم وضبط کا پابند بنایا گیا۔

5- ریاستِ مدینہ کے تعلیمی نظام میں کن اداروں کو مرکزی حیثیت حاصل تھی؟

جواب: ریاستِ مدینہ کے تعلیمی نظام میں صفہ اور دارِ ارقم جیسے تعلیمی اداروں کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) اسلامی معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:
(الف) خاندان، عدلیہ اور منڈی (ب) خاندان، مسجد اور مکتب
(ج) خاندان، منڈی اور انگلستان (د) منڈی، انگلستان اور عدلیہ

(ii) نبی کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حکم دیا:
(الف) جان، مال اور عزت کی حفاظت کا (ب) خیانت ترک کرنے کا
(ج) فصلِ ربیع کے کاٹنے کا (د) وعدے کی پابندی کا

(iii) ریاست کے بنیادی ادارے ہیں:
(الف) خاندان، عدلیہ اور منڈی (ب) خاندان، مسجد اور مکتب
(ج) خاندان، منڈی اور انگلستان (د) منڈی، عدلیہ اور انگلستان

(iv) پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی:
(الف) مکہ مکرمہ میں (ب) مدینہ منورہ میں (ج) طائف میں (د) یثرب میں

(v) اسلامی ریاست میں ہجرت کا درجہ حاصل تھا:
(الف) دارِ ایوب کو (ب) مسجدِ نبوی ﷺ کو
(ج) دارِ ارقم کو (د) دارِ ابن کثیر کو

جوابات (i) خاندان، مسجد اور مکتب (ii) جان، مال اور عزت کی حفاظت کا (iii) منڈی، عدلیہ اور انگلستان
(iv) مدینہ منورہ میں (v) مسجدِ نبوی ﷺ کو

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی ریاست کے اغراض ومقاصد بیان کریں۔

جواب: 1- حقیقی فلاحی ریاست 2- امن وسلامتی کا قیام 3- اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد
4- قرآن وسنت کی تعلیمات کی کارفرمائی۔ 5- غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ۔

(ii) اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو دیے گئے حقوق میں سے کوئی سے تین حقوق بیان کریں۔

جواب: 1- اسلامی ریاست نے غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کا تحفظ دیا ہے۔
2- اسلامی حکومت غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے۔
3- اسلامی ریاست غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کا تحفظ کرتی ہے۔

(iii) اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں تحریر کریں۔

جواب: اسلامی ریاست میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے لیے کام کیا جاتا ہے۔ حکومتِ ریاست کے ذمہ داروں اور نمائندوں میں حاکمیتِ الٰہیہ کو جاری وساری ہونا چاہیے۔

(iv) اسلامی ریاست کا پہلا دارالحکومت کون سا تھا؟ وضاحت کریں۔

جواب: اسلامی ریاست کا پہلا دارالحکومت "ریاستِ مدینہ" تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ریاستِ مدینہ کا باقاعدہ نظام تشکیل دیا۔ مسجدِ نبوی کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم وضبط کا درس دیا۔ مسجدِ نبوی ہی مجلسِ شوریٰ، عدالت عدلیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔ معاشی امداد کے طور پر صدقات وعطیات کی مد میں رقوم جمع کی جاتی تھیں۔ ریاستِ مدینہ کے دارالحکومت کی حیثیت سے مدینہ منورہ کی آبادی میں اضافہ ہوا۔

(v) اسلامی ریاست کی طرف سے افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو کون سی ہدایات جاری کی جاتی تھیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: اسلامی ریاست میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ فساد فی الارض میں ملوث، اسلام کی خلاف ورزی کرنے والے کفار کے ساتھ بھی جنگ کے دوران عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جو لوگ جنگ نہ کریں، خصوصی طور سے ان لوگوں کو قتل نہ کریں جنھوں نے اپنے آپ کو گرجا گھروں میں بند کر رکھا ہے اور اپنے آپ کو ان کا کوئی تعلق نہیں ہے انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) اسلامی ریاست کے قیام پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: دیکھیں سوال 2

مزید کریں

○ اسلامی ریاست کے اہم اداروں کے ذمہ داریوں کی ذمہ داریوں کی فہرست تیار کریں۔

جواب: اسلامی ریاست کے ادارے

اہم اداروں کے نام	ذمہ داریاں
1- عدلیہ	قانون بنانا
2- عدلیہ	قانون کے مطابق فیصلہ کرنا
3- انتظامیہ	فیصلوں پر عمل درآمد کرانا
4- مجلسِ شوریٰ	شعبہ جات کے ذمہ داروں کو نامزد کرنا
5- دفاعی ادارے	ریاست کی حفاظت کرنا
6- تعلیمی ادارے	عوام الناس کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا
7- بیت المال	مالی امور کو دیکھنا
8- عدلیہ	شوریٰ معاملات کی دیکھ بھال کرنا

6- جہاد فی سبیل اللہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- جہاد فی سبیل اللہ کے معنی اور مفہوم جان سکیں۔
- "پیغامِ پاکستان" کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ اور فساد فی الارض (دہشت گردی) میں فرق کر سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کی ضرورت اور اہمیت جان سکیں۔
- جہاد فی سبیل اللہ کی اقسام، شرائط اور اس کے دائرہ کار کو سمجھ سکیں۔
- اس بات کو سمجھ سکیں کہ عملی جہاد صرف حاکم وقت کی اجازت سے ہو سکتا ہے۔
- جہاد فی سبیل اللہ میں افراد کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت جان کر اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جدوجہد کرنے والے بن سکیں۔

سوال 9: جہاد سے کیا مراد ہے؟ جہاد کی ضرورت واہمیت تحریر کریں۔ یا اسلام کے تصورِ جہاد پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: جہاد کا مفہوم

جہاد کے معنی ہیں "کوشش کرنا"۔ شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے۔ معاشرے سے ظلم و بربریت کے خاتمے اور امن وامان کے قیام کے لیے جو کوشش کی جاتی ہے اس کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔ خاص طور پر جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ گویا جہاد کا مقصد معاشرے میں امن کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے۔

جہاد کی فرضیت

نبی کریم ﷺ جب تک مکہ مکرمہ میں تھے، مسلح جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کفار کی سازشوں اور ظلم وستم کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد کو فرض قرار دے دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ (سورۃ البقرۃ: 216)

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمھیں (طبعاً) ناپسند ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ (سورۃ البقرۃ: 193)

ترجمہ: ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو جائے اور پورا دین اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دشمنانِ اسلام کے فتنہ وفساد کو ختم کرنے کے لیے جہاد کرنا فرض ہے۔

جہاد کی اہمیت

جہاد ایسی عظیم الشان عبادت ہے جس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ○ (سورۃ التوبۃ: 20)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر اپنے مقصدِ زندگی کی تکمیل کرتا ہے کیوں کہ اس کی جان کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰي مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ (سورۃ التوبۃ: 111)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے خرید لی ہیں اُن کی جانیں اور اُن کے مال اس کے بدلہ کہ اُن کے لیے جنت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کیے جاتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔ (صحیح مسلم: 1910)

آپ ﷺ سے پوچھا گیا: سب سے افضل انسان کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ مومن جو اپنی جان و مال سے جہاد کرتا ہے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا: "جہاد میں تمھاری شرکت اپنے اہل وعیال میں رہ کر ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔"

ملتِ اسلامیہ کے کسی حصے پر دنیا بھر میں کہیں ظلم ہو رہا ہو تو ان کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا اور ان سے ہر ممکن تعاون کرنا ہمارا مذہبی و ایمانی فریضہ ہے۔

سوال 10: جہاد کی اقسام مختصراً تحریر کریں۔

جواب: جہاد کی اقسام

جہاد کی مختلف اقسام میں اپنی جان، مال اور قلم وغیرہ سے جہاد کرنا شامل ہے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین جہاد ہے۔

جہاد کی درج ذیل اقسام ہیں:

1- جہاد بالنفس 2- جہاد بالمال 3- جہاد بالسیف 4- جہاد بالقلم 5- جہاد باللسان

1- جہاد بالنفس

جہاد بالنفس سے مراد ہے اپنے جسم وجان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری میں لگانا اور اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کا مقابلہ کرنا، اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنے کو آنحضور ﷺ نے "جہادِ اکبر" فرمایا ہے کیوں کہ اپنی خواہشات کا مقابلہ کرنا اور تزکیہ نفس کے لیے کوشش کرنا، جنگ سے کہیں زیادہ مشکل ہے۔ بعض احادیث اور قرآن کریم سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ (سورۃ العنکبوت: 69)

ترجمہ: یعنی: جن لوگوں نے ہمارے بارے میں جہاد کیا (یعنی محنت اور تکلیف اٹھائی) ہم ان کو اپنے راستے دکھائیں گے اور یقیناً اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

2- جہاد بالمال

"جہاد بالمال" جہاد کی ایک قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو مال و دولت عطا کیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے راستے میں خرچ کیا جائے اور حق کی حمایت ونصرت کے سلسلے میں انفاق سے گریز نہ کیا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ (سورۃ التوبہ: 20)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس نہایت بلند مرتبہ پر فائز ہیں۔

3- جہاد بالسیف

جہاد بالسیف سے مراد تلوار کے ساتھ جہاد کرنا ہے۔ قرآن مجید میں جہاد کی اس قسم کو قتال فی سبیل اللہ کہا گیا ہے۔ جب طاغوتی طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے پر تل جائیں تو مسلمانوں کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ تن من دھن کی بازی لگا دیں اور اسلام اور اہل اسلام کی سالمیت و بقا کے لیے سب کچھ قربان کرنے سے دریغ نہ کریں۔

4- جہاد بالقلم

آج کل علمی دور ہے اور لوگ تحریر سے بہت زیادہ اثر قبول کرتے ہیں تو اس دور میں جو مخلص تصانیف، رسائل اور مضامین اس غرض سے لکھے جائیں کہ اس سے دین کی حمایت، اس کی اشاعت و ترویج اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دیے جائیں تو یہ بھی جہاد کی ایک صورت ہے۔

5- جہاد باللسان

جہاد باللسان سے مراد کلمہ حق کہنا اور باطل اور جھوٹ کی نفی کرنا ہے۔ اس میں اسلام کی حقانیت کو دلائل کے ساتھ ثابت اور واضح کرنا، نیکی کی ترغیب دلانے اور برائی سے نفرت پیدا کرنے کی غرض سے وعظ کرنا، جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا، ظالم کے خلاف مظلوم کی قولاً حمایت کرنا، سچی گواہی دینا اور حق کو چھپانے کے بجائے اس کو ظاہر کرنا، یہ سب باتیں جہاد باللسان میں شامل ہیں۔

سوال 11: حدیث کی روشنی میں آداب جہاد تحریر کریں۔

جواب: آداب جہاد

نبی کریم ﷺ جب مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو انھیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ:

1- لڑائی سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ دعوت قبول کر لیں تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔ اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے۔
2- جنگ میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔
3- مکانوں کو نہ گرایا جائے۔
4- درختوں اور کھیتوں کو برباد نہ کیا جائے۔
5- قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔
6- کسی ذی روح کو آگ میں نہ ڈالا جائے۔
7- جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔
8- عبادت گاہوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔
9- لوٹ مار سے گریز کیا جائے۔
10- قتل کے بعد شکلیں نہ بگاڑی جائیں۔

سوال 12: "پیغام پاکستان" سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: پیغام پاکستان

2018ء میں دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا جس پر 1800 سے زائد علمائے کرام کے دستخط موجود ہیں۔ یہ فتویٰ "پیغام پاکستان" کہلاتا ہے۔ اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد نے شائع کیا ہے۔ اس فتویٰ کا اجرا اسلام آباد میں منعقدہ ایک کانفرنس میں ہوا۔

فتویٰ کی اہمیت: اس فتویٰ میں دہشت گردی، خون ریزی، خود کش حملوں اور ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کو، خواہ وہ کسی نام یا مقصد سے ہو، حرام قرار دیا گیا ہے اور ان چیزوں سے کیے ٹمنا جائے، اس حوالے سے علماء کرام کی تجاویز بھی شامل ہیں۔ اس فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کو تمام مسالک کے علما و مفتیان کرام کی ایک بڑی تعداد نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور پھر ریاست نے اسے قومی بیانیہ قرار دیا۔

اہم نکات: علماء کرام کے موجودہ قومی بیانیہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1- جہاد صرف ریاست کا حق ہے۔ ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں۔ ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔
2- تمام فتاویٰ جن سے دہشت گردوں کی پشت پناہی یا نظریات کو تقویت ملتی ہو، ان سب کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔
3- ایسے افراد یا جماعتیں جو اس کام میں ملوث رہی ہیں، ان کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔
4- فساد فی الارض یعنی دہشت گردی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین پر فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو لوگ معصوم لوگوں کی جان لیتے ہیں، اپنا نظریہ زبردستی اور دھونس کے ذریعے سے نافذ کرنا چاہتے ہیں یا خود کو آئین و قانون سے بالا سمجھتے ہیں، وہ لوگ فسادی اور دہشت گرد ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی تعلیمات سے آشنا نہیں ہوتے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زمین پر فساد پھیلانے والوں سے خود کو دور رکھے۔
5- مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کا عزم رکھے۔ ضرورت پڑنے پر مسلک اسلامیہ اور دین اسلام کی خاطر اس عزم کو پورا کرے۔
6- مسلمان ریاست کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت تیار رکھے اور اہل اسلام کی جان، مال، عزت اور آبرو کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کرے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: پیغام پاکستان کے نام جاری ہونے والے فتویٰ کی روشنی میں جہاد کے متعلق پائے جانے والے غلط تصور کو تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: جہاد میں سب سے افضل جہاد بالسیف ہے۔ تاہم اس سلسلے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ جہاد بالسیف سب پر فرض نہیں ہے اور نہ ہی کسی اسلامی ریاست یا معاشرے میں افراد یا گروہ اپنی مرضی سے اس کا اعلان کر سکتے ہیں، بلکہ یہ ریاست کا حق اور اس کی ذمہ داری ہے۔ پاکستان کے جید علماء نے جہاد کے حوالے سے ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا ہے، جس پر ہر مسلک اور طبقہ فکر کے 1800 علما نے دستخط کیے ہیں۔ اس میں جہاد کے درج اصول بیان کیے گئے ہیں جن کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس کی رو سے معصوم شہریوں کا خون بہانا اور اسلحہ لے کر ریاست کے خلاف لڑائی کرنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ فرقہ واریت کو فروغ دینے، امن کے ماحول کو خراب کرنے غیر مسلم شہریوں اور مسافروں یا سیاحوں پر حملہ آور ہونے اور **امر بالمعروف ونہی عن المنکر** کے نام سے شہریوں کا قانون کو ہاتھ میں لینا ناجائز قرار دیا گیا ہے، علما کی متفقہ رائے کے مطابق ریاست پاکستان کے شہریوں کا فرض ہے کہ وہ ریاست کے قومی میثاق اور معاہدوں کا احترام کریں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- جہاد کے لغوی معنی ہیں:
(A) کوشش کرنا (B) قتل کرنا (C) دوڑنا (D) کسی کو اپنے تابع کرنا

2- جب لوگوں کو اسلام پر عمل اور رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد ہو جاتا ہے:
(A) مستحب (B) فرض (C) واجب (D) مباح

3- **كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ** یہ آیت ہے:
(A) سورۃ البقرہ کی (B) سورۃ النحل کی (C) سورۃ الانفال کی (D) سورۃ التوبہ کی

4- قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جان اور مال خرید لیے ہیں:
(A) دولت کے بدلے (B) ملک کے بدلے (C) شہرت کے بدلے (D) جنت کے بدلے

5- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے:
(A) جس نے جہاد نہ کیا (B) جس نے صدقہ نہ کیا (C) جس نے نماز نہ پڑھی (D) جس نے حج نہ کیا

6- جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے:
(A) قتال (B) افضل جہاد (C) عام جہاد (D) قتال فی سبیل اللہ

7- درسی کتاب میں جہاد کی اقسام بیان ہوئی ہیں:
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

8- دہشت گردی کے خلاف علماء کا متفقہ فتویٰ پیغام پاکستان جاری ہوا:
(A) 2016ء میں (B) 2018ء میں (C) 2020ء میں (D) 2022ء میں

9- دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے متفقہ فتویٰ "پیغام پاکستان" پر علماء کے دستخط ہیں:
(A) 1800 (B) 1600 (C) 1400 (D) 1200

10- علماء کا متفقہ فتویٰ "پیغام پاکستان" کو کتابی شکل میں اسلام آباد سے شائع کیا:
(A) پاکستان آرمی نے (B) حکومت پاکستان نے (C) ادارہ تحقیقات اسلامی نے (D) اسلامی نظریاتی کونسل نے

11- علماء کرام کا جاری کردہ متفقہ فتویٰ "پیغام پاکستان" کے مطابق جہاد صرف حق ہے:
(A) مجاہدین کا (B) طالبان کا (C) ریاست کا (D) عوام کا

12- جو لوگ معصوم لوگوں کی جان لیتے ہیں اور خود کو قانون سے بالاتر سمجھتے ہیں درحقیقت یہی لوگ ہیں:
(A) دہشت گرد (B) مذہب (C) فرقہ پرست (D) قدامت پسند

13- جہاد بالسیف کا مقصد زمین سے ختم کرنا ہے:
(A) غیر مسلموں کو (B) فساد کو (C) غربت وافلاس کو (D) بے حیائی کو

14- مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر تکمیل کرتا ہے:
(A) وعدے کی (B) ارادے کی (C) مقصد زندگی کی (D) اطاعت کی

15- مجاہدین اور لشکر کی تیاری کے لیے مال خرچ کرنا، کہلاتا ہے:
(A) جہاد بالنفس (B) جہاد بالمال (C) جہاد باللسان (D) جہاد بالسیف

جوابات

-1	(A)	-2	(B)	-3	(A)	-4	(D)	-5	(A)	-6	(B)	-7	(D)	-8	(B)	-9	(A)	-10	(C)
-11	(C)	-12	(A)	-13	(B)	-15	(C)	-16	(B)										

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان قربان کر دیتا ہے:
(A) نماز میں (B) کاروبار میں (C) زکوٰۃ میں (D) جہاد میں

2- ملت اسلامیہ کے کسی حصے پر دنیا بھر میں کہیں ظلم ہو رہا ہو تو ان کے مدد کرنا ہے:
(A) ہمارا مذہبی و ایمانی فریضہ (B) ہمارا قانونی فریضہ (C) ہمارا اخلاقی فریضہ (D) ہمارا قومی فریضہ

3- جنگ کے دوران جو ہتھیار ڈال دے اُسے:
(A) ڈرایا جائے (B) قتل نہ کیا جائے (C) گرفتار نہ کیا جائے (D) امان نہ دی جائے

4- اپنا نظریہ زبردستی اور دھونس کے ذریعے نافذ کرنے والے ہوتے ہیں:
(A) بہادر (B) چالاک (C) منافق (D) دہشت گرد

5- مسلمان ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی قوت تیار رکھے:
(A) دشمن کے مقابلے میں (B) ڈاکوؤں کے مقابلے میں (C) چوروں کے مقابلے میں (D) مجرموں کے مقابلے میں

جوابات

-1	(D)	-2	(A)	-3	(B)	-4	(D)	-5	(A)

کلاسز تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- جہاد کا معنی و مفہوم بیان کریں۔
جواب: جہاد کا معنی ہے کوشش کرنا، اصطلاح شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے۔

2- جہاد کب فرض ہوتا ہے؟
جواب: جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔

3- جہاد کے مقاصد تحریر کریں۔
جواب: جہاد کا مقصد معاشرے میں امن کا قیام، مظلوموں کی مدد، زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے۔

4- مسلمانوں پر جہاد کب فرض ہوا؟
جواب: جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور کفار کی سازشوں اور ظلم و ستم کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد کو فرض قرار دے دیا۔

5- فرضیت جہاد پر ایک قرآنی آیت کا ترجمہ لکھیں۔
جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمھیں (طبعاً) ناپسند ہے۔

6- مجاہدین کی فضیلت پر ایک آیت کریمہ تحریر کریں۔
جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ (سورۃ التوبۃ: 20)

7- جہاد کی فرضیت پر حدیث مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں۔
جواب: آپ ﷺ کا فرمان ہے: جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔

8- سب سے بہترین جہاد کون سا ہے؟
جواب: جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین جہاد ہے۔

9- درسی کتاب میں بیان کردہ جہاد کی اقسام میں سے چار کے نام لکھیں۔

جواب: جہاد کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

1- جہاد بالنفس 2- جہاد بالمال 3- جہاد بالسیف 4- جہاد بالقلم

10- نبی کریم ﷺ مجاہدین کو روانہ کرتے وقت کیا نصیحتیں فرماتے؟ کوئی سی چار تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ مجاہدین کو روانہ کرتے وقت درج ذیل نصیحتیں فرماتے:

1- لڑائی سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ 2- جنگ میں بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کیا جائے۔

3- مکانوں کو گرایا نہ جائے۔ 4- درختوں اور کھیتوں کو برباد نہ کیا جائے۔

11- پیغام پاکستان میں علمائے کس بات پر اتفاق کیا ہے؟

جواب: پیغام پاکستان میں علمائے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ دہشت گردی، خون ریزی، خودکش حملے اور ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد خواہ کسی نام یا مقصد سے ہو حرام ہے اور یہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے۔

12- فساد اور دہشت گرد کون لوگ ہیں؟

جواب: وہ لوگ جو ریاست کے امن و امان کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں، خود کو آئین سے بالاتر سمجھتے ہیں، معاشرے میں خوف و ہراس پیدا کرتے ہیں اور معصوم لوگوں کی جانوں سے کھیلتے ہیں۔ دہشت گرد کہلاتے ہیں۔

13- ملک پاکستان کو امن کا گہوارہ بنانے کے لیے ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

جواب: ہم پر لازم ہے کہ ہم جہاد اور دہشت گردی میں فرق کو پہچانیں اور شر پسند عناصر سے دور رہیں۔ ذاتی مقاصد کو قومی مقاصد پر ترجیح نہ دیں اور ملک کی امن و خوشحالی کے لیے ہر طرح کی قربانی کے لیے تیار رہیں۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- جہاد ایک عظیم الشان عبادت کیوں/کیسے ہے؟

جواب: جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے کیوں کہ اس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان اپنے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔

2- مجاہد اپنے مقصدِ زندگی کی تکمیل کیسے کرتا ہے؟

جواب: مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر اپنے مقصدِ زندگی کی تکمیل کرتا ہے۔

3- ملت اسلامیہ پر ظلم ہو رہا ہو تو ہمارا کیا فریضہ ہے؟

جواب: دنیا بھر میں کہیں بھی ملتِ اسلامیہ پر ظلم ہو رہا ہو تو ان کی مدد کرنا اور ان سے ہر ممکن تعاون کرنا ہمارا مذہبی و ایمانی فریضہ ہے۔

4- متفقہ فتویٰ "پیغام پاکستان" میں کیا بات کہی گئی ہے؟

جواب: اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے۔ ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔

5- جہاد کے حوالے سے مسلمان پر کیا ضروری ہے؟

جواب: مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے اور ہر وقت اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کا عزم رکھے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) جہاد کا مقصد ہے:

(الف) زمین کا حصول (ب) امن کا قیام (ج) شہرت (د) بدلہ

(ii) جہاد فرض ہوا:

(الف) مکہ مکرمہ میں (ب) مدینہ منورہ میں (ج) طائف میں (د) حبشہ میں

(iii) 2018ء میں دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتویٰ کو کہا جاتا ہے:

(الف) دستور پاکستان (ب) آئین پاکستان (ج) تعزیرات پاکستان (د) پیغام پاکستان

(iv) جہاد بالسیف کا مقصد زمین سے ختم کرنا ہے:

(الف) غیر مسلموں کو (ب) بے حیائی اور فحاشی کو (ج) فساد فی الارض کو (د) غربت و افلاس کو

(v) جہاد باللسان سے مراد ہے:

(الف) قلم کے ذریعے سے جہاد کرنا (ب) مجاہدین کی مالی مدد کرنا

(ج) تلوار سے جہاد کرنا (د) جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا

جوابات: (i) امن کا قیام (ii) مدینہ منورہ میں (iii) پیغام پاکستان

(iv) فساد فی الارض کو (v) جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) قرآن و سنت کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کی ضرورت و اہمیت بیان کریں۔

جواب: اسلام کے راستے میں جب رکاوٹیں کھڑی کی جائیں تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمھیں (طبعاً) ناپسند ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔ (صحیح مسلم: 1910)

(ii) جہاد کی فضیلت پر ایک حدیثِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔

(iii) "پیغام پاکستان" کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: 2018ء میں دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے "پیغام پاکستان" کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا جس پر 1800 سے زائد علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد نے شائع کیا۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

(i) اسلام کے تصورِ جہاد پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: دیکھیے سوال 9

باب ششم

ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیر اسلام

اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

1- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی جان سکیں۔
- آپ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ کربلا میں کردار جان سکیں۔
- آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صفات، عبادت و ریاضت اور دینی و معاشرتی خدمات کے روشن پہلوؤں سے آگاہ ہو کر سبق سیکھ سکیں۔
- واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقصد کی تکمیل میں حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا کردار جان سکیں۔
- آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و صفات کو اپنی عملی زندگی میں اپنا سکیں۔
- آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قائدانہ صلاحیتوں سے واقفیت حاصل کرتے ہوئے انھیں عملی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے امتحانی نمونہ سوالات

سوال 1: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی بیان کیجیے۔

جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے عظیم فرد، مشہور تابعی اور اپنے دور کے سب سے بڑے فقیہ و عابد تھے۔

پیدائش: آپ رحمۃ اللہ علیہ پانچ (5) شعبان، اڑتیس (38) ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

نام اور کنیت: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام علی اور کنیت ابو الحسن ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے صاحب زادے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے پوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام شہر بانو ہے۔

پرورش و تربیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ دو سال اپنے دادا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی پرورش میں رہے۔ دس سال اپنے چچا حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی تربیت میں رہے اور تیئیس (23) سال اپنے والد محترم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں رہے۔

عبادت و ریاضت

کثرتِ نوافل: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کو عبادت و ریاضت میں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل ہمیشہ خشیتِ الٰہی سے لبریز رہتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ کثرت سے نوافل بھی پڑھتے تھے۔ کثرتِ عبادت کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ زین العابدین (عبادت گزاروں کی زینت) اور سید الساجدین (کثرت سے سجدہ کرنے والا) کے القابات سے مشہور ہوئے۔

خشیتِ الٰہی: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ و اخلاص کا عالم یہ تھا کہ جب نماز کے لیے وضو فرماتے تو چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔ گھر والوں نے پوچھا کہ آپ پر وضو کے وقت یہ کیفیت کیوں طاری ہو جاتی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا: تمھیں نہیں معلوم کہ میں کس ذات کے

سامنے کھڑا ہونے جا رہا ہوں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ عبادت میں اس قدر محو ہوتے کہ جب حالتِ نماز میں ہوتے تو کچھ بھی ہو جائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خبر نہ ہوتی تھی۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سجدے میں تھے کہ پاس ہی آگ لگ گئی۔ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آواز دی۔ اے ابن رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم)! آگ لگ گئی، آگ لگ گئی، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سجدے سے سر نہ اٹھایا، یہاں تک کہ آگ بجھ گئی، جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز مکمل کر لی تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو آگ سے اس قدر بے پرواہ کس شے نے کر دیا تھا؟ فرمایا: دوسری آگ نے جو ہے جہنم ہے۔

فیاضی و فراخ دلی: فیاضی و فراخ دلی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاص وصف تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے تھے، فقرا اور اہلِ حاجت کی دستگیری کے لیے ہمیشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دستِ کرم دراز رہتا تھا۔ غربا و مساکین اور دیگر مستحقین کی مدد کرنا آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے۔ رات کے اندھیرے میں غربا و مساکین کی ضروریات پوری کرتے تھے اور فرماتے جو صدقہ رات کے اندھیرے میں دیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور سائل تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

اخلاق و صفات: آپ رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدت مند اور علم و دین کے بے حد شائق تھے۔ شبہ والی چیزوں سے دامن بچاتے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ یہ حالت رہی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دن کو روزہ رکھتے اور ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ افطار کے وقت جب کھانا اور پانی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا جاتا تو رونے لگتے اور فرماتے کہ میرے باپ اور بھائی بھوکے پیاسے شہید ہوئے۔ افسوس! یہ کھانا اور پانی انھیں نہ ملا۔ یہاں تک کہ بمشکل چند لقمے کھانا کھاتے اور چند گھونٹ ہی پانی پیتے۔

شادی اور اولاد: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی شادی حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما بن ابو طالب کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ جب کہ دوسری شادی حمیداں نامی خاتون سے ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں، جن میں سے حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ زیادہ مشہور ہیں۔

وفات: حضرت سیدنا امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے پچیس (25) محرم، پچانوے (95) ہجری میں ستاون (57) برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہیں۔

سوال 2: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل پر روشنی ڈالیں۔

جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ ترین اخلاق اور بلند ترین صفات کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ علم و فضل کے عظیم رتبے پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خشوع و خضوع، زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت ضرب المثل کا درجہ رکھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اہلِ اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے سب سے بڑے متقی و فقیہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم اور دین کی مسند پر پرورش پائی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کھولی، ان دنوں مدینہ منورہ میں نامور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور معروف تابعین موجود تھے۔

تحصیلِ علم: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام سے کسبِ فیض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، اُم المومنین حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ عنہا اور اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چچا حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، اپنے والد محترم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے حدیث مبارکہ کا علم حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے جدِ امجد حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب سے بھی مرسل روایت کرتے ہیں۔

علمِ حدیث میں امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

علمِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام اس قدر بلند ہے کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع الصحیح ترمذی، سنن ابو داؤد، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی اور مسند احمد بن حنبل سمیت بہت سی کتبِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث روایت کی گئی ہیں۔

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علما و محدثین کی آراء

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کے بہت بڑے محدث امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ رحمۃ اللہ علیہ سے افضل خاندانِ قریش میں، میں

نے کوئی نہیں دیکھا۔ مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی افضل شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خانوادۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سیدنا علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ جیسا قدر و منزلت والا کوئی نہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ کا نامور فقیہ قرار دیا ہے۔ حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ رحمۃ اللہ علیہ عبادت گزاروں کی زینت، خاشعین کی علامت، عبادت کا حق ادا کرنے والے اور انتہائی متی و مشفق تھے۔

مشہور شاعر فَرَزْدَق کا نذرانہ عقیدت

حج کے موقع پر جب حاکم وقت ہشام بن عبدالملک نے حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کو پہچاننے سے انکار کیا تو عرب کے مشہور شاعر فَرَزْدَق نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کرواتے ہوئے جو قصیدہ پڑھا اس کے چند اشعار یہ ہیں:

هَذَا الَّذِيْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهٗ — یہ وہ ہیں جنہیں مکہ کی سرزمین ان کے قدموں کے نشانات سے پہچانتی ہے۔
وَالْبَيْتُ يَعْرِفُهٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ — اللہ کا گھر (خانہ کعبہ) اور مکہ سے باہر کی سرزمین اور حرم ان کو پہچانتا ہے۔
هَذَا ابْنُ خَيْرِ عِبَادِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ — یہ بہترین بندگانِ خدا کے فرزند ہیں۔
هَذَا التَّقِيُّ النَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ — یہ پرہیزگار، پاک و پاکیزہ اور ہدایت کا پرچم ہیں۔

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد

مدینہ منورہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے جلیل القدر اور عظیم المرتبت علما شامل ہیں، جنھوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر قرآن، روایت احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور احکامات شریعت کا علم حاصل کیا۔ شیخ طوسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک سو بہتر (172) شاگردوں کے نام لکھے ہیں جن میں سے اکثر اپنے زمانے کے معروف محدث و علما تھے۔

تصانیف: امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی اشاعت حدیث کے لیے انجام دی جانے والی گراں قدر خدمات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں پر مشتمل کتاب "صحیفہ سجادیہ" بہت مشہور ہے جو اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چون (54) دعائیں ہیں۔ جامعہ ازہر مصر کے سابق سربراہ نامور مفسر امام سید محمد طنطاوی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ: "میں نے جب بھی اس کتاب میں ذکر و مناجات پڑھے تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مخلوق کے عام کلام سے بالا، خاص جذب و کیفیت میں کیے گئے اذکار ہیں۔" اس کتاب کو "صحیفہ کاملہ" بھی کہا جاتا ہے۔

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور اہم تصنیف "رسالۃ الحقوق" کے نام سے ہے۔ اس کتاب میں موجود پچاس حقوق کو سات اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے علاوہ انسان کے اپنے اوپر حقوق، کان، ناک، آنکھ اور زبان وغیرہ کے حقوق، غیر مسلموں کے حقوق، پیشواؤں اور رعایا کے حقوق اور رشتہ داروں کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انسانی زندگی کے جملہ احوال پر مشتمل اپنی عمیق و آفاقی بصیرت سے ایسے حقوق بیان فرمائے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسانوں کو سکون قلبی میسر آ سکتا ہے اور وہ ہر قسم کی تکالیف، مصائب اور ایذا رسانیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

خطبات و تقاریر: اسلام میں دعوت و تبلیغ فرض عین کا درجہ رکھتی ہے۔ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی امامت کا دورانیہ تقریباً چونتیس (34) سال پر مشتمل ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کی نشر و اشاعت، فروغ دین، تفسیر قرآن اور تبلیغ اسلام کے لیے نا صرف کتب تصنیف فرمائیں اور شاگردوں کی تربیت کی بلکہ کمال بردباری اور ہوش مندی سے خطبات و تقاریر کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات میں: دربار یزیدی میں خطبہ، شہر کوفہ میں خطبہ، شام میں خطبہ اور مدینہ منورہ میں واپسی کا خطبہ زیادہ مشہور ہیں۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ مدت اسیری میں جس جس شہر سے گزرتے وہاں خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

اقوال زریں: امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے اقوال مشہور ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1- جو اللہ تعالیٰ کے دیے پر قناعت اختیار کر لے وہ لوگوں میں سب سے بڑا غنی ہے۔
2- جو شخص قطع رحمی کرتا ہے اس کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کرو کیوں کہ قرآن مجید میں اس پر لعنت کی گئی ہے۔

3- ہر مسافر کا حق ہے کہ یتیم لوگ اس کو جنگل اور سکونت میں حصہ دار بنا لیں۔
4- اجنبی وہ نہیں جو شام و یمن کے شہروں میں اجنبی ہو، اجنبی تو وہ ہے جس کے لیے قبر اور کفن اجنبی ہوں۔
5- اولاد کی تربیت تمہاری ذمہ داری ہے۔ اس فریضے کی بابت تم جواب دہ ہو۔ ان کی بہتر پرورش کرو، نیک آداب سکھاؤ، ان کو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں لاؤ، اس حوالے سے تم جزا یا سزا پاؤ گے۔
6- آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے اس مغرور اور فخر کرنے والے پر تعجب ہوتا ہے جو کل حقیقت میں ایک نطفہ تھا اور آنے والے کل مردار ہو جائے گا۔
7- کچھ لوگ خوف سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، یہ غلاموں کی عبادت ہے۔ کچھ طمع میں عبادت کرتے ہیں، یہ تاجروں کی عبادت ہے۔ کچھ لوگ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عبادت کرتے ہیں، یہی آزاد لوگوں کی عبادت ہے۔

سوال 3: واقعہ کربلا میں امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے کردار پر نوٹ لکھیے۔

جواب: تاریخ اسلامی کا سنگین واقعہ "سانحہ کربلا" اکسٹھ (61) ہجری میں موجودہ عراق میں کربلا کے مقام پر پیش آیا، جس میں اموی حکمران یزید اول کی بھیجی گئی فوج نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اہل خانہ کو شہید کر دیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہتر (72) اصحاب، چند غلام، اہل بیت کے جوان اور کچھ خاندان صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتیں اور بچے تھے۔

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی کربلا میں موجودگی

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ واقعہ کربلا کے موقع پر کربلا میں موجود تھے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تیئیس (23) سال تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے۔ اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ جنگ میں حصہ نہ لے سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کی شدت اس قدر تھی کہ جب بھی کوئی یزیدی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کرنے کا ارادہ کرتا تو ان ہی میں سے کوئی کہہ دیتا کہ "اس نوجوان کے لیے یہی بیماری کافی ہے، جس میں یہ مبتلا ہے۔"

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے آخری ملاقات

معروف سیرت نگار ابن سعد اپنی کتاب "طبقات" میں بیان کرتے ہیں کہ: "مسلسل بیمار رہنے کے باوجود سیدنا علی بن حسین زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ میدان کربلا میں موجود تھے۔ دس (10) محرم الحرام کو نماز ظہر پر حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے آخری ملاقات کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی انگوٹھی عطا کی اور خاص نصیحتیں کیں لیکن بیماری کی شدت کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ لڑائی میں شرکت نہ کر سکے۔

اسیری کے ایام

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کو اسیران کربلا کے ساتھ کوفہ و شام لے جایا گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ دمشق میں اموی حکمران یزید کے سامنے پیش کیا گیا۔ کوفہ و شام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کی حقانیت اور ظلم و عدل کے موضوعات پر خطبات میں حالات کی تشریح کی اور حقائق واضح کیے۔ یہ خطبات اپنا ایک خاص علمی، ادبی اور روحانی مقام رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیے گئے ان خطبات کے باعث لوگوں کو اہل بیت رسول کی قدر و منزلت اور مقام و مرتبے سے آگاہی ملی۔

اسیری کے بعد: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ واقعہ کربلا کے بعد چونتیس (34) سال حیات رہے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی بھی مشاغل دنیا میں نہ پڑے اور نہ ہی کبھی مسکرائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ واقعہ کربلا کو یاد کر کے روتے رہتے تھے۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ دن کو روزہ رکھتے راتوں کو نماز و عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خادم جب افطار کے لیے کھانا اور پانی لے کر حاضر ہوتا تو فرماتے: رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرزند پیاسے شہید کر دیے گئے، یہی بات مسلسل دہراتے رہتے اور گریہ کرتے رہتے حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آنسو آب و غذا میں گھل مل جاتے تھے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ وفات تک اسی حال پر قائم رہے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی واقعہ کربلا میں شرکت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔

جواب: امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر واقعہ کربلا کے وقت 23 سال تھی۔ میدان کربلا کی طرف جانے والے قافلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ شامل تھے لیکن بیمار تھے۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو بعض دشمنوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کرنا چاہا لیکن کسی نے کہا: سبحان اللہ کیا تم ایسے جوان کو قتل کرنا چاہتے ہو جو مریض ہے اور اس نے ہمارے خلاف قتال میں شرکت بھی نہیں کی؟ اتنے میں عمر بن سعد آیا اور کہا کہ ان عورتوں اور اس مریض سے کوئی تعرض نہ کرے، اس کے بعد ان کو وہاں سے دمشق لایا گیا۔

جب لشکر یزید نے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو اسیر کر کے کوفہ منتقل کیا، تو امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطبوں کے ذریعے حقائق واضح کیے اور حالات کی تشریح کی۔ دمشق میں مختصر قیام کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مع اہل و عیال مدینہ منورہ واپس روانہ کر دیا گیا۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے:
(A) 61 ہجری میں (B) 62 ہجری میں (C) 63 ہجری میں (D) 38 ہجری میں

2- حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پوتے ہیں:
(A) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے (B) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے
(C) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (D) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے

3- "خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ جیسا قدر و منزلت والا کوئی نہیں" یہ قول ہے:
(A) حضرت امام زہری رضی اللہ عنہ کا (B) حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا
(C) حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا (D) حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا

4- حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے:
(A) صدقہ (B) روزہ (C) نظرانہ (D) حج

5- حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے:
(A) احیاء العلوم (B) نہج البلاغہ (C) صحیفہ سجادیہ (D) صحیفہ صادقہ

6- واقعہ کربلا پیش آیا:
(A) 61 ہجری میں (B) 62 ہجری میں (C) 63 ہجری میں (D) 64 ہجری میں

7- حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ دفن ہیں:
(A) جنت البقیع میں (B) کوفے میں (C) مکے میں (D) دمشق میں

8- امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے:
(A) مکہ مکرمہ میں (B) مدینہ منورہ میں (C) کربلا میں (D) کوفے میں

9- امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے دو سال گزارے:
(A) اپنے جد امجد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (B) اپنے چچا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس
(C) اپنے والد امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس (D) اپنے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس

10- امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد امام حسین رضی اللہ عنہ کی تربیت میں گزارے:
(A) 13 سال (B) 17 سال (C) 23 سال (D) 21 سال

11- حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا شمار ہوتا ہے:
(A) صحابہ کرام میں (B) تابعین میں (C) تبع تابعین میں (D) ائمہ اربعہ میں

12- امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا امام حسن رضی اللہ عنہ کی تربیت میں گزارے:
(A) 13 سال (B) 15 سال (C) 10 سال (D) 5 سال

13- امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا نام ہے:
(A) علی (B) احمد (C) عبدالرحمن (D) عبداللہ

14- امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے:
(A) ابویحییٰ (B) ابوموسیٰ (C) ابواسحاق (D) ابوالحسن

15- امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ کثرت سے پڑھا کرتے تھے:
(A) وتر (B) تراویح (C) نوافل (D) سنتیں

16- امام شافعی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کا نامور فقیہ قرار دیا:
(A) حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت امام نسائی رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو

17- امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں:
(A) حضرت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ (B) حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ
(C) حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ (D) حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ

18- امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے آخری ملاقات کی:
(A) 10 محرم کو نماز اشراق پر (B) 10 محرم کو نماز مغرب پر (C) 10 محرم کو نماز ظہر پر (D) 10 محرم کو نماز فجر پر

19- امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے وفات پائی:
(A) 25 محرم 95 ہجری کو (B) 25 ربیع الاوّل 95 ہجری کو (C) 25 شوال 95 ہجری کو (D) 25 شعبان 95 ہجری کو

20- وفات کے وقت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تھی:
(A) 67 برس (B) 57 برس (C) 75 برس (D) 77 برس

21- امام زین العابدین رضی اللہ عنہ دفن ہیں:
(A) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پہلو میں (B) حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں
(C) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پہلو میں (D) حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں

22- امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بیٹے ہیں:
(A) امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے (B) امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے
(C) امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے (D) امام محمد رضی اللہ عنہ کے

جوابات

1- (D)	2- (A)	3- (C)	4- (A)	5- (C)	6- (A)	7- (A)	8- (B)	9- (D)	10- (C)
11- (B)	12- (C)	13- (A)	14- (D)	15- (C)	16- (D)	17- (C)	18- (C)	19- (A)	20- (B)
21- (D)	22- (B)								

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- کس وقت حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا؟
(A) نماز کی نیت کرتے وقت (B) نماز کے لیے وضو کرتے وقت
(C) نماز میں قیام کے وقت (D) نماز میں سجدہ کے وقت

2- امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ رات کے اندھیرے میں دیا جانے والا صدقہ ٹھنڈا کرتا ہے:
(A) دوزخ کی آگ کو (B) اللہ تعالیٰ کے غضب کو (C) غصے کی آگ کو (D) جسم کی حرارت کو

3- اہل اسلام کا امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کس بات پر اتفاق تھا؟
(A) آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے سب سے بڑے متقی اور فقیہ تھے
(B) آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے سب سے بڑے مفسر اور محدث تھے
(C) آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے سب سے بڑے محدث اور فقیہ تھے
(D) آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے سب سے بڑے مفسر اور فقیہ تھے

4- حج کے موقع پر حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچانے سے انکار کس نے کیا تھا؟
(A) ہشام بن عبدالملک (B) مروان بن عبدالمالک (C) سلیمان بن عبدالمالک (D) ولید بن عبدالمالک

5- واقعۂ کربلا کے بعد امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ دن کو؟
(A) روزہ رکھتے تھے (B) کتابیں لکھتے تھے (C) آرام کرتے تھے (D) عبادت کرتے تھے

6- امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی کربلا کی لڑائی میں شرکت نہ کرنے کی وجہ تھی:
(A) کم سنی (B) بیماری (C) بڑھاپا (D) دوری

جوابات

(B)-1	(B)-2	(A)-3	(A)-4	(A)-5	(B)-6

تجزیہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ پانچ شعبان اڑتیس ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

2- حضرت امام علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کو زین العابدین کا لقب کس وجہ سے ملا؟
جواب: حضرت امام علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت و تقویٰ میں بڑی شہرت تھی۔ تقویٰ، عبادت اور خشوع و خضوع میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عالم یہ تھا کہ فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے، اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زین العابدین کہا جاتا ہے۔

3- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش و تربیت کیسے ہوئی؟
جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے دو سال اپنے دادا جان حضرت سیدنا امام علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، دو سال اپنے چچا جان حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور تیئس سال اپنے والد محترم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی تربیت میں گزارے اور مختلف علوم حاصل کیے۔

4- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل کے بارے میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا؟
جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے امام اور علم کے مینار تھے۔ فضیلت علم اور عبادت و ریاضت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دور کا سب سے بڑا متقی اور فقیہ تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے بہت بڑے محدث امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ رحمۃ اللہ علیہ سے افضل خاندان قریش میں، میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

5- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور شاگردوں کے نام لکھیے۔
جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ، عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اور ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے صاحب علم و تقویٰ شامل ہیں۔

6- واقعہ کربلا کب پیش آیا اور اس وقت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کتنی تھی؟
جواب: واقعہ کربلا اکسٹھ (61) ہجری میں پیش آیا اور اس وقت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تیئس (23) سال تھی۔

7- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کس وجہ سے کربلا میں جنگ میں شرکت نہ کر سکے؟
جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہونے کے باوجود میدان کربلا میں اپنے ابا جان حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے مگر شدید بیماری کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔

8- واقعہ کربلا کے بعد امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی کیا حالت رہی؟
جواب: واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ یہ حالت رہی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دن کو روزہ رکھتے اور رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیتے۔ افطار کے وقت جب کھانا اور پانی سامنے آتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میرے باپ اور بھائی بھوکے اور پیاسے شہید ہوئے۔ افسوس یہ کھانا اور پانی ان کو نہ ملا اور رونے لگتے، یہاں تک کہ بمشکل چند لقمے کھاتے اور چند گھونٹ پانی پیتے۔

9- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی دو تصانیف کے نام لکھیے۔
جواب: 1- صحیفہ سجادیہ 2- رسالۃ الحقوق

10- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "صحیفہ سجادیہ" کا تعارف تحریر کریں۔
جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں "صحیفہ سجادیہ" کے نام سے دعاؤں پر مشتمل ایک کتاب بہت مشہور ہے، نامور مصری مفسر امام طنطاوی لکھتے ہیں کہ "میں نے جب بھی اس کتاب میں ذکر و مناجات پڑھے ہیں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مخلوق کے عام کلام سے بالا خاص جذب و کیف میں کیے گئے اذکار ہیں۔"

11- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "رسالۃ الحقوق" میں کون کون سے حقوق بیان کیے گئے ہیں؟
جواب: "رسالۃ الحقوق" میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے علاوہ، انسان کے اپنے اوپر حقوق، کان، ناک، آنکھ اور زبان وغیرہ اعضا کے حقوق ذکر کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں غیر مسلموں کے حقوق کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

12- "صحیفہ سجادیہ" کا موضوع کیا ہے؟
جواب: "صحیفہ سجادیہ" کا موضوع ذکر اور دعا و مناجات ہے۔

13- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹوں کے نام لکھیے۔

جواب: 1- حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ 2- حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ

14- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟

جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا پچیس (25) محرم، پچانوے (95) ہجری کو ستاون (57) برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

15- حضرت امام زین العابدین کے دو اقوال زریں تحریر کریں۔

جواب: 1- اجنبی وہ نہیں جو شام و یمن کے شہروں میں اجنبی ہو، اجنبی تو وہ ہے جس کے لیے قبر اور کفن اجنبی ہوں۔

2- ہر مسافر کا حق ہے، کہ مقیم لوگ اس کو جگہ اور سکونت میں حصہ دار بنائیں۔

16- هَذَا ابْنُ خَيْرِ عِبَادِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: یہ بہترین بندگانِ خدا کے فرزند ہیں۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- زین العابدین اور سید الساجدین میں فرق واضح کریں۔

جواب: زین العابدین کا مطلب عبادت گزاروں کی زینت اور سید الساجدین کا مطلب کثرت سے سجدہ کرنے والا ہے۔

2- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی خشیتِ الٰہی کی کیفیت اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کے لیے وضو فرماتے تو چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا، جسم پر لرزا طاری ہو جاتا، پوچھنے والے کو بتاتے کہ تم نہیں جانتے کہ میں اب کس ذات کے سامنے جا کر کھڑا ہونے والا ہوں؟

3- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ غریبوں کی مدد اندھیرے میں کیوں کرتے تھے؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ غریبوں کی مدد رات کے اندھیرے میں اس لیے کرتے تھے کیوں کہ آپ فرماتے تھے کہ جو صدقہ رات کے اندھیرے میں دیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور سائل تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

4- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ و شام میں کن موضوعات پر خطبات دیے؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ اور شام میں اسلام کی حقانیت اور ظلم و عدل کے موضوع پر کئی خطبات دیے جو اپنا ایک خاص علمی، ادبی اور روحانی مقام رکھتے ہیں۔

5- ''صحیفہ سجادیہ'' کے بارے میں امام طنطاوی رحمۃ اللہ علیہ کیا لکھتے ہیں؟

جواب: نامور مصری مفسر امام طنطاوی رحمۃ اللہ علیہ ''صحیفہ سجادیہ'' کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں نے جب بھی اس کتاب میں ذکر و مناجات پڑھے ہیں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مخلوق کے عام کلام سے بالا خاص جذب و کیف میں کہے گئے اذکار ہیں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) زین العابدین کا معنی ہے:

(الف) عبادت گزاروں کی زینت (ب) کثرت سے سجدہ کرنے والے

(ج) کثرت سے خرچ کرنے والے (د) صلح کرنے والے

(ii) واقعہ کربلا کے وقت حضرت سیدنا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تھی:

(الف) اکیس سال (ب) تیئس سال (ج) پچیس سال (د) ستائیس سال

(iii) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا:

(الف) رات کے وقت (ب) وضو کرتے وقت (ج) خطبہ دیتے وقت (د) صدقہ ادا کرتے وقت

(iv) حضرت سیدنا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق صدقہ:

(الف) اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے (ب) رزق میں اضافہ کرتا ہے

(ج) تنگی دور کرتا ہے (د) غریبوں کا حق ہے

(v) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سپردِ خاک ہوئے:

(الف) دمشق میں (ب) بصرہ میں (ج) کوفہ میں (د) مدینہ منورہ میں

جوابات (i) عبادت گزاروں کی زینت (ii) تیئس سال (iii) وضو کرتے وقت

(iv) اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے (v) مدینہ منورہ میں

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے عظیم فرد، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام علی، کنیت ابو الحسن، لقب زین العابدین (عبادت گزاروں کی زینت) اور سید الساجدین (کثرت سے سجدہ کرنے والا) ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں 38 ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔

(ii) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت و ریاضت کے بارے میں ایک پیراگراف تحریر کریں۔

جواب: سیدنا امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت اور تقویٰ میں بڑی شہرت تھی، اس بنا پر انھیں ''زین العابدین'' کہا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے، اسی وجہ سے زین العابدین مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کے لیے وضو فرماتے تو چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا، پوچھنے والے کو بتاتے کہ تم نہیں جانتے کہ میں اب کس ذات کے سامنے جا کر کھڑا ہونے والا ہوں؟ غربا و مساکین کی مدد کرنا آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے۔

(iii) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی خدمات کی وضاحت کریں۔

جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ اور شام میں اسلام کی حقانیت اور ظلم و عدل کے موضوع پر کئی خطبات دیے جو اپنا ایک خاص علمی، ادبی اور روحانی مقام رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں سے دعاؤں پر ایک کتاب ''صحیفہ سجادیہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور تصنیف ''رسالۃ الحقوق'' کے نام سے بھی مشہور ہے۔

(iv) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر علما و ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل کے بارے میں کن خیالات کا اظہار فرمایا؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے بہت بڑے محدث امام زہری رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے افضل خاندان قریش میں، میں نے نہیں دیکھا۔ مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ سیدنا علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے افضل کوئی شخص میں نے نہیں دیکھا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خانوادۂ رسول میں علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ جیسا قدر و منزلت والا کوئی نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں مدینہ منورہ کا نامور فقیہ قرار دیا ہے۔

(v) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی کربلا میں اپنے والد ماجد سے آخری ملاقات کا حال بیان کریں۔

جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ مسلسل بیمار رہنے کے باوجود بھی میدان کربلا میں موجود تھے۔ 10 محرم کو نماز ظہر پر اپنے والد ماجد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی انگوٹھی سونپی اور خاص نصیحتیں کیں، لیکن بیماری کی شدت کی بنا پر حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ لڑائی میں شرکت نہ کر سکے۔

(vi) سانحہ کربلا کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقصد کی تکمیل میں حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کردار ادا کیا؟

جواب: سانحہ کربلا کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقصد کی تکمیل میں حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کی حقانیت اور ظلم و عدل کے موضوع پر کئی خطبات دیے جو اپنا ایک خاص علمی، ادبی اور روحانی مقام رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مدت اسیری میں جس جس شہر سے گزرتے وہاں خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

سرگرمیاں

- سید نا زین العابدین رضی اللہ عنہ کے سیرت و کردار پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں، جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش و لقب، عمر، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

جواب: اسم: علی

کنیت: ابوالحسن

لقب: زین العابدین (عبادت گزاروں کی زینت) اور سید الساجدین (کثرت سے سجدہ کرنے والا)

ولدیت: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

پیدائش: 38 ہجری، مدینہ منورہ

عمر: 57 برس

اولاد: آپ رضی اللہ عنہ کے گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں، جن میں سے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ، حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ زیادہ مشہور ہیں۔

وفات: 25 محرم 95 ہجری۔

امتیازی خصوصیات:

1- امام زین العابدین رضی اللہ عنہ عبادت اور تقویٰ میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ تقویٰ عبادات اور خشوع و خضوع میں آپ رضی اللہ عنہ اپنی مثال آپ تھے۔ اسی بنا پر انھیں زین العابدین کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ دن کو روزہ رکھتے اور رات عبادت میں بسر کرتے تھے۔

2- دین میں آپ رضی اللہ عنہ امام اور علم کا مینار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا علم و فضل سب کے ہاں مسلمہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اپنے دور کے سب سے بڑے متقی اور فقیہ ہونے پر اہل اسلام کا اتفاق ہے۔

3- غربا و مساکین اور دیگر مستحقین کی مدد کرنا آپ رضی اللہ عنہ اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے۔

- سید نا زین العابدین رضی اللہ عنہ کی دینی و ملی خدمات پر کمرا جماعت میں مذاکرے کا اہتمام کریں۔

جواب: عملی کام۔

2- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبا اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی جان سکیں۔
- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و کردار سے آگاہ ہو سکیں۔
- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی صفات، علم، تفقہ، عبادت و ریاضت اور دینی و معاشرتی خدمات کے روشن پہلوؤں سے آگاہ ہو کر سبق سیکھ سکیں۔
- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و صفات سے واقفیت حاصل کر کے ان کو اپنی عملی زندگی میں لا سکیں۔
- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت سے سبق حاصل کر کے اپنی عملی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔

سوال 4: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و کردار اور خدمات پر جامع نوٹ لکھیے۔

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے عظیم فرد اور مشہور تابعی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے سب سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والے، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے، فقیہ اور عالم تھے۔

نام و نسب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوالحسن اور لقب "حلیف القرآن" ہے۔

ولادت: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 78 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

شخصیت: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ انتہائی حسین و جمیل، بلند قامت اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں میں حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سب سے نمایاں مقام و رتبے کے حامل تھے۔

تعلیم و تربیت: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف تیرہ (13) برس کی عمر میں قرآنی علوم میں مہارت حاصل کی۔ قرآنی علوم میں دسترس ہونے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "حلیف القرآن" کہا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر و بیشتر علوم اپنے والد ماجد حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے بڑے بھائی حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ابھی اٹھارہ (18) برس تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے برادر عزیز حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں رہے۔

نکاح: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی سیدہ ریطہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

اولاد: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں تین بیٹوں یحییٰ بن زید، عیسیٰ بن زید اور حسین بن زید کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔

مختلف علوم و فنون میں مہارت: آپ رحمۃ اللہ علیہ مختلف اسلامی علوم و فنون کے ماہر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قراءت، علوم قرآنیہ، عقائد اور علم الکلام پر مکمل عبور حاصل تھا۔ اسی بنا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ کے اکابرین اور جید علماء میں اہم حیثیت حاصل تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات: علم اصول حدیث کے ماہرین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث روایت کرنے میں تابعین میں شمار کیا ہے کیوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہوئی ان میں حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں جن کی وفات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں ہوئی۔

شاگرد: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے جن حضرت میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید و معتبر عالم شامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دو سال تک حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فقیہ، عالم، حاضر جواب اور مسائل میں خوب وضاحت کرنے والا پایا۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی رائے: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ ہم میں سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے، اللہ کے دین کی سمجھ رکھنے والے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اللہ کی قسم! دنیا اور آخرت میں اب ہم میں ان کے مثل کوئی بھی موجود نہیں، اللہ میرے چچا پر رحم فرمائے وہ سردار تھے۔

احادیث مبارکہ کی روایت: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے علم اور تفقہ فی الدین کا یہ عالم تھا کہ محدثین میں سے امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔

سفر: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے فروغ دین اور اشاعت اسلام کے لیے دور دراز کے علاقوں سفر کیے جن میں حجاز، شام اور عراق کا سفر شامل ہے۔

فقہ زیدیہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے فقہ زیدیہ مشہور ہوئی۔

حکومت اسلامیہ کے قیام اور بقا کی کوششیں: حکومت اسلامیہ کے قیام اور بقا کی کوششیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا جان حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے 61 ہجری واقعہ کربلا میں کی تھیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے کو قائم رکھتے ہوئے اور ان کی سیرت وسنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیا اور ظلم و جور کی حامل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عوام الناس کی محبت کا عالم یہ تھا کہ چالیس ہزار (40,000) لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اتحاد امت کا جذبہ: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ میں اتحاد امت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ رات کے تارے میرے ہاتھ لگیں اور وہاں سے گر کر میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں امت محمد یہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اتحاد پیدا فرما دے۔

وفات: خلافت اسلامیہ کے قیام کی جدوجہد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ چوالیس (44) برس کی عمر میں ایک سو بائیس (122) ہجری میں شہید ہوئے۔ حجاز اور شام کو ملانے والی مشہور شاہراہ موتہ کے شمال میں بائیس (22) کلومیٹر کے فاصلے پر "ربہ" کے مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔

زیدی حکومت کا قیام: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد یمن میں پائی جاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد یمن میں باقاعدہ طور پر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب زیدی حکومت قائم ہوئی۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت سے ہمیں کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟

جواب: دور حاضر میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و کردار، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صفات، علم تفقہ فی الدین اور عبادت و ریاضت کو اپنائیں۔ حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و معاشرتی زندگی کے مختلف گوشوں سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اس کو عملی زندگی کے ہر شعبے میں اپنائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سے رہ نمائی لیتے ہوئے اپنی اخلاقی اور عملی کمزوریاں دور کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا حاصل کر کے کامیاب انسان بن سکیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام ہے:
(A) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ (B) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
(C) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (D) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

2- حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں:
(A) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ (B) حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ
(C) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ (D) حضرت امام سجاد رحمۃ اللہ علیہ

3- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے:
(A) 72 ہجری میں (B) 61 ہجری میں (C) 63 ہجری میں (D) 78 ہجری میں

4- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی:
(A) مکہ مکرمہ میں (B) مدینہ منورہ میں (C) یمن میں (D) عراق میں

5- حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی ہیں:
(A) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ (B) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ
(C) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ (D) حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

6- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنی علوم میں مہارت حاصل کی:
(A) تئیس سال کی عمر میں (B) اٹھارہ سال کی عمر میں (C) تیرہ سال کی عمر میں (D) سات سال کی عمر میں

7- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے شام، حجاز اور عراق کا سفر کیا:
(A) دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لیے (B) تجارت کے لیے (C) حکومت کے لیے (D) اہل و عیال کے لیے

8- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح ہوا:
(A) حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بہن سے (B) حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بھتیجی سے
(C) حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی سے (D) حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی سے

9- حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی کا نام ہے:
(A) حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا (B) حضرت سیدہ ریطہ رضی اللہ عنہا
(C) حضرت طاہرہ رضی اللہ عنہا (D) حضرت طیبہ رضی اللہ عنہا

10- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر و بیشتر علوم حاصل کیے:
(A) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے
(B) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے
(C) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے
(D) حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے

11- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کی وفات کے بعد سرپرستی میں آ گئے:
(A) حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی (B) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی
(C) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی (D) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی

12- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں وصال ہوا:
(A) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا (B) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا
(C) حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کا (D) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا

13- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے:
(A) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (B) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
(C) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (D) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

14- اللہ کی قسم! حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ ہم میں سے سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے، اللہ کے دین کی سب سے زیادہ سمجھ رکھنے والے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے، یہ فرمایا تھا:
(A) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے (B) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے
(C) حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے (D) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے

15- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا:
(A) تقریباً تیرہ سال (B) تقریباً چار سال (C) تقریباً دو سال (D) تقریباً تین سال

16- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے نسبتی ہیں:
(A) حضرت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ (B) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
(C) حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ (D) حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ

17- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق فقیہ، عالم، حاضر جواب اور مسائل کی خوب وضاحت کرنے والے ہیں:
(A) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ (B) حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ
(C) حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (D) حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ

18- امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں:
(A) حضرت معین الدین رحمۃ اللہ علیہ سے (B) حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے
(C) حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے (D) حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے

19- حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا ہیں:
(A) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (B) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
(C) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (D) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

20- واقعہ کربلا پیش آیا:
(A) 51 ہجری میں (B) 50 ہجری میں (C) 61 ہجری میں (D) 63 ہجری میں

21- ظلم کے خلاف آواز حق بلند کرنے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ دیا:
(A) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا (B) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا
(C) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا (D) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا

22- "فقہ زیدیہ" مشہور ہے:
(A) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے (B) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے
(C) حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے (D) حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے

23- حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد باقاعدہ طور پر حکومت قائم ہوئی:
(A) زیدی حکومت (B) اموی حکومت (C) عباسی حکومت (D) عثمانی حکومت

24- زیدی حکومت قائم ہوئی:
(A) افغانستان میں (B) ایران میں (C) یمن میں (D) عراق میں

25- حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے:
(A) مصر میں (B) یمن میں (C) ایران میں (D) عراق میں

26- ظلم کی قوتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے دادا جان حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح زندہ جاوید ہو گئے:
(A) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (B) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ
(C) حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ (D) طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ

27- شہادت کے وقت حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تھی:
(A) 42 سال (B) 44 سال (C) 46 سال (D) 48 سال

28- حجاز اور شام کو ملانے والی مشہور شاہراہ ہے:
(A) شاہراہ موتہ (B) شاہراہ امام باقر (C) شاہراہ امام صادق (D) شاہراہ زیدیہ

29- درسی کتاب کے مطابق اتحاد امت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا:
(A) حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ میں (B) حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ میں
(C) حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ میں (D) حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں

30- شاہراہ موتہ کے شمال میں واقع ہے:
(A) وادی سینا (B) ربہ (C) ریاض (D) طائف

31- "ربہ" شاہراہ موتہ کے شمال میں کتنے فاصلے پر واقع ہے؟
(A) 12 کلومیٹر (B) 32 کلومیٹر (C) 50 کلومیٹر (D) 22 کلومیٹر

32- حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے:
(A) ربہ کے مقام پر (B) عرفات کے مقام پر (C) منیٰ کے مقام پر (D) مصر میں

جوابات

1- (A)	2- (C)	3- (D)	4- (B)	5- (A)	6- (C)	7- (A)	8- (D)	9- (B)	10- (A)
11- (A)	12- (C)	13- (B)	14- (A)	15- (C)	16- (B)	17- (B)	18- (B)	19- (A)	20- (C)
21- (A)	22- (C)	23- (A)	24- (C)	25- (B)	26- (C)	27- (B)	28- (A)	29- (C)	30- (B)
31- (D)	32- (A)								

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کو کی کون سے علم پر مکمل عبور حاصل تھا؟
(A) علم فلکیات پر (B) علم الکلام پر (C) علم ہندسہ پر (D) علم اللسان پر

2- حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر جواب اور سائل میں خوب وضاحت کرنے والا کس شخصیت کو پایا؟
(A) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی (B) حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کو
(C) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو (D) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو

3- ظلم و جور کی طاقتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کس کی طرح زندہ جاوید ہو گئے؟
(A) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح (B) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرح
(C) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح (D) حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی طرح

4- حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میرے ہاتھ لگیں:
(A) رات کے تارے (B) رات کا چاند (C) علم کے موتی (D) ہیرے جواہرات

جوابات

(B)-1	(A)-2	(A)-3	(A)-4

ہمدرد تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & (conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد اور دادا جان کا نام لکھیے۔

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا جان کا نام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہے۔

2- حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹوں کے نام لکھیے۔

جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹوں کے نام: 1- حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ 2- حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ

4- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندانی مقام اور قد و قامت تحریر کریں۔

جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں میں حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بلند قامت، حسین و جمیل اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔

5- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنے سال کی عمر میں قرآنی علوم میں مہارت حاصل کی اور کس لقب سے مشہور ہوئے؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف تیرہ (13) برس کی عمر میں قرآنی علوم میں مہارت حاصل کی اور "حلیف القرآن" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

6- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح کس سے ہوا اور وہ کون تھیں؟

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح سیدہ ریطہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جو حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی تھیں۔

7- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کی وفات کے وقت عمر کتنی تھی اور اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کس کی سرپرستی میں رہے؟

جواب: حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اٹھارہ (18) برس تھی۔ والد کی وفات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائی حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں رہے۔

8- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کو کن علوم پر مہارت حاصل تھی؟

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کو قراءت، علوم قرآنیہ، عقائد اور علم الکلام سمیت مختلف اسلامی علوم و فنون پر مکمل مہارت حاصل تھی۔ اسی بنا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ کے جید اور اکابر علما میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔

9- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کو تابعی کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: علم اصول حدیث کے ماہرین امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث روایت کرنے میں تابعین میں شمار کرتے ہیں کیوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ان میں حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں، جن کا وصال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں ہوا۔

10- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے حضرت امام جعفر صادق نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مرتبے کے بارے میں فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ ہم میں سب سے زیادہ قرآن مجید پڑھنے والے، اللہ تعالیٰ کے دین کی سب سے زیادہ سمجھ رکھنے والے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اللہ کی قسم دنیا اور آخرت میں اب ہم میں ان کے مثل کوئی بھی موجود نہیں، اللہ میرے چچا پر رحم فرمائے وہ سردار تھے۔

11- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتنے سال حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً دو سال حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فقیہ، عالم، حاضر جواب اور مسائل میں خوب وضاحت کرنے والا قرار دیا۔

12- محدثین میں سے کن ائمہ نے حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں؟

جواب: محدثین میں امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔

13- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے مظالم کے خلاف آواز بلند کی تو کس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ دیا اور کتنے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی؟

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے مظالم کے خلاف آواز بلند کی تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ دیا اور عوام الناس میں سے چالیس ہزار (40000) لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

14- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب حکومت کون سی ہے اور وہ کہاں قائم ہوئی؟

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب زیدی حکومت قائم ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد یمن میں موجود ہے۔ یہ حکومت بھی یمن میں قائم ہوئی۔

15- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کن امور کی دعوت دیتے تھے؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو کتاب و سنت کی پیروی اور جابر حکمرانوں سے جہاد اور محروم افراد کی حمایت کی دعوت دیتے تھے۔

16- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے کب اور کتنے سال کی عمر میں شہادت پائی؟

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ایک سو بائیس (122) ہجری میں چوالیس (44) برس کی عمر میں ہوئی۔

17- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کہاں واقع ہے؟

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار حجاز اور شام کو ملانے والی مشہور شاہراہ موتہ کے شمال میں بائیس (22) کلومیٹر کے فاصلے پر "ربہ" کے مقام پر واقع ہے۔

18- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کا کیا سبب بنا؟

جواب: خلافت اسلامیہ کے قیام کی جدوجہد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کی وجہ بنی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آباؤ اجداد کی سیرت و سنت پر عمل پیرا ہو کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ظلم و جبر کی حامل قوتوں کا خوب مقابلہ کیا اور اپنے دادا جان حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح زندہ جاوید ہو گئے۔

19- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و معاشرتی زندگی سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے؟

جواب: ہمیں حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و معاشرتی زندگی کے مختلف گوشوں سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اس کو عملی زندگی میں اپنانا چاہیے تاکہ اپنی اخلاقی اور عملی کمزوریاں دور کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کر کے کامیاب انسان بن سکیں۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کیسی شخصیت کے مالک تھے؟

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ بلند قامت، حسین و جمیل اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔

2- کون سی فقہ حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے مشہور ہوئی؟

جواب: "فقہ زیدیہ" حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت مشہور ہوئی۔

3- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کس طرح اپنے آباؤ اجداد کی سیرت وسنت پر عمل پیرا رہے؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آباؤ اجداد کی سیرت وسنت پر عمل پیرا ہو کر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ظلم و جور کی حامل قوتوں کا خوب مقابلہ کیا اور اپنے دادا جان حضرت امام حسین کی طرح زندہ جاوید ہو گئے۔

4- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی آرا میں کس کو مرکزی حیثیت حاصل تھی؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن کے جید عالم تھے۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی آرا میں قرآن مجید کو مرکزیت حاصل تھی۔

5- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ اُمت محمدیہ میں اتحاد کی خواہش کا اظہار کس طرح کرتے تھے؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے: "واللہ! میں پسند کرتا ہوں کہ رات کے تارے میرے ہاتھ لگیں اور وہاں سے گر کر میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اللہ اس کے عوض میں امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اتحاد پیدا فرما دے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے:
(الف) حلیف القرآن (ب) زین العابدین (ج) امین الامت (د) ترجمان القرآن

(ii) والد ماجد کی وفات کے وقت حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تھی:
(الف) آٹھ سال (ب) اٹھارہ سال (ج) اٹھائیس سال (د) اڑتیس سال

(iii) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب فقہ ہے:
(الف) فقہ اثنا عشریہ (ب) فقہ جعفریہ (ج) فقہ حنفیہ (د) فقہ زیدیہ

(iv) وصال کے وقت حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تھی:
(الف) بیالیس برس (ب) چوالیس برس (ج) چھیالیس برس (د) اڑتالیس برس

(v) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی:
(الف) تیس ہزار افراد نے (ب) چالیس ہزار افراد نے (ج) پچاس ہزار افراد نے (د) ساٹھ ہزار افراد نے

جوابات: (i) حلیف القرآن (ii) اٹھارہ سال (iii) فقہ زیدیہ (iv) چوالیس برس (v) چالیس ہزار افراد نے

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت اطہار رحمۃ اللہ علیہم میں نمایاں شخصیت ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 78 ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں میں حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔

(ii) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی وادبی مقام کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی وادبی مقام کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ ہم میں سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے، اللہ کے دین کی سب سے زیادہ سمجھ رکھنے والے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اللہ کی قسم دنیا اور آخرت میں اب ہم میں ان کے مثل کوئی بھی موجود نہیں۔ اللہ میرے چچا پر رحم فرمائے وہ سردار تھے۔

(iii) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی ومعاشرتی خدمات کی وضاحت کریں۔

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کی اشاعت کے لیے حجاز، شام اور عراق کا سفر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو کتاب وسنت کی پیروی اور جابر حکمرانوں سے جہاد اور محروم افراد کی حمایت کی دعوت دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے جید عالم تھے اور آپ کی علمی آرا میں قرآن مجید کو مرکزیت حاصل تھی۔

(iv) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آباؤ اجداد کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ظلم وجبر کا کس طرح مقابلہ کیا؟

جواب: حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آباؤ اجداد کی سیرت وسنت پر عمل پیرا ہو کر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ظلم وجبر کی حامل قوتوں کا خوب مقابلہ کیا اور اپنے دادا جان حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرح زندہ وجاوید ہو گئے۔

(v) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی علم حدیث کے حوالے سے خدمات تحریر کریں۔

جواب: علم اصول حدیث کے ماہرین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث روایت کرنے میں تابعین میں سے شمار کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درس حدیث میں دور دراز علاقوں سے لوگ حاضر ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جن محدثین نے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں، اُن میں امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

سرگرمیاں

○ حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں اُن کا اسم گرامی، والدین، پیدائش ولقب، عمر، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

جواب:

نام	والدین	پیدائش	لقب	عمر	اولاد	وفات	امتیازی خصوصیات
زید	والد: زین العابدین والدہ: جیدو سندھی	76 ہجری (مدینہ منورہ)	حلیف القرآن	44 سال	1- یحییٰ بن زید 2- عیسیٰ بن زید 3- حسین بن زید	122 ہجری	1- اتحاد امت کا جذبہ 2- فہم وفراست

○ اساتذہ کرام حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی، دینی اور جہادی خدمات پر مذاکرہ کروائیں۔

جواب: عملی کام

○ اساتذہ کرام حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے مختلف گوشوں سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

جواب: عملی کام

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

1- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی کے نتیجے میں ان کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے اخلاق و صفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خوش الحانی کی صفت سے آگاہ ہو سکیں۔
- قرآن مجید اور حدیثِ نبوی کے حوالے سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی دینی و علمی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔
- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خوش الحانی کی صفت سے آگاہ ہو کر تجوید کے ساتھ حسنِ قراءت کا ذوق پیدا کر سکیں۔

سوال 5: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی تحریر کریں۔

جواب: نام و کنیت

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن قیس اور کنیت ابوموسیٰ ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ یمن کے رہنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ اشعر سے تھا، اسی مناسبت سے آپ رضی اللہ عنہ اشعری مشہور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام قیس بن سلیم اور والدہ کا نام ظبیہ بنت وہاب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا تعلق قبیلہ اشعر سے تھا۔ اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ اشعری مشہور ہوئے۔

قبول اسلام

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں اعلانِ نبوت فرمایا تو کفارِ مکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن بن گئے۔ جوں جوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے کفار و مشرکین کے غیظ و غضب میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ کفار و مشرکین صادق و امین کے لقب سے پہچانے جانے والے پیغمبرِ رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر، کاہن اور ساحر جیسے معیوب القاب سے مشہور کرنے کی ناکام کوششیں کرنے لگے تاکہ لوگ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہ آئیں اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے پیغامِ حق نہ سنیں، مگر اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو ایمان کی روشنی سے منور کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا ان پر اس کا کوئی اثر نہ ہوتا بلکہ وہ لوگ تکالیف و مشقت برداشت کرتے ہوئے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے اور اسلام قبول کر کے شرفِ صحابیت حاصل کرتے تھے۔ انھی طالبانِ حق میں سے ایک حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں جو اسلام کا سورج طلوع ہونے کی خبر سن کر تلاشِ حق میں یمن سے چل کر مکہ مکرمہ پہنچے اور پیغمبرِ رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

خاندان کو دعوتِ اسلام

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے خاندان کو دعوت دینے کے لیے اپنے وطن یمن لوٹ گئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کے ایک بااثر شخص تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کاوشوں سے آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے پچاس افراد نے اسلام قبول کیا۔

بشارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ساتھ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: ''خود بھی خوش ہو جاؤ اور اپنے پچھلوں کو بھی یہ خوش خبری سناؤ کہ جو آدمی صدقِ دل سے یہ گواہی دے گا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (مسند احمد)

بحیثیت عامل تقرری

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن پر عامل مقرر فرمایا۔

اخلاق و عادات

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نہایت متقی، پرہیزگار اور نیک سیرت تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ خشیتِ الٰہی، اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، توکل، شرم و حیا، سادگی اور امتِ مسلمہ کی خیر خواہی کے عملی پیکر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور اکثر گرمیوں میں روزے رکھا کرتے تھے۔

حجۃ الوداع میں شرکت

دس ہجری میں نبی رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن سے حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے۔

کارہائے نمایاں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ اور کوفہ کا والی مقرر فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نہاوند اور اصفہان کے علاقے فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کیے۔ بصرہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک نہر تعمیر کروائی جو ''نہرِ ابی موسیٰ'' کے نام سے مشہور ہے۔

شرم و حیا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ شرم و حیا کے پیکر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ حیا کی وجہ سے بہت تاریک جگہ غسل کیا کرتے تھے اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے کپڑے پہن لیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چھوٹی چادر ہوا کرتی تھی، جسے آپ رضی اللہ عنہ سونے سے پہلے اپنے جسم کے نچلے حصے پر باندھ لیا کرتے تھے تاکہ دورانِ نیند ستر ظاہر نہ ہو۔ (تاریخ ابن عساکر)

غزوات میں شرکت: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ، غزوۂ حنین اور غزوۂ تبوک میں شرکت فرمائی۔

تلاتِ قرآن اور خوش الحانی

قرآن مجید اسلام کے تمام علوم و معارف کا سرچشمہ ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اس سے غیر معمولی شغف و انہماک تھا، آپ رضی اللہ عنہ اکثر اوقات قرآن مجید کی تلاوت اور اس کی تعلیم میں صرف کرتے تھے۔ یمن کی گورنری کے زمانے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے اور پوچھا آپ رضی اللہ عنہ قرآن کی تلاوت کس طرح کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں تو تھوڑا تھوڑا ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر 4342)

آپ رضی اللہ عنہ کی آواز اس قدر عمدہ اور سریلی تھی کہ نبی رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے کہ: ''ان کو لحنِ داؤدی سے حصہ ملا ہے۔'' آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہ کا قرآن پاک پڑھنا اس قدر پسند تھا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جہاں قراءت کرتے ہوئے سنتے، وہیں کھڑے ہو جاتے۔ ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم وہیں کھڑے ہو گئے اور سن کر آگے بڑھے۔ صبح جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کل قرآن پڑھ رہے تھے، ہم نے تمھاری قراءت سنی تھی اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے (رسول صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر مجھے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کا علم ہوتا تو میں آواز میں اور دلکشی پیدا کرتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں فرمائش کرتے اے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ! قرآن پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد دلاؤ۔ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے؟ کہا: لوگوں کو قرآن پاک پڑھاتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وہ بلند مرتبہ آدمی ہیں۔'' (طبقات ابن سعد)

دنیا سے بے رغبتی

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کئی جگہ گورنری و دیگر عہدوں پر فائز رہے، لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ دنیا طلبی پر فکر آخرت کو ترجیح دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نہ تو کوئی جائیداد بنائی اور نہ ہی مال جمع کیا بلکہ ساری زندگی سادگی کو اپنایا۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی گورنری ملی تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ سیاہی مائل سفید اونٹ پر سواری کرتے ہوئے بصرہ میں داخل ہوئے اور دس سال سے زائد عرصہ گورنری کے منصب پر فائز رہنے کے بعد جب بصرہ سے روانہ ہوئے تو اسی اونٹ پر سوار تھے۔ (سیر اعلام النبلاء)

وفات: چوالیس (44) ہجری ماہ ذوالحجہ میں علم و عمل اور تقویٰ و پرہیزگاری کا یہ آفتاب اپنی زندگی کی کرنوں کو سمیٹتے ہوئے اہل دنیا کی نظروں سے ہمیشہ کے لیے اوجھل ہوگیا۔ وفات کے وقت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اکسٹھ (61) برس تھی۔ ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری میں زندگی بسر کرنی چاہیے۔

سوال 6: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی علمی خدمات بیان کریں۔

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نہایت پرہیزگار، متقی، نیک سیرت اور صاحب علم صحابی تھے۔ خوف الٰہی، اتباع رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، امت مسلمہ کی خیر خواہی، سادگی، شرم و حیا اور توکل آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے نمایاں پہلو ہیں۔

فضل و کمال: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ان مخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنھیں بارگاہ رسالت مآب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں خاص تقرب و شرف اور پذیرائی حاصل تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ ان چھے افراد میں سے تھے، جنھیں عہد رسالت مآب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں فتویٰ دینے کی اجازت تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''ابوموسیٰ سرتاپا علم کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔'' اسود تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے کوفہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو صاحب علم نہیں دیکھا۔

نومسلموں کو تعلیم: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی غیر معمولی قرأت کی وجہ سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور عالم قرآن حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ، آپ رضی اللہ عنہ کو بھی غیر مسلموں کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کے لیے یمن بھیجا۔

علمی بیٹھیں: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اہل علم سے اکثر علمی گفتگو اور علمی بیٹھیں رہتی تھیں، جس نے آپ رضی اللہ عنہ کے علم کو اور چمکا دیا، یوں تو آپ رضی اللہ عنہ کا علمی حلقہ احباب بہت وسیع تھا مگر ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے خاص طور پر آپ رضی اللہ عنہ علمی گفت گو کیا کرتے تھے۔

اشاعت علم: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ساری زندگی قرآن و سنت کی اشاعت اور اسے دوسروں تک پہنچانے کے لیے مصروف عمل رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اصول تھا کہ جو کچھ معلوم ہوتا آپ رضی اللہ عنہ اسے ضرور دوسروں تک پہنچاتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جہاں کہیں چند لوگ اکٹھے مل جاتے آپ رضی اللہ عنہ ان تک کوئی نہ کوئی حدیث پہنچا دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد تین سو ساٹھ (360) تک پہنچتی ہے۔ اس میں سے پچاس (50) متفق علیہ ہیں یعنی صحیح بخاری و صحیح مسلم میں موجود ہیں۔

طریقہ تدریس: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعلیم دینے کا طریقہ نہایت نرم تھا، اگر کبھی کوئی شخص نادانی سے بھی کوئی اعتراض کرتا تو خفا ہونے کے بجائے نہایت نرمی سے اسے سمجھاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ وغیرہ شامل ہیں۔

دعائے نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم): نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی: ''اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہوں کو معاف فرما اور قیامت کے دن ان کا معزز و شریفانہ داخلہ فرما۔'' (صحیح بخاری: حدیث نمبر 4323)

الشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ذوق تلاوت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی خوب صورت، دل کش اور دل نشین آواز کی بدولت اللہ تعالیٰ کے حبیب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ پانے میں کامیاب ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آواز اس قدر عمدہ تھی کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

''ان کو لحن داؤدی سے حصہ ملا ہے'' آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت اس قدر خوب صورتی اور عمدہ لہجے سے کرتے تھے کہ سننے والوں پر سحر طاری ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کو جہاں قرآن مجید کی قرأت کرتے ہوئے سنتے، وہیں ٹھہر جاتے۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی آپ رضی اللہ عنہ کی قرأت بہت پسند تھی، آپ رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں فرمائش کر کے ان سے قرآن مجید سنا کرتے تھے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی معتمدی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام ہے:
(A) جابر بن عبداللہ (B) جعفر طیار (C) معاذ بن جبل (D) عبداللہ بن قیس

2- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے:
(A) ابوموسیٰ (B) ابوقیس (C) اشعری (D) ابورافع

3- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ہے:
(A) جابر (B) قیس (C) عفان (D) خطاب

4- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعلق تھا:
(A) یمن سے (B) مکہ مکرمہ سے (C) مدینہ منورہ سے (D) ایران سے

5- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعلق تھا:
(A) اوس سے (B) خزرج سے (C) اشعر قبیلہ سے (D) قریش سے

6- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہے:
(A) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (B) حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا (C) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا (D) حضرت طیبہ رضی اللہ عنہا

7- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے کی وجہ سے مشہور تھے:
(A) اشعری (B) فارسی (C) حبشی (D) عباسی

8- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رہنے والے تھے:
(A) شام کے (B) مدینہ کے (C) عراق کے (D) یمن کے

9- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کاوشوں سے آپ کے قبیلے کے افراد نے اسلام قبول کیا:
(A) 55 (B) 360 (C) 50 (D) 61

10- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے خاندان کو دعوت دینے کے لیے لوٹ گئے:
(A) مکہ مکرمہ (B) مدینہ منورہ (C) یمن (D) حنین

11- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو والی مقرر فرمایا:
(A) ایران اور عراق (B) مکہ و مدینہ کا (C) کوفہ اور بصرہ کا (D) شام اور یمن کا

12- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث مروی ہیں:
(A) 303 (B) 360 (C) 13 (D) 380

13- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی متفق علیہ احادیث ہیں:
(A) 51 (B) 55 (C) 50 (D) 66

14- عہد رسالت مآب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں فتویٰ دینے کی اجازت تھی:
(A) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو

15- حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لحن داؤدی سے حصہ ملا ہے:
(A) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو

16- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمائش کر کے قرآن مجید سنا کرتے تھے:
(A) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے (B) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
(C) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (D) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے

17- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی:
(A) ذوالحجہ 44 ہجری میں (B) محرم 44 ہجری میں (C) رمضان 44 ہجری میں (D) شعبان 44 ہجری میں

18- وفات کے وقت حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی عمر تھی:
(A) 71 سال (B) 67 سال (C) 81 سال (D) 61 سال

جوابات

1- (D)	2- (A)	3- (B)	4- (A)	5- (C)	6- (D)	7- (A)	8- (D)	9- (C)	10- (C)	11- (C)	12- (B)
13- (C)	14- (C)	15- (B)	16- (A)	17- (C)	18- (D)						

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کون سے ملک سے حج کے لیے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے؟
(A) یمن سے (B) مصر سے (C) عراق سے (D) ایران سے

2- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جو نہر تعمیر کروائی اس کا نام ہے:
(A) نہر اشعری (B) نہر ابی موسیٰ (C) نہر ابی موسیٰ اشعری (D) نہر عبداللہ

3- ابوموسیٰ سرتاپا علم کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے، یہ فرمان ہے:
(A) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا (B) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا (C) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا (D) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا

4- جس شخصیت کو لحن داؤدی سے حصہ ملا، وہ ہیں:
(A) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (B) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (C) حضرت بلال رضی اللہ عنہ (D) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

جوابات

1- (A)	2- (B)	3- (A)	4- (D)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف پیش کریں۔

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن قیس اور کنیت ابوموسیٰ تھی۔ یمن کے رہنے والے تھے۔ مکہ مکرمہ آ کر اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے متعدد غزوات اور جنگوں میں حصہ لیا۔ نہاوند اور اصفہان فتح کیے۔ بصرہ، کوفہ اور یمن کے گورنر رہے۔

2- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے خاندان کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے والد کا نام قیس ہے اور والدہ کا نام طیبہ رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق یمن کے مشہور قبیلہ اشعر سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام لائیں اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

3- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ کتنے لوگوں نے اسلام قبول کیا؟

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن سے مکہ مکرمہ آئے، نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اسلام قبول کر لیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اپنے خاندان والوں کو دعوت دینے کے لیے یمن لوٹ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے پچاس افراد نے اسلام قبول کیا۔

4- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے کارہائے نمایاں تحریر کریں۔

جواب: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ اور کوفہ کا والی مقرر کیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نہاوند اور اصفہان کے علاقے فتح کیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں ایک نہر تعمیر کروائی جو "نہر ابی موسیٰ" کے نام سے مشہور ہے۔

5- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نہایت متقی، پرہیزگار، نیک سیرت اور صاحب علم صحابی تھے۔ خشیت الٰہی، اتباع رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، امت مسلمہ کی خیر خواہی، شرم و حیا، سادگی اور توکل و پرہیزگاری آپ رضی اللہ عنہ کے کردار کی نمایاں خوبیاں ہیں۔

6- اشاعت علم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا کردار تحریر کریں۔

جواب: قرآن و سنت کی اشاعت اور اسے دوسروں تک پہنچانے کے لیے آپ رضی اللہ عنہ زندگی بھر کوشاں رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اصول تھا کہ جو کچھ کسی کو معلوم ہے وہ ضرور دوسروں تک پہنچنا چاہیے۔ جہاں کہیں آپ رضی اللہ عنہ کو چند لوگ اکٹھے مل جاتے آپ رضی اللہ عنہ ان تک کوئی نہ کوئی حدیث پہنچا دیتے۔

7- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کل کتنی احادیث روایت کی ہیں، اُن میں سے متفق علیہ کتنی ہیں؟

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے 360 احادیث روایت کی ہیں، جن میں سے 50 متفق علیہ ہیں۔

8- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خوش الحانی کے بارے میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی آواز اس قدر عمدہ و سریلی تھی کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: "ان کو لحن داؤدی سے حصہ ملا ہے۔" نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا قرآن مجید پڑھنا اس قدر پسند تھا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جہاں قراءت کرتے ہوئے سنتے، وہیں کھڑے ہو جاتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں فرمائش کر کے ان سے قرآن مجید سنا کرتے تھے۔

9- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کتنی عمر اور کب وفات پائی؟

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ذوالحج کے مہینے میں 44 ہجری کو وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً 61 سال تھی۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اسلام کیسے قبول کیا؟

جواب: مکہ مکرمہ میں اسلام کا سورج طلوع ہونے کی خبر سن کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ راہِ حق کی تلاش میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

2- دس ہجری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کیوں حاضر ہوئے؟

جواب: دس ہجری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن سے حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے۔

3- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے فضل و کمال کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ رسالت مآب میں خاص قرب حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ان چھے افراد میں سے تھے جن کو عہدِ رسالت میں فتویٰ دینے کی اجازت تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "ابوموسیٰ سرتاپا علم کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔"

4- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید سے کس قدر لگاؤ تھا؟

جواب: قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو غیر معمولی شغف تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنا زیادہ تر وقت قرآن مجید کی تلاوت میں گزارتے تھے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا اصل نام تھا:
(الف) عبداللہ بن قیس (ب) زید بن ثابت (ج) انس بن مالک (د) مالک بن نویرہ

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر کیا:
(الف) یمن کا (ب) بصرہ کا (ج) کوفہ کا (د) مصر کا

(iii) عہدِ رسالت میں کتنے لوگوں کو فتویٰ دینے کی اجازت تھی؟
(الف) دو (ب) چار (ج) چھے (د) آٹھ

(iv) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سیرت کا سب سے نمایاں وصف تھا:
(الف) عمدہ لہجے میں تلاوتِ قرآن مجید (ب) توکل (ج) سادگی (د) صبر و تحمل

(v) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:
(الف) تین سو بیس (ب) تین سو چالیس (ج) تین سو ساٹھ (د) تین سو اسی

جوابات: (i) عبداللہ بن قیس (ii) یمن کا (iii) چھے (iv) عمدہ لہجے میں تلاوتِ قرآن مجید (v) تین سو ساٹھ

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف تحریر کریں۔

جواب: آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوموسیٰ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام قیس اور والدہ کا نام طیبہ تھا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ یمن کے رہنے

والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق یمن کے مشہور قبیلہ اشعر سے تھا۔ اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ اشعری مشہور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے 360 احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تقریباً 61 سال کی عمر میں وفات پائی۔

(ii) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: مکہ مکرمہ میں اسلام کا سورج طلوع ہونے کی خبر سن کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ راہِ حق کی تلاش کے لیے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

(iii) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی دینی و علمی خدمات اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو عہدِ رسالت میں فتویٰ دینے کی اجازت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ سے 360 احادیث مروی ہیں، جن میں 50 متفق علیہ ہیں۔ بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ: "ابوموسیٰ سرتاپا علم کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔" آپ رضی اللہ عنہ بصرہ اور کوفہ کے گورنر رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں ایک نہر تعمیر کروائی جو "نہر ابی موسیٰ" کے نام سے مشہور ہے۔

(iv) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کس قدر خوب صورت اور عمدہ لہجے میں قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے تھے؟ وضاحت کریں۔

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی آواز اس قدر عمدہ تھی کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے "ان کو لحن داؤدی سے حصہ ملا ہے"۔ آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت اس قدر خوب صورتی اور عمدہ لہجے سے کرتے تھے کہ سننے والوں پر سحر طاری ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کو جہاں قرآن مجید کی قراءت کرتے ہوئے سنتے، وہیں ٹھہر جاتے۔

(v) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کب اور کتنے برس کی عمر میں وفات پائی؟

جواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ذوالحج کے مہینے میں 44 ہجری کو وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً 61 سال تھی۔

(vi) قرآن و سنّت کی اشاعت کے حوالے سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کیا خدمات سرانجام دیں؟

جواب: قرآن و سنّت کی اشاعت اور اسے دوسروں تک پہنچانے کے لیے آپ رضی اللہ عنہ زندگی بھر کوشاں رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اصول تھا کہ جو کچھ کسی کو معلوم ہے وہ ضرور دوسروں تک پہنچنا چاہیے۔ جہاں کہیں آپ رضی اللہ عنہ کو چند لوگ اکٹھے مل جاتے آپ رضی اللہ عنہ ان تک کوئی نہ کوئی حدیث پہنچا دیتے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے 360 احادیث مروی ہیں۔

سرگرمیاں

○ اساتذہ کرام طلبہ سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سیرت پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنوائیں، جس میں ان کا اسمِ گرامی، ولدیت، پیدائش، القابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

جواب: اسمِ گرامی: عبداللہ ولدیت: قیس پیدائش: یمن لقب: اشعری
مروی احادیث کی تعداد: 360 عمر: 61 سال وفات: 44 ہجری
امتیازی خصوصیات: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نہایت متقی، پرہیزگار اور نیک سیرت صحابی تھے۔ خشیتِ الٰہی، اتباعِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، توکل، شرم و حیا، اُمتِ مسلمہ کی خیر خواہی، سادگی، خدمتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تقویٰ اور پرہیزگاری آپ کی سیرت کے نمایاں اوصاف تھے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ رسالت مآب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خاص قرب حاصل تھا۔ آپ ان چھے افراد میں سے تھے جن کو عہدِ رسالت میں فتویٰ دینے کی اجازت تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "ابوموسیٰ سرتاپا علم کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔" نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے قرآن کی قراءت سننا پسند فرماتے تھے۔

2- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی کے نتیجے میں ان کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اخلاق و صفات اور عبادت و ریاضت سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مجموعہ احادیث ''صحیفہ صادقہ'' کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی دینی و علمی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی عبادت و ریاضت سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تدوینِ حدیث کی خدمات کو جان کر علم حدیث میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

سوال 6: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی تحریر کریں۔

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا شمار شمعِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن پروانوں میں ہوتا ہے جو آسمانِ علم و فضل کے آفتاب و مہتاب تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ اور کنیت ابو محمد و ابو عبدالرحمن تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہے جو قریش کے سرداروں میں سے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ریطہ بنت منبہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کیا۔

زہد و تقویٰ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے زہد و تقویٰ اور کثرتِ عبادت کی وجہ سے خاص شہرت رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ خشیتِ الٰہی و محبتِ الٰہی، حبِ رسول و اتباعِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، شوقِ عبادت و ریاضت، فیاضی و ایثار، تواضع و انکساری، استغنا و قناعت، سادگی و حق گوئی اور علم و معرفت میں بلند مقام رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت سے جو وقت بچتا اسے یادِ حق میں صرف کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ دن بھر روزے کی حالت میں رہتے اور رات عبادت میں گزارتے تھے۔

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے محبت: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے بہت زیادہ محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت رجا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، وہاں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آتے ہوئے دیکھ کر کہا: ''کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں آگاہ نہ کروں جو آسمان والوں کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے؟'' لوگوں نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا: ''وہ یہ ہیں جو تمھارے سامنے تشریف لا رہے ہیں'' یعنی حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما۔

ذریعہ معاش: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو اپنے والد سے وراثت میں بہت زیادہ دولت اور طائف میں ایک جاگیر ملی تھی، جس کی قیمت کا سرسری تخمینہ دس لاکھ درہم تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہاں زراعت ہوتی تھی۔

غزوات میں شرکت: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے شام کی فتح میں حصہ لیا اور جنگ یرموک میں نہایت جانبازی کے ساتھ شرکت کی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں اپنا علم قیادت آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ جنگ صفین میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے شرکت کی۔

وفات: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے پینسٹھ (65) ہجری میں فسطاط میں وفات پائی۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو گھر میں ہی دفن کر دیا کیوں کہ اس زمانے میں مروان بن الحکم اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی فوجوں میں شدید جنگ ہو رہی تھی اور جنازہ عام قبرستان تک پہنچانا بہت مشکل تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ)

سوال 7: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی علمی خدمات تحریر کریں۔

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے علم و فضل کے لحاظ سے طبقہ صحابہ میں خاص مقام رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے فضل و کمال، تدبیر و حکمت اور علمی فہم و فراست میں اتنے بلند مرتبے پر فائز تھے کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ رضی اللہ عنہ پر رشک کیا کرتے تھے۔

مصاحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اکثر وقت دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گزارتے تھے اور جو الفاظ نبی رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ادا ہوتے تھے آپ رضی اللہ عنہ انہیں لکھ لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قریش کے چند بزرگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو منع کیا اور کہا: تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتے ہو لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی غصے کی حالت میں بات کر رہے ہوتے ہیں اور کبھی معمول کی حالت میں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لکھ لیا کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میرے منہ سے حق کے سوا کوئی بات ادا نہیں ہوتی۔ (مسند احمد: حدیث نمبر 11815)

علم و فضل: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے زہد و تقویٰ اور علم و فضل کی وجہ سے بہت زیادہ مشہور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی مادری زبان کے علاوہ عبرانی زبان پر بھی خاص دسترس حاصل تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد تقریباً سات سو (700) ہے۔

حلقہ درس: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا حلقہ درس نہایت وسیع تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس میں شرکت کرنے کے لیے لوگ دور دراز کے ممالک سے سفر کر کے حاضر ہوتے اور حدیث مبارکہ کا علم حاصل کرتے تھے۔

شاگردوں سے شفقت و محبت: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں کے ساتھ نہایت شفقت و محبت سے پیش آتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کے گرد بہت بڑا ہجوم جمع تھا۔ ایک شخص اس کو چیرتا ہوا آگے بڑھا، لوگوں نے اسے روکا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو آنے دو، غرض وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر بیٹھا اور بولا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرمان یاد ہو تو بیان کیجیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ: ''سب سے افضل اسلام اس مسلمان کا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ و سالم رہیں۔'' (مسند احمد: حدیث نمبر 98)

صحیفہ صادقہ کی تدوین: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و ملفوظات کا ایک مجموعہ تیار کیا، جسے ''صحیفہ صادقہ'' کہا جاتا ہے۔

اربابِ علم کی قدر شناسی: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے ذی علم معاصرین کی نہایت عزت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو بولے: تم لوگوں نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا ہے جس کو میں اس دن سے بہت دوست رکھتا ہوں، جس دن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن مجید چار آدمیوں سے پڑھو: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے جو ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر: 3758)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہمارے لیے سبق ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و احکامات کی روشنی میں زندگی بسر کریں اور دین کی ترویج و اشاعت نمایاں کردار ادا کریں۔ اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی ہے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ذوقِ علم کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ دربارِ نبوت میں اکثر حاضر ہوتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جو کچھ سنتے اس کو لکھ لیتے تھے۔ ایک مرتبہ قریش کے چند بزرگوں نے ان کو اس سے منع کیا اور کہا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی حالتِ انبساط میں ہوتے ہیں کبھی حالتِ غیظ میں، آپ سب کو قلم بند نہ کیا کیجیے'' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتلائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا سو تم لکھتے رہو''۔

آپ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد تقریباً سات سو (700) ہے، آپ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں علم و فضل کے لحاظ سے ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو عبرانی زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ہے:
(A) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (B) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
(C) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (D) حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ

2- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہے:
(A) حضرت عطیہ (B) حضرت میمونہ (C) ربطہ بنت منبہ (D) حضرت طیبہ

3- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے مطابق آسمان والوں کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہیں:
(A) حضرت جبریل علیہ السلام (B) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (C) حضرت میکائیل علیہ السلام (D) حضرت عزرائیل علیہ السلام

4- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مرتب کیا:
(A) رسالۃ الحقوق (B) نہج البلاغہ (C) احسن البیان (D) صحیفہ صادقہ

5- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:
(A) تقریباً سات سو (B) تقریباً ایک ہزار (C) تقریباً نو سو (D) تقریباً پانچ سو

6- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو عبور تھا:
(A) فارسی زبان پر (B) ترکی زبان پر (C) عبرانی زبان پر (D) آریائی زبان پر

7- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس میں شرکت کے لیے لوگ آتے تھے:
(A) دور دراز کے ممالک سے (B) شام سے (C) عرب سے (D) ایران سے

8- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کس سے پہلے اسلام قبول کیا؟
(A) والدہ سے (B) والد سے (C) چچا سے (D) بھائی سے

9- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فوت ہوئے:
(A) 63 ہجری میں (B) 65 ہجری میں (C) 68 ہجری میں (D) 61 ہجری میں

10- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے وفات پائی:
(A) مدینہ منورہ میں (B) مکہ مکرمہ میں (C) بصرہ میں (D) فسطاط میں

جوابات

1-	(A)	2-	(C)	3-	(B)	4-	(D)	5-	(A)	6-	(C)	7-	(A)	8-	(B)	9-	(B)	10-	(D)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنا زیادہ وقت کہاں گزارتے تھے؟
(A) مسجد نبوی میں (B) طواف کعبہ میں (C) مسجد حرام میں (D) جہاد میں

2- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا:
(A) سخاوت و فیاضی (B) امانت و دیانت (C) زہد و تقویٰ (D) علم و بصیرت

3- جس ہستی کو عبرانی زبان پر عبور حاصل تھا:
(A) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو

4- وہ کون سا علم تھا جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے لوگ حاصل کرتے تھے؟
(A) علم حدیث (B) علم تفسیر (C) علم طب (D) علم نجوم

جوابات

1-	(A)	2-	(C)	3-	(B)	4-	(A)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا نام اور کنیت بتائیے۔
جواب: آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ اور کنیت ابومحمد اور ابوعبدالرحمن تھی۔

2- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے نمایاں پہلو کون سے ہیں؟
جواب: زہد و تقویٰ اور علم و فضل حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے نمایاں پہلو ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ دن بھر روزے کی حالت میں رہتے تھے اور رات عبادت میں گزارتے تھے۔

3- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کتنی ہیں؟
جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد سات سو (700) ہے۔

4- صحیفہ صادقہ کا مختصر تعارف بیان کیجیے۔
جواب: صحیفہ صادقہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا مرتب کردہ احادیث کا مجموعہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ جو بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے اسے لکھ لیا کرتے تھے۔ اس صحیفے میں تقریباً ایک ہزار (1000) احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔

5- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو کون کون سی زبانوں پر عبور تھا؟
جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو اپنی مادری زبان عربی کے علاوہ عبرانی پر بھی عبور تھا۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی عبادت و ریاضت کا کیا عالم تھا؟
جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت سے جو وقت باقی بچتا۔ وہ یادِ الٰہی میں گزارتے، دن بھر روزے کی حالت میں رہتے اور رات عبادت میں گزارتے۔

2- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی میں آتے دیکھ کر کیا کہا؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں آتے دیکھ کر کہا: ''کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں آگاہ نہ کروں جو آسمان والوں کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے؟'' لوگوں نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا: ''وہ یہ ہیں جو تمھارے سامنے تشریف لا رہے ہیں یعنی حسین بن علی رضی اللہ عنہما۔

3- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کس وجہ سے مشہور تھے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا نمایاں پہلو زہد و تقویٰ تھا۔ آپ اپنے زہد و تقویٰ کی وجہ سے بہت زیادہ مشہور تھے۔

4- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی روشنی میں زندگی گزاریں اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے نمایاں کردار ادا کریں، اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی ہے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے:

(الف) ابوعبدالرحمٰن (ب) ابوعبداللہ (ج) ابوبکر (د) ابوزید

(ii) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی سیرت کا نمایاں پہلو تھا:

(الف) زہد و تقویٰ (ب) سادگی (ج) صبر و تحمل (د) شکر و قناعت

(iii) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کیا ارشاد فرمایا؟

(الف) آسمان والوں کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب (ب) آسمان کا ستارہ

(ج) اہل دنیا کا محبوب ترین شخص (د) جنت کے نوجوانوں کے سردار

(iv) صحیفہ صادقہ مرتب کرنے والی شخصیت ہیں:

(الف) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

(ج) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (د) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

(v) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہمارے لیے سب سے اہم سبق ہے:

(الف) صبر و تحمل کا (ب) عفو و درگزر کا (ج) علم و فن سے محبت کا (د) سادگی کا

جوابات (i) ابوعبدالرحمٰن (ii) زہد و تقویٰ (iii) آسمان والوں کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب (iv) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ (v) علم و فن سے محبت کا

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ، کنیت ابومحمد اور عبدالرحمٰن ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور والدہ کا نام ریطہ بنت منبہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ زیادہ تر وقت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گزارتے تھے اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو الفاظ ادا ہوتے وہ لکھ لیتے تھے۔

(ii) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے زہد و تقویٰ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا نمایاں پہلو زہد و تقویٰ تھا۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت سے جو وقت باقی بچتا، وہ یادِ الٰہی میں گزارتے تھے۔ دن بھر روزے کی حالت میں رہتے اور رات عبادت میں گزارتے تھے۔

(iii) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی اہل بیت اطہار سے محبت کا کوئی ایک واقعہ بیان کریں۔

جواب: حضرت رجاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں ایک مرتبہ جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، وہاں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی میں آتے ہوئے دیکھ کر کہا: ''کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں آگاہ نہ کروں جو آسمان والوں کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا: ''وہ یہ ہیں جو تمھارے سامنے تشریف لا رہے ہیں یعنی حسین بن علی رضی اللہ عنہما۔''

(iv) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے 65 ہجری میں فسطاط میں وفات پائی۔

(v) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی دینی و علمی خدمات تحریر کریں۔

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا ایک مجموعہ جمع کیا جسے صحیفہ صادقہ کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد سات سو (700) ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں علم و فضل کے لحاظ سے ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو عبرانی زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس میں شرکت کے لیے دور دراز سے لوگ سفر کر کے آتے تھے۔

سرگرمیاں

- اساتذہ کی مدد سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ''صحیفہ صادقہ'' کی روشنی میں کمرا جماعت میں تدوین حدیث کے بارے میں مذاکرے کا اہتمام کریں۔

جواب: عملی کام۔

- اساتذہ کرام طلبہ سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ پر مشتمل چارٹ بنوائیں، جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش و القابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

جواب: عملی کام۔

3- حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی کے نتیجے میں ان کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کی سفارت کاری کے واقعات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کی سفارت کاری (حبشہ و روم) کو جان کر اس کے آداب کے بارے میں جان سکیں۔
- حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کی دینی خدمات کو سمجھ کر عملی زندگی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

سوال 8: حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی تحریر کریں۔

جواب: حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ عرب کی مشہور و معروف شخصیات میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام عمرو اور کنیت ابو اُمیہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام اُمیہ بن خویلد تھا۔ قریشِ مکہ آپ رضی اللہ عنہ کو نہایت بہادر، شجاع، شریف، ذہین، فطین اور فعال سمجھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عہدِ نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) میں ممتاز سیاسی خدمات سرانجام دیں۔

غزوۂ احد کے بعد آپ رضی اللہ عنہ صادق و امین پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔

سفیرِ اسلام: پیغمبرِ رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خارجہ پالیسی کا اہم نکتہ اسلام کا غلبہ اور اس کی بالادستی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو ختم کرنا تھا۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اشاعتِ اسلام، امن و سلامتی کے قیام، مختلف اقوام کے اسلام کے لیے ردِ عمل کا جائزہ لینے اور ان کے ساتھ باہمی تعلقات کا رخ متعین کرنے کے لیے اپنے سفرا کے ذریعے وقت کی بڑی بڑی سلطنتوں کے حکمرانوں، نیم خود مختار ریاستوں کے امرا اور قبائل کے سرداروں کے ساتھ سفارتی رابطے قائم کیے۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ھ ہجری میں حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو شاہِ حبشہ نجاشی کے پاس اسلام کی دعوت کا خط دے کر بھیجا۔ اس خط میں نجاشی کو دعوتِ اسلام دینے کے علاوہ مہاجرین کی میزبانی کی سفارش اور حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نام نکاح کا پیغام بھی شامل تھا۔ نجاشی نے نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

شاہِ حبشہ کا دعوتِ اسلام کو قبول کرنا اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت و محبت کا اظہار کرنا، کامیاب سفارت کاری کے باعث ہی ممکن ہوا تھا۔

سریہ میں شرکت: نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے ایک سریہ میں بھی شرکت کی۔

شجاعت و بہادری: حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ شجاعت و بہادری اور جرأت و دلیری کی وجہ سے عرب کے ممتاز لوگوں میں شامل تھے، اس لیے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اہم ترین امور کی تکمیل آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرماتے تھے۔

فضل و کمال: حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ محبتِ الٰہی اور محبتِ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے سے سرشار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اتباعِ رسول اور سنتِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ پاسداری کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے مروی بیس (20) احادیث کتابوں میں موجود ہیں۔

وفات: حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کی وفات ساٹھ (60) ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔

اَنشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: بئرِ معونہ کا واقعہ کیسے پیش آیا، اس سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟

جواب: حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے بئرِ معونہ میں شریک ہوئے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قاریوں کی ایک جماعت کو بئرِ معونہ کے لوگوں کی تبلیغ و تعلیم پر مامور فرمایا تھا۔ مختلف قبائل نے بدعہدی کر کے تمام جماعت کو شہید کر دیا سوائے عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کے۔ وہ زندہ گرفتار ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کو عامر بن طفیل نے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی اس لیے میں تمھیں آزاد کرتا ہوں۔

واقعہ بئرِ معونہ سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ دینِ اسلام کی دعوت کو عام کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ بے وفائی، خیانت اور خباثت کفار کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ لہٰذا ہر قسم کے حالات میں بڑے دانش مندانہ اقدامات اٹھانے چاہئیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ہے:
(A) امیہ بن خویلد (B) آصف بن برخیا (C) یوسف بن یعقوب (D) سلطان یزید

2- حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے لیے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے:
(A) غزوۂ بدر کے بعد (B) غزوۂ احد کے بعد (C) غزوۂ احزاب کے بعد (D) غزوۂ حنین کے بعد

3- شاہ حبشہ نجاشی کے پاس اسلام کی دعوت کا خط دے کر بھیجا گیا:
(A) حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو (B) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو

4- شاہ حبشہ نجاشی کے پاس اسلام کی دعوت کا خط بھیجا گیا:
(A) 6 ہجری میں (B) 7 ہجری میں (C) 8 ہجری میں (D) 5 ہجری میں

5- نجاشی کو بھیجے گئے خط میں پیغام بھی شامل تھا:
(A) حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا (B) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا
(C) حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا (D) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا

6- شاہ حبشہ نجاشی نے اسلام قبول کیا:
(A) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر (B) حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر
(C) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر (D) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر

7- حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر شرکت کی:
(A) ایک سریہ میں (B) ایک جنگ میں (C) ایک دعوت میں (D) ایک مہم میں

8- حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی:
(A) 60 ہجری میں (B) 70 ہجری میں (C) 63 ہجری میں (D) 66 ہجری میں

9- حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد ہے:
(A) 20 (B) 300 (C) 100 (D) 50

جوابات

1- (A)	2- (B)	3- (D)	4- (A)	5- (C)	6- (B)	7- (A)	8- (A)	9- (A)	

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- نبی کریم ﷺ کا خط مبارک لے کر نجاشی کے دربار میں پہنچنے والی شخصیت ہیں:
(A) حضرت عمرو بن امیہ ؓ (B) حضرت جعفر طیار ؓ (C) حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ (D) حضرت خالد بن ولید ؓ

2- نبی کریم ﷺ نے نجاشی کو کن کی میزبانی کی سفارش کی؟
(A) مہاجرین کی (B) انصار کی (C) اہل مدینہ کی (D) اہل مکہ کی

3- وہ کون سی ہستی ہیں جس کے ہاتھ پر نجاشی نے اسلام قبول کیا:
(A) حضرت عثمان ؓ (B) حضرت بلال ؓ (C) حضرت عمرو بن العاص ؓ (D) حضرت جعفر طیار ؓ

4- نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت عمرو بن اُمیہ ؓ نے شرکت فرمائی:
(A) ایک دعوت میں (B) ایک معاہدے میں (C) ایک غزوہ میں (D) ایک سریہ میں

جوابات

(A)-1	(A)-2	(D)-3	(D)-4

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & (conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت عمرو بن امیہ ؓ کا نام و کنیت لکھیے اور آپ ؓ کے والد کا نام بتائیے۔
جواب: آپ ؓ کا نام عمرو اور کنیت ابو امیہ تھی۔ آپ ؓ کے والد کا نام امیہ بن خویلد تھا۔

2- نجاشی کے دربار میں کس کو اور کب سفیر بنا کر بھیجا گیا؟
جواب: آپ ﷺ نے چھے (6) ہجری میں حضرت عمرو بن امیہ ؓ کو شاہ حبشہ نجاشی کے پاس اسلام کی دعوت کا خط دے کر بھیجا۔

3- نجاشی کو خط میں کیا پیغام بھیجا گیا؟
جواب: اس خط میں نجاشی کو دعوت اسلام دینے کے علاوہ مہاجرین کی میزبانی کی سفارش اور حضرت اُم حبیبہ ؓ کے نام نکاح کا پیغام بھی شامل تھا۔

4- نجاشی نے آپ ﷺ کی دعوت کا کیا جواب دیا؟
جواب: نجاشی نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

5- "سریہ" کسے کہتے ہیں؟
جواب: سریہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا معنی فوج کے چھوٹے سے ٹکڑے یا لشکر کے حصے کے ہیں۔ سریہ اس لشکر کو کہتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ نے کسی صحابی ؓ کو سپہ سالار بنا کر بھیجا ہو لیکن بذات خود شرکت نہ فرمائی ہو۔

6- حضرت عمرو بن امیہ ؓ کی وفات کب ہوئی اور آپ ؓ کہاں دفن ہوئے؟
جواب: حضرت عمرو بن امیہ ؓ کی وفات 60 ہجری میں حضرت معاویہ ؓ کے دور میں ہوئی۔ آپ ؓ مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- نبی کریم ﷺ نے خط کے ذریعے نجاشی کو کیا پیغام بھیجا؟
جواب: نجاشی نے نبی کریم ﷺ کے خط کے ذریعے نجاشی کو اسلام کی دعوت دی۔ اس کے علاوہ اس خط میں مہاجرین کی میزبانی کی

سفارش کی اور حضرت ام حبیبہ ؓ کے نام نکاح کا پیغام سنایا۔

2- نجاشی کا نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی دعوت پر کیا ردعمل تھا؟
جواب: نجاشی نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

3- حضرت عمرو بن امیہ ؓ کس خوبی میں ممتاز تھے؟
جواب: حضرت عمرو بن امیہ ؓ شجاعت و بہادری اور جرأت و دلیری میں عربوں میں ممتاز تھے۔

4- حضرت عمرو بن امیہ ؓ کے فضل و کمال کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
جواب: حضرت عمرو بن امیہ ؓ محبت الٰہی اور محبت رسول کے جذبے سے سرشار تھے۔ آپ ؓ سے مروی بیس (20) احادیث کتابوں میں موجود ہیں۔

5- حضرت عمرو بن امیہ ؓ کی زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟
جواب: حضرت عمرو بن امیہ ؓ کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ ؓ کی زندگی سے ہمیں محبت الٰہی اور اتباع رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا سبق ملتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کے مطابق بسر کریں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حضرت عمرو بن اُمیہ ؓ کی کنیت ہے:
(الف) ابو امیہ (ب) ابو بکر (ج) ابو سلمہ (د) ابو عبدالرحمٰن

(ii) حضرت عمرو بن اُمیہ ؓ نے جس غزوہ کے بعد اسلام قبول کیا:
(الف) غزوۂ اُحد (ب) غزوۂ خیبر (ج) غزوۂ تبوک (د) غزوۂ حنین

(iii) حضرت عمرو بن اُمیہ ؓ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:
(الف) بیس (ب) چالیس (ج) ساٹھ (د) اسی

جوابات (i) ابو امیہ (ii) غزوۂ اُحد (iii) بیس

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) حضرت عمرو بن امیہ ؓ کا تعارف بیان کریں۔
جواب: حضرت عمرو بن امیہ ؓ کا نام عمرو، کنیت ابو اُمیہ تھی۔ آپ ؓ کے والد کا نام اُمیہ بن خویلد تھا۔ حضرت عمرو بن اُمیہ ؓ غزوۂ اُحد کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(ii) حضرت عمرو بن امیہ ؓ کی سفارت کاری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
جواب: 6 ہجری میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عمرو بن اُمیہ ؓ کو شاہ حبشہ نجاشی کے پاس اسلام کی دعوت کا خط دے کر بھیجا۔ اس خط میں نجاشی کو دعوت اسلام دینے کے علاوہ مہاجرین کی میزبانی کی سفارش اور حضرت اُم حبیبہ ؓ کے نام نکاح کا پیغام بھی شامل تھا۔ نجاشی نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

(iii) حضرت عمرو بن امیہ ؓ کی وفات کب اور کہاں ہوئی اور آپ ؓ کو کہاں دفن کیا گیا؟
جواب: حضرت عمرو بن اُمیہ ؓ کی وفات 60 ہجری میں حضرت معاویہ ؓ کے دور حکومت میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور آپ ؓ مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔

4- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کے نتیجے میں اُن کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سفارت کاری کی صفت سے آگاہ ہو سکیں۔
- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی دینی و جہادی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے سبق حاصل کر سکیں۔
- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جدوجہد سے آگاہ ہو کر دین کی خدمت کرنے والے بن سکیں۔

سوال 9: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر تفصیلی مضمون لکھیے۔

جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عزت و شرافت، سخاوت و شجاعت، ذہانت و فطانت اور ہمدردی جیسی صلاحیتوں سے مالا مال عظیم صحابیِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، نامور سپہ سالار اور فاتح مصر ہیں۔

نام و نسب: آپ رضی اللہ عنہ کا نام عمرو اور والد کا نام عاص ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنو سہم سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد اپنے قبیلے کے سردار اور بہت بڑے تاجر تھے۔

ولادت: آپ رضی اللہ عنہ ہجرت سے سینتالیس (47) سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں ہی پرورش پائی۔

سپہ گری اور شہ سواری کا فن: آپ رضی اللہ عنہ نے بچپن سے ہی سپہ گری اور شہ سواری کا فن سیکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ سپہ گری اور شہ سواری میرے آباؤ اجداد کا فن ہے اور میں اسے انسان کا سب سے بڑا جوہر سمجھتا ہوں۔

پیشہ: آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے ساتھ تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور مختلف تجارتی سفر کیے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو مختلف ملکوں کے لوگوں سے ملنے کا موقع ملا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے تجربے اور عقل و فہم میں بہت اضافہ ہوا۔ اسی دوران آپ رضی اللہ عنہ نے پڑھنا لکھنا بھی سیکھ لیا۔

قبولِ اسلام: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ شروع میں اسلام اور پیغمبرِ رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت مخالف تھے۔ فتح مکہ سے پہلے آٹھ (8) ہجری میں حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ دربارِ رسالت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ ان تینوں کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر پیغمبرِ رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا: مکہ والوں نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمھاری طرف پھینک دیے ہیں۔

اوصاف: آپ رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجے کے منتظم، معزز، متقی، پرہیزگار اور شیریں بیان مقرر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو شاعری و ادب سے بھی خاص لگاؤ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ خوش گفتار، قادر الکلام خطیب اور سیاست دان و سپہ سالار تھے۔

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا: پیغمبرِ رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم عسکری مہمات میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر بہت زیادہ اعتماد فرماتے اور آپ رضی اللہ عنہ کی قدر کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم کی دعا کرتے تھے۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) قریش کے نیک لوگوں میں سے ہیں۔ (جامع ترمذی: 3845)

محبتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم: آپ رضی اللہ عنہ محبت و عظمتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ مجھے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی نہیں اور نہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر میری نظر میں کسی کی عظمت ہے اور نہ کوئی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جلالت و عزت والا ہے۔ (صحیح مسلم: 321)

عبادت و ریاضت: آپ رضی اللہ عنہ مسلسل روزے رکھتے تھے اور رات کو روتے ہوئے نماز ادا کیا کرتے تھے۔ بارگاہِ ربوبیت میں یوں دعا کیا کرتے تھے: اے میرے اللہ! تو نے مجھے مال دیا، اولاد کی نعمت دی اور مجھے حکومت عطا کی، اگر مجھے تجھ سے زیادہ ان چیزوں سے محبت ہے تو میرا مال، اولاد اور حکومت مجھ سے لے لے اور مجھے آگ کا عذاب نہ دینا۔

خدمات: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو عُمان کا سفیر مقرر کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت سے متاثر ہو کر وہاں کے حاکم نے اسلام قبول کیا۔ خلافتِ راشدہ میں رومی اور ایرانی وفود سے ملنے والے سفارت کاروں میں شامل رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ جنگ اجنادین، یرموک اور فتح دمشق میں شریک ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریائے اردن کے مغربی علاقے فتح کیے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اصل کارنامہ فتح مصر ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے انتالیس (39) احادیث مروی ہیں۔

وفات: آپ رضی اللہ عنہ نے تینتالیس (43) ہجری میں مصر میں وفات پائی۔

سوال 3: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سفارتی، جہادی اور انتظامی خدمات پر جامع نوٹ لکھیے۔

جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نہایت ذہین، جنگی تدابیر سے شناسائی رکھنے والے عظیم سپہ سالار، اعلیٰ درجے کے منتظم، کمال درجے کے مدبر، سیاست دان اور نامور صحابیِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سفارتی خدمات: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سفارت کاری کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ قبولِ اسلام سے پہلے اور بعد میں آپ رضی اللہ عنہ نے بہت سی سفارتی مہموں میں بھرپور طریقے سے شرکت کی۔ نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس صلاحیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کو عُمان میں سفیر بنا کر بھیجا۔ وہاں پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں کے حاکم سے ملاقات کی اور انھیں پیغمبرِ رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت نامہ پہنچاتے ہوئے اسلام کی دعوت دی، جس سے متاثر ہو کر حاکم نے اسلام قبول کر لیا۔

خلافتِ راشدہ کے دور میں بھی آپ رضی اللہ عنہ خلافتِ اسلامیہ کے نمائندے کی حیثیت سے رومی اور ایرانی وفود سے ملنے والے سفارت کاروں میں شامل رہے۔ تمام ادوار میں آپ رضی اللہ عنہ کی سفارت کاری بڑی نمایاں نظر آتی ہے۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک آپ رضی اللہ عنہ عمان میں ہی رہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

جہادی خدمات: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی دلیری و بہادری، فطانت و فراست اور امتیازی حیثیت کی وجہ سے دوسرے صحابہ کی نسبت زیادہ کام لیا۔ کئی جنگوں میں آپ رضی اللہ عنہ کو مختلف ذمہ داریاں سونپیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو معرکہ ذات السلاسل میں دو سو (200) مجاہدین پر امیر بنا کر بھیجا گیا جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے شان دار کامیابی حاصل کی۔

خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو فوج کی کمان دے کر فلسطین بھیج دیا۔ لشکرِ اسلام کے امیر کی حیثیت سے آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں فتوحات کے جھنڈے گاڑے۔ دریائے اُردن کے مغربی علاقے فتح کرنے میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے نمایاں کردار ادا کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ اجنادین، یرموک اور فتح دمشق میں بھی شرکت کی مگر آپ رضی اللہ عنہ کا اصل کارنامہ فتح مصر ہے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا کہ انھیں مصر پر حملہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں اجازت دے دی اور یمن کے ایک ہی قبیلہ سے تعلق رکھنے والے چار ہزار (4000) مجاہدین کی کمان اُن کو دے دی۔ انھوں نے اسی وقت مجاہدین کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر کی سرحد میں داخل ہو کر سب سے پہلے غریش، اس کے بعد فرما اور بلبیس وغیرہ کے شہر فتح کیے، پھر مصر کے رومی سپہ سالار تھیوڈور سے سخت مقابلہ ہوا جس میں بہت سے رومی مارے گئے اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بیس (20) ہجری میں بابلیون شہر فتح کیا اور اکیس (21) ہجری میں خون ریز جنگ کے بعد اسکندریہ آپ رضی اللہ عنہ کے زیرِ اقتدار آیا۔

ایک معرکے میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ رات کے وقت لشکر میں کوئی آگ روشن نہیں کرے گا جو بعض لوگوں کو ناگوار گزرا، بعد میں یہ معاملہ بارگاہِ رسالت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے ساتھیوں کی تعداد کم تھی اور مجھے خوف تھا کہ

پہاڑ کے پیچھے کوئی لشکر ہے جو مسلمانوں پر حملہ کر دے گا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس فعل کو خوب سراہا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو جنگی امور میں مہارت کی وجہ سے ہم پر امیر مقرر فرمایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ آپ رضی اللہ عنہ کی جنگی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

انتظامی خدمات: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجے کے منتظم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عدل و انصاف کا محکمہ قائم کیا۔ ٹیکس کے قواعد و ضوابط مقرر کیے اور فسطاط شہر کی بنیاد رکھی، جس کا نام چوتھی صدی ہجری میں قاہرہ پڑ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دو سال کے مختصر عرصے میں مصر جیسے بڑے ملک کو فتح کر کے نا صرف اپنی شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کیا بلکہ اپنی قائدانہ صلاحیتوں کا بھی لوہا منوایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مصریوں کی بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کا مشہور قول ہے کہ "ہزار لائق آدمیوں کی موت سے اتنا نقصان نہیں ہوتا جتنا ایک نالائق آدمی کے صاحب اختیار ہو جانے سے پہنچ جاتا ہے۔"

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اوصاف و کمالات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجے کے منتظم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عدل و انصاف کا محکمہ قائم کیا، ٹیکس کے قوائد و ضوابط مقرر کیے۔ آپ نے فسطاط شہر کی بنیاد رکھی۔ جس کا نام چوتھی صدی ہجری میں قاہرہ پڑ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑے متقی اور پرہیز گار انسان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ خوش گفتار، قادر الکلام خطیب، سیاست دان اور سپہ سالار تھے۔ ادب اور شاعری سے آپ رضی اللہ عنہ کو خاص رغبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک مدبر اور دانش مند انسان تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا ایک قول مشہور ہے:

"ہزار لائق آدمیوں کی موت سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا ایک نالائق آدمی کے صاحب اختیار ہو جانے سے پہنچ جاتا ہے۔"

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ہے:
(A) عباس (B) آصف (C) عثمان (D) عاص

2- قبیلہ قریش کی شاخ بنو سہم سے تعلق تھا:
(A) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا (B) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا
(C) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا (D) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا

3- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے:
(A) مکہ مکرمہ میں (B) مدینہ منورہ میں (C) طائف میں (D) مصر میں

4- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے پرورش پائی:
(A) مدینہ منورہ میں (B) مکہ مکرمہ میں (C) مصر میں (D) طائف میں

5- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے:
(A) ہجرت سے 47 برس پہلے (B) ہجرت سے 50 برس پہلے
(C) ہجرت سے 63 برس پہلے (D) ہجرت سے 40 برس پہلے

6- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے والد کا پیشہ تھا:
(A) مویشی پالنا (B) غلہ بانی (C) زراعت (D) تجارت

7- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سفر کیے:
(A) تجارتی (B) تفریحی (C) تبلیغی (D) سیاحتی

8- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مختلف ملکوں کے لوگوں سے ملتے رہے:
(A) بچپن میں (B) دوران تعلیم (C) دوران تجارت (D) جنگوں کے دوران

9- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے پیشہ اختیار کیا:
(A) تجارت (B) مویشی پالنا (C) زراعت (D) ملازمت

10- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے پڑھنا لکھنا سیکھ لیا تھا:
(A) تبلیغ کے لیے (B) کاروبار کے لیے (C) ملازمت کے لیے (D) دعوت کے لیے

11- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے تجربے اور عقل و دانش میں اضافے کا سبب تھا:
(A) مختلف ملکوں کے لوگوں سے ملنا (B) مدرسے میں پڑھنا
(C) ملازمت کرنا (D) دوسروں کو پڑھانا

12- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بچپن ہی سے فن سیکھا:
(A) سپہ گری و شہ سواری کا (B) پڑھانے کا (C) خطابی کا (D) خطابت کا

13- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے آباء و اجداد کا فن تھا:
(A) درس و تدریس (B) خطابی (C) خطابت (D) سپہ گری و شہ سواری

14- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا:
(A) چار ہجری میں (B) آٹھ ہجری میں (C) دس ہجری میں (D) آٹھ ہجری میں

15- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا:
(A) فتح مکہ سے پہلے (B) فتح مکہ کے بعد (C) غزوۂ بدر کے موقع پر (D) غزوۂ بدر سے پہلے

16- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام قبول کرنے والی شخصیات ہیں:
(A) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (B) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ
(C) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ (D) حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

17- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بہت سی جنگوں میں مختلف ذمہ داریاں سونپیں گئیں:
(A) شجاعت و بہادری کی وجہ سے (B) فن خطابت کی وجہ سے
(C) درس و تدریس کی وجہ سے (D) سفارت کاری کی وجہ سے

18- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو معرکہ ذات السلاسل میں بھیجا گیا:
(A) امیر بنا کر (B) سفیر بنا کر (C) مال تجارت دے کر (D) فوج کمک بھیجنے کے لیے

19- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ معرکہ ذات السلاسل میں امیر بنا کر بھیجے گئے:
(A) تین سو مجاہدین پر (B) چار سو مجاہدین پر (C) دو سو مجاہدین پر (D) ایک سو مجاہدین پر

20- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وسیع تجربہ رکھتے تھے:
(A) حکمرانی کا (B) سفارت کاری کا (C) تبلیغ کا (D) پڑھانے کا

21- معرکہ ذات السلاسل کا نتیجہ نکلا:
(A) شاندار کامیابی (B) شکست (C) ناکامی (D) جنگ نہ ہوئی

22- آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے عمان کا سفیر بنا کر بھیجا:
(A) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو

23- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عمان پہنچ کر ملاقات کی:
(A) قاضی القضاۃ سے (B) حاکم سے (C) کمانڈر انچیف سے (D) گورنر سے

24- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عمان کے حاکم کو دعوت دی:
(A) اسلام کی (B) شادی کی (C) تجارت کی (D) مکہ آنے کی

25- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عمان کے حاکم کو دعوتی گرامی نامہ پہنچایا:
(A) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا (B) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا
(C) حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا (D) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا

26- خلافتِ اسلامیہ کے نمائندے کی حیثیت سے رومی اور ایرانی وفود سے ملے:
(A) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (B) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ
(C) حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ (D) حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ

27- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خلافت راشدہ کے دور میں خلافت اسلامیہ کے نمائندے کی حیثیت سے ملے:
(A) رومی اور عراقی وفود سے (B) رومی اور مصری وفود سے (C) رومی اور ایرانی وفود سے (D) ایرانی اور مصری فوج سے

28- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ملی:
(A) یمن میں (B) عمان میں (C) عراق میں (D) ایران میں

29- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عمان سے خبر سن کر آئے:
(A) فتح خیبر کی (B) فتح مکہ کی (C) آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی (D) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی

30- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو فوج کی کمان دے کر فلسطین بھیجا:
(A) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

31- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اصل کارنامہ ہے:
(A) فتح ایران (B) فتح دمشق (C) فتح مکہ (D) فتح مصر

32- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے اجازت طلب کی:
(A) ایران پر حملے کی (B) مصر پر حملے کی (C) عراق پر حملے کی (D) حبشہ پر حملے کی

33- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مجاہدین کی کمان دی:
(A) 4000 (B) 3000 (C) 7000 (D) 1000

34- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر میں داخل ہو کر سب سے پہلے فتح کیا:
(A) حلب (B) قاہرہ (C) عریش (D) اسکندریہ

35- مصر کے رومی سپہ سالار تھیوڈور سے سخت مقابلہ ہوا:
(A) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا (B) حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کا
(C) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا (D) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا

36- بابل شہر فتح ہوا:
(A) 10 ہجری میں (B) 20 ہجری میں (C) 30 ہجری میں (D) 40 ہجری میں

37- اسکندریہ فتح ہوا:
(A) 39 ہجری میں (B) 31 ہجری میں (C) 29 ہجری میں (D) 21 ہجری میں

38- عدل و انصاف کا محکمہ قائم کیا:
(A) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے

39- ٹیکس کے قواعد و ضوابط مقرر کیے:
(A) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے
(C) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے

40- فسطاط شہر کا چوتھی صدی ہجری میں نام پڑا:
(A) قاہرہ (B) اسکندریہ (C) حلب (D) فرما

41- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا:
(A) دو سال میں (B) تین سال میں (C) چار سال میں (D) ایک سال میں

42- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وفات پائی:
(A) 33 ہجری میں (B) 23 ہجری میں (C) 13 ہجری میں (D) 43 ہجری میں

43- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی:
(A) مصر میں (B) عراق میں (C) ایران میں (D) حبشہ میں

جوابات

1- (D)	2- (C)	3- (A)	4- (B)	5- (A)	6- (D)	7- (A)	8- (C)	9- (A)	10- (B)
11- (A)	12- (A)	13- (D)	14- (D)	15- (A)	16- (D)	17- (A)	18- (A)	19- (C)	20- (B)
21- (A)	22- (C)	23- (B)	24- (A)	25- (C)	26- (A)	27- (C)	28- (B)	29- (C)	30- (C)
31- (D)	32- (B)	33- (A)	34- (C)	35- (A)	36- (B)	37- (D)	38- (B)	39- (D)	40- (A)
41- (A)	42- (D)	43- (A)							

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ انسان کا سب سے بڑا جوہر سمجھتے تھے:
(A) سپہ گری اور شہ سواری (B) زراعت اور تجارت کو (C) تیر اندازی اور گلہ بانی (D) درس و تدریس کو

2- تمام ادوار میں جس شخصیت کی سفارت کاری نمایاں نظر آتی ہے:
(A) حضرت علی رضی اللہ عنہ (B) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
(C) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (D) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

3- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مصر میں کس سے سخت مقابلہ ہوا؟
(A) رستم سے (B) مرحب سے (C) سہراب سے (D) تھیوڈور سے

4- "ہزار لائق آدمیوں کی موت سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا ایک نالائق آدمی کے صاحب اختیار ہو جانے سے پہنچ جاتا ہے" یہ فرمان کس شخصیت کا ہے؟
(A) حضرت لقمان کا (B) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا
(C) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا (D) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا

جوابات

-1	(A)	-2	(D)	-3	(D)	-4	(C)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے والد کا کیا نام ہے اور ان کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟
جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عاص ہے اور ان کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنو سہم سے تھا۔

2- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہجرت سے 47 برس پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

3- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہاں پرورش پائی اور کون سا پیشہ اختیار کیا؟
جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں پرورش پائی اور اپنے والد کے ساتھ تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔

4- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو تجارتی سفروں کا کیا فائدہ ہوا؟
جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تجارتی سفروں کے دوران مختلف ملکوں کے لوگوں سے ملتے جلتے رہے، جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے تجربے اور عقل و دانش میں بہت اضافہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کاروبار کے لیے لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا تھا۔

5- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سپہ گری و شہ سواری کب سیکھی اور آپ رضی اللہ عنہ اس کے بارے میں کیا فرماتے تھے؟
جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بچپن ہی سے سپہ گری و شہ سواری کا فن سیکھا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ سپہ گری و شہ سواری میرے آباء و اجداد کا فن ہے، میں اسے انسان کا سب سے بڑا جوہر سمجھتا ہوں۔

6- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کن کے ہمراہ اسلام قبول کیا؟
جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

7- معرکہ ذات السلاسل میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کتنے مجاہدین کا امیر مقرر کیا گیا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟
جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ معرکہ ذات السلاسل میں دو سو مجاہدین پر امیر بنا کر بھیجے گئے اور انھوں نے شان دار کامیابی حاصل کی۔

8- حاکم عمان کیسے مسلمان ہوا؟
جواب: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر عمان روانہ کیا۔ وہاں پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ نے حاکم سے ملاقات کی اور اسے اسلام کی دعوت دیتے ہوئے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت نامہ پیش کیا، جس سے متاثر ہو کر انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔

9- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سفارت کاری کے بارے میں چار جملے تحریر کریں۔
جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سفارت کاری کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ قبول اسلام سے پہلے اور بعد میں آپ رضی اللہ عنہ نے سفارتی مہموں میں بھرپور حصہ لیا۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس صلاحیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کو عمان میں سفیر بنا کر بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر حاکم عمان نے اسلام قبول کیا۔ دورِ خلافت راشدہ میں بھی آپ رضی اللہ عنہ خلافت اسلامیہ کے نمائندے کی حیثیت سے رومی اور ایرانی وفود سے ملنے والے سفارت کاروں میں شامل رہے۔

10- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عمان سے کب واپس آئے؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر آپ رضی اللہ عنہ عمان سے مدینہ منورہ واپس آئے۔

11- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کن جنگوں میں حصہ لیا؟
جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جنگ اجنادین، یرموک اور فتح دمشق سمیت بہت سی جنگوں میں حصہ لیا۔

12- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر کی سرحد میں داخل ہوتے ہی کون کون سے شہر فتح کیے؟
جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر کی سرحد میں داخل ہو کر سب سے پہلے عریش، اس کے بعد فرما اور بلبیس وغیرہ فتح کیے۔

13- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بابل اور اسکندریہ کو کب فتح کیا؟
جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے 20 ہجری میں بابل فتح کیا اور 21 ہجری میں اسکندریہ فتح کیا۔

14- فسطاط شہر کی بنیاد کس نے رکھی اور چوتھی صدی میں اس کا کیا نام رکھا گیا؟
جواب: فسطاط شہر کی بنیاد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے رکھی جس کا نام چوتھی صدی میں قاہرہ پڑ گیا۔

15- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کسی نالائق کے صاحب اختیار ہونے کے بارے میں کیا فرمایا؟
جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہزار لائق آدمیوں کی موت سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا ایک نالائق آدمی کے صاحب اختیار ہونے سے پہنچتا ہے۔

16- حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟
جواب: آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) قریش کے نیک لوگوں میں سے ہیں۔

18- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟
جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات تینتالیس (43) ہجری میں مصر میں ہوئی۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے تجربے اور عقل و دانش میں کیسے اضافہ ہوا؟

جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے ساتھ تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور مختلف تجارتی سفر کیے۔ اس دوران مختلف ملکوں کے لوگوں سے ملتے جلتے رہے، جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے تجربے اور عقل و دانش میں بہت اضافہ ہوا۔

2- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے لکھنا پڑھنا کیوں سیکھا؟

جواب: آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے ساتھ تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور کاروبار کے لیے لکھنا پڑھنا سیکھا۔

3- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کیسے انسان تھے؟

جواب: آپ رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجے کے منتظم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑے متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ خوش گو، قادر الکلام خطیب، سیاست دان اور سپہ سالار تھے۔

4- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی عسکری مہارت کو کس نظر سے دیکھتے تھے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عسکری مہارت میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر اعتماد فرماتے، ان کی قدر کیا کرتے اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قبیلے کا نام تھا:
(الف) بنو عدی (ب) بنو سہم (ج) بنو تیم (د) بنو ثقیف

(ii) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کن کے ہمراہ اسلام قبول کیا؟
(الف) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (ب) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ (د) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

(iii) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا نمایاں وصف تھا:
(الف) سفارت کاری (ب) فقہ (ج) خانہ کعبہ کی تولیت (د) تجارت

(iv) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جس شہر کی بنیاد رکھی:
(الف) فسطاط (ب) بصرہ (ج) کوفہ (د) دمشق

(v) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:
(الف) اناسی (ب) تہتر (ج) سینتالیس (د) اکاون

جوابات: (i) بنو سہم (ii) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (iii) سفارت کاری (iv) فسطاط (v) اناسی

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا نام عمرو اور والد کا نام عاص ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنو سہم سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے

والد اپنے قبیلے کے سردار اور بڑے تاجر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہجرت سے 47 برس پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مکہ میں پرورش پائی۔ اپنے والد کے ساتھ تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور مختلف تجارتی سفر کیے۔

(ii) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کب اسلام قبول کیا اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے آٹھ ہجری میں حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بارگاہ رسالت (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ ان تینوں کے اسلام لانے پر رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا: مکہ والوں نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دیے ہیں۔

(iii) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سفارت کاری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سفارت کاری کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ قبول اسلام سے پہلے اور اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے سفارتی مہموں میں بھرپور طریقے سے حصہ لیا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صلاحیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انھیں عمان کا سفیر بنا کر بھیجا۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے حاکم سے ملاقات کی۔ انھیں اسلام کی دعوت دی اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت نامہ پہنچایا، جس سے متاثر ہو کر انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ خلافت راشدہ کے دور میں بھی آپ رضی اللہ عنہ خلافت اسلامیہ کے نمائندے کی حیثیت سے رومی اور ایرانی وفود سے ملنے والے سفارت کاروں میں شامل رہے۔

(iv) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے کوئی سے چار نمایاں اوصاف تحریر کریں۔

جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے چار اوصاف:
1- سفارت کاری 2- سپہ سالار 3- اعلیٰ درجے کے منتظم 4- سیاست دان

(v) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر کیسے فتح کیا اور وہاں پر کون سی اصلاحات متعارف کروائیں؟

جواب: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر کی سرحد میں داخل ہو کر چار ہزار مجاہدین کے ساتھ سب سے پہلے عریش اور اس کے بعد فرما اور بلبیس وغیرہ کے شہر فتح کیے، پھر مصر کے رومی سپہ سالار تھیوڈور سخت مقابلے میں مارا گیا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر میں عدل و انصاف کا محکمہ قائم کیا، جس کے قواعد و ضوابط مقرر کیے اور فسطاط شہر کی بنیاد رکھی۔

سرگرمیاں

○ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش و القابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

جواب:

نام	ولدیت	پیدائش	القاب	عمر	مروی احادیث	اولاد	وفات	امتیازی خصوصیات
عمرو	عاص	ہجرت سے 47 برس پہلے مکہ میں	ابو عبداللہ	90 برس	39	1- عبداللہ 2- محمد	43 ہجری میں	1- سفارت کاری 2- سپہ سالار 3- قادر الکلام خطیب

○ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مفتوحہ علاقوں کا چارٹ بنا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

جواب: عملی کام۔

5- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیت نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کے نتیجے میں اُن کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی علمیت، اخلاق وصفات اور جہاد فی سبیل اللہ سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بشیر گان کی کفالت کے واقعے کو جان سکیں۔
- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دینی وعلمی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے علم، تفقہ اور اخلاق سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو اُن کے مطابق ڈھال سکیں۔
- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دینی خدمات کو جان کر عملی زندگی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

سوال 10: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیے۔

جواب: نام وکنیت: آپ رضی اللہ عنہ کا نام جابر ہے۔ جابر کا مطلب تسلی دینے والا اور مددگار ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

والدین: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا۔ انھوں نے غزوۂ اُحد میں جامِ شہادت نوش کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام نسیبہ تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے دادا کا نام عمرو بن حرام الانصاری تھا جو اپنے قبیلے کے رئیس تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ خزرج ہے۔

ولادت: آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہجرت مدینہ سے تقریباً پندرہ سال قبل مدینہ منورہ میں ہوئی۔

قبول اسلام: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت عقبہ ثانیہ میں اسلام قبول کیا۔

باپ کی وصیت پر عمل: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بلا کر چند نصیحتیں فرمائیں کہ: بیٹا! میری خواہش ہے کہ میں احد کا پہلا شہید بنوں، اگر ایسا ہوا تو میرے اوپر جو قرض ہے وہ ادا کرنا اور اپنی بہنوں کا خیال رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خواہش پوری فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے اور وہیں پر آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اسامہ بن اعور بن عبید نے شہید کیا اور پھر مشرکین نے آپ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کا مثلہ (اعضا کاٹنا) کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے باپ اور چاچا کو ایک چادر میں کفن دیا گیا۔ (صحیح بخاری: 1348)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اپنے والد کی شہادت کے بعد سہیمہ بنت مسعود بن اوس نامی بیوہ خاتون سے نکاح کیا تاکہ آپ رضی اللہ عنہ کی بہنوں کی تربیت کے ساتھ گھر کا نظام بھی بہتر انداز میں چل سکے۔ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد کی شہادت ہوئی تو وہ مقروض تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے باغ کی کھجوریں پک گئیں تو میں پیغمبر رحمت حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا کہ میرے باغ میں تشریف لائیں اور اپنے دست مبارک سے قرض خواہوں میں ان کا قرض تقسیم فرما دیں اور قرض خواہ میرے والد کے قرض سے کچھ معاف کر دیں تاکہ ہماری طرف سے قرض ادا ہو جائے۔ پیغمبر رحمت حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ کھجوروں کو ایک جگہ اکٹھا کروایا، اُن کے اردگرد تین چکر لگائے اور تقسیم کرنے کا حکم دیا، قرض ادا ہو گیا لیکن کھجوروں کے ڈھیر میں کچھ کمی نہ آئی اور وہ جوں کا توں رہا۔ (صحیح بخاری: 3580)

غزوات میں شرکت: آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر واحد میں کم عمری کی وجہ سے شرکت نہ کر سکے تھے۔ باقی غزوات میں آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت گرم جوشی سے حصہ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انیس (19) غزوات میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غزوات نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑی دلیری و ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔

علم حدیث کا شوق: آپ رضی اللہ عنہ کو علم حدیث کا اس قدر شوق تھا کہ ایک حدیث سننے کے لیے مہینوں کی مسافت طے کر کے (حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حدیث تھی وہ سننے کے لیے آپ رضی اللہ عنہ ان کے پاس) شام گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے 1540 احادیث مروی ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا ایک مجموعہ "صحیفہ جابر بن عبداللہ" کے نام سے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

درس حدیث کا آغاز: تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں درس حدیث کا آغاز کیا۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ اور مصر تک لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا۔

ذوق عبادت اور سادگی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز ادا کرنے کے لیے ایک میل کا سفر طے کر کے آتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت سادہ تھے۔ ایک بار چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو سرکہ پیش کرتے ہوئے فرمایا: اسم اللہ سے نوش فرمائیں، سرکہ کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

نمایاں اوصاف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نہایت استقامت والے، جوش ایمانی سے لبریز، جرأت اظہار حق کے قائل، امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر عمل پیرا، اتباع سنت کے پابند اور اعلیٰ اخلاقی خوبیوں کے مالک تھے۔

وفات: آپ رضی اللہ عنہ کی وفات چوہتر (74) ہجری میں ہوئی۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نمایاں اوصاف اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ صاحب علم، صاحب فہم وفراست، نہایت استقامت والے، جوش ایمانی والے، اظہار حق کی جرأت رکھنے والے، امر بالمعروف کرنے والے، پرہیزگار، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرنے والے اور اعلیٰ خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غزوات نبوی میں بڑی دلیری اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے:
(A) ابوہریرہ (B) ابوعبداللہ (C) ابوانیس (D) ابوبکر

2- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہے:
(A) عائشہ (B) زینب (C) ام ایمن (D) نسیبہ

3- حضرت عبداللہ بن عمرو بن الانصاری کے بیٹے ہیں:
(A) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (B) حضرت انس رضی اللہ عنہ
(C) حضرت امام مالک رحمہ اللہ (D) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

4- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا:
(A) اوس (B) خزرج (C) قریش (D) بنوسعد

5- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش کیا:
(A) غزوۂ بدر میں (B) غزوۂ خندق میں (C) غزوۂ اُحد میں (D) غزوۂ تبوک میں

6- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوئے:
(A) چوتھے نمبر پر (B) پانچویں نمبر پر (C) سب سے پہلے (D) سب کے بعد

7- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ میرے بعد خیال رکھنا:
(A) اپنے بھائیوں کا (B) اپنی بہنوں کا (C) اپنے خاندان والوں کا (D) اپنے باغات کا

8- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو وہ تھے:
(A) مقروض (B) خوش حال (C) سفیر (D) تاجر

9- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بیوہ عورت سے شادی کی:
(A) بچوں کی تربیت کے لیے (B) بھتیجوں کی تربیت کے لیے (C) بہنوں کی تربیت کے لیے (D) بھائیوں کی تربیت کے لیے

10- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے باغ کی کھجوریں پک گئیں تو انھوں نے باغ میں بلایا:
(A) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو
(C) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت انس رضی اللہ عنہ کو

11- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے غزوۂ بدر و اُحد میں شرکت نہ کرنے کی وجہ تھی:
(A) کم عمری (B) تجربہ نہ ہونا (C) کاروباری مصروفیت (D) تجارتی سفر

12- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک حدیث مبارکہ سننے کے لیے مسافت طے کرتے تھے:
(A) ہفتوں کی (B) مہینوں کی (C) دنوں کی (D) سالوں کی

13- حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ رہتے تھے:
(A) مکہ مکرمہ میں (B) عراق میں (C) شام میں (D) ایران میں

14- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے شام جانے کے لیے خریدا:
(A) ایک گدھا (B) ایک خچر (C) ایک گھوڑا (D) ایک اونٹ

15- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منسوب حدیثوں کے مجموعہ کا نام ہے:
(A) صحیفہ جابر بن عبداللہ (B) صحیح بخاری (C) صحیح مسلم (D) صحیفہ صادقہ

16- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے درس حدیث کا آغاز کیا:
(A) مسجد قبلتین میں (B) مسجد حرام میں
(C) مسجد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں (D) مسجد اقصیٰ میں

17- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھنے کے لیے آتے:
(A) ایک میل سفر طے کر کے (B) دو میل سفر طے کر کے (C) تین میل سفر طے کر کے (D) چار میل سفر طے کر کے

18- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ملنے آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انھیں پیش کیا:
(A) جو کا حلوہ (B) سرکہ (C) کھجوروں کا توشہ (D) پھلوں کا رس

19- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: بڑی فضیلت آئی ہے:
(A) سرکہ کی (B) سیب کی (C) ناریل کی (D) انار کی

جوابات

(B) -1	(D) -2	(A) -3	(C) -4	(B) -5	(C) -6	(B) -7	(A) -8	(C) -9	(B) -10
(A) -11	(B) -12	(C) -13	(D) -14	(A) -15	(C) -16	(A) -17	(B) -18	(A) -19	

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- غزوۂ اُحد کا پہلا شہید بننے کی خواہش کس ہستی کی تھی؟
(A) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی (B) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی
(C) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی (D) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی

2- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا تاکہ بہتر تربیت ہو سکے:
(A) بچوں کی (B) ان کے بھائیوں کی (C) ان کی بہنوں کی (D) ان کی کنیزوں کی

3- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے قرض ادا ہو گیا لیکن کچھ کمی نہ آئی:
(A) لوگوں میں (B) جو کے ڈھیر میں (C) کھجوروں کے ڈھیر میں (D) آموں کے ڈھیر میں

4- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس احباب آئیں تو وہ پیش کر دے:
(A) جو کچھ میسر ہو (B) اپنا سب کچھ (C) دوسروں سے مانگ کر (D) لوگوں سے قرض لے کر

جوابات

(B) -1	(C) -2	(C) -3	(A) -4

مجموعہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد اور والدہ کا نام کیا تھا؟
جواب: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام نسیبہ تھا۔

2- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت کیا تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟
جواب: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔

3- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کب اسلام قبول کیا؟
جواب: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیعت عقبہ ثانیہ میں اپنے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام قبول کیا۔

4- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کب شہادت پائی اور آپ رضی اللہ عنہ نے کیا نصیحت کی؟
جواب: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ اُحد میں شہادت پائی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ میرے اوپر جو قرض ہے وہ ادا کرنا اور اپنی بہنوں کا خیال رکھنا۔

5- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کیوں ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا؟
جواب: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اپنے والد کی شہادت کے بعد ایک بیوہ عورت سے صرف اس وجہ سے نکاح کیا تاکہ ان کی بہنوں کی تربیت ہو سکے اور گھر کا نظام بہتر انداز میں چل سکے۔

6- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کا قرض ادا کرنے کے لیے کیا اہتمام فرمایا؟
جواب: جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے باغ کی کھجوریں پک گئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں ایک جگہ اکٹھی کرنے کا حکم دیا اور اس کے گرد تین چکر لگائے پھر کھجوریں تقسیم کرنے کا حکم دیا قرض ادا ہو گیا مگر کھجوروں کے ڈھیر میں کوئی کمی نہ ہوئی۔

7- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کل کتنے غزوات میں شریک ہوئے اور کن دو غزوات میں شرکت نہ کی؟

جواب: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کل انیس (19) غزوات میں شرکت فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد اور غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔

8- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کتنی احادیث روایت کی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب مجموعہ حدیث کا کیا نام ہے؟

جواب: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے 1540 احادیث روایت کی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا ایک مجموعہ "صحیفہ جابر بن عبداللہ" کے نام سے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو علم حدیث کا کس قدر شوق تھا؟

جواب: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو علم حدیث کا اس قدر شوق تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک حدیث سننے کے لیے مہینوں کی مسافت طے کرتے تھے۔

2- کن علاقوں کے لوگوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث کا علم حاصل کیا؟

جواب: مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ اور مصر تک کے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے حدیث کا علم حاصل کیا۔

3- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق اگر کسی کے پاس احباب آئیں تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر کسی کے پاس احباب آئیں تو جو کچھ میسر ہو وہ پیش کر دے، اس میں کوتاہی یا کنجوسی نہ کرے۔

4- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کیسے انسان تھے؟

جواب: آپ رضی اللہ عنہ نہایت استقامت والے، جوشِ ایمانی، جرأت اظہارِ حق، امر بالمعروف، اتباعِ سنت اور اعلیٰ اخلاق کی خوبیوں پر فائز تھے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ہے:
(الف) عبداللہ (ب) عبدالرحمن (ج) عبدالکریم (د) عبدالجبار

(ii) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو جس میدان میں دفن کیا گیا:
(الف) بدر (ب) احد (ج) البقیع (د) کربلا

(iii) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جن غزوات میں شرکت فرمائی ان کی تعداد ہے:
(الف) 15 (ب) 17 (ج) 19 (د) 21

(iv) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا سن وفات ہے:
(الف) 64 ہجری (ب) 74 ہجری (ج) 84 ہجری (د) 94 ہجری

(v) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:
(الف) ایک سو چالیس (ب) پانچ سو چالیس (ج) دس سو چالیس (د) پندرہ سو چالیس

جوابات: (i) عبداللہ (ii) اُحد (iii) 19 (iv) 74 ہجری (v) پندرہ سو چالیس

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: آپ رضی اللہ عنہ کا نام جابر اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام نسیبہ تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عبداللہ تھا، آپ رضی اللہ عنہ کے دادا اپنے قبیلہ کے رئیس تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ ثانیہ میں اپنے والد کے ساتھ سلام لائے۔

(ii) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ان کا قرض کیسے ادا کیا؟

جواب: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد کی جب شہادت ہوئی تو وہ مقروض تھے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے باغ کی کھجوریں پک کر تیار ہو گئیں تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باغ میں تشریف لائیں۔ اپنے دستِ مبارک سے قرض خواہوں میں ان کا قرض تقسیم فرمائیں اور قرض خواہ میرے والد کے قرض سے کچھ معاف فرما دیں تاکہ ہماری طرف سے قرض ادا ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں تشریف لائے، کھجوروں کو ایک جگہ اکٹھا کروایا۔ اُن کے گرد تین چکر لگائے اور تقسیم کرنے کا حکم دیا، قرض ادا ہو گیا لیکن کھجوروں کے ڈھیر میں کچھ کمی نہ آئی اور وہ جوں کا توں رہا۔

(iii) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بہنوں کی تربیت کے لیے کیا اہتمام فرمایا؟

جواب: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اپنے والد کی شہادت کے بعد ایک بیوہ عورت سے صرف اس وجہ سے نکاح کیا تاکہ ان کی بہنوں کی تربیت کے ساتھ گھر کا نظام بھی بہتر انداز میں چل سکے۔

(iv) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دینی و علمی خدمات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انیس غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت فرمائی۔ تحصیلِ علم سے فراغت کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درسِ حدیث کا آغاز کیا۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ اور مصر تک لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا۔ دور دراز کے علاقوں کے لوگ علم حدیث کے حصول کے لیے آپ رضی اللہ عنہ کے درس میں شرکت کرتے تھے۔

(v) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نمایاں اوصاف تحریر کریں۔

جواب: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نہایت استقامت والے، جوشِ ایمانی سے لبریز، جرأت اظہارِ حق کے قائل، امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل پیرا، اتباعِ سنت کے پابند اور اعلیٰ اخلاق کی خوبیوں پر فائز تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غزوات نبوی میں بڑی دلیری اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔

(vi) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو علم حاصل کرنے کا کتنا شوق تھا؟ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو علم حاصل کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک حدیث سننے کے لیے مہینوں کی مسافت طے کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حدیث کی روایت موجود تھی اور وہ شام میں رہتے تھے۔ جب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے ایک اونٹ خریدا، طویل سفر طے کر کے ان کے پاس پہنچے اور وہ حدیث سنی۔

سرگرمیاں ○ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حیات پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش و القابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

جواب:

نام	ولدیت	پیدائش	القاب	عمر	مروی احادیث	اولاد	وفات	امتیازی خصوصیات
جابر	عبداللہ	ہجرت مدینہ سے 15 سال پہلے مدینہ میں	ابو عبداللہ	89 برس	540	1- عبدالرحمن 2- محمد 3- محمود 4- عبداللہ 5- عقیل	74 ہجری	1- اتباعِ سنت 2- جرأت اظہار

○ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث کے بارے میں مذاکرہ کروایا جائے۔

جواب: عملی کام۔

○ اساتذہ کرام طلبہ کو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی کے بارے میں مزید معلومات فراہم کریں۔

جواب: عملی کام۔

(6) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نتیجے میں اُن کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے صلہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ملنے والی دعا کے متعلق جان سکیں۔
- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے اخلاق و صفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور روایتِ حدیث کے واقعات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے کردار بالخصوص بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے متعلق جان کر سبق حاصل کر سکیں۔
- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی علمی و دینی خدمات کو جان کر عملی زندگی میں اپنا سکیں۔

سوال 11: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیے۔

جواب: آپ رضی اللہ عنہ کا نام انس، کنیت ابوحمزہ اور لقب خادمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو نجار سے تھا جو انصارِ مدینہ کا ایک معزز قبیلہ تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہجرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دس سال پہلے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے اکثر افراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے قبل توحید و رسالت کے علم بردار ہو چکے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ نے بھی بیعتِ عقبہ ثانیہ سے پیشتر دینِ اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت انس کے والد نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیعتِ عقبہ ثانیہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر مکہ کرمہ جا کر بیعت کی تھی۔ اس طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کا پورا گھرانہ ایمان سے روشن تھا۔

خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نبی رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض گزار ہوئیں کہ میرے بیٹے انس (رضی اللہ عنہ) کو اپنی خدمت میں قبول فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست قبول فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں رہے اور خادمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک اپنے فرض کو نہایت احسن انداز میں انجام دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ فجر کی نماز سے پہلے درِ اقدس پر حاضر ہوتے اور دوپہر کو اپنے گھر واپس آتے، ظہر کو پھر حاضر ہوتے، عصر تک رہتے اور نمازِ عصر پڑھ کر اپنے گھر کا رخ کرتے۔

آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ سفر و حضر میں پیغمبرِ رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کو محبت سے "انیس" کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں دس برس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہا لیکن اس عرصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی خفا ہوئے اور نہ کبھی کسی کام کے بارے میں یہ فرمایا کہ اب تک کیوں نہ ہوا۔

دعائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی انس (رضی اللہ عنہ)

کے لیے دعا فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر تک دعا کی اور آخر میں یہ کلمات زبانِ مبارک سے ارشاد فرمائے: "اے اللہ! انس کے مال میں اضافہ فرما اور اس کی اولاد زیادہ کر اور جو تو نے اس کو عطا فرمایا ہے، اس میں برکت دے۔" (صحیح مسلم: 2480)

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مال کا یہ عالم تھا کہ انصار میں کوئی شخص ان کے برابر مال دار نہ تھا۔ اولاد میں اس قدر برکت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے، بیٹیوں اور پوتے، پوتیوں کی تعداد سو (100) سے زیادہ تھی۔

اولاد کی تربیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اپنی اولاد سے بہت پیار تھا۔ اپنے بچوں کو خود تعلیم دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تعلیم کا ہی اثر تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے تابعین میں خاص قدر و منزلت رکھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ تیر انداز بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو خود تیر اندازی سکھاتے تھے۔

نمایاں اوصاف

حضرت انس رضی اللہ عنہ نہایت فیاض، ملن سار اور صبر و استقامت والے تھے۔ گفت گو بہت سادہ اور راست گوئی سے فرماتے تھے۔ کسی کے گھر جاتے تو تین بار اجازت لیتے اور سادہ کھانا کھاتے تھے۔ علم حدیث اور علم فقہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو کمال حاصل تھا۔ حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اتباعِ سنت، امر بالمعروف اور حق گوئی آپ رضی اللہ عنہ کے نمایاں اوصاف تھے۔

کتابتِ حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا شمار ان جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جنھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث لکھنے کی تلقین فرمائی اور انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو لکھ کر محفوظ فرمایا۔

وفات

آپ رضی اللہ عنہ وفات سے چند ماہ قبل بیمار رہے۔ دور و نزدیک سے آپ رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور عقیدت مند عیادت کے لیے حاضر ہوتے۔ بصرہ میں وفات پانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ رضی اللہ عنہ آخری صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ترانوے (93) ہجری میں وفات پائی۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کس قدر پیار تھا؟

جواب: حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہ سے خاص محبت و شفقت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بیٹا اور کبھی کبھی پیار میں "انیس" کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مذاق بھی فرما لیتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو "دو کانوں والے" کہہ کر بھی مخاطب فرمایا۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیک (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1 حضرت انس رضی اللہ عنہ کا لقب ہے:

(A) ابوتراب (B) ابوحمزہ (C) خادمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (D) ابوصالح

-2 حضرت انس رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ہے:
(A) عبداللہ (B) زبیر (C) عثمان (D) مالک بن نضر

-3 حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں:
(A) حضرت انس رضی اللہ عنہ (B) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (C) حضرت جابر رضی اللہ عنہ (D) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

-4 حضرت انس رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے:
(A) مصر میں (B) مدینہ منورہ میں (C) دمشق میں (D) قسطنطنیہ میں

-5 حضرت انس رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے:
(A) عام الفیل کے بعد (B) ہجرت مدینہ کے دس سال بعد (C) ہجرت مدینہ سے دس سال پہلے (D) عام الفیل سے پہلے

-6 حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ نے اسلام قبول کیا:
(A) بیعت عقبہ ثانیہ سے پہلے (B) بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد (C) ہجرت نبوی ﷺ کے بعد (D) فتح مکہ کے بعد

-7 حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا نکاح ثانی ہوا:
(A) حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے (B) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے (C) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے (D) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے

-8 حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیعت عقبہ ثانیہ میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی:
(A) مکہ مکرمہ میں (B) شعب ابی طالب میں (C) طائف میں (D) مدینہ منورہ میں

-9 حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا:
(A) مالک بن نضر نے (B) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (C) حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے (D) اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے

-10 حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت کرتے رہے:
(A) آپ خاتم النبیین ﷺ کی وفات تک (B) فتح مکہ تک
(C) غزوۂ خندق تک (D) غزوۂ خیبر تک

-11 حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت کی:
(A) سات سال تک (B) پندرہ سال تک (C) تیرہ سال تک (D) دس سال تک

-12 بیعت عقبہ ثانیہ ہوئی:
(A) مدینہ منورہ میں (B) مکہ مکرمہ میں (C) طائف میں (D) خیبر میں

-13 حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمیشہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ رہتے تھے:
(A) سفر وحضر میں (B) خلوت میں (C) جلوت میں (D) مسجد میں

-14 نبی کریم خاتم النبیین ﷺ "انیس" کہہ کر مخاطب فرماتے تھے:
(A) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو (C) حضرت انس رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت اویس رضی اللہ عنہ کو

-15 حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مال کی یہ حالت تھی کہ کوئی شخص ان کے برابر مال دار نہ تھا:
(A) طائف کا (B) اہل مکہ کا (C) مہاجرین کا (D) انصار کا

-16 حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیٹے، بیٹیوں اور پوتے، پوتیوں کی تعداد تھی:
(A) 50 (B) 30 (C) 20 (D) 100 سے زیادہ

-17 حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو تعلیم دیتے تھے:
(A) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (B) آپ رضی اللہ عنہ خود (C) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (D) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

-18 حضرت انس رضی اللہ عنہ ماہر تھے:
(A) تیراندازی میں (B) گھڑسواری میں (C) سفارت کاری کے (D) سپہ سالاری کے

-19 حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو سکھاتے تھے:
(A) سفارت کاری (B) سپہ سالاری (C) تیراندازی (D) گھڑسواری

-20 حضرت انس رضی اللہ عنہ گفت گو فرمایا کرتے تھے:
(A) انتہائی مختصر (B) طویل (C) مشکل ترین (D) سادہ

-21 حضرت انس رضی اللہ عنہ کھانا تناول فرماتے تھے:
(A) انتہائی سادہ (B) بھنا ہوا گوشت (C) بہت کم (D) دن میں چار بار

-22 حضرت انس رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں جنھیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے تلقین فرمائی:
(A) حدیث لکھنے کی (B) کتابت وحی کی (C) تفسیر لکھنے کی (D) وعظ کرنے کی

-23 حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وفات پائی:
(A) 73 ہجری میں (B) 43 ہجری میں (C) 13 ہجری میں (D) 93 ہجری میں

-24 حضرت انس رضی اللہ عنہ آخری صحابی رسول خاتم النبیین ﷺ ہیں جنھوں نے وفات پائی:
(A) بصرہ میں (B) مدینہ منورہ میں (C) مکہ مکرمہ میں (D) کربلا میں

جوابات

-1 (C)	-2 (D)	-3 (A)	-4 (B)	-5 (C)	-6 (A)	-7 (C)	-8 (A)	-9 (C)	-10 (A)
-11 (D)	-12 (B)	-13 (A)	-14 (C)	-15 (D)	-16 (D)	-17 (B)	-18 (A)	-19 (C)	-20 (D)
-21 (A)	-22 (A)	-23 (D)	-24 (A)						

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1 حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے درخواست کی کہ اپنی خدمت میں قبول فرمالیں:
(A) حضرت انس رضی اللہ عنہ کو (B) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو
(C) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو (D) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو

-2 حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے دولت کدے سے اپنے گھر کا رخ کس نماز کے بعد کرتے تھے؟
(A) نماز ظہر کے بعد (B) نماز عصر کے بعد (C) نماز مغرب کے بعد (D) نماز عشاء کے بعد

-3 حضرت انس رضی اللہ عنہ گفت گو کے دوران ہر فقرہ کتنی مرتبہ دہراتے تھے؟
(A) دو بار (B) تین بار (C) چار بار (D) بار بار

-4 وفات سے قبل شاگرد اور عقیدت مند حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس کس لیے آتے تھے؟
(A) عیادت کے لیے (B) حصولِ علم کے لیے (C) مدد طلب کرنے کے لیے (D) قرآن سننے کے لیے

جوابات

-1 (A)	-2 (B)	-3 (B)	-4 (A)

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی کنیت اور لقب کیا ہے؟

جواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحمزہ اور لقب خادم رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

2- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے والد اور والدہ کا کیا نام ہے؟

جواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے والد کا نام مالک بن ضمضم اور والدہ کا نام حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ہے۔

3- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟

جواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو نجار سے تھا جو انصار کا ایک معزز قبیلہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے اکثر افراد آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے۔

4- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال پہلے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

5- حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کون تھیں اور انھوں نے کب اسلام قبول کیا؟

جواب: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ام سلیم رضی اللہ عنہا تھا۔ وہ رشتے میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ لگتی تھیں۔ انھوں نے بیعت عقبہ ثانیہ سے پیشتر ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔

6- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا نکاح ثانی کس سے ہوا اور انھوں نے کب اسلام قبول کیا؟

جواب: حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا نکاح ثانی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ انھوں نے بیعت عقبہ ثانیہ میں حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر مکہ مکرمہ جا کر بیعت کی تھی۔

7- حضرت انس رضی اللہ عنہ کو والدہ نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کیسے پیش کیا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کی تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ انس (رضی اللہ عنہ) کو اپنی خدمت میں قبول فرما لیجیے۔

8- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو خادم رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کا لقب کیوں ملا؟

جواب: آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خادم رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے شہرت پائی۔

9- حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک کے بارے میں کیا فرماتے تھے؟

جواب: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس (10) برس نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، لیکن اس عرصے میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نہ کبھی خفا ہوئے اور نہ کبھی کسی کام کے بارے میں یہ فرمایا کہ اب تک کیوں نہ ہوا؟

10- آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے برکت کی دعا کا کیا اثر ہوا؟

جواب: آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو کثرت مال اور اولاد سے نوازا۔

11- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کی تربیت کس طرح کی؟

جواب: حضرت انس رضی اللہ عنہ اکثر اپنے مکان پر رہتے تھے اور اپنے بیٹوں کو خود تعلیم دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تعلیم و تعلم کے علاوہ ماہر تیر انداز بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو خود تیر اندازی سکھاتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تعلیم و تربیت کا ہی اثر تھا کہ تابعین میں آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو خاص عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

13- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ترانوے (93) ہجری میں بصرہ میں وفات پائی۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ کس شرف پر ناز رہا؟

جواب: حضرت انس رضی اللہ عنہ کم و بیش دس برس نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے، آپ رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ اس شرف پر ناز رہا۔

2- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کو محبت سے کیا کہہ کر مخاطب فرماتے تھے؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کو محبت سے "انیس" کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔

3- حضرت انس رضی اللہ عنہ پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا کیا اثر ہوا تھا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے اثر سے اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کثیر مال اور کثیر اولاد سے نوازا تھا۔

4- حضرت انس رضی اللہ عنہ کے تابعین میں خاص عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے؟

جواب: حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو خود تعلیم دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے تابعین میں خاص عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تعلیم کا اثر تھا۔

5- حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ہر شخص محبت اور عزت کی نگاہ سے کیوں دیکھتا تھا؟

جواب: آپ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جو قرب حاصل تھا اس کی وجہ سے ہر شخص آپ رضی اللہ عنہ کو محبت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے:

(الف) ابوحمزہ (ب) ابوبکر (ج) ابوتراب (د) ابوصالح

(ii) حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں:

(الف) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا (ب) حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا (ج) حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا (د) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کو محبت سے جس نام سے مخاطب فرماتے تھے:

(الف) انیس (ب) عُمیر (ج) اویس (د) فضیل

(iv) حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ کو جس علم میں کمال حاصل تھا:

(الف) فقہ (ب) سائنس (ج) نجوم (د) فلکیات

(v) حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ کا لقب ہے:

(الف) خادم رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم (ب) امین الامۃ (ج) ترجمان القرآن (د) سیف اللہ

جوابات (i) ابوحمزہ (ii) حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا (iii) انیس (iv) فقہ (v) خادم رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا کیا عالم تھا؟ وضاحت کریں۔

جواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ صبح اٹھ کر کاشانہ نبوت کی زیارت سے آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے تھے، صبح کاذب کی تاریکی میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا یہ کم سن بچہ بستر استراحت سے اٹھتا اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو سامانِ وضو مہیا کرنے کے لیے مسجد نبوی کا راستہ لیتا۔ ایامِ شباب میں ان کی محبت کی کوئی حد نہ تھی۔

(ii) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کتنے سال نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی؟

جواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے دس سال نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے حوالے سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا کیا معمول تھا؟

جواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ فجر کی نماز سے پہلے درِ اقدس پر حاضر ہو جاتے اور دوپہر کو اپنے گھر واپس آتے، ظہر کے وقت پھر حاضر ہوتے اور عصر تک رہتے، نمازِ عصر پڑھ کر اپنے گھر کا رخ کرتے تھے۔

(iv) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے کیا دعا فرمائی؟ اور اس سے انھیں کیا برکات حاصل ہوئیں؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرماتے ہوئے کہا: "اے اللہ! انس (رضی اللہ عنہ) کے مال میں اضافہ فرما اور اس کی اولاد زیادہ کر اور جو تو نے اسے عطا فرمایا ہے اس میں برکت دے۔"

اس دعا کی برکت سے آپ رضی اللہ عنہ کے مال کی یہ حالت تھی کہ انصار میں کوئی شخص ان کے برابر مال دار نہ تھا اولاد میں اس قدر برکت ہوئی کہ آپ کے بیٹوں، بیٹیوں اور پوتے اور پوتیوں کی تعداد 100 سے زیادہ تھی۔

(v) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی چند صفات تحریر کریں۔

جواب: حب رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، اتباعِ سنت، امر بالمعروف اور حق گوئی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے نمایاں اوصاف تھے۔

(vi) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی علمی و دینی خدمات اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

جواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو علم فقہ میں کمال حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حدیث روایت کرنے میں ابتدائی اہم مقام حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ان جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جن کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث لکھنے کی تلقین فرمائی اور انھوں نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو محفوظ فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دس برس نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فرمائی۔ اس عرصے میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کبھی آپ رضی اللہ عنہ سے ناخوش نہ ہوئے۔

سرگرمیاں

○ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش و القابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

جواب:

نام	ولدیت	پیدائش	القاب	عمر	مروی احادیث	اولاد	وفات	امتیازی خصوصیات
انس	مالک بن نضر	ہجرت مدینہ سے دس سال پہلے مدینہ منورہ میں	خادم رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم	103 سال	تقریباً 2000	بیٹے، بیٹیوں اور پوتوں کی تعداد 100 سے زائد	93 ہجری	1- تیر اندازی 2- خدمت رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ

حضرت شفاء، حضرت اُمِّ سُلَیم، حضرت اُمِّ عطیہ، حضرت اُمِّ ایمن
حضرت اُمِّ عمارہ اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- مذکورہ صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالاتِ زندگی اور مقام و مرتبہ سے واقف ہو سکیں۔
- مذکورہ صحابیات رضی اللہ عنہن کی سیرت و معاشرتی کردار سے واقف ہو سکیں۔
- عہدِ نبوی میں خواتین کو تحصیلِ علم اور معاشرتی کردار ادا کرنے کے یکساں مواقع فراہم کیے جانے کی حوصلہ افزائی کا ادراک کر سکیں۔
- مذکورہ صحابیات رضی اللہ عنہن کی علمی و فنی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- مذکورہ صحابیات رضی اللہ عنہن کے معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے کردار کی پیروی کر سکیں۔
- ان کی علمی و فنی خدمات سے متاثر ہو کر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے جذبے سے سرشار ہو کر معاشرے میں کردار ادا کر سکیں۔

حضرت شفا بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا

سوال 12: حضرت شفا رضی اللہ عنہا کی سیرت و کردار پر نوٹ لکھیں۔

جواب: **نام و نسب:** آپ رضی اللہ عنہا کا نام شفا اور والد کا نام عبداللہ بن عبد شمس تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام فاطمہ بنت وہب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ قریش کے خاندان عدی سے تھا۔

نکاح اور قبول اسلام: حضرت شفا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابو حثمہ بن حذیفہ عدوی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا ان خوش قسمت ترین خواتین میں سے تھیں جنھوں نے ہجرت نبوی سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔

حبِ رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم): حضرت شفا رضی اللہ عنہا کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت تھی۔ انھوں نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے الگ بچھونا بنا رکھا تھا، جس پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک جذب ہوتا تھا، جس سے انتہائی اعلیٰ خوشبو آتی رہتی تھی، یقیناً حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی استعمال کردہ اشیا متبرک ہیں، آپ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد نے ان تبرکات کو نہایت احتیاط اور محبت و عقیدت سے اپنے پاس محفوظ رکھا۔

بازارِ مدینہ کی اوّلین منتظم: مدینہ منورہ کے بازار میں قیمتوں میں توازن قائم رکھنے اور اشیائے ضروریہ کے معیار کو برقرار رکھنے کے لیے حضرت شفا بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا کو منتخب کیا گیا جو اس منصب کے لیے سب سے موزوں ترین شخصیت تھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد مبارک میں اس محترم خاتون کو اس قومی فرض کی ادائیگی میں ہر قسم کی مدد فراہم کی۔

فضل و کمال: حضرت شفا رضی اللہ عنہا عاقلہ، فاضلہ اور فقیہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا زمانہ جاہلیت سے ہی لکھنا پڑھنا جانتی تھیں اور مشہور طبیبہ بھی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی دوست تھیں آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا سکھایا تھا۔ حضرت شفا رضی اللہ عنہا نے نبی رحمت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے چند احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت شفا رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد بارہ (12) ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا صاحب الرائے تھیں، آپ رضی اللہ عنہا کو بارگاہ نبوی میں جو تقرب حاصل تھا، اس وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کی بڑی تعظیم و تکریم کی جاتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر آپ رضی اللہ عنہا سے اہم مسائل میں مشورہ لیا کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہا کی رائے کی بہت تعریف کرتے تھے۔

تحفہ نبوی خاتم النبیین ﷺ: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو ایک مکان عنایت فرمایا جس میں آپ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقیم رہیں۔

عورت کی ذمہ داری صرف امور خانہ داری، شوہر اور بچوں کی خدمت گزاری تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے اپنا کردار ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ ابتدائے اسلام میں دعوت و تبلیغ کا فریضہ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ادا کیا، اسی طرح یہ فریضہ صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی اسی جذبہ و لگن سے سرانجام دیا بلکہ بعض معاملات میں وہ ان سے سبقت لے گئیں۔ عصر حاضر کی خواتین صحابیات رضی اللہ عنہن کو بطور نمونہ قبول کریں تو وہ اسلام سے صحیح معنوں میں متاثر ہو سکیں گی اور وہ موجودہ دور کے اثرات سے بے نیاز ہو کر خالص اسلامی اخلاق اور اسلامی تمدن کا نمونہ بن جائیں گی۔

حضرت اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا

سوال 13: حضرت اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی پر نوٹ لکھیں۔

جواب: حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے بے انتہا محبت کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ میں اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے انصار کی پہلی مسلمان خاتون ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

نام، کنیت اور نسب: آپ رضی اللہ عنہا کا نام سہلہ یا رملہ تھا، آپ کی کنیت اُمِ سُلَیم اور لقب غمیصا اور رمیصا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام ملحان بن خالد تھا اور آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ملیکہ بنت مالک تھا۔ حضرت اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح مالک بن نضر سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا آبائی نسبت کی وجہ سے حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی خالہ مشہور تھیں۔

نکاح: ابتدائے اسلام میں دعوت و تبلیغ دین کا فریضہ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ادا کیا اس طرح بلکہ اس سے بھی کئی گنا بڑھ کر یہ فریضہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے سرانجام دیا۔ خاتون کی ذمہ داری نیکی کی دعوت اور برائی سے روکنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو صورت و سیرت کے ساتھ ساتھ بہت سی صلاحیتوں، صبر و استقلال، مضبوط عزائم اور قوت ارادی سے بھی نوازا تھا۔ بیوہ ہونے کے باوجود مدینے کے کئی معززین نے آپ رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھیجا، ان میں سے ایک زید بن سہل تھے، جو ابوطلحہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ اُم سلیم رضی اللہ عنہا آپ کی نیک نامی سے پہلے ہی واقف تھیں مگر وہ ابھی تک بت پرست تھے، ان کے بار بار اصرار پر آپ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابوطلحہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں ایک اللہ کی عبادت کرتی ہوں اور تم پتھر یا لکڑی کے بنے بتوں کو پوجتے ہو۔ آپ رضی اللہ عنہا کی گفتگو نے ابوطلحہ کے دل و دماغ پر بڑا گہرا اثر کیا اور حق و صداقت کی کرنوں نے ان کے باطن کو منور کر دیا۔ چند دنوں بعد ابوطلحہ نے اسلام قبول کر لیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے نا صرف ان سے نکاح کر لیا بلکہ حق مہر معاف کرتے ہوئے فرمایا "میرا مہر اسلام ہے۔"

غزوات میں شرکت: آپ خاتم النبیین ﷺ انصار کی چند خواتین کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے، ان میں سے ایک حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان عورتوں کا کام لوگوں کو پانی پلانا اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے جنگ احد میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو مجاہدین کی خدمت کرتے ہوئے دیکھا، وہ اس قدر تیزی سے یہ خدمت انجام دے رہی تھیں کہ انھوں نے اپنے کپڑے سمیٹے ہوئے تھے اور ان کی پنڈلیاں نظر آ رہی تھیں، وہ مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لیے دوڑتی اور زخمی مسلمانوں کو پانی پلاتی پھر جب پانی ختم ہو جاتا تو مشک بھر لاتیں اور مسلمانوں کو پانی پلاتیں۔

آپ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ احد، غزوۂ خیبر اور غزوۂ حنین میں شرکت کی۔

مواخات کا عظیم واقعہ: تاریخ انسانی کا مواخات سے متعلق سب سے اہم، منفرد، تاب ناک اور سبق آموز واقعہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا ہی کے گھر پر انجام پایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہجرت کے بعد انصار و مہاجرین کو میری والدہ (حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا) کے گھر میں جمع فرمایا اور ان کے مابین رشتہ مواخات قائم کیا۔

اخلاق و صفات: حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نہایت صابر، مستقل مزاج اور سخاوت کرنے والی خاتون تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا سے چند احادیث بھی مروی ہیں۔ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہا سے مسائل شریعت اور احکام دینیہ کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے بہت زیادہ محبت تھی۔

محبِ رسول خاتم النبیین ﷺ: حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے بہت محبت تھی۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کی نبی رحمت خاتم النبیین ﷺ سے محبت کا انداز و اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک دفعہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں پانی کی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو انھوں نے مشک کا وہ ٹکڑا کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا کیوں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہونٹ مبارک اس سے مس ہوئے تھے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے خصوصی تعلق: آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح فرمایا تو ولیمے والے دن حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک برتن میں بہت سا حلیدہ بنا کر آپ خاتم النبیین ﷺ کے لیے بطور ہدیہ بھیجا۔

غزوہ خیبر میں جب آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے انھیں اپنے گھر میں دلہن بنا کر تیار کیا تھا۔

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کی فضیلت: حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں جنت میں گیا تو مجھے آہٹ محسوس ہوئی میں نے کہا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ رمیصا رضی اللہ عنہا کی والدہ غمیصا بنت ملحان ہیں۔

حضرت اُمِ عَطیہ رضی اللہ عنہا

سوال 14: حضرت اُمِ عَطیہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی پر نوٹ لکھیں۔

جواب: حضرت اُمِ عَطیہ رضی اللہ عنہا: حضرت اُمِ عَطیہ رضی اللہ عنہا کا شمار جلیل القدر انصاری صحابیات رضی اللہ عنہن میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب ہستیوں میں شامل ہیں جو ہجرت مدینہ سے پہلے ہی مشرف بہ اسلام ہو چکی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نام نسیبہ بنت حارث تھا اور کنیت ام عطیہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق انصار کے قبیلہ ابو مالک بن النجار سے تھا۔

غزوات میں شرکت: حضرت اُمِ عَطیہ رضی اللہ عنہا نے عہد رسالت میں سات معرکوں میں شرکت کی، جن میں آپ رضی اللہ عنہا مجاہدین کے لیے کھانا پکاتیں، سامان کی حفاظت کرتیں، مریضوں کی تیمارداری کرتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔

محبِ رسول خاتم النبیین ﷺ: اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی ذات مبارکہ سے اس قدر محبت تھی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کا ذکر کرتے وقت "یا رسول اللہ میرے والد آپ خاتم النبیین ﷺ پر قربان" جیسے الفاظ ادا کرتی تھیں۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر 324)

آپ رضی اللہ عنہا کو یہ عظیم سعادت حاصل ہوئی کہ آٹھ (8) ہجری میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی صاحب زادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا اور چند عورتوں نے مل کر ان کو غسل دیا اور اس کا طریقہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے خود ان کو سکھایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے میت نہلانے کا طریقہ سیکھا کرتے تھے۔

علما کا کہنا ہے: آپ رضی اللہ عنہا نے غسل کے طریقے کو اس طریقے سے بیان فرمایا کہ غسل میت کے حوالے سے حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ روایت سے بہتر کوئی اور روایت نہیں ہے۔

علمی مقام: حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا علم و فضل کے حوالے سے بڑے اونچے درجے پر فائز تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا عالمہ، فاضلہ اور فقیہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا سے چند احادیث بھی مروی ہیں۔ ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ احادیث کی تعداد چالیس (40) ہے، جن میں سے چھ (6) متفق علیہ ہیں۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی بڑی جماعت نے آپ رضی اللہ عنہا سے روایات لی ہیں۔

عادات و اوصاف: حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کوئی کام آپ خاتم النبیین ﷺ کی اجازت کے بغیر نہ کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا احکام البی کی خاص طور پر پابندی کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا سنت نبوی خاتم النبیین ﷺ کی پاسداری کیا کرتی تھیں، اسی متابعت رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی وجہ سے

صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں ان کا بڑا درجہ تھا۔ آپ ﷺ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اعزہ واقربا سے بھی محبت رکھتی تھیں، آپ ﷺ طب میں بھی کسی قدر مہارت رکھتی تھیں۔

بیعت: مدینہ منورہ میں بیعت کی خواہش مند خواتین کو ایک مکان میں اکٹھا کیا گیا۔ ان عورتوں میں حضرت ام سلیم ﷺ بھی تھیں، جب ساری عورتیں ایک جگہ اکٹھی ہو گئیں تو آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق ﷺ کو ان کی طرف بھیجا کہ ان شرائط پر بیعت لیں:

1- اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی۔
2- اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔
3- چوری نہ کریں گی۔
4- زنا نہ کریں گی۔
5- کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگائیں گی۔
6- اچھی باتوں سے انکار نہ کریں گی۔

آپ ﷺ نے بیعت کے وقت جن امور کا ان سے وعدہ لیا تھا، حضرت اُم عطیہ ﷺ نے ہمیشہ ان کی پاسداری کی۔

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا

سوال 15: حضرت اُمّ ایمن ﷺ کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیے۔

جواب: حضرت ام ایمن ﷺ صبر واستقامت، فہم وفراست کی پیکر، محبت وشفقت کا خزینہ، بہادری وشجاعت کی علم بردار نہایت نیک اور صالح خاتون تھیں۔ آپ ﷺ کا نام برکہ اور کنیت اُمّ ایمن ہے۔ آپ ﷺ اُمّ الظباء لقب سے معروف تھیں۔

خاندان نبوت سے تعلق: آپ ﷺ حبشہ کی رہنے والی تھیں۔ آپ ﷺ بطور باندی وغلام مکہ مکرمہ پہنچیں۔ آپ ﷺ بچپن سے آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کے ساتھ رہیں اور جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت آمنہ ﷺ کے پاس رہنے لگیں۔ بچپن میں حضرت اُم ایمن ﷺ نے ہی آپ ﷺ کی پرورش کی۔

سفر مدینہ میں معیت: نبی کریم ﷺ نے یثرب (مدینہ منورہ) کا پہلا سفر چھے (6) برس کی عمر میں کیا۔ اس سفر میں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے ساتھ حضرت اُمّ ایمن ﷺ بھی شریک تھیں۔ آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ یثرب میں اپنے ننھیالی عزیزوں بنو عدی بن النجار، خزرج کے جوار میں مدفون تھے۔ حضرت سیدہ آمنہ ﷺ کبھی کبھی یثرب (مدینہ منورہ) جایا کرتی تھیں۔ اتفاق سے یہ سفر آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ ﷺ کا آخری سفر ثابت ہوا۔ اس سفر سے واپسی پر ابوا کے مقام پر حضرت آمنہ ﷺ کا انتقال ہوا۔ حضرت اُم ایمن ﷺ رسول اللہ ﷺ کو ابوا سے واپس مکہ لائیں اور مرحومہ والدہ کی جگہ حضرت عبدالمطلب کے گھر رسول اللہ ﷺ کی دیکھ بھال اور پرورش کرنے لگیں۔ آپ ﷺ نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انتہائی شفقت ومحبت سے پیش آتیں۔ آپ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتیں اور آپ ﷺ کی پرورش ونگہداشت میں کسی قسم کی کمی نہ آنے دیتی تھیں۔

قبول اسلام اور ہجرت: آپ ﷺ نے پیغمبر رحمت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ پر ابتدائے اسلام میں ہی دین رحمت کو قبول کر لیا اور توحید ورسالت کے نور سے منور ہوئیں۔ آپ ﷺ قبول اسلام کے بعد مشکلات ومصائب سے بھی دوچار رہیں۔ آپ ﷺ نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ منورہ ہجرت کی۔

حضرت محمد ﷺ سے خصوصی تعلق: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضرت اُم ایمن ﷺ کی بہت زیادہ عزت کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اُم ایمن (ﷺ) میری والدہ ہیں۔ نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اکثر وبیشتر حضرت اُم ایمن ﷺ کے مکان پر تشریف لے جاتے تھے۔

نکاح اور اولاد: حضرت سیدہ اُم ایمن ﷺ کا پہلا نکاح حضرت عبید بن زید ﷺ سے ہوا جو قبیلہ اوس کے انصاری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت عبید بن زید ﷺ تحت ایمان سے مالا مال ہوئے اور غزوۂ حنین کے موقع پر وفات پائی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی خواہش پر حضرت اُمّ ایمن ﷺ کا نکاح حضرت زید بن حارثہ ﷺ سے ہوا۔ حضرت زید ﷺ بھی حبشہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ﷺ دونوں کو بہت عزیز رکھتے تھے اور یہ آنحضرت ﷺ کے گھر کے فرد کی طرح رہتے تھے۔

آپ ﷺ کے دو بیٹے تھے۔ حضرت ایمن ﷺ پہلے شوہر سے تھے۔ وہ صحابی رسول (ﷺ) تھے اور غزوۂ خیبر میں شہید ہوئے۔ دوسرے بیٹے زید بن حارثہ ﷺ سے حضرت اسامہ ﷺ آپ ﷺ کے محبوب خاص اور جلیل القدر صحابی تھے۔

بہادری وشجاعت کی پیکر: آپ ﷺ نہایت دلیر اور شجاعت کی پیکر تھیں۔ آپ ﷺ نے غزوۂ احد اور غزوۂ خیبر سمیت غزوات نبوی ﷺ میں شرکت کی اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ آپ ﷺ مشکیزہ کندھوں پر اٹھا کر زخمیوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی تیمارداری ومرہم پٹی کرتیں۔

شہادت کی موت: آپ ﷺ فرماتی تھیں: میدان جنگ سے باہر کی موت ذلت وبزدلی کی موت ہے اور میدان جنگ کی موت عزت اور شہادت کی موت ہے۔

حُبِّ رسول ﷺ: 11 ہجری میں نبی کریم ﷺ نے وصال فرمایا تو حضرت اُمّ ایمن ﷺ سخت مغموم تھیں اور روتی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ اور حضرت عمر فاروق ﷺ نے سمجھایا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر چیز موجود ہے تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میں تو اس وجہ سے روتی ہوں کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے، اتنا سن کر یہ دونوں حضرات بھی رونے لگے۔

نمایاں اوصاف: آپ ﷺ روزہ دار، نہایت عبادت گزار، اللہ تعالیٰ کے خوف سے گریہ وزاری کرنے والی، انتہائی دلیر وبہادر اور محبت واتباع رسول ﷺ کی پیکر، نہایت عمدہ اخلاق کی مالک تھیں۔ حضرت اُمّ ایمن ﷺ نے نبی کریم ﷺ سے چند حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔

وفات: آپ ﷺ کی وفات خلافت عثمانی کے دور میں ہوئی اور آپ ﷺ جنت البقیع میں دفن ہیں۔

حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا

سوال 16: حضرت اُمّ عمارہ ﷺ کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیے۔

جواب: حضرت اُم عمارہ ﷺ بہت زیادہ محنت وکوشش کرنے والی، بہادر، راہ خدا میں خرچ کرنے والی، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسا کرنے والی خاتون تھیں۔

نام وکنیت: آپ ﷺ کا نام نسیبہ اور کنیت اُم عمارہ تھی۔

والدین: حضرت اُم عمارہ ﷺ کے والد کا نام کعب بن عمرو بن عوف ہے۔ آپ ﷺ کا تعلق انصار کے مشہور قبیلے بنو خزرج کی شاخ، بنو نجار کے خاندان مازن سے تھا۔ آپ ﷺ کی والدہ کا نام رباب بنت عبداللہ ہے جن کا تعلق بھی بنو خزرج سے تھا۔

بیعت عقبہ میں شرکت: حضرت اُم عمارہ ﷺ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ ان دو خوش نصیب خواتین میں شامل تھیں جنھوں نے بیعت عقبہ میں شرکت کی اور مکہ مکرمہ میں پیغمبر رحمت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کا عظیم شرف حاصل کیا۔ بیعت عقبہ میں کل تہتر (73) مرد اور دو (2) عورتیں شامل تھیں۔

قبول اسلام: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ سے قبل حضرت مصعب بن عمیر ﷺ کو مدینہ منورہ میں مبلغ اسلام بنا کر بھیجا جنھوں نے عشق رسول ﷺ کی ایسی روح اہل مدینہ کے دلوں میں ڈالی کہ جس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ حضرت اُم عمارہ ﷺ نے اپنے خاندان سمیت ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

نکاح اور اولاد: حضرت اُم عمارہ ﷺ کا پہلا نکاح چچازاد حضرت زید بن عاصم ﷺ سے ہوا۔ ان سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک حضرت عبداللہ بن زید ﷺ اور دوسرے حبیب بن زید ﷺ۔ دونوں نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہونے کے عظیم شرف سے مشرف ہوئے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح حضرت عُزیہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اُن کا تعلق بھی بنو نجار سے تھا۔ ان سے بھی آپ رضی اللہ عنہا کے ہاں دو بچے تمیم اور خولہ پیدا ہوئے۔

غزوات میں شرکت: آپ رضی اللہ عنہا نہایت بہادر اور دلیر خاتون تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا غزوۂ اُحد میں شریک ہوئیں، آپ رضی اللہ عنہا مشک بھر کر لوگوں کو پانی پلا رہی تھیں تو نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں، کفار جب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرتے تھے تو آپ رضی اللہ عنہا انھیں تیر و تلوار سے روکتی تھیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں نے غزوۂ اُحد میں اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے دائیں اور بائیں لڑتے ہوئے دیکھا۔ غزوۂ اُحد میں حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے ایک کافر کو بھی قتل کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بیعت رضوان، غزوۂ خیبر اور فتح مکہ میں بھی شرکت کی۔

دعائے مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم: ایک مرتبہ حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے پیغمبر رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کی کہ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہمراہی نصیب فرمائے۔ اس پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی: ''اے اللہ! ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا دے۔'' حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا اس دعا کے بعد کہتی تھیں کہ: دنیا میں مجھ پر جو بھی مصیبت آ جائے تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔

جنگ یمامہ میں شرکت: عہد صدیقی میں جنگ یمامہ لڑی گئی۔ یہ جنگ نبوت کے جھوٹے دعوے دار مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے حبیب رضی اللہ عنہ کو لے کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ اس معرکے میں حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کو بڑی بے دردی سے شہید کیا گیا۔ اس طرح حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ پہلے شہید ختم نبوت کے عظیم مرتبے پر فائز ہوئے۔

حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کو ان کی شہادت کی خبر ملی تو صبر و استقامت کی پیکر اس عظیم مجاہدہ نے فرمایا: ''میں نے اسی دن کے لیے اُسے جنا تھا'' اور ساتھ ہی منت مانی کہ یا مسیلمہ کذاب قتل ہو گا یا وہ خود جان دے دیں گی، یہ کہہ کر تلوار اٹھائی اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہو گئیں اور اس بہادری سے مقابلہ کیا کہ مسیلمہ کذاب بدحواس ہو کر بھاگا لیکن حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کی برچھی اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی تلوار سے زخمی کر چکی تھی۔ اس نے قریبی باغ میں پناہ لی۔ جہاں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ یوں نبوت کا جھوٹا دعوے دار اپنے سترہ ہزار لوگوں کے ساتھ واصل جہنم ہوا۔ اس معرکے میں حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کے جسم پر گیارہ زخم آئے اور آپ رضی اللہ عنہا اپنے ایک بازو سے بھی محروم ہو گئیں۔

مرویات: آپ رضی اللہ عنہا سے چند احادیث مبارکہ بھی مروی ہیں۔

وفات: آپ رضی اللہ عنہا کی وفات تیرہ (13) ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

سوال 17: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیے۔

جواب: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بے حد سخی، حق گوئی، جرأت و دلیری، صبر و استقلال اور تسلیم و رضا کی پیکر تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا شمار قدیم الاسلام صحابیات میں ہوتا ہے۔

نام و لقب: آپ رضی اللہ عنہا کا نام اسماء اور لقب ذات النطاقین ہے۔

ولادت: آپ رضی اللہ عنہا ہجرت سے ستائیس (27) برس قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔

والدین: آپ رضی اللہ عنہا پیکر عشق و وفا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کی شاخ بنو تیم سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ تھا۔

خاندان: اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی سوتیلی بہن ہیں جب کہ حضرت عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے نانا عبدالعزیٰ قریش کے نامور سردار اور دادا حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ مکہ کے معززین میں شمار ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حجاز کے بہت بڑے تاجر تھے۔

قبول اسلام: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے یعنی آپ رضی اللہ عنہا ان لوگوں میں شامل ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا سے پہلے صرف سترہ (17) مقدس نفوس ہی تخفی طور پر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے یوں آپ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانے والوں میں اٹھارواں (18) نمبر ہے۔

نکاح: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے صاحب زادے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے کیا، جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

سادگی و قناعت کی پیکر: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے میری شادی ہوئی، تو وہ بہت تنگ دست اور مفلس تھے، ان کی کل متاع ایک گھوڑے اور ایک اونٹ پر مشتمل تھی۔ چناں چہ گھر کے سارے کام کرنے کے ساتھ ساتھ، گھوڑے اور اونٹ کا چارہ اور پانی لانے تک کے سارے کام مجھے ہی کرنے پڑتے تھے۔ نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ کو تھوڑی زمین دی تھی، میں وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں سر پر رکھ کر لاتی اور انھیں کچل کر گھوڑے کو کھلاتی۔ بعد ازاں میرے والد نے ایک غلام ہمارے پاس بھیج دیا جو گھوڑے کے کاموں سمیت باہر کے سب کام کرنے لگا۔ (صحیح بخاری: 5224)

پیغمبر رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق سفر تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم دو پہر کو ان کے گھر تشریف لے گئے اور ہجرت کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے زاد سفر تیار کرنے کی خدمت سرانجام دی۔ دو تین دن کا کھانا ساتھ رکھا، جب باندھنے کے لیے کوئی چیز نہ ملی تو وارفتگی شوق میں آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے نطاق (کمر بند) جس کو عرب عورتیں کمر پر لپیٹتی ہیں کے دو (2) ٹکڑے کر کے اس سے سامان سفر باندھ دیا۔ یہ شرف تھا جس کی بنا پر آج تک ان کو ذات النطاقین (دو کمر بند والی) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری: 3905)

مدینہ میں پہلے مسلمان بچے کی پیدائش: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ پہنچ کر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور قبا میں قیام کیا۔ یہاں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہا ان کو لے کر پیغمبر رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور طلب فرمائی اور اسے چبا کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے منہ میں رکھ دیا۔ چناں چہ سب سے پہلے جو چیز حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک لعاب دہن تھا۔ اس کے بعد آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے برکت طلب کی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان بچے ہیں جن کی پیدائش ہجرت کے بعد ہوئی۔ (صحیح بخاری: 3909)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی عظمت و بزرگی کا ہر شخص معترف ہے۔ خلافت راشدہ کے بعد حجاز کے بڑے علاقے پر ان کی حکومت قائم ہوئی، اس لیے تمام دنیائے اسلام نے ان کی صدا پر لبیک کہا۔ عبدِ بنو امیہ میں حجاج نے مکہ پہنچتے ہی بیت اللہ پر شدید سنگ باری شروع کر دی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بڑی بہادری سے اس کا مقابلہ کرتے رہے۔ مگر جلد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ حجاج کے فوجی کسی بھی وقت مکے پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ چناں چہ آپ رضی اللہ عنہ مشورے کے لیے والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جرأت مند باہمت اور پُرعزم والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بیٹے! موت کے خوف سے غلامی کی ذلت قبول کرنا جرأت مند مومن کا شیوہ نہیں، حق و صداقت کی راہ میں لقمہ اجل بن جانا، اللہ تعالیٰ کے باغیوں کی اطاعت سے ہزار درجے بہتر ہے۔ فرمایا: بیٹے! شہادت کے آرزو مند دنیوی اطمینان سے بے نیاز ہوتے ہیں۔

پُرعزم ماں کے مشورے نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے جذبہ جہاد کو مزید ابھار دیا۔ سعادت مند بیٹے نے زرہ اتار پھینکی، آستینیں اوپر چڑھائیں، بر ہنہ شمشیر ہاتھ میں لی اور مخالف فوج پر ٹوٹ پڑے۔ مردانہ وار لڑتے ہوئے بالآخر آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حق گوئی اور استقلال: حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا۔ تین دن گزرنے کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کنیز کو ساتھ لے کر اپنے بیٹے کی لاش پر آئیں۔ لاش لٹکی تھی، دل تھام کر اس منظر کو دیکھا اور نہایت استقلال سے حجاج کو کہا: ''اس سوار کے گھوڑے سے اترنے کا ابھی وقت نہیں آیا۔''

نمایاں اوصاف: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نیک طبع، حق گو اور صابرہ خاتون تھیں۔ بیٹے کی شہادت ماں کے لیے قیامت سے کم نہ تھی لیکن اس موقع پر بھی انھوں نے عزم و ہمت، صبر و تحمل اور استقلال سے کام لیا۔ آپ رضی اللہ عنہا حد درجہ خوددار، باہمت اور توانع و انکساری کی پیکر تھیں۔

مرویات: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرپن (56) احادیث روایت کی ہیں جو صحیحین اور سنن میں موجود ہیں۔

وفات: آپ رضی اللہ عنہا نے جمادی الاوّل ستر (73) ہجری میں سو (100) سال کی عمر میں وفات پائی۔

صحابیات کے حالات زندگی میں مسلمان خواتین کے لیے یہ سبق ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی روشنی میں گزاریں، زندگی کے مختلف شعبہ جات میں نمایاں کردار ادا کریں اور ملک و ملت کا نام روشن کریں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خواتین کے تحصیل علم کو سامنے رکھتے ہوئے صاحب منصب کو خواتین کی تعلیم کے حوالے سے کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟

جواب: اسلام نے عورتوں کو دینی و دنیوی تعلیم کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کو بھی اتنا ہی اہم قرار دیا ہے، جتنا مردوں کی تعلیم کو ضروری قرار دیا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کی تعلیم و تربیت کا بڑا خیال رکھتے تھے، اس لیے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے الگ وقت متعین کر رکھا تھا۔ ابتدائے اسلام میں بھی خواتین نے علمی میدانوں میں غیر معمولی کارنامے انجام دیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت بڑی عالمہ تھیں۔ کتب حدیث میں دو ہزار دو سو دس روایتیں ان سے مروی ہیں۔ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی فقاہت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مرجع کی حیثیت رکھتی تھیں۔

عورتیں معاشرے کا نصف حصہ ہیں، ظاہر ہے کہ ان کی تعلیم کے بغیر قوم اور معاشرے کی ترقی ناگزیر ہے۔ وہ دینی اور دنیوی دونوں علوم سے آراستہ ہوں۔ آج معاشرے کو پڑھی لکھی خواتین کی اشد ضرورت ہے۔ صاحب منصب کو ان کی تربیت کے لیے عمدہ نظام قائم کرنا چاہیے تاکہ وہ صاف ستھری اور اسلامی طریقے کے مطابق پاکیزہ زندگی بسر کر سکیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ہے:
(A) عائشہ بنت ابوبکر (B) فاطمہ بنت وہب (C) فاطمہ بنت عبداللہ (D) طاہرہ بنت نعمان

2- حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا:
(A) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے (B) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے
(C) حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ سے (D) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

3- حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا:
(A) ہجرت مدینہ کے بعد (B) ہجرت حبشہ سے قبل (C) ہجرت حبشہ کے بعد (D) ہجرت مدینہ سے قبل

4- رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو عنایت فرمایا:
(A) ایک مکان (B) ایک باغ (C) ایک بستر (D) ایک خنجر

5- حضرت شفاء رضی اللہ عنہا جانتی تھیں:
(A) خطاب کرنا (B) قراءت کرنا (C) پڑھانا (D) لکھنا پڑھنا

جوابات

-1	(B)	-2	(C)	-3	(D)	-4	(A)	-5	(D)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے بعد تبرکات کو کس نے محفوظ کیا؟
(A) ان کے شوہر نے (B) ان کی بیٹی نے (C) ان کی اولاد نے (D) ان کے والد نے

2- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو کون سی چیز عطا فرمائی؟
(A) ایک مکان (B) ایک اونٹ (C) ایک باغ (D) قیمتی خزانہ

3- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ مکان میں حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کس کے ساتھ رہائش پذیر رہیں؟
(A) اپنے شوہر کے ساتھ (B) اپنے بیٹے کے ساتھ (C) اپنی بیٹی کے ساتھ (D) اپنے والدین کے ساتھ

جوابات

-1	(C)	-2	(A)	-3	(B)				

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے والد کے اور والدہ کا نام لکھیے۔

جواب: حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے والد کا نام عبداللہ بن عبد شمس تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام فاطمہ بنت وہب تھا۔

2- حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کی خاص خوبی کیا تھی اور آپ رضی اللہ عنہا سے کتنی احادیث مروی ہیں؟

جواب: حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کی خاص خوبی یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا لکھنا پڑھنا جانتی تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد بارہ (12) ہے۔

3- حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی؟

جواب: حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی۔ انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علیحدہ بچھونا تیار رکھا تھا، جس پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے اور اس میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ جذب ہوتا تھا، جس سے خوش بُو آتی رہتی تھی، حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی استعمال کردہ چیزیں یقیناً بڑی متبرک تھیں۔ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے بعد ان کی اولاد نے ان تبرکات کو نہایت احتیاط سے محفوظ رکھا۔

4- حضرت شفاء پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ایک عنایت کا ذکر کریں۔

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو ایک مکان بھی عنایت فرمایا تھا، جس میں وہ اپنے بیٹے کے ساتھ رہائش پذیر تھیں۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو کیا عنایت فرمایا تھا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو ایک مکان عنایت فرمایا تھا، جس میں وہ اپنے بیٹے کے ساتھ رہائش پذیر تھیں۔

2- حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے گھر میں کون سی خاص چیز بنا رکھی تھی؟

جواب: حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے گھر میں علیحدہ بچھونا بنا رکھا تھا۔

حضرت اُمِ سُلَیم رضی اللہ عنہا

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا نام تھا:
(A) میمونہ یا عابدہ (B) طاہرہ یا طیبہ (C) سہلہ یا رملہ (D) ثمیصا یا رمیصا

2- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا لقب تھا:
(A) ثمیصا اور رمیصا (B) طیبہ اور طاہرہ (C) محدثہ اور عالمہ (D) حافظہ اور قاریہ

3- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے والد کا نام تھا:
(A) خالد بن ولید (B) ملحان بن خالد (C) مالک بن دینار (D) عطا بن یوسف

4- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ہے:
(A) ملیکہ بنت مالک (B) سعدیہ بنت اسعد (C) قدسیہ بنت عابد (D) سریر بنت شعبان

5- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا:
(A) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے (B) حضرت ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ سے
(C) حضرت ابوعبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے (D) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے

6- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کے لیے شرط عائد کی:
(A) ہجرت کرنے کی (B) باغ دینے کی (C) اسلام قبول کرنے کی (D) جہاد میں شرکت کرنے کی

7- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: میرا مہر ہے:
(A) 5 تولے سونا (B) اسلام (C) 100 تولے چاندی (D) دو کھجوروں کے باغ

جوابات

-1	(C)	-2	(A)	-3	(B)	-4	(A)	-5	(A)	-6	(C)	-7	(B)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے غزوات میں شرکت کی:
(A) غزوہ بدر، غزوہ اُحد (B) غزوۂ اُحد، غزوۂ خیبر، غزوہ حنین (C) غزوۂ خیبر، فتح مکہ (D) غزوہ اُحد، فتح مکہ

2- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے کون مسائل دریافت کرتے تھے؟
(A) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (B) تابعین (C) تابع تابعین (D) مجاہدین

3- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کی آہٹ کہاں سنی؟
(A) آسمان پر (B) مکہ میں (C) مدینہ میں (D) جنت میں

جوابات

-1	(B)	-2	(A)	-3	(D)		

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا نام اور لقب بیان کیجیے۔

جواب: حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا نام سہلہ یا رملہ تھا اور لقب ثمیصا اور رمیصا تھا۔

2- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے والد اور والدہ کا نام بتائیے۔

جواب: حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے والد کا نام ملحان بن خالد تھا اور آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ملیکہ بنت مالک تھا۔

3- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا نکاح کن سے ہوا اور آپ رضی اللہ عنہا کا حق مہر کیا تھا؟

جواب: حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے ہوا اور آپ رضی اللہ عنہا کا حق مہر ابوطلحہ کا قبول اسلام تھا۔

4- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے والد اور والدہ کا نام تحریر کریں۔

جواب: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے والد کا نام مالک بن نضر اور والدہ کا نام حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا تھا۔

5- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے کون کون سے غزوات میں شرکت فرمائی؟

جواب: حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے غزوۂ اُحد، غزوۂ خیبر اور غزوۂ حنین میں شرکت فرمائی۔

6- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا غزوات میں کیا خدمت سرانجام دیتی تھیں؟

جواب: حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔

7- حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کن اوصاف کی مالک تھیں؟

جواب: حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نہایت صابر، مستقل مزاج اور سخاوت کرنے والی خاتون تھیں۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے اپنے حق مہر کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا "میرا مہر اسلام ہے"۔

2- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا رشتہ تھا؟

جواب: حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے صاحب زادے ہیں۔

3- حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم نے ارشاد فرمایا:
میں جنت میں گیا تو آہٹ محسوس ہوئی، میں نے کہا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ثمیصا بنت ملحان ہیں۔

حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کا نام تھا:
(A) نُسَیبہ بنت حارث (B) فاطمہ بنت وہب (C) سہلہ بن ملحان (D) شفا بنت عبداللہ

2- حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کا تعلق تھا:
(A) قبیلہ دوس سے (B) قبیلہ قریش سے (C) قبیلہ خزرج سے (D) قبیلہ ابو مالک بن النجار سے

3- حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے شرکت کی:
(A) 7 معرکوں میں (B) 17 معرکوں میں (C) 21 معرکوں میں (D) 27 معرکوں میں

4- حضور نبی کریم ﷺ کی صاحب زادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا:
(A) 28 ہجری میں (B) 18 ہجری میں (C) 22 ہجری میں (D) 8 ہجری میں

5- حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دیا:
(A) حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے (B) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے (C) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے (D) حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے

6- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے سیکھتے تھے:
(A) میت نہلانے کا طریقہ (B) تراویح پڑھنے کا طریقہ (C) نماز پڑھنے کا طریقہ (D) صدقہ ادا کرنے کا طریقہ

جوابات

-1	(A)	-2	(D)	-3	(A)	-4	(D)	-5	(C)	-6	(A)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دینے والی عورتوں میں شامل تھیں:
(A) حضرت شفا بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا (B) حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا (C) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا (D) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

2- حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا جن احکام کی خصوصی پابندی کرتی تھیں:
(A) احکام طب (B) احکام تدریس (C) احکام طعام (D) احکام نبوی

جوابات

-1	(B)	-2	(D)

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کا نام اور کنیت لکھیے۔
جواب: حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کا نام نُسیبہ بنت حارث تھا اور آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عطیہ تھی۔

2- حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کا تعلق کس قبیلے سے تھا اور آپ رضی اللہ عنہا نے کب اسلام قبول کیا؟
جواب: حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کا تعلق انصار کے قبیلہ بنی مالک بن النجار سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ہجرت مدینہ سے قبل اسلام قبول کیا۔

3- حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کے اوصاف بیان کریں۔
جواب: حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا احکام نبوی (خاتم النبیین ﷺ) کی خاص پابندی کرتی تھیں، رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے بیعت لیتے ہوئے جن امور کا ان سے وعدہ لیا تھا، آپ رضی اللہ عنہا نے ہمیشہ ان کی پاسداری کی۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام رحمہم اللہ کیا سیکھتے تھے؟
جواب: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام رحمہم اللہ میت نہلانے کا طریقہ سیکھتے تھے۔

2- حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا احکام نبوی ﷺ کی پابندی کس طرح کرتی تھیں؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے بیعت لیتے ہوئے جن امور کی ان سے وعدہ لیا تھا، انھوں نے ہمیشہ اُن کی پاسداری کی۔

3- حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے کتنے غزوات میں شرکت کی اور کیا خدمات سرانجام دیں؟
جواب: حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے سات (7) غزوات میں شرکت کی جن میں آپ رضی اللہ عنہا مردوں کے لیے کھانا پکاتیں، سامان کی حفاظت کرتیں، مریضوں کی تیمارداری کرتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔

4- حضرت زینب رضی اللہ عنہا کب فوت ہوئیں اور آپ رضی اللہ عنہا کو غسل کس نے دیا؟
جواب: حضرت زینب رضی اللہ عنہا آٹھ (8) ہجری میں فوت ہوئیں اور حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے انھیں غسل دیا۔

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کا نام ہے:
(A) برکا (B) سدرہ (C) سعدیہ (D) نسیبہ

2- حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا رہنے والی تھیں:
(A) عراق کی (B) مصر کی (C) حبشہ کی (D) ایران کی

3- حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا خادمہ تھیں:
(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی (B) آپ خاتم النبیین ﷺ کے والد کی
(C) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی (D) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی

4- حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد رہنے لگیں:
(A) حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کے پاس (B) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس
(C) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس (D) حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس

5- حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی بچپن میں پرورش کی:
(A) حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے (B) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے
(C) حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے (D) حضرت ثُویبہ رضی اللہ عنہا نے

6- حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے حبشہ ہجرت کے بعد شرکت کی:
(A) فتح مکہ میں (B) غزوۂ اُحد میں (C) غزوۂ خندق میں (D) غزوۂ بدر میں

7- نبی رحمت خاتم النبیین ﷺ کا وصال ہوا:
(A) 11 ہجری میں (B) 10 ہجری میں (C) 13 ہجری میں (D) 9 ہجری میں

8- حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیٹے تھے:
(A) حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کے (B) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کے
(C) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے (D) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے

جوابات

-1	(A)	-2	(C)	-3	(B)	-4	(D)	-5	(A)	-6	(B)	-7	(A)	-8	(B)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- نبی کریم ﷺ کے وصال پر حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے رونے کا سبب بتایا کہ اب منقطع ہو گیا ہے:
(A) وحی کا سلسلہ (B) رحمت کا سلسلہ (C) بارش کا سلسلہ (D) جہاد کا سلسلہ

2- حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا غزوات میں کس طرح کی خدمات سرانجام دیتی تھیں؟
(A) کھانے کی تیاری (B) زخمیوں کی تیمارداری (C) ہتھیاروں کی صفائی (D) مجاہدین کی حاضری

3- حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے تھے:
(A) ہمسائے (B) محبوب خاص (C) کاروباری شریک (D) دوست

جوابات

1- (A)	2- (B)	3- (B)	

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کا نام کیا تھا اور وہ کہاں کی رہنے والی تھیں؟
جواب: حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کا نام برقا تھا اور آپ رضی اللہ عنہا حبشہ کی رہنے والی تھیں۔

2- حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کن کی خادمہ تھیں اور کب تک ان کے ساتھ رہیں؟
جواب: حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ کی خادمہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ کے انتقال تک ان کے پاس رہیں اور اس کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہنے لگیں۔

3- حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کا پیغمبر رحمت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے کیا تعلق ہے؟
جواب: آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی بچپن میں پرورش کی بالخصوص حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ کی دیکھ بھال اور حفاظت و نگہداشت آپ رضی اللہ عنہا ہی کے ذمہ تھی۔

4- پہلے شوہر کے انتقال کے بعد حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کا نکاح کس سے ہوا؟
جواب: پہلے شوہر کے انتقال کے بعد حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

5- حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے جن غزوات میں شرکت کی ان میں سے دو کے نام لکھیں۔
جواب: حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے جن غزوات میں شرکت کی ان میں سے دو یہ ہیں: 1- غزوۂ احد 2- غزوۂ خیبر

6- حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کے بیٹوں کے نام لکھیے۔
جواب: حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کے بیٹوں کے نام: 1- حضرت ایمن رضی اللہ عنہ 2- حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو کیا اعزاز حاصل تھا؟
جواب: حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی بچپن میں پرورش کی تھی۔

2- نبی کریم ﷺ کے وصال پر حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے رونے کا سبب کیا بیان کیا؟
جواب: حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے وصال پر فرمایا: "میں اس لیے رو رہی ہوں کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔"

3- نبی کریم ﷺ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیا فرماتے تھے؟
جواب: نبی کریم ﷺ فرماتے تھے: "اُم ایمن میری ماں ہیں"۔

حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کا نام ہے:
(A) برقا (B) نسیبہ (C) ساجدہ (D) سعدیہ

2- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کا قبیلہ تھا:
(A) بنو نجار (B) بنو عباس (C) بنو امیہ (D) بنو سعد

3- بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئیں:
(A) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (B) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا (C) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (D) حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا

4- بیعت عقبہ ثانیہ میں کل مرد تھے:
(A) 78 (B) 63 (C) 73 (D) 40

5- بیعت عقبہ ثانیہ میں خواتین شریک تھیں:
(A) 2 (B) 3 (C) 4 (D) 10

6- غزوۂ اُحد میں جب کفار نبی کریم ﷺ پر حملہ کرتے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں:
(A) حضرت زینب رضی اللہ عنہا (B) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (C) حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا (D) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا

7- غزوۂ اُحد میں اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے دائیں بائیں لڑتے ہوئے دیکھا فرمان ہے:
(A) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا (B) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا
(C) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا (D) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا

8- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ اُحد میں قتل کیا:
(A) تین کافروں کو (B) دو کافروں کو (C) چار کافروں کو (D) ایک کافر کو

9- جنگ یمامہ لڑی گئی:
(A) عہد صدیقی میں (B) عہد عثمانی میں (C) عہد نبوی میں (D) عہد فاروقی میں

10- مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی:
(A) غزوۂ حنین (B) جنگ یرموک (C) جنگ یمامہ (D) جنگ صفین

11- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے شہید ہوئے:
(A) غزوۂ بدر میں (B) جنگ جمل میں (C) غزوۂ اُحد میں (D) جنگ یمامہ میں

12- حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بیٹے ہیں:
(A) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کے (B) حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کے (C) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے (D) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے

13- مسیلمہ کذاب قتل ہوگا یا وہ خود جان دے دیں گی، یہ منت مانی:
(A) حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے (B) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے (C) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے (D) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے

14- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ کٹ گیا:
(A) جنگ یمامہ میں (B) غزوۂ اُحد میں (C) غزوۂ بدر میں (D) غزوۂ خندق میں

15- مسیلمہ کذاب مارا گیا:
(A) جنگ جمل میں (B) جنگ یرموک میں (C) جنگ یمامہ میں (D) جنگ صفین میں

16- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی:
(A) 13 ہجری میں (B) 23 ہجری میں (C) 10 ہجری میں (D) 17 ہجری میں

17- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی:
(A) مدینہ منورہ میں (B) مکہ مکرمہ میں (C) نجف میں (D) دمشق میں

18- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا دفن ہیں:
(A) کربلا میں (B) بقیع غرقد میں (C) جنت البقیع میں (D) مسجد اقصیٰ کے قریب

جوابات

1- (B)	2- (A)	3- (D)	4- (C)	5- (A)	6- (C)	7- (A)	8- (D)	9- (A)	10- (C)
11- (D)	12- (B)	13- (A)	14- (A)	15- (C)	16- (A)	17- (A)	18- (C)		

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- جنگِ یمامہ کس خلیفہ کے عہد میں لڑی گئی؟
(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (B) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (C) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (D) حضرت علی رضی اللہ عنہ

2- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے منت مانی کہ یا مسیلمہ کذاب قتل ہوگا یا:
(A) وہ خود جان دے دیں گی (B) اسے گرفتار کیا جائے گا (C) اسے زخمی کیا جائے گا (D) وہ بھاگ جائے گا

3- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہاتھ کس جنگ میں کٹ گیا تھا؟
(A) جنگِ اُحد میں (B) جنگِ یمامہ میں (C) جنگِ خیبر میں (D) جنگِ حنین میں

جوابات

1- (A)	2- (A)	3- (B)	

مختصر جوابی سوالات

1- بیعت عقبہ ثانیہ میں کتنے مرد اور کتنی عورتیں شامل تھیں؟
جواب: بیعت عقبہ ثانیہ میں تہتر (73) مرد اور دو (2) عورتیں شامل تھیں۔

2- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ اُحد کے موقع پر کیا کردار ادا کیا؟
جواب: حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا غزوۂ اُحد میں شامل ہوئیں اور نہایت بہادری سے لڑیں۔ آپ رضی اللہ عنہا مشک میں پانی بھر کر لوگوں کو پلا رہی تھیں۔ جب نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچیں تو سینہ سپر ہو گئیں۔ کفار جب آپ ﷺ پر حملہ کرتے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔ غزوۂ اُحد میں آپ رضی اللہ عنہا نے ایک کافر کو قتل بھی کیا۔

3- حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کن کے بیٹے تھے اور وہ کس جنگ میں شہید ہوئے؟
جواب: حضرت حبیب رضی اللہ عنہ حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

4- جنگ یمامہ میں حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے کیا منت مانی؟
جواب: حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے اس جنگ میں شہید ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے منت مانی کہ یا تو مسیلمہ کذاب قتل ہوگا یا وہ خود جان دے دیں گی۔

5- مسیلمہ کذاب کس جنگ میں قتل ہوا اور یہ جنگ کس کے عہد میں لڑی گئی؟
جواب: مسیلمہ کذاب جنگ یمامہ میں قتل ہوا اور یہ جنگ عہد صدیقی میں لڑی گئی۔

6- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟
جواب: حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کی وفات تیرہ (13) ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

7- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کو کہاں دفن کیا گیا؟
جواب: حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ اُحد میں کس طرح نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی حفاظت کی؟
جواب: غزوۂ اُحد میں آپ رضی اللہ عنہا مشک میں پانی بھر کر لوگوں کو پلا رہی تھیں تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں۔ کفار جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر حملہ کرتے تھے تو آپ رضی اللہ عنہا تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔

2- یمامہ کی جنگ کس خلیفہ کے عہد میں واقع ہوئی؟
جواب: یمامہ کی جنگ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خاتم النبیین ﷺ کے عہد میں واقع ہوئی۔

3- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے غزوۂ اُحد میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو کس طرح لڑتے ہوئے دیکھا؟
جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے کہ میں نے اُحد میں ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے دائیں اور بائیں لڑتے ہوئے دیکھا۔

حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہما

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا لقب ہے:
(A) ساجدہ (B) طاہرہ (C) ذات النطاقین (D) طیبہ

2- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیٹی ہیں:
(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی (B) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی (C) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی (D) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی

3- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں:
(A) طائف میں (B) مدینہ منورہ میں (C) ریاض میں (D) مکہ مکرمہ میں

4- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں:
(A) ہجرت سے 17 سال پہلے (B) ہجرت سے 10 سال پہلے
(C) ہجرت سے 27 سال پہلے (D) ہجرت سے 7 سال پہلے

5- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا:
(A) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے (B) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے
(C) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے (D) حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے

6- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایمان لانے والوں میں نمبر ہے:
(A) اٹھارواں (B) انیسواں (C) بیسواں (D) اکیسواں

7- ہجرت مدینہ میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق سفر تھے:
(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (B) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
(C) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ (D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

8- ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے سفر کا سامان تیار کیا:
(A) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے
(C) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے (D) حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے

9- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے مدینہ پہنچ کر قیام کیا:
(A) قبا میں (B) ریاض میں
(C) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر (D) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں

10- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے:
(A) بیعت عقبہ سے پہلے (B) ہجرت مدینہ سے پہلے (C) عام الحزن سے پہلے (D) ہجرت مدینہ کے بعد

11- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو گھٹی دی:
(A) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
(C) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

12- خلافت راشدہ کے بعد حجاز کے بڑے علاقے پر حکومت قائم ہوئی:
(A) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی (B) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی
(C) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی (D) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی

13- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے:
(A) عہد صدیقی میں (B) عہد عثمانی میں (C) عہد فاروقی میں (D) عہد بنوامیہ میں

14- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش کو سولی پر لٹکایا:
(A) مروان نے (B) حجاج بن یوسف نے (C) ابن سفانے (D) یزید نے

15- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں:
(A) 40 (B) 30 (C) 56 (D) 36

16- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی:
(A) 53 ہجری میں (B) 63 ہجری میں (C) 43 ہجری میں (D) 73 ہجری میں

17- وصال کے وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی عمر تھی:
(A) 90 سال (B) 100 سال (C) 80 سال (D) 120 سال

جوابات

-1 (C)	-2 (A)	-3 (D)	-4 (C)	-5 (B)	-6 (A)	-7 (A)	-8 (C)	-9 (A)	-10 (D)
-11 (B)	-12 (A)	-13 (D)	-14 (B)	-15 (C)	-16 (D)	-17 (B)			

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے برتن کا منہ کیسے بند کیا؟
(A) نطاق پھاڑ کر (B) چادر پھاڑ کر (C) قمیص پھاڑ کر (D) دوپٹہ پھاڑ کر

2- ذات النطاقین سے کیا مراد ہے؟
(A) دو کمر بندوالی (B) بڑے کمر بندوالی (C) تین کمر بندوالی (D) بہت سے کمر بندوالی

3- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کس ظالم کے سامنے حق گوئی سے کام لیا؟
(A) حجاج بن یوسف (B) فرعون (C) مسیلمہ کذاب (D) قارون

جوابات

-1 (A)	-2 (A)	-3 (A)

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا لقب کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا کیا نام ہے؟
جواب: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا لقب ذات النطاقین ہے اور آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔

2- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کب اور کہاں پیدا ہوئیں؟
جواب: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہجرت سے ستائیس سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔

3- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے والد اور والدہ کا نام لکھیے۔
جواب: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور والدہ کا نام حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہے۔

4- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے شوہر کا نام کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہا نے کب اسلام قبول کیا؟
جواب: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے شوہر کا نام حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ہے اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ابتدائے اسلام میں ہی نور ایمان سے منور ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانے والوں میں اٹھارھواں نمبر ہے۔

5- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت کب ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ کو گھٹی کس نے دی؟
جواب: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہجرت مدینہ کے بعد ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ کو گھٹی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی۔

6- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کہاں قائم ہوئی؟
جواب: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت خلافت راشدہ کے بعد حجاز کے بڑے علاقے پر قائم ہوئی۔

7- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کیسے ہوئی؟
جواب: عہد بنوامیہ میں حجاج بن یوسف نے حجاز مقدس پر حملہ کر دیا۔ ان کا مقابلہ کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

8- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کتنی احادیث روایت کی ہیں؟

جواب: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے چھپن (56) احادیث روایت کی ہیں۔

9- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کب اور کتنے سال کی عمر میں وفات پائی؟

جواب: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے تہتر (73) ہجری میں 100 سال کی عمر میں وفات پائی۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- مدینہ منورہ کی طرف ہجرت میں نبی کریم ﷺ کے رفیقِ سفر کون تھے؟

جواب: جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے رفیقِ سفر تھے۔

2- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ذات النطاقین کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے سفرِ ہجرت کے لیے دو تین دن کا کھانا رکھ کر نطاق (کمر بند، جس کو عرب کی عورتیں کمر پر لپیٹتی ہیں) کو پھاڑ کر اس سے برتن کا منہ باندھ دیا، اسی شرف کی بنا پر آپ کو ذات النطاقین (دو کمر بند والی) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

3- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کیسی خاتون تھیں؟ یا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے اوصاف اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نیک طبع خاتون تھیں، حق گوئی ان کا خاص شعار تھا۔ نہایت صابرہ تھیں۔ حد درجہ خود دار، باہمت اور تواضع و انکسار کا پیکر تھیں۔

4- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی زندگی میں مسلمان خواتین کے لیے نصیحت کے بیش بہا موتی پوشیدہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے پوری زندگی صبر و شکر کا دامن تھامے رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بے شمار نشیب و فراز دیکھے، آپ رضی اللہ عنہا نے عہدِ نبوی ﷺ، عہدِ خلافت راشدہ، اپنے بیٹے کا مختصر دورِ خلافت اور اُن کی المناک شہادت بھی دیکھی مگر ہر موقع پر عزم و استقلال اور جرأت ایمانی کا مظاہرہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا درخشندہ کردار مسلمان خواتین کے لیے تا قیامت مشعلِ راہ بنا رہے گا۔

5- دورِ حاضر میں مسلم معاشرے کو کیسی ماؤں کی ضرورت ہے؟

جواب: دورِ حاضر میں ہمیں ایسی ماؤں کی ضرورت ہے جو بدترین حالات میں صبر و استقلال، صدق و صفا، جرأت و دلیری، حق و صداقت اور وفا شعاری کے چراغ روشن رکھ سکیں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حضرت شفا رضی اللہ عنہا کے والد کا نام ہے:

(الف) عبداللہ (ب) عبدالرحمٰن (ج) عبدالشمس (د) عبدالمطلب

(ii) حضرت شفا رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث کی تعداد ہے:

(الف) دس (ب) بارہ (ج) چودہ (د) سولہ

(iii) غزوات کے دوران میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں:

(الف) حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا (ب) حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا (ج) حضرت زینب رضی اللہ عنہا (د) حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا

(iv) حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے ہونٹ مبارک سے مس شدہ کون سا ٹکڑا محفوظ کیا؟

(الف) روٹی کا ٹکڑا (ب) پنیر کا ٹکڑا (ج) مشک کا ٹکڑا (د) کدو کا ٹکڑا

(v) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہے:

(الف) حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا (ب) حضرت شفا رضی اللہ عنہا (ج) حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا (د) حضرت زینب رضی اللہ عنہا

(vi) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کا آبائی علاقہ تھا:

(الف) شام (ب) مصر (ج) حبشہ (د) ایران

(vii) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے غزوات میں خدمت سرانجام دی:

(الف) زخمیوں کو پانی پلانے کی (ب) دشمن کا مقابلہ کرنے کی (ج) زرہ تیار کرنے کی (د) تیر اندازی کی

(viii) جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کے:

(الف) بیٹے (ب) بھائی (ج) شوہر (د) غلام

(ix) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں:

(الف) حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا (ب) حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا (ج) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (د) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا

(x) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے کا نام ہے:

(الف) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(ج) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (د) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

جوابات (i) عبداللہ (ii) بارہ (iii) حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا (iv) مشک کا ٹکڑا (v) حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا
(vi) حبشہ (vii) زخمیوں کو پانی پلانے کی (viii) بیٹے
(ix) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (x) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) حضرت شفا رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: آپ رضی اللہ عنہا کا نام شفا اور والد کا نام عبداللہ بن عبدشمس تھا۔ حضرت شفا رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام فاطمہ بنت وہب تھا۔ حضرت شفا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابوحثمہ بن حذیفہ عدوی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ہجرت سے قبل اسلام قبول کیا۔

(ii) حضرت شفا رضی اللہ عنہا کی نبی کریم ﷺ سے محبت کا کیا عالم تھا؟

جواب: حضرت شفا رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ سے بہت محبت تھی۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے علیحدہ بچھونا بنا رکھا تھا، جس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوتے اور اس میں آپ ﷺ کا پسینہ جذب ہوتا تھا، جس سے خوشبو آتی رہتی تھی، حضور اکرم ﷺ کی استعمال کردہ چیزیں یقیناً متبرک تھیں، حضرت شفا رضی اللہ عنہا کے بعد ان کی اولاد نے ان تبرکات کو نہایت محبت و عقیدت سے محفوظ رکھا۔

(iii) حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے غزوات میں کیا خدمات انجام دیں؟

جواب: حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے غزوات میں حصہ لیا۔ نبی کریم ﷺ انصار کی چند عورتوں اور خصوصاً حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے۔ یہ خواتین لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں، غزوۂ اُحد، غزوۂ خیبر اور غزوۂ حنین میں آپ رضی اللہ عنہا نے شرکت فرمائی۔

(iv) حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کی نبی کریم ﷺ سے محبت کا کوئی ایک واقعہ تحریر کریں۔

جواب: حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ سے بہت محبت تھی۔ نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جاتے

تھے۔ ایک دفعہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ان کے ہاں پانی کی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو انھوں نے مشک کا وہ ٹکڑا کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا، کیوں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ہونٹ مبارک اس سے مس ہوئے تھے۔

(v) حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا کا نام نُسَیبہ بنت حارث تھا، کنیت اُمِ عطیہ تھی، آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق انصار کے قبیلہ ابنو مالک بن النجار سے تھا۔ حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا ہجرت مدینہ سے قبل مسلمان ہوئیں۔

(vi) حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا عہد نبوی میں کیا خدمات انجام دیتی تھیں؟

جواب: حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا عہد نبوی میں سات معرکوں میں شریک ہوئیں، جن میں وہ مردوں کے لیے کھانا پکاتیں، سامان کی حفاظت، مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔

(vii) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے وقت حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کے رونے کا سبب کیا تھا؟

جواب: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے موقع پر حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے اپنے رونے کا سبب بتایا کہ وہ اس لیے رو رہی ہیں کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔

(viii) حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کی اسلام کے لیے دو خدمات بیان کریں۔

جواب: حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کی دو خدمات:

1- آپ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ اُحد کے موقع پر زخمیوں کو پانی پلایا اور تیمارداری کی تھی۔
2- آپ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کی بچپن میں پرورش کی تھی۔

(ix) حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف تحریر کریں۔

جواب: حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا کا نام نُسَیبہ اور کنیت اُمِ عمارہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ بنو نجار سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شرکت کی۔ اس بیعت میں تہتر (73) مرد اور دو عورتیں شامل تھیں۔ حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا کا بھی ان ہی میں شمار ہوتا ہے۔

(x) حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا نے غزوات میں کیا خدمات سرانجام دیں؟

جواب: حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا غزوۂ اُحد میں شریک ہوئیں اور نہایت بہادری سے لڑیں۔ وہ مشک میں پانی بھر کر لوگوں کو پلا رہی تھیں تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں، کفار جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر حملہ کرتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔

(xi) ہجرتِ مدینہ میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کیا کردار ادا کیا؟

جواب: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے لیے ہجرت مدینہ کے موقع پر سفر کا سامان تیار کیا۔ دو تین دن کا کھانا ساتھ رکھا نطاق (کمر بند) جس کو عرب عورتیں کمر پر لپیٹتی ہیں پھاڑ کر اس سے برتن کا منہ باندھا، یہ وہ شرف تھا جس کی بنا پر آج تک آپ رضی اللہ عنہا کو ذات النطاقین (دو کمر بند والی) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(xii) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے نمایاں اوصاف تحریر کریں۔

جواب: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نیک طبع خاتون تھیں۔ حق گوئی ان کا خاص شعار تھا۔ نہایت صابرہ تھیں۔ حد درجہ خوددار، باہمت اور تواضع و انکسار کی پیکر تھیں۔

صوفیہ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ

ابوالقاسم قشیری، شیخ فریدالدین عطار، خواجہ نظام الدین دہلوی
سید عبداللطیف کاظمی (المعروف امام بری)، مولانا عبدالرحمٰن جامی اور لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- مذکورہ شخصیات کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- ان کے اخلاق و صفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- مذکورہ صوفیہ کرام کے دینی و معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے طرزِ حیات کی پیروی کر سکیں۔
- ان کی سیرت کے روشن پہلوؤں اور تعلیمات سے سبق حاصل کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔
- اشاعتِ اسلام، روحانیت اور تزکیۂ نفس کے فروغ میں ان کی خدمات سے مختصر طور پر آگاہی حاصل کر سکیں۔
- ان صوفیہ کرام کی معاشرتی و روحانی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- مذکورہ صوفیہ کرام کی زندگی کا مطالعہ کر کے اپنی اصلاح کی فکر کر سکیں۔
- اہل اللہ کی صحبت کے فوائد و ثمرات کے بارے میں جان کر مستفید ہو سکیں۔

حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ

سوال 18: حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی تحریر کیجیے۔ (یا)
تصوف کے بارے میں امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر مختصر نوٹ لکھیے۔

جواب: حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالکریم تھا۔ اپنے آباؤ اجداد میں ایک بزرگ قشیر کی وجہ سے قشیری معروف ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 986ء میں ایران کے علاقے نیشاپور کے قریب استوائی بستی میں ہوئی۔ بچپن ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد وفات پا گئے۔

حصولِ علم: حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے حصولِ علم کے لیے کئی بلادِ اسلامیہ کا سفر کیا اور متعدد مشاہیرِ اسلام سے علم حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم فقہ شیخ ابوبکر محمد بن ابی بکر الطوسی رحمۃ اللہ علیہ سے علم اصول فقہ کی تعلیم حضرت امام ابوبکر فورک رحمۃ اللہ علیہ سے اور عربی ادب کی تعلیم ابوالقاسم الایرانی سے حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غیر معمولی ذہانت اور قوتِ حافظہ عطا کر رکھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسفرائینی کے درس کو کئی دن تک سنتے رہے اور اسفرائینی ان کو دیکھتے رہے، آخر ایک دن کہنے لگے صاحب زادے صرف سننے سے کام نہیں بنتا، اے قلم بند بھی کر لیا کرو، اس پر امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت تک جو کچھ پڑھا تھا سب زبانی سنا دیا۔ مذکورہ بالا علما کے علاوہ امام قشیری نے دیگر بہت سے اساتذہ سے کسبِ فیض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث امام ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور امام الحرمین جوینی کی صحبت و معیت میں بھی رہے۔

تصوف کی بنیادی تعلیم کا حصول: امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص دیکھ کر ان کی طرف کھنچے چلے گئے اور مریدی اختیار کرنے کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ان سے خرقۂ تصوف حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خراسان میں علم و فضل کے امام اور تصوف کے شیخ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد صوفیائے عظام کی صحبتِ بابرکت سے سلوک و طریقت کی منزلیں طے کیں۔ شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس مرید اور شاگرد پر بہت زیادہ اعتبار و اعتماد کرتے تھے، شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی فاطمہ کو اپنے اس شاگرد (امام قشیری) کے نکاح میں دے دیا تھا۔

تصانیف: حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، نحو اور تصوف پر کم و بیش تیس چھوٹی بڑی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی تصنیف پانچ جلدوں پر مشتمل تفسیر قرآن "اَلتَّيْسِيْرُ فِيْ عِلْمِ التَّفْسِيْرِ" ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور کتاب "لَطَائِفُ الْإِشَارَاتِ فِيْ تَفْسِيْرِ الْقُرْآنِ" ہے جو علم تفسیر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نمایاں کتاب ہے۔ اسمائے باری تعالیٰ پر "اَلتَّخْبِيْرُ فِيْ عِلْمِ التَّذْكِيْرِ فِيْ مَعَانِيْ إِسْمِ اللهِ تَعَالٰى" آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ قرون اولیٰ کے صوفیہ کرام علم دین اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے لبریز قلوب و اذہان کے مالک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے "اربعون فی الحدیث" چالیس موضوعات پر احادیث مبارکہ (جمع) کی ہیں جو معاشرتی اصلاح کے حوالے سے اپنا خاص مقام رکھتی ہیں۔ "بَلْغَةُ الْمَقَاصِدِ فِي التصوف" اور "رسالہ قشیریہ" سلوک و تصوف کے موضوع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اہم کتب ہیں۔ رسالہ قشیریہ ایسا مختصر اور جامع رسالہ ہے جس میں تصوف کے تمام پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے، ابتدا میں عقائد صوفیہ پر بات کی گئی ہے، اس کے بعد تراسی (83) صوفیہ کرام کے حالات قلم بند کیے گئے ہیں، پھر اصطلاحات صوفیہ اور مقامات و احوال کے نام سے ابواب بنائے ہیں۔

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار عقیدت: حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ "کشف المحجوب" میں امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ متاخرین صوفیہ کے امام ہیں، جو اپنے زمانے میں یکتا اور قدر و منزلت میں ارفع و اشرف تھے۔ ہر فن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محققانہ تصانیف بہت زیادہ ہیں۔

وفات: آخری عمر میں حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کافی عرصے تک علیل رہے مگر زمانہ علالت میں بھی عزیمت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے رہے، آخر 1072 عیسوی میں داعی اجل کو لبیک کہا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات نیشاپور میں ہوئی، حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

سوال 19: حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی تحریر کریں۔ (یا)
حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات قلم بند کریں۔

جواب: حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ایران کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام ابوحمید تھا لیکن قلمی نام فریدالدین سے مشہور ہوئے۔ عطار کا لقب آپ کے پیشے کی وجہ سے مشہور ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خوش نویس اور ادویہ سازی کے ماہر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مطب سے سیکڑوں لوگ روزانہ دوا لے کر جاتے تھے۔

تعلیم و تربیت: حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں حضرت مجدالدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف علوم و فنون حاصل کیے، جن میں قرآن، حدیث، فقہ، فلسفہ، علم الکلام، ادب اور طب شامل ہیں۔

تصانیف: حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فارسی زبان کے عظیم شاعر و نثر نگار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً چالیس کتب تحریر فرمائیں جو شریعت و طریقت، ادب و اخلاق اور حکمت و تصوف کے موضوعات پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے مشہور کتب یہ ہیں:

1- تذکرۃ الاولیاء 2- پندنامہ 3- منطق الطیر

ان کتب کا موضوع حالات اولیا، نصیحت اور تصوف ہے۔

وفات: 1221ء میں تاتاریوں کے ہنگاموں کے دوران 114 سال کی عمر میں حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک نیشاپور میں واقع ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سوال 20: حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات تحریر کریں۔

جواب: حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ کے معروف صوفی بزرگ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت

کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد نظام الدین، والد کا نام احمد بخاری، سلطان الاولیا اور محبوب الٰہی مشہور القابات ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباء و اجداد بخارا سے ہجرت کر کے بدایون آباد ہوئے، وہیں بدایون میں 1237ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ پانچ برس کی عمر میں آپ کے والد کا وصال ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بدایون کے قاضی تھے۔

تعلیم و تربیت: حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پندرہ (15) برس کی عمر میں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے دہلی کا رخ کیا، جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں حضرت شمس الدین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت کمال الدین محمد الزاہد رحمۃ اللہ علیہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

بیعت و خلافت: حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مختلف مقامات اور شیوخ عظام سے علوم معرفت کی منازل طے کرتے ہوئے بیس (20) سال کی عمر میں اجودھن (موجودہ پاکپتن) میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت کی اور چھے پاروں کا درس حاصل کیا۔

اخلاق و کردار: حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی طلب علم، عبادت و ریاضت، مجاہدہ، تزکیہ اور لوگوں کی اصلاح میں صرف کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت متقی، پرہیزگار، صاحب ایثار، حلیم و بردبار، دل جوئی کرنے والے، عفو و درگزر سے کام لینے والے اور پیکر حسن و سلوک تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نا صرف اپنے شاگردوں، مریدوں اور عقیدت مندوں سے حسن سلوک سے پیش آتے بلکہ مخالفین اور عداوت رکھنے والوں سے بھی نہایت عمدہ اور شریفانہ برتاؤ کرتے تھے۔

خدمت خلق: خدمت خلق اولیا و صوفیہ کا طرہ امتیاز ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کی اور برصغیر کے معاشرے کو سدھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خاندان غلامی اور خاندان تغلق تک کے مختلف سلاطین کا زمانہ دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بھی ہر ممکن اصلاح کی کوشش کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانے سے ہزاروں کی تعداد میں فقرا و مساکین کھانا کھاتے تھے۔

شاگرد و مریدین: حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کامل کے حکم سے دہلی میں فروغ اسلام، اصلاح احوال امت اور خدمت انسانیت میں مصروف ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علوم القرآن پر خاص دسترس حاصل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو کثرت سے تلاوت قرآن، احکامات الٰہیہ کی پیروی اور خدمت خلق کی ہدایت فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی راہ نمائی کے لیے اخلاص و تقویٰ سے بھرپور شخصیات تیار کیں، ان شخصیات میں حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امیر حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سرفہرست ہیں۔

تصانیف: راحت القلوب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تحریری کاوش ہے، جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کامل حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اکٹھے کیے ہیں۔ "فضل الفوائد" آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے ملفوظات ہیں جو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیے ہیں اور "فوائد الفوائد" آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وہ ملفوظات ہیں، جنھیں حضرت امیر حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے تزکیہ نفس اور روحانی آثار واضح ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کچھ ملے تو جمع نہ کرو، نہ ملے تو فکر نہ کرو، امید رکھو کہ اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمائے گا۔ کسی کی برائی نہ کرو، بلا ضرورت قرض نہ لو، ظلم کے بدلے عطا کرو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہیں، جن میں شریعت، عبادت، احسان، تقویٰ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا تفصیلی بیان ہے۔

وفات: حضرت خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے 1324ء میں وفات پائی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دہلی میں ہے۔

حضرت سید عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (المعروف امام بری)

سوال 21: حضرت شاہ عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیے۔

جواب: حضرت شاہ عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ امام بری کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب امیر بغداد حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ تصوف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سلسلہ قادریہ سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بری امام (امام البر، خشکی کے امام) کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ولادت: آپ رحمۃ اللہ علیہ 1026 ہجری میں ضلع چکوال کے علاقے کرسال میں پیدا ہوئے۔

والدین: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا اسم مبارک سید قطبی محمود بادشاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ولی تھے۔ حضرت سید عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام سیدہ غلام فاطمہ کاظمی رضی اللہ عنہا تھا۔

تعلیم وتربیت: حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے فقہ وحدیث اور دیگر علوم اسلامی کی تعلیم نجف اشرف عراق سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سید محمود بادشاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ جو نجف اشرف سے فارغ التحصیل تھے، انھوں نے اپنے بیٹے کی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ حضرت سید شاہ عبداللطیف المشہدی کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدس اسلامی شہروں نجف اشرف کربلا، سامرہ اور مشہد مقدس میں مختلف علماء سے دینی علوم کے علاوہ روحانی فیض بھی حاصل کیا۔

تبلیغی دورے: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے علاقوں کا تبلیغی دورہ کیا، جن میں کشمیر، بدخشاں، بخارا، بغداد اور دمشق شامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حج کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گئے اور تقریباً 25 سال کی عمر میں واپس تشریف لائے۔

غیر مسلموں کا قبول اسلام: حضرت سید عبداللطیف کاظمی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے نور پور شاہاں میں قیام کے دوران میں اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کے ذریعے سے لاتعداد غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کی شمع روشن کی۔

حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے سینکڑوں برس پہلے ارشاد فرمایا تھا: نور پور پوٹھوہار (اسلام آباد) کا یہ خطہ ایک دن نہ صرف فرزندان توحید کا مرکز بلکہ عالی شان چمکتا دمکتا شہر بن جائے گا اور اس کا چرچا پوری دُنیا میں ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی اور یہاں اسلام آباد کے نام سے ایک شہر بن گیا جو آج مملکت خداداد پاکستان کا دارالحکومت ہے۔

وصال: حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 1117 ہجری بمطابق 1706 عیسوی میں نور پور شاہاں اسلام آباد میں ہوا۔

مزار: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مارگلہ کی پہاڑیوں میں مرجع خلائق ہے جہاں روزانہ ہزاروں لوگ پیٹ کی بھوک اور روح کی پیاس بجھاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ہر روز اور جمعرات کے دن خاص طور پر ہزاروں لوگ آتے ہیں۔

عرس مبارک: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک عموماً ہر سال مئی میں منایا جاتا ہے جس میں دور ونزدیک سے عقیدت مند کثرت سے شرکت کرتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

سوال 22: حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیے۔

جواب: حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کی ان عظیم شخصیات میں سے ہیں جنھوں نے بیک وقت کئی شعبوں میں کام کیا ہے۔ اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بنیادی وجہ شہرت شاعری ہے لیکن اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ، سیرت نگاری، سوانح نگاری اور نثر نگاری میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار دنیائے تصوف کے صف اوّل کے صوفیائے کرام میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی بے مثال تصانیف اور باکمال شاعری کی بدولت کبھی بھی فراموش نہیں کیے جاسکتے۔

نام ولقب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالرحمن اور لقب جامی ہے۔

ولادت: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 817 ہجری بمطابق 1414 عیسوی کو ہرات (افغانستان) میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا اسم گرامی مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

تحصیل علم: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ نظامیہ میں عربی علوم اور مختصر تلخیص پڑھے۔ اس کے بعد آپ تحصیل علم کے لیے سمرقند پہنچے اور قاضی زادہ روم کے مدرسے میں داخل ہوئے اور ظاہری وباطنی علوم سے فیض یاب ہوئے۔

مولانا جامی کے روحانی پیشوا: مولانا جامی ذوق لطیف سے مالا مال تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں عشق حقیقی سمایا ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد کی نامور روحانی شخصیات سے اکتساب فیض حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اظہار عقیدت ومحبت

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ عقیدت ومحبت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نبی رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں نعتیہ کلام بھی لکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی میں معروف نعت کا شعر ہے:

نسیما! جانب بطحا گزر کن ز احوالِ محمد را خبر کن

ترجمہ: اے بادِ نسیم! جب تیرا شہر بطحا سے گزر ہو میرے احوال (حالات) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیان کرنا۔

(نفحات الانس فی مجالس القدس: 260)

علم نحو کا امام: قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے جن علوم کا جاننا ضروری ہے ان میں علم النحو سرفہرست ہے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو علم النحو کا امام تسلیم کیا جاتا ہے۔ علم النحو میں "شرح ملا جامی" آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ہے۔

نمایاں اوصاف: آپ رحمۃ اللہ علیہ صحیح معنوں میں تواضع اور عجز وانکسار کے حامل انسان تھے۔ ترک ریا، نفس کشی اور خلوص جیسی خوبیاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قول وفعل سے نمایاں تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ احکام شریعت کے سخت پابند تھے اور اپنے پیروکاروں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مظلوموں کے مددگار تھے۔ اگر کسی کو محتاج پاتے تو خفیہ طور پر اس کی مدد کرتے تھے۔

مساجد اور مدارس کی تعمیر: مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف شہروں میں مساجد، مدارس اور خانقاہیں تعمیر کیں اور ان کا انتظام چلانے کے لیے بہت سی املاک بھی وقف کیں۔

بادشاہ کو نصیحت: آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے لوگوں اور بالخصوص بادشاہوں کی خوشامد اور چاپلوسی سے متنفر تھے، بلکہ انھیں ہمیشہ نیکی پر کاربند رہنے کے لیے خط لکھا کرتے تھے۔ چناں چہ ایک خط میں بادشاہ وقت کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں: اے بادشاہ! تو جس تاج وتخت کا دل دادہ ہے وہ ناپائیدار ہے۔ یہ زندگی فنا ہونے والی ہے، نہ یہ زمانہ رہے گا نہ یہ زمین، جہاں تک ہو سکے دنیا میں نیکی کر لے، کیوں کہ یہی کام آنے والی ہے۔

وفات: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس فانی دنیا میں 81 برس گزار کر 898 ہجری، (1492) عیسوی کو جمعہ کے دن وفات پائی۔

مزار: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار "ہرات" افغانستان میں ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

سوال 23: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیے۔

جواب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام سید عثمان مروندی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 538 ہجری بمطابق 1143 عیسوی مروند یا میوند (موجودہ آذربائیجان یا افغانستان) میں ہوئی۔

لقب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا خرقہ تابدار یاقوتی رنگ کا ہوا کرتا تھا۔ اس لیے انھیں "لعل" ان کی خدا پرستی اور شرافت کی بنا پر "شہباز" اور قلندرانہ مزاج کی بنیاد پر "قلندر" کہا جانے لگا۔

والدین: حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا نام ابراہیم کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ کا نام ماجدہ کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ شجرہ نسب تیرہ واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین زہد وتقویٰ کی بدولت مشہور تھے اور درس وتدریس سے وابستہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد عراق سے ہجرت کر کے ایران سے ہوتے ہوئے افغانستان میں آباد ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مسلم دنیا گھوم کر سیہون شریف (سندھ) کو پسند فرمایا، یہاں آباد ہوئے اور یہیں مدفون ہوئے۔

تعلیم وتربیت: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی کم عرصے میں مروجہ عربی وفارسی علوم میں بھی دسترس حاصل کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں ابتدائی منزلیں اپنے والد محترم کے سائے میں طے کیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد مشائخ تبریز میں بڑا درجہ رکھتے تھے۔ ان کی نگرانی میں آپ کی نشوونما ہوئی اور تعلیم وتربیت کا اہتمام ہوا۔ صاحب علم وفضل والد کی وجہ سے سید عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ کو اہل اللہ کی صحبت بچپن سے میسر آئی تھیں۔

سندھ آمد: حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سیر وسیاحت کرتے ہوئے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور انھی کی ہدایت پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ میں قیام فرمایا۔

خاندانی خصائص: شیخ مروندی رحمۃ اللہ علیہ خاندانی اعتبار سے اعلیٰ نسب رکھتے تھے، اس لیے صالحیت وتقا کے بہت سے خصائص ان کے خاندان میں منتقل ہو گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کے متعلق مشہور ہے کہ رات کی تاریکی میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتی تھیں: اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا دوزخ میں نہ جائے گا۔ ان کی ذات خشیت الٰہی کا پیکر تھی۔ رات کا زیادہ تر حصہ عبادت میں گزارتیں۔

نمایاں اوصاف: آپ رحمۃ اللہ علیہ مفسر، مبلغ، شاعر، بہت بڑے عالم، کئی کتب کے مصنف اور بہت سی زبانوں کے ماہر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی عوام کی روحانی، اخلاقی اور اقتصادی اصلاح کے لیے وقف کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے آواز میں سحر عطا فرمایا تھا۔

وعظ ونصیحت کا موضوع: آپ رحمۃ اللہ علیہ عربی زبان میں فصیح وبلیغ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ لوگ دور دراز سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ سننے کے لیے حاضر ہوتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو محنت کر کے کسب حلال کمانے کی تلقین کرتے، حقوق اللہ اور حقوق العباد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درس ووعظ کے خاص موضوع تھے۔

تبلیغی واصلاحی جدوجہد: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تبلیغ واصلاحی تحریک کو صرف سیہون تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے ہم عصر احباب ''حضرت بہاء الدین، حضرت بابا فرید الدین اور حضرت سید جلال الدین رحمۃ اللہ علیہم'' کے ہمراہ بغرض تبلیغ سندھ کے دور دراز گاؤں اور گوٹھوں میں جا کر لوگوں کو دین کی جانب راغب کیا۔

تصانیف: آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ درویش ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر لسانیات، ادیب، مفکر، شاعر اور شعلہ بیان خطیب بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی کتب تالیف فرمائیں جن میں سے دو ''میزان الصرف'' اور ''صرف صغیر'' عالم اسلام کے مدرسوں کے نصاب میں شامل ہیں۔

وصال: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 21 شعبان المعظم 673 ہجری میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سیہون (سندھ) میں ہے۔

عرس مبارک: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال 18 سے 20 شعبان تک ہوتا ہے جس میں ہزاروں عقیدت مند ملک کے طول وعرض سے شرکت کرتے ہیں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: صوفیائے کرام کی زندگی سے حاصل ہونے والے اسباق کو ہم اپنی عملی زندگی میں کیسے نافذ کر سکتے ہیں؟ دو مثالیں تحریر کریں۔

جواب: صوفیائے کرام کی زندگی سے حاصل ہونے والے اسباق کو ہم اپنی عملی زندگی میں اس طرح نافذ کر سکتے ہیں:

مثال نمبر 1:

حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح اپنی دکان پر ایک درویش کی محبت الٰہی دیکھ کر دنیا کو ترک کر دیا، ہمیں بھی تمام دنیاوی مشاغل کو محبت الٰہی کی خاطر قربان کر دینا چاہیے۔

مثال نمبر 2:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ نے دین کی خدمت کی۔ بڑے بڑے بادشاہ ان کے دربار میں آتے تھے۔ مگر آپ کبھی بھی کسی امیر رئیس اور بادشاہ کے دروازے پر نہیں گئے۔ ہمیں بھی دین حق کی خدمت خلوص نیت سے کرنی چاہیے۔ ہر قسم کے لالچ وطمع سے بالاتر ہو کر صرف رضائے الٰہی کی خاطر دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ

کثیر الانتخابی سوالات

-1 حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہے:
(A) عبدالکریم (B) ابوعلی دقاق (C) عبداللہ (D) احمد رضا

-2 حضرت امام ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ قشیری کے لقب سے مشہور ہوئے:
(A) اپنے استاد کی وجہ سے (B) اپنے شیخ کی وجہ سے
(C) اپنے علاقے کی وجہ سے (D) اپنے آباواجداد میں ایک بزرگ کی وجہ سے

-3 حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی:
(A) 986ء میں (B) 1086ء میں (C) 1186ء میں (D) 886ء میں

-4 حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے:
(A) نیشاپور میں (B) دہلی میں (C) خراسان میں (D) بخارا میں

-5 حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے والد فوت ہو گئے:
(A) نوجوانی میں (B) آپ کے پیدا ہوتے ہی (C) آپ کے بچپن میں (D) آپ کے بڑھاپے میں

-6 ''رسالہ قشیریہ'' میں احوال قلم بند کیے گئے ہیں:
(A) 93 صوفیا کے (B) 73 صوفیا کے (C) 83 صوفیا کے (D) 63 صوفیا کے

-7 امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی:
(A) 712ء میں (B) 972ء میں (C) 1072ء میں (D) 1172ء میں

-8 امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے:
(A) خراسان میں (B) نیشاپور میں (C) شام میں (D) دہلی میں

-9 امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا گیا ہے:
(A) ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں (B) قطب الدین ایبک کے پہلو میں
(C) سلطان الاولیا کے پہلو میں (D) ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں

جوابات

-1 (A)	-2 (D)	-3 (A)	-4 (A)	-5 (C)	-6 (C)	-7 (C)	-8 (B)	-9 (D)	

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1 امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ ایران کے علاقے نیشاپور کے قریب کس بستی میں پیدا ہوئے؟
(A) قشیر میں (B) استوا میں (C) خلدون میں (D) سیوط میں

2- امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے دین وتصوف کی بنیادی تعلیم جس شخصیت سے حاصل کی:
(A) بوعلی سینا سے (B) علی بن طلحہ سے (C) ابوعبداللہ سے (D) ابوعلی دقاق سے

3- رسالہ قشریہ کس شخصیت کی تصنیف ہے؟
(A) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی (B) امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی
(C) امام حجر ابن عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی (D) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی

4- امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے تمام پہلوؤں کو جس تصنیف میں زیر بحث لائے ہیں:
(A) منطق الطیر میں (B) صحیفہ سجادیہ میں (C) کشف المحجوب میں (D) رسالہ قشیریہ میں

جوابات

1- (B)	2- (D)	3- (B)	4- (D)

مختصر جوابی سوالات

1- امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام اور کنیت لکھیں۔

جواب: امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالکریم تھا، ابوالقاسم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے آباواجداد میں سے ایک بزرگ قشیر کی وجہ سے قشیری مشہور ہوئے۔

2- حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی تعلیم کس سے حاصل کی؟

جواب: حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے دین وتصوف کی بنیادی تعلیم اپنے شیخ حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی امام دقاق رحمۃ اللہ علیہ اخلاص ومحبت کے پیکر تھے۔

3- امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی علم تفسیر پر لکھی گئی دو کتابوں کے نام تحریر کریں۔

جواب: "اَلتَّیْسِیْر فِی عِلْمِ التَّفْسِیْر اور لَطَائِفُ الْاِشَارَات فِی تَفْسِیْرِ الْقُرْآن" علم تفسیر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نمایاں کتب ہیں۔

4- "اَلتَّحْبِیْر فِی عِلْمِ التَّذْکِیْرِ فِی مَعَانِی اِسْمِ اللہِ تعالیٰ" کس کی تصنیف ہے اور یہ کس موضوع پر لکھی گئی ہے؟

جواب: یہ کتاب امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے جو اسمائے باری تعالیٰ پر لکھی گئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی معتبر تصنیف ہے۔

5- رسالہ قشیریہ کس کی تصنیف ہے اور اس میں کتنے صوفیہ کے حالات قلم بند ہیں؟

جواب: رسالہ قشیریہ حضرت امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصوف کے موضوع پر مختصر اور جامع تصنیف ہے، اس میں تراسی (83) صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے حالات قلم بند کیے گئے ہیں۔

6- امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کب اور کہاں فوت ہوئے؟

جواب: امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 1072 عیسوی میں نیشاپور میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہیں۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "اَلتَّحْبِیْر فِی عِلْمِ التَّذْکِیْرِ فِی مَعَانِی اِسْمِ اللہِ تعالیٰ" کا موضوع کیا ہے اور یہ کتاب کس بات کو ظاہر کرتی ہے؟

جواب: اس کتاب کا موضوع اللہ تعالیٰ کے اسما اور ان کی خصوصیات ہے۔ یہ کتاب اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ قرونِ اولیٰ کے صوفیہ کرام علم دین

اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے لبریز قلوب واذہان کے مالک تھے۔

2- امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "رسالہ قشیریہ" کی خصوصیت اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "رسالہ قشیریہ" ایک ایسا مختصر اور جامع رسالہ ہے جس میں تصوف کے تمام پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ جس کی ابتدا میں تصوف کے اُصول بیان کیے گئے ہیں۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے:
(A) ایران کے شہر نیشاپور میں (B) عراق کے شہر کربلا میں (C) افغانستان کے شہر قائل میں (D) سعودی عرب کے شہر ریاض میں

2- شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا نام تھا:
(A) عبداللہ (B) عبدالرحمٰن (C) ابوحمید (D) عبدالہادی

3- شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سرفہرست نام ہے:
(A) عطاءالدین (B) علم دین (C) مجدالدین (D) ضیاءالدین

4- شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ مشہور شاعر تھے:
(A) پنجابی کے (B) عربی کے (C) ہندی کے (D) فارسی کے

5- "تذکرۃ الاولیا" کا موضوع ہے:
(A) حالات اولیا (B) سائنس (C) تاریخ (D) فلسفہ

6- "تذکرۃ الاولیا" تصنیف ہے:
(A) حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی (B) حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی
(C) شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی (D) حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی

7- حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے:
(A) کشف المحجوب (B) پندنامہ (C) سیرۃ النعمان (D) الشفا

8- "پندنامہ" کا موضوع ہے:
(A) تاریخ (B) نصیحت (C) سائنس (D) فقہ

9- شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوئے:
(A) 1211ء میں (B) 1231ء میں (C) 1241ء میں (D) 1221ء میں

10- شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے عمر پائی:
(A) 114 سال (B) 100 سال (C) 94 سال (D) 124 سال

11- حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے:
(A) بغداد میں (B) خراسان میں (C) بخارا میں (D) نیشاپور میں

جوابات

1- (A)	2- (C)	3- (C)	4- (D)	5- (A)	6- (C)	7- (B)	8- (B)	9- (D)	10- (A)
11- (D)									

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کس چیز میں مہارت رکھتے تھے؟
(A) تلوار بازی میں (B) زرہ بنانے میں (C) خوشبو اور ادویہ سازی میں (D) خیمہ سازی میں

2- ''منطق الطیر'' جس شخصیت کی تصنیف ہے:
(A) حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی (B) ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی
(C) حضرت ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی (D) حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی

3- شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کون سی زبان کے مشہور شاعر تھے؟
(A) عربی (B) فارسی (C) اُردو (D) ہندی

4- ''تذکرۃ الاولیاء'' پندنامہ اور منطق الطیر'' کا موضوع کیا ہے؟
(A) حالاتِ اولیا (B) نصیحت (C) تصوف (D) مذکورہ تمام

جوابات

1- (C)	2- (A)	3- (B)	4- (D)

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کہاں پیدا ہوئے اور آپ کا نام کیا ہے؟
جواب: حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ایران کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابو حمید ہے۔

2- حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو عطار کیوں کہا جاتا ہے؟
جواب: حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا پیشہ عطر فروشی و دوا سازی تھا اسی وجہ سے آپ عطار مشہور ہوئے۔

3- حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو کن علوم میں مہارت حاصل تھی؟
جواب: حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف علوم و فنون خصوصاً علم الکلام، فلسفہ، قرآن، حدیث، فقہ، ادب اور طب میں مہارت حاصل تھی۔

4- حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی چند مشہور تصانیف کے نام لکھیے۔
جواب: تذکرۃ الاولیا، پندنامہ اور منطق الطیر حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور اصلاحی کتب ہیں، جن کا موضوع حالاتِ اولیا، نصیحت اور تصوف ہے۔

5- حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کب وفات پائی اور آپ کا مزار کہاں ہے؟
جواب: حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی 1221 عیسوی میں تاتاریوں کے ہنگاموں کے دوران 114 برس کی عمر میں شہادت پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک نیشاپور میں واقع ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔
جواب: حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ایران کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام حمید تھا، لیکن قلمی نام فریدالدین سے مشہور

ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خوش نویس اور ادویہ سازی کے ماہر تھے۔

2- حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے پیشے بارے میں آپ کیا جانتے تھے؟
جواب: حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ادویہ سازی کے ماہر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مطب سے سیکڑوں لوگ روزانہ دوا لے جاتے تھے۔

3- حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے کون سے استاد سرفہرست تھے؟
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں مجدالدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ چشم و چراغ ہیں:
(A) اہل بیت کے (B) سلسلہ سہروردیہ کے (C) سلسلہ نقشبندیہ کے (D) سلسلہ قادریہ کے

2- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہے:
(A) محمد ضیاء الدین (B) محمد نظام الدین (C) محمد نعیم الدین (D) محمد فرید الدین

3- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام ہے:
(A) احمد بخاری (B) شاہ شمس (C) شاہ سلمان (D) شاہ سلطان

4- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد ہجرت کر کے آئے:
(A) بخارا سے (B) بغداد سے (C) خراسان سے (D) طائف سے

5- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے:
(A) دہلی میں (B) حیدرآباد میں (C) بدایون میں (D) لکھنؤ میں

6- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی:
(A) 1237ء میں (B) 1227ء میں (C) 1217ء میں (D) 1207ء میں

7- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد قاضی تھے:
(A) کابل کے (B) بدایون کے (C) ایران کے (D) دہلی کے

8- خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لے گئے:
(A) 20 برس کی عمر میں (B) 10 برس کی عمر میں (C) 25 برس کی عمر میں (D) 15 برس کی عمر میں

9- شیخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ بیس سال کی عمر میں گئے:
(A) قصور (B) اعظم گڑھ (C) پاکپتن (D) ملتان

10- حضرت سلطان الاولیا رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو حکم دیتے:
(A) کثرت سے مال جمع کرنے کا (B) کثرت سے توبہ کرنے کا
(C) کثرت سے تعلقات قائم کرنے کا (D) کثرت سے تلاوت کرنے کا

11- ہر صوفی بزرگ نے خدمت کی:
(A) بادشاہوں کی (B) اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی (C) رشتہ داروں کی (D) احباب کی

12- شیخ خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریری کاوش ہے:
(A) مکاشفۃ القلوب (B) راحت القلوب (C) صبح البلاغہ (D) فوائد مکیہ

13- افضل الفوائد میں ملفوظات ہیں:
(A) حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے (B) حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے
(C) حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے (D) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے

14- افضل الفوائد میں ملفوظات جمع کیے:
(A) حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے (B) حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے
(C) حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے (D) حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے

15- حضرت امیر حسن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جمع کیے:
(A) فوائد مکیہ میں (B) رسالہ قشیریہ میں (C) فوائد الفوائد میں (D) تذکرۃ الاولیا میں

16- حضرت نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی:
(A) 1324ء میں (B) 1314ء میں (C) 1334ء میں (D) 1304ء میں

جوابات

1- (A)	2- (B)	3- (A)	4- (A)	5- (C)	6- (A)	7- (B)	8- (D)	9- (C)	10- (D)
11- (B)	12- (B)	13- (C)	14- (A)	15- (C)	16- (A)				

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا وصال ہوا جب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی عمر تھی:
(A) پانچ برس (B) چھ برس (C) سات برس (D) دس برس

2- حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جس شخصیت کے دست مبارک پر بیعت کی:
(A) حضرت فریدالدین رومی رحمۃ اللہ علیہ (B) حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
(C) حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (D) حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

3- حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کے ملفوظات جس کتاب میں اکٹھے کیے:
(A) سیاحت القلوب (B) راحت القلوب (C) تاریخ الفلفا (D) کشف المحجوب

جوابات

1- (A)	2- (B)	3- (B)

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
جواب: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 1237 عیسوی میں بدایون میں پیدا ہوئے۔

2- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام اور القاب تحریر کریں۔
جواب: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد فریدالدین ہے، سلطان الاولیا اور محبوب الٰہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور القابات ہیں۔

3- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام کیا ہے اور کتنے برس کی عمر میں ان کا سایہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر سے اٹھ گیا؟
جواب: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہے جب خواجہ نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر پانچ برس ہوئی تو ان کا سایہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر سے اٹھ گیا۔

4- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ تعلیم کے لیے کب اور کہاں کا سفر کیا؟
جواب: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پندرہ (15) سال کی عمر میں اعلیٰ تعلیم (قرآن، حدیث اور فقہ) کے لیے دہلی کا سفر کیا۔

5- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کب بیعت کی اور کتنے پاروں کا درس حاصل کیا؟
جواب: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیس (20) سال کی عمر میں اجودھن موجودہ پاک پتن میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور بتیسے پاروں کا درس حاصل کیا۔

6- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و اوصاف بیان کریں۔
جواب: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی طلب علم، عبادت و ریاضت، مجاہدہ و مشاہدہ اور لوگوں کی تربیت و اصلاح میں گزار دی، آپ رحمۃ اللہ علیہ متقی، پرہیزگار، صاحب سخاوت و ایثار، حلیم و بردبار، دل جوئی کرنے والے، عفو و درگزر سے کام لینے والے اور حسن سلوک کے پیکر تھے۔

7- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کب اور کہاں وفات پائی؟
جواب: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے 1324ء کو دہلی میں وفات پائی۔

8- حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ دو لوگوں کے نام لکھیے۔
جواب: 1- حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 2- حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

9- ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اہم موضوعات کیا ہیں؟
جواب: ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا نچوڑ ہیں جن میں شریعت، عبادت، احسان، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا تفصیلی بیان ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کیسی شخصیت کے مالک تھے؟
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ متقی، پرہیزگار، صاحب سخاوت و ایثار، دل جوئی کرنے والے، عفو و درگزر سے کام لینے والے، حلیم و بردبار اور حسن سلوک کے پیکر تھے۔

2- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے مخلوق کی خدمت اور برصغیر کے معاشرے کو سدھارنے کے لیے کیا خدمات سرانجام دیں؟
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کی اور برصغیر کے معاشرے کو سدھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں فقرا اور مساکین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانے سے کھانا کھاتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی راہ نمائی کے لیے اخلاق و تقویٰ سے بھرپور شخصیات تیار کیں۔

3- ''افضل الفوائد'' اور ''فوائد الفوائد'' کیسی کتابیں ہیں؟
جواب: ''افضل الفوائد'' حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے وہ ملفوظات ہیں جن کو حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے اور ''فوائد الفواد'' آپ کے وہ ملفوظات ہیں، جن کو حضرت امیر حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے۔

حضرت سید عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (المعروف امام بری)

کثیر الانتخابی سوالات

-1 حضرت سید عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے:
(A) امام البحر (B) امام الہند (C) امام النحو (D) امام مکہ

-2 حضرت سید عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے:
(A) 926 ہجری میں (B) 1026 ہجری میں (C) 1126 ہجری میں (D) 1226 ہجری میں

-3 حضرت سید عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے:
(A) ضلع ساہیوال میں (B) ضلع گجرات میں (C) ضلع نارووال میں (D) ضلع چکوال میں

-4 حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام ہے:
(A) حضرت سید سخی محمود بادشاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (B) حضرت مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ
(C) حضرت ابراہیم کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ (D) حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ

-5 حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام ہے:
(A) حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا (B) حضرت اُم عطیہ رحمۃ اللہ علیہا
(C) حضرت آسیہ بی بی رحمۃ اللہ علیہا (D) حضرت سیدہ نظام فاطمہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہا

-6 حضرت سید عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی:
(A) مدرسہ نعمانیہ سے (B) جامعہ فخر العلوم سے (C) اپنے والد سے (D) مدرسہ نظامیہ سے

-7 حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے فقہ و حدیث اور دیگر علوم حاصل کیے:
(A) نجف اشرف سے (B) مدرسہ نعمانیہ سے (C) مدرسہ نظامیہ سے (D) مدرسہ اشرفیہ سے

-8 حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ حج کی غرض سے مکہ اور مدینہ گئے اور واپس تشریف لائے:
(A) تقریباً 30 سال کی عمر میں (B) تقریباً 25 سال کی عمر میں (C) تقریباً 20 سال کی عمر میں (D) تقریباً 35 سال کی عمر میں

-9 حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا:
(A) 1117 ہجری میں (B) 1118 ہجری میں (C) 1119 ہجری میں (D) 1120 ہجری میں

-10 حضرت سید عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا:
(A) اسلام آباد میں (B) کراچی میں (C) فیصل آباد میں (D) پشاور میں

جوابات

-1 (A)	-2 (B)	-3 (D)	-4 (A)	-5 (D)	-6 (C)	-7 (A)	-8 (B)	-9 (A)	-10 (A)

کثیر الانتخابی (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1 حضرت سید عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ جس لقب سے مشہور ہوئے:
(A) امام البحر (B) امام بری (C) امام اہلسنت (D) امام عربہ

-2 امام البر سے مراد ہے:
(A) خشکی کے امام (B) سمندروں کے امام (C) پہاڑوں کے امام (D) عجم کے امام

-3 حضرت امام بری کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہاں پر لاتعداد غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کی شمع روشن کی؟
(A) ٹلہ گنگ میں (B) چکوال میں (C) نور پور شاہاں میں (D) آزاد کشمیر میں

جوابات

-1 (B)	-2 (A)	-3 (C)

مختصر جوابی سوالات

-1 حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
جواب: حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ بمطابق 1026 ہجری میں ضلع چکوال کے علاقے کرسال میں پیدا ہوئے۔

-2 حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ کے والد اور والدہ کا نام لکھیے۔
جواب: حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا اسم مبارک سید محمود سخی بادشاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ ماجدہ کا نام سیدہ نظام فاطمہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہا ہے۔

-3 حضرت سید عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیمی حالات مختصراً تحریر کیجیے۔
جواب: حضرت سید عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ و حدیث اور دیگر علوم اسلامی کی تعلیم نجف اشرف عراق سے حاصل کی۔

-4 حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ کی غرض سے کن علاقوں کا دورہ کیا؟
جواب: حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے علاقوں کا تبلیغی دورہ کیا جن میں کشمیر، بدخشاں، بخارا، مشہد، بغداد اور دمشق شامل ہیں۔

-5 حضرت شاہ عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا کب اور کہاں وصال ہوا؟
جواب: حضرت شاہ عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 1117 ہجری میں نور پور شاہاں اسلام آباد میں ہوا۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

-1 بری امام کا کیا مطلب ہے؟ یا بری امام کسے کہتے ہیں؟
جواب: بری امام سے مراد "امام البر" یعنی خشکی کا امام ہے۔

-2 حضرت عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ نے کس علاقے کے غیر مسلموں کو مسلمان کیا؟
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نور پور شاہاں میں قیام کے دوران اسلامی تعلیمات کے ذریعے سے لاتعداد غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کی شمع روشن کی۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

کثیر الانتخابی سوالات

-1 حضرت مولانا عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے:
(A) سیوطی (B) البیرونی (C) جامی (D) شیرازی

-2 حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی ہیں:
(A) حضرت سخی محمود بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ (B) حضرت سید کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ
(C) حضرت امام فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ (D) حضرت مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

3- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے:
(A) 817 ہجری میں (B) 807 ہجری میں (C) 827 ہجری میں (D) 837 ہجری میں

4- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے:
(A) افغانستان میں (B) ایران میں (C) دمشق میں (D) بغداد میں

5- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے:
(A) 1434 عیسوی میں (B) 1424 عیسوی میں (C) 1444 عیسوی میں (D) 1414 عیسوی میں

6- حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے:
(A) حضرت سید عبداللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (B) حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ
(C) حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ (D) حضرت ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ

7- علم النحو کا امام تسلیم کیا جاتا ہے:
(A) مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو (B) حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ کو
(C) حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو (D) حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کو

8- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علم النحو میں مشہور تصنیف ہے:
(A) نحو غالب (B) نحو میر (C) هداية النحو (D) شرح ملا جامی

9- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر پائی:
(A) 71 سال (B) 61 سال (C) 81 سال (D) 91 سال

10- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے:
(A) دمشق میں (B) بغداد میں (C) کشمیر میں (D) ہرات میں

جوابات

1-	(C)	2-	(D)	3-	(A)	4-	(A)	5-	(D)	6-	(B)	7-	(A)	8-	(D)	9-	(C)	10-	(D)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں کیا سمایا ہوا تھا؟
(A) عشق حقیقی (B) عشق مجازی (C) مخلوق کا پیار (D) مریدین کا پیار

2- "زاحوالم محمد راخبر کن" کا درست ترجمہ ہے:
(A) میرے احوال محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیان کرنا (B) میرے احوال سے محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقف ہیں
(C) میرے احوال محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسندیدہ ہیں (D) میرے احوال سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق تھے

3- ترک ریا، نفس کشی اور خلوص جیسی خوبیاں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے:
(A) رویے سے ظاہر تھیں (B) قول و فعل سے نمایاں تھیں
(C) وجود سے ظاہر تھیں (D) علم کا حصہ تھیں

جوابات

1-	(A)	2-	(A)	3-	(B)

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت مولانا عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کا لقب اور والد محترم کا نام کیا تھا؟
جواب: حضرت مولانا عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کا لقب جامی تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا اسم گرامی مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

2- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
جواب: حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ 23 شعبان 817 ہجری بمطابق 1414 عیسوی کو ہرات (افغانستان) میں پیدا ہوئے۔

3- حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے چند نمایاں اوصاف تحریر کریں۔
جواب: حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ صحیح معنوں میں تواضع و انکسار کے حامل انسان تھے۔ ترک ریا، نفس کشی اور خلوص جیسی خوبیاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قول و فعل سے نمایاں تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ احکام شریعت کے سخت پابند تھے۔

4- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی علم النحو میں کیا خدمات ہیں؟
جواب: مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو علم النحو کا امام تسلیم کیا جاتا ہے۔ علم النحو میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف "شرح ملا جامی" ہے۔

5- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ وقت کو کیا نصیحت کی تھی؟
جواب: مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط میں بادشاہ وقت کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا: اے بادشاہ! تو جس تخت و تاج کا دل دادہ ہے وہ ناپائیدار ہے۔ یہ زندگی عارضی ہے، نہ یہ زمانہ رہے گا نہ زمین، جہاں تک ہو سکے دنیا میں نیکی کر لے، کیوں کہ یہی کام آنے والی ہے۔

6- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنے سال کی عمر میں اور کہاں وفات پائی؟
جواب: مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے 81 برس کی عمر میں، 898 ہجری، (1492 عیسوی) کو جمعہ کے دن وفات پائی۔

7- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کہاں واقع ہے؟
جواب: مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار "ہرات" افغانستان میں ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا کس کے ہاتھ پر بیعت کی؟
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

2- حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی معروف نعت کا کوئی شعر لکھیں۔
جواب: حضرت عبدالرحمن جامی کی معروف نعت کا ایک شعر:
نسیما! جانب بطحا گزر کن ۔۔۔ زاحوالم محمد راخبر کن

3- حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ محتاجوں کی کیسے مدد کرتے تھے؟
جواب: حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ اگر کسی کو محتاج پاتے تو خفیہ طور پر اس کی مدد کرتے تھے۔

4- مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کن لوگوں کی چاپلوسی سے متنفر تھے؟
جواب: مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ بڑے لوگوں اور بالخصوص بادشاہوں کی خوشامد اور چاپلوسی سے متنفر تھے۔

5- مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ بادشاہوں کو کیوں خط لکھتے تھے؟
جواب: مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ بادشاہوں کو ہمیشہ نیکی پر کاربند رہنے کے لیے خط لکھا کرتے تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

کثیر الانتخابی سوالات

1- سید عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہے:
(A) حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا (B) حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا
(C) حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ کا (D) حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا

2- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے:
(A) ملتان میں (B) کشمیر میں (C) ہرات میں (D) سیہون شریف میں

3- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی:
(A) 638 ہجری میں (B) 738 ہجری میں (C) 538 ہجری میں (D) 438 ہجری میں

4- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی:
(A) 1153 عیسوی میں (B) 1133 عیسوی میں (C) 1123 عیسوی میں (D) 1143 عیسوی میں

5- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے:
(A) ہرات میں (B) چولی کرسال میں (C) مروند میں (D) بغداد میں

6- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ شجرہ نسب ملتا ہے:
(A) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے (B) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
(C) حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے (D) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے

7- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے:
(A) تیرہ واسطوں سے (B) پندرہ واسطوں سے (C) سترہ واسطوں سے (D) سات واسطوں سے

8- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا نام ہے:
(A) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (B) سخی محمود بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ (C) ابراہیم کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ (D) مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

9- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا نام ہے:
(A) حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا (B) حضرت ماجدہ کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ
(C) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا (D) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا

10- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے والدین مشہور تھے:
(A) زہد و تقویٰ کی بدولت (B) مال و دولت کی وجہ سے (C) تجارت کی وجہ سے (D) بادشاہت کی وجہ سے

11- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد آئے تھے:
(A) مدینہ منورہ سے (B) مکہ مکرمہ سے (C) دمشق سے (D) عراق سے

12- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد آباد ہوئے:
(A) افغانستان میں (B) لیبیا میں (C) مصر میں (D) کویت میں

13- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے سکونت کے لیے پسند فرمایا:
(A) تہران کو (B) قسطنطنیہ کو (C) سیہون شریف کو (D) بغداد کو

14- حضرت عثمان بن کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید حفظ کیا:
(A) 7 سال کی عمر میں (B) 10 سال کی عمر میں (C) 8 سال کی عمر میں (D) 12 سال کی عمر میں

15- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم بڑا درجہ رکھتے تھے:
(A) مشائخ مدینہ میں (B) مشائخ نقشبندیہ میں (C) مشائخ تبریز میں (D) مشائخ سلطانیہ میں

16- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو دسترس حاصل تھی:
(A) عربی و فارسی علوم میں (B) مغربی علوم (C) دنیوی علوم (D) علم نجوم میں

17- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے پہنچے:
(A) حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس (B) حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس
(C) حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس (D) حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس

18- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ میں قیام کیا:
(A) حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر (B) حضرت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر
(C) حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر (D) حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر

19- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا:
(A) 21 شعبان المعظم 573 ہجری کو (B) 21 شعبان المعظم 773 ہجری کو
(C) 21 شعبان المعظم 873 ہجری کو (D) 21 شعبان المعظم 673 ہجری کو

جوابات

1- (A)	2- (D)	3- (C)	4- (D)	5- (C)	6- (D)	7- (A)	8- (C)	9- (B)	10- (A)
11- (D)	12- (A)	13- (C)	14- (A)	15- (C)	16- (A)	17- (B)	18- (A)	19- (D)	

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کس چیز سے وابستہ تھے؟
(A) تجارت سے (B) درس و تدریس سے (C) زراعت سے (D) صحافت سے

2- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کے متعلق مشہور ہے کہ رات کی تاریکی میں:
(A) تہجد پڑھا کرتی تھیں (B) قرآن پڑھا کرتی تھیں
(C) پیٹھ کر دیا کرتی تھیں (D) کپڑے سیا کرتی تھیں

3- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ فرماتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا:
(A) دوزخ میں نہ جائے گا (B) علم میں ترقی کرے گا (C) کامیاب ہوگا (D) بیمار نہیں ہوگا

4- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے مروجہ عربی و فارسی علوم میں مکمل دسترس حاصل کر لی تھی:
(A) بہت زیادہ عرصے میں (B) بہت قلیل عرصے میں (C) تیس سال کی عمر میں (D) چالیس سال کی عمر میں

جوابات

1- (B)	2- (C)	3- (A)	4- (B)

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام کیا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب کتنے واسطوں سے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے؟

جواب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا نام سید عثمان مروندی تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ شجرہ نسب تیرہ واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

2- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ 538 ہجری بمطابق 1143 عیسوی میں مروند یا میوند (موجودہ آذربائیجان یا افغانستان) میں پیدا ہوئے۔

3- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے والد اور والدہ کا نام لکھیے۔

جواب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام ابراہیم کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ کا نام ماجدہ کبیر الدین رضی اللہ عنہا تھا۔

4- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کہاں سے ہجرت کر کے آئے اور کس مقام پر قیام کیا؟

جواب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد عراق سے ہجرت کر کے ایران سے ہوتے ہوئے افغانستان میں آباد ہوئے۔

5- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے خاندانی خصائص تحریر کیجیے۔

جواب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ خاندانی اعتبار سے اعلیٰ نسب رکھتے تھے۔ وہ خشیت الٰہی کے پیکر تھے۔ اس لیے صالحیت و سخا کے بہت سے خصائص ان کے خاندان سے ان میں منتقل ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ زہد و تقویٰ کا پیکر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن سے ہی اہل اللہ کی صحبتیں میسر تھیں۔

6- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ خوف الٰہی کے بارے میں کیا فرماتی تھیں؟

جواب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ خشیت الٰہی کی پیکر تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ رات کی تاریکی میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتی تھیں: اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا دوزخ میں نہ جائے گا۔

7- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کیسے پہنچے؟

جواب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور ان کی ہدایت پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ میں قیام فرمایا۔

8- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال کب اور کہاں ہوا؟

جواب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 21 شعبان المعظم 673 ہجری کو سندھ میں ہوا۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ میں صالحیت و سخا کے خصائص کہاں سے آئے؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ خاندانی اعتبار سے اعلیٰ نسب رکھتے تھے، اس لیے صالحیت و سخا کے بہت سے خصائص ان کے خاندان میں منتقل ہو گئے تھے۔

2- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کی رات کیسے گزرتی تھی؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کے متعلق مشہور ہے کہ رات کی تاریکی میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں۔

3- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کیسی خاتون تھیں؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ خشیت الٰہی کا پیکر تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ رات کا زیادہ تر حصہ عبادت میں گزارتی تھیں۔

4- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت کس کی نگرانی میں ہوئی؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد مشائخ تبریز میں بڑا درجہ رکھتے تھے۔ ان کی نگرانی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نشوونما ہوئی اور تعلیم و تربیت کا اہتمام ہوا۔

5- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو کس طرح ہدایت دی؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے اخلاق کو سنوارا، انسانوں کے دلوں میں نیکی اور سچائی کی لگن پیدا کی اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے رہنا سکھایا۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے:
(الف) گنج شکر (ب) فرید الدین (ج) گنج بخش (د) سلطان الاولیا

(ii) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی جائے پیدائش ہے:
(الف) بدایون (ب) دہلی (ج) بخارا (د) سمرقند

(iii) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کو خصوصی دسترس حاصل تھی:
(الف) علوم القرآن پر (ب) علم الانساب پر (ج) علم النجوم پر (د) علم الاصوات پر

(iv) حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ہے:
(الف) رسالہ قشیریہ (ب) کشف المحجوب (ج) پند نامہ (د) راحت القلوب

(v) حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ہے:
(الف) تذکرۃ الاولیا (ب) احیاء العلوم (ج) کشف المحجوب (د) مثنوی معنوی

(vi) حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے:
(الف) ہندو (ب) مسیحی (ج) مجوسی (د) سکھ

(vii) حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو امام تسلیم کیا جاتا ہے:
(الف) علم نحو کا (ب) علم صرف کا (ج) علم کلام کا (د) علم نجوم کا

(viii) حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد تھے:
(الف) حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (ب) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
(ج) حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ (د) حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

(ix) حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کے فرمان کے مطابق، اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا:
(الف) دوزخ میں نہ جائے گا (ب) رزق میں اضافہ پائے گا (ج) دنیا میں عزت پائے گا (د) مصیبتوں سے محفوظ رہے گا

(x) حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام ہے:
(الف) عثمان مروندی (ب) بوعلی قلندر (ج) زید مروندی (د) عبدالرحمن

جوابات (i) سلطان الاولیا (ii) بدایون (iii) علوم القرآن پر (iv) رسالہ قشیریہ
(v) تذکرۃ الاولیا (vi) ہندو (vii) علم نحو کا (viii) حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
(ix) دوزخ میں نہ جائے گا (x) عثمان مروندی

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالکریم تھا۔ اپنے آباؤ اجداد میں ایک بزرگ قشیر کی وجہ سے قشیری معروف ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 986ء میں ایران کے علاقے نیشاپور کے قریب استوا نامی بستی میں ہوئی۔ بچپن ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد وفات پا گئے۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے دین و تصوف کی بنیادی تعلیم اپنے شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

(ii) حضرت امام قشیری کی دو تصانیف کے نام لکھیں۔

جواب: حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی دو تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

1- اَلتَّيْسِيْرُ فِيْ عِلْمِ التَّفْسِيْرِ 2- لَطَائِفُ الْإِشَارَاتِ فِيْ تَفْسِيْرِ الْقُرْآنِ

(iii) حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف تحریر کریں۔

جواب: حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ کے معروف صوفی بزرگ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد نظام الدین، والد کا نام احمد بخاری، سلطان الاولیا اور محبوب الٰہی مشہور القابات ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد بخارا سے ہجرت کر کے بدایون آباد ہوئے، وہیں بدایون میں 1237ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔

(iv) اشاعت اسلام اور تزکیہ نفس کے حوالے سے حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات تحریر کریں۔

جواب: حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشاعت اسلام کی خاطر دہلی تشریف لائے اور خلق خدا کی خدمت کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی لوگوں کی تربیت و اصلاح میں گزار دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے تزکیہ نفس اور روحانی آثار واضح ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر کے معاشرے کو سدھارنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی راہنمائی کے لیے اخلاص اور تقویٰ سے بھرپور شخصیات تیار کیں۔

(v) حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی دو تصانیف کے نام تحریر کریں۔

جواب: 1- تذکرۃ الاولیاء 2- پندنامہ

(vi) حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو "عطار" کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "عطار" آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیشے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پیشہ خوش بو اور ادویہ سازی تھا۔

(vii) حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کے نام تحریر کریں۔

جواب: حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام سید حبیب محمود بادشاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ ماجدہ کا نام سیدہ غلام فاطمہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہا ہے۔

(viii) حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی خدمات تحریر کریں۔

جواب: حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے علاقوں کا تبلیغی دورہ کیا جن میں کشمیر، بدخشاں، بخارا، مشہد، بغداد اور دمشق شامل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نور پور شاہاں میں قیام کے دوران اسلامی تعلیمات کے ذریعے بے تعداد غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کی شمع روشن کی۔

(ix) حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت بیان کریں۔

جواب: حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں نعتیہ کلام بھی لکھا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی میں معروف نعت کا ایک شعر جس کا ترجمہ یہ ہے:

"اے بادِ نسیم جب تیرا شہر بطحا سے گزر ہو
میرے احوال (حالات) سرکار کی خدمت میں بیان کرنا"

(x) حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب کا نام لکھیں۔

جواب: حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب کا نام "شرح ملا جامی" ہے۔

(xi) حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب کن سے ملتا ہے؟

جواب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب تیرہ واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔

(xii) حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیمی حالات مختصراً بیان کریں۔

جواب: حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی قلیل عرصے میں مروجہ عربی و فارسی علوم میں بھی مکمل دسترس حاصل کر لی۔

عُلَمَا مُفَكِّرِيْنَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ
شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبا اس قابل ہو جائیں گے کہ

- مذکورہ شخصیات کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- ان کے اخلاق و صفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ان کی علمی و معاشرتی خدمات سے مختصر طور پر آگاہی حاصل کر سکیں۔
- ان کی تعلیمات اور تصانیف سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- مذکورہ علماء و مفکرین رحمۃ اللہ علیہم کے معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے اُسوہ کی پیروی کر سکیں۔
- ان کی زندگی کے مختلف روشن پہلوؤں سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ

سوال 25: امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی تحریر کریں۔

جواب: ابو اسحاق، ابراہیم بن موسیٰ بن محمد الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث، فقیہ اور جامع العلوم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان بنو لخم سے تعلق رکھتا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں "الاعتصام" اور "الموافقات" بہت زیادہ شہرت کی حامل ہیں۔ علم فقہ میں "الموافقات" بہت زیادہ اہمیت کی حامل کتاب ہے۔

حصولِ علم: امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی قراءت کی تعلیم اپنے آبائی وطن شاطبہ سے حاصل کی، بچپن سے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا علم قراءت کی طرف میلان تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے حافظ تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث اور فقہ کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

بیت المقدس روانگی: بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اوّل ہے، مذہبی نقطہ نگاہ سے بیت المقدس کو ہمیشہ سے ہی منفرد مقام حاصل رہا ہے۔ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ وہ اس مقام کی زیارت کریں اسی لیے جب ناصر صلاح الدین یوسف نے بیت المقدس کو فتح کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے بیت المقدس تشریف لے گئے، جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رمضان کے روزے رکھے اور اعتکاف فرمایا۔

مسجد اقصیٰ کی حرمت، جلالت اور رفعت کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں اس جگہ کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ مقرب سمجھتا ہوں۔"

اخلاق و صفات: امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ حدیث نبوی کے عالم اور قراءت و تفسیر کے امام تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نجوم کے استاد تھے اور علم تعبیر کے بھی ماہر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حافظے سے بخاری و مسلم کے نسخوں کی تصحیح کی جاتی تھی اور ضرورت کے موقعوں پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان نسخوں میں اپنے علم و ذہانت سے حواشی بھی لکھواتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر باوضو رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ خود بھی فضول باتوں سے اعراض کرتے اور دوسروں کو پرہیز کی تلقین کرتے تھے۔ سخت بیماری و مصیبت میں بھی آپ کی زبان مبارک سے کلمہ شکر ہی جاری رہتا۔ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ مرد صالح، قول کے سچے اور بلند کردار کے مالک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ متقی، صابر، پاک دامن اور معزز شخصیت کے حامل تھے۔

درس و تدریس: امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ فاضلیہ قاہرہ میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

وفات: حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ 790 ہجری کو قاہرہ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ مشہور عالم علامہ عراقی نے پڑھائی۔

فضائل و مناقب: امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ علوم شریعہ کے ماہر اور لغت کے امام مانے جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ذہنی وسعت اور قوی ادراک رکھنے والی شخصیت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قراءت و تفسیر میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ پائے کے ادیب کے طور پر بھی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا تھا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

سوال 26: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات پر نوٹ لکھیں۔

جواب: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک شہرہ آفاق مفسر، عظیم محدث، فقیہ اور مورخ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرون وسطیٰ کے مسلمان علما میں اپنی علمی خدمات کی وجہ سے بے انتہا مشہور و مقبول ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مصر کے قدیم قصبے اسیوط میں 849 ہجری میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام عبدالرحمٰن، کنیت ابوالفضل اور لقب جلال الدین تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے آبائی قصبے کے نام کی وجہ سے سیوطی کہلائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان دینی عظمت و عزت میں بلند مقام رکھنے کے ساتھ ساتھ دنیاوی وجاہت اور شان و شوکت میں بھی اعلیٰ رتبے پر فائز تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں سے بعض حکمرانی کی تخت سے سرفراز ہوئے اور بعض نے تجارت میں بڑا نام کمایا۔

حفظ قرآن: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک کے حافظ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ (8) سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔

اساتذہ: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حفظ قرآن کے بعد حضرت شیخ شمس سیرامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شمس فرومانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی اور ان دونوں حضرات سے متعدد کتب پڑھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم الفرائض حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی، حضرت علامہ تقی الدین شبلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے علم الحدیث و علم الادب العربی پڑھے، اس کے بعد علامۃ العصر استاذ الاساتذہ شیخ محی الدین کافیجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مسلسل چودہ سال تک رہے۔ حضرت علامہ سیف الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی استفادہ کرتے رہے۔

علوم و فنون: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ان جلیل القدر علمائے امت میں شمار ہوتے ہیں جنھوں نے سربلندی اسلام کے لیے کام کیا۔ علامہ اپنے زمانے میں اسماء الرجال، روایت حدیث، درایت حدیث اور استنباط احکام کے اعتبار سے سب سے بڑے عالم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا کہ:

"مجھے دو لاکھ احادیث یاد ہیں اور اگر مجھے اس سے زیادہ ملتیں تو ان کو بھی یاد کر لیتا"۔

سیر و سیاحت: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر وا فی الارض کے ارشاد باری تعالیٰ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہند، شام، یمن، مراکش اور بہت سے اسلامی ممالک کی سیاحت فرمائی۔

تصانیف: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد پانچ سو (500) ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی کتاب "تعوذ و تسمیہ" کی تفسیر ہے۔ اس کے علاوہ قرآنیات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر "تفسیر جلالین"، "تفسیر درمنثور" اور "الاتقان فی علوم القرآن" علماء میں بہت زیادہ مقبول ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مفسر و محدث ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین مورخ بھی تھے۔ خلفائے ملت اسلامیہ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تاریخ الخلفا" ہے، جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے بغداد کے آخری خلیفہ کے عہد تک سن وار لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب اپنی نوعیت کی منفرد اور جامع تاریخ ہے۔

دنیا سے بے رغبتی: دنیوی مال و دولت کی طرف سے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں بے رغبتی تھی۔

اخلاق و اوصاف: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حلیم الطبع، فہم و فراست کے حامل اور علم و ادب سے محبت کرنے والی شخصیت تھے۔

وفات: علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے 911 ہجری میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلند فرمائے۔

ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

سوال 27: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی تحریر کریں۔

جواب: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کے مشہور و معروف مؤرخ، فقہ، فلسفی، ماہر تعلیم اور سیاست دان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تاریخ اور عمرانیات کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن خلدون تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ولی الدین تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تیونس میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان پہلے عرب سے آکر اندلس میں آباد ہوا پھر وہاں سے تیونس آ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب بنی کندہ کے ملوک سے ملتا ہے۔

تعلیمی نصاب پر دسترس: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور مجوزہ تعلیمی نصاب پر دسترس حاصل کر لی۔ نصاب میں قرآن مجید، حدیث نبوی، علم الکلام، نحو، فلسفہ، منطق اور ریاضی وغیرہ شامل تھے۔

مصر میں قیام: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کو غرناطہ کی سرزمین بھی راس نہ آئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مصر آ گئے اور عالم اسلام کی عظیم درس گاہ **جامعۃ الازہر** میں درس و تدریس پر مامور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کی شہرت نے آپ کو سلطان مصر کے دربار تک پہنچا دیا، سلطان سیف الدین برقوق نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فقہ مالکیہ کا قاضی مقرر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عدل و انصاف اور مہارت قانون کی وجہ سے سلطان اور علما سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرویدہ ہو گئے۔

علمی خدمات: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات کو تین پہلوؤں پر جانچا جاتا ہے:

اوّل: مؤرخ و تاریخ نویس کی حیثیت سے۔ دوم: فلسفہ تاریخ کے بانی کی حیثیت سے۔

سوم: عمرانیات کے ماہر اور امام کی حیثیت سے۔

عمرانی افکار: پروفیسر سائمن ڈے نے علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کو بابائے عمرانیات قرار دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فلسفے کی ایک نئی شاخ کی بنیاد ڈالی جو ارسطو کے خیال و گمان میں بھی نہ تھی۔ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے عمرانیات کی کئی شاخوں کا ذکر کیا ہے جو معاشرتی مسائل کا احاطہ کرتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیہی و شہری عمرانیات، تعلیمی عمرانیات، صنعتی عمرانیات، نفسیاتی عمرانیات، مذہبی عمرانیات، نسلی عمرانیات، خاندانی عمرانیات اور دیگر اہم عمرانیات کی شاخوں کو بیان کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بابائے اسلوب تاریخ بھی تصور کیا جاتا ہے۔

تعلیمی افکار: ابن خلدون نے دنیائے اسلام کی نامور جامعات میں ایک کامیاب معلم کی حیثیت سے درس و تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق طلبہ کو تعلیم یا معلومات ان کی قابلیت اور قوت جذب کی صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوئے دی جائے۔ تعلیم دھیمے انداز میں دی جائے۔ تعلیم میں آسانی سے مشکل کی طرف جائیں۔ طلبہ کی ذہانت، دلچسپی، عمر اور ماحول کو دیکھتے ہوئے تعلیم دی جائے۔ اگر طلبہ اکتاہٹ محسوس کرنے لگیں تو استاد کو چاہیے کہ فوراً درس بند کر دے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عنوان کو تین بار پڑھانے کی تلقین کرتے تھے۔ پہلی بار عنوان سے متعلق اہم معلومات آسان اور عام فہم طریقے سے سمجھائے۔ دوسری بار سبق سے متعلق مشکل و پیچیدہ تصورات کو سمجھائے۔ تیسری بار سبق کی مکمل طور پر اول تا آخر تکمیل کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جبراً یا ٹھونس کر تعلیم دینے کے مخالف تھے۔ انھوں نے بغیر سمجھے کسی چیز کو رٹنے کی سخت مخالفت کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ طلبہ پر سختی نقصان دہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم کو سب سے افضل اور اعلیٰ عمل قرار دیتے ہوئے کہا: انسان اور دوسری مخلوق میں فرق صرف قوت خیال کا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عمرانیات اور نظریہ تعلیم کے علاوہ بھی کئی ایک تصورات و نظریات پیش کیے ہیں جن میں نظریہ سیاست، نظریہ ریاست، نظریہ معاشیات، نظریہ خلافت، نظریہ ماحول، نظریہ تاریخ، تصور قانون، تصور جغرافیہ اور تصور علوم وغیرہ زیادہ نمایاں ہیں۔

مشہور تصانیف: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں "کتاب العبر" اور "مقدمہ ابن خلدون" بہت مشہور ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک خاص طرز تحریر کے حامل فرد تھے۔ ان کی شہرہ آفاق کتاب "مقدمہ ابن خلدون" ہے۔ یہ کتاب فلسفہ، تاریخ، سیاست، عمرانیات، اقتصادیات اور ادبیات کا خزانہ ہے۔

وفات: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے تیونس، اندلس اور مصر میں زندگی بسر کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چوہتر (74) برس کی عمر میں 808 ہجری میں قاہرہ میں وفات پائی۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

سوال 28: حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیے۔

جواب: حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ بارھویں صدی عیسوی کے عظیم فلسفی، غیر معمولی دانشور، معروف مصنف، عالم دین، مفکر اسلام اور صوفی تھے۔

نام: ابن عربی کا نام محمد بن علی اور لقب محی الدین ہے۔ آپ کو "شیخ اکبر" بھی کہا جاتا ہے۔

ولادت: شیخ اکبر ابن عربی 560 ہجری کو مرسیہ (اندلس) میں پیدا ہوئے۔

خاندان: آپ رحمۃ اللہ علیہ حاتم طائی کی نسل سے تھے جو اپنی سخاوت کے باعث نا صرف عرب بلکہ تمام دنیا میں آج تک مشہور و معروف ہیں۔ بنی طے ایک قبیلہ تھا، حاتم طائی اس قبیلے کا ایک سردار تھا، جس کے دروازے سے کبھی کوئی سائل خالی ہاتھ نہیں جاتا تھا۔ حاتم طائی کی اولاد میں سے ایک صوفی منش گھرانے نے اندلس میں آ کر رہائش اختیار کر لی تھی۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا محمد اندلس کے قاضی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد علی بن محمد فقہ اور حدیث کے اکابر میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ انصار سے تعلق رکھتی تھیں۔

تعلیم وتربیت: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب دستور تعلیم گھر پر حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر مراحل مرسیہ میں طے کیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 580 ہجری میں اشبیلیہ چلے آئے جو علم و معرفت کا مرکز تھا۔ یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے وقت کے نامور علما کی مجالس میں بیٹھنے کا شرف ملا، آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر فن حسول علم میں مصروف رہے اور قراءت، تفسیر، حدیث، فقہ، صرف ونحو، ریاضی، تاریخ، ادب، شاعری، فلسفہ، نجوم اور حکمت سمیت بہت سے دینی و دنیوی علوم میں دسترس حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے نامور علما اور اعلیٰ مقام اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔ اشبیلیہ ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اپنے شیخ سے ہوئی جن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ اور اساتذہ کی تعداد ستر (70) تک پہنچتی ہے۔

مختلف ممالک کا سفر: آپ رحمۃ اللہ علیہ اڑتیس سال کی عمر میں بلاد شرق یعنی مشرقی ممالک کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ عرصہ مصر میں قیام کیا پھر بیت المقدس، مکہ معظمہ، بغداد اور حلب گئے اور آخر میں دمشق پہنچے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دمشق میں درس و تدریس اور وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔

تصانیف: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد 800 سے زائد ہے۔ جن میں سے سو (100) کے لگ بھگ ہی محفوظ رہ سکیں۔ شیخ اکبر کی تصانیف اپنے زمانے کے مروجہ علوم اسلامی کا احاطہ کرتی ہیں اور زیادہ تر تصوف کے موضوع پر ہیں نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث، تفسیر، سیرت اور ادب کے موضوع پر بھی کتابیں لکھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تحریری سرمایہ ادب میں صوفیانہ شاعری وغیرہ بھی شامل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں سے فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم نے بہت شہرت پائی۔ یہ کتاب تصوف کا عروۃ الوثقیٰ کہلاتی ہیں۔

علما و صوفیہ کا خراج عقیدت: شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے اکابرین کے سردار تھے۔ صوفیہ کرام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف القابات سے یاد کیا ہے مثلاً ابن عربی، قطب الموحدین، رئیس الکاشفین، شیخ المحققین اور امام الاولیا و صالحین وغیرہ۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ابن عربی (رحمۃ اللہ علیہ) بہت بڑے اور جلیل القدر ولی اللہ تھے''۔ امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''شیخ اکبر کتاب و سنت کے پابند تھے اور فرماتے تھے جس نے ایک لحظہ بھی شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دی وہ ہلاک ہو گیا''۔ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن عربی بحر الحقائق (حقیقتوں کا سمندر) ہیں''۔

وفات: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 638 ہجری میں وفات پائی اور جبل قاسیون میں دفن ہوئے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سوال 29: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیے۔

جواب: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے عظیم مفسر، محدث، فقیہ اور خطیب تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی نام غلام حلیم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب سراج الہند ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 1159 ہجری کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد حضرت شاہ عبدالرحیم بہت بڑے عالم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب 34 واسطوں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

تعلیم وتربیت: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد ماجد کی نگرانی میں حاصل کی۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر نقل و حرکت اور نشست و برخاست پر کڑی نگاہ رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ سال کی عمر میں قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فطرتاً نہایت تیز ذہن، سلیم الطبع اور خوش مزاج تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی مختصر عرصے میں قرآن مجید کی تکمیل فرمائی اور پھر صرف تیرہ برس کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف، نحو، فقہ، اصول، منطق، کلام، عقائد، ہندسہ، ہیئت اور ریاضی سمیت تمام عقلی و نقلی علوم پر مکمل دسترس حاصل کر لی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فراوانی علوم و فنون کے باعث تمام اہل علم، سلاطین و امراء آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح سرائی میں رطب اللسان رہتے تھے۔ بلاشبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میدان علم و فضل کے نامور شہسوار اور جامعیت میں اپنی مثال آپ تھے۔

درس وتدریس: شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب سترہ سال کے ہوئے تو ان کے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی۔ اوائل عمر میں ہی کثرت امراض کے باوجود شاہ صاحب نے درس و تدریس کا عمل جاری رکھا اور اپنے والد محترم کے جانشین مقرر ہوئے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً بارہ سال تک علوم حدیث و تفسیر کی درس و تدریس میں مصروف رہے۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے درس و تدریس کی شہرت پورے ہندوستان سمیت سمرقند، بخارا اور مصر و شام تک پھیلی ہوئی تھی۔

خدمات علم حدیث: حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی زبان میں کتب احادیث کا تعارف اور ان کے مصنفین کے مختصر حالات پر مشتمل کتاب ''بستان المحدثین'' اور اصول حدیث، داخلی نقد حدیث اور دوسرے اہم حدیثی مسائل پر ایک مفید رسالہ ''فوائد فائقہ'' تصنیف فرمایا۔

تصانیف: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر فتح العزیز جو اثنا عشریہ، بستان المحدثین، میزان العقائد اور فتاویٰ عزیزی سمیت بیسیوں کتب تالیف فرمائیں۔

عظیم شخصیت: شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت اپنے دور کے محدثین و مشائخ کا مرجع و ماخذ ہے جن کے شاگرد پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دور پرفتن میں قرآن و حدیث کے علوم کے فروغ کے لیے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے وہ ہمیشہ یاد کیے جائیں گے۔

وفات: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی (80) برس کی عمر میں 7 شوال 1239 ہجری بمطابق 1823 عیسوی میں وفات پائی۔

ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ

سوال 30: ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیے۔

جواب: اسلامی فلسفہ کی دنیا میں ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلم فلسفی، طبیب، ماہر فلکیات، ریاضی دان، محدث اور قاضی القضاۃ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نحو اور لغت پر بھی دسترس حاصل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام ابوالولید محمد بن احمد بن رشد القرطبی الاندلسی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرطبہ (اندلس) کے ایک باعزت گھرانے میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیم قرطبہ سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ، طب اور فلسفہ میں اپنے زمانے کے علما سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد حکمت میں کمال حاصل کیا۔

ابو یعقوب یوسف بن عبدالرحمن سے ملاقات: 548 ہجری میں ابن طفیل نے ابو یعقوب یوسف بن عبدالرحمن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کروائی۔ وہ فلسفے کے دلدادہ تھے۔ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لیے ارسطو کی کتابوں کو مختصر کیا۔ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ ارسطو کے بہت بڑے مداح تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ارسطو علم کی انتہائی بلندیوں پر پہنچا ہوا تھا۔ انھوں نے اپنے آپ کو ارسطو کی کتابوں کی تلخیص اور تشریح کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

اہل مغرب کے فلسفہ وحکمت کی بنیاد: جو کچھ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا اہل یورپ نے اس کا ترجمہ کیا اور اسے سیکھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ یہی ان کی حکمت کی بنیاد اور فلسفیانہ سرگرمیوں کے لیے معیار بن گیا۔

نمایاں اوصاف: ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ عاجزی و انکساری اور مہمان نوازی کے لیے مشہور تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش طبع انسان تھے۔ اپنے خیالات میں غرق رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جاہ و منزل اور دولت و ناموری سے دور بھاگتے تھے۔ بحیثیت قاضی آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت نرم دل واقع ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کسی کو سخت سزا نہیں دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنا زیادہ تر وقت علمی مطالعے میں گزارتے تھے۔

امیر مراکش کی دعوت: امیر مراکش نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا طبیب بنانے کے لیے مراکش آنے کی دعوت دی۔ جلد ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ قرطبہ کے قاضی بن کر واپس آ گئے۔

تصانیف: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں ''بدایۃ المجتہد'' خاص شہرت کا حامل ذکر ہے جس میں ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے فقہی مذاہب کے علاوہ اپنی مستقل آرا کا تذکرہ کیا ہے اور ائمہ فقہ کی آرا و دلائل کا تقابلی جائزہ لیا ہے جس سے ان کی اجتہادی صلاحیت عیاں ہوتی ہے۔

ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کا فلسفہ مذہب: ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سچ کبھی بھی سچ کا متضاد یا مخالف نہیں ہوتا۔ فلسفی فلسفے سے کائنات کے بارے میں جو سچ جان چکے ہیں یا سچ جاننے کی کوشش کر رہے ہیں وہی حقیقی سچائی ہے اور یہی سچائی اسلام سے بھی مل رہی ہے۔ اس لیے اسلام اور فلسفہ ایک دوسرے کے مخالف یا متضاد نہیں ہیں۔ دونوں راستے مختلف ہیں لیکن دونوں ایک ہی سچ کی طرف لے جاتے ہیں۔

ابن رشد کے مطابق وہ مسلمان جو فلسفے کے مخالف ہیں یا یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مسلمان دین سے دور ہو رہے ہیں حقیقت میں وہ بھٹکے ہوئے ہیں۔

وفات: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مراکش میں وفات پائی۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: سبق میں شامل علماء و مفکرین کی سیرت و کردار اور کارناموں سے آپ اپنی زندگی میں کیسے فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟ تین مثالیں دے کر وضاحت کریں۔

جواب: علماء و مفکرین کی سیرت و کردار اور کارناموں سے ہم اپنی عملی زندگی میں اس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں:

مثال نمبر 1: علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح سنت کی وضاحت اور بدعات کے خلاف کام کیا ہمیں بھی اشاعت سنت اور ترک بدعات کے لیے ہر ممکن پر اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔

مثال نمبر 2: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح علوم دینیہ کی اشاعت کے لیے خدمات سرانجام دیں، ہم بھی اُن کی تصانیف و اقوال وغیرہ سے مستفید ہو کر اپنی علمی پیاس بجھا سکتے ہیں اور معاشرے کو اُن کے علم سے مستفید کر سکتے ہیں۔

مثال نمبر 3: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ اور عمرانیات پر خدمات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے معاشرے میں بھرپور کردار ادا کر سکتے ہیں۔ علامہ خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کے تناظر میں دینی و دنیاوی علوم میں مہارت حاصل کر کے معاشرے کو مستفید کر سکتے ہیں۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی کی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ

کثیر الانتخابی سوالات

1- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہے: (A) علی بن عبداللہ (B) موسیٰ بن کاظم (C) نعمان بن ثابت (D) ابراہیم بن موسیٰ

2- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث، فقیہ اور ..... تھے۔ (A) جامع العلوم (B) صادق (C) سلطان الاولیا (D) امین

3- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے: (A) نزھۃ المجالس (B) تذکرۃ الاولیا (C) الموافقات (D) رسالہ قشیریہ

4- مدرسہ فاضلیہ ہے: (A) قرطبہ میں (B) قاہرہ میں (C) شام میں (D) قطر میں

5- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی: (A) 790 ہجری میں (B) 490 ہجری میں (C) 390 ہجری میں (D) 690 ہجری میں

6- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی: (A) علامہ عسقلانی نے (B) علامہ شامی نے (C) علامہ عراقی نے (D) علامہ مکی نے

جوابات

-1	(D)	-2	(A)	-3	(C)	-4	(B)	-5	(A)	-6	(C)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن سے ہی میلان کس علم کی طرف تھا؟
(A) علم حدیث (B) علم تفسیر (C) علم فقہ (D) علم قرأت

2- قبلہ اول کی زیارت کے بعد امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ جہاں لوٹے:
(A) قاہرہ (B) تیونس (C) شاطبہ (D) بخارا

3- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فقہ کے امام اور علم تسہیل کیے جاتے تھے:
(A) علوم شرعیہ میں (B) علوم فلسفہ میں (C) علوم تصوف میں (D) علوم منطق میں

جوابات

-1	(D)	-2	(A)	-3	(A)

محکمہ تعلیم کی کی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف دو سطروں میں تحریر کریں۔

جواب: امام شاطبی مشہور محدث، فقیہ اور جامع العلوم تھے، جنھیں مجدد دین اسلام میں بھی شمار کیا جاتا ہے۔ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ علوم شرعیہ کے ماہر عالم اور فقہ کے امام تسلیم کیے جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دینی دعوت اور قومی ادارے بنانے والے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرأت و تفسیر میں یدطولیٰ حاصل تھا۔

2- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی دو مشہور تصانیف کے نام تحریر کریں۔

جواب: 1- الاعتصام 2- الموافقات

3- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کا احوال تحریر کریں۔

جواب: امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کی قرأت کی تعلیم شاطبہ میں حاصل کی۔ قرآن پاک حفظ کیا اور حدیث و فقہ کا کچھ حصہ پڑھا اور شاطبہ کی مسابقہ میں منعقد ہونے والے علمی حلقوں میں شریک ہوئے۔ یہیں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا میلان علم قرأت کی طرف تھا۔

4- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کب فوت ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

جواب: امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ 790 ہجری کو فوت ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ مشہور عالم علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔

5- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و اوصاف بیان کریں۔

جواب: امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کے لالچ سے دور رہ کر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ سچے انسان، قوم کے سچے اور بلند کردار کے حامل تھے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے شاطبہ میں کیا کچھ پڑھا تھا؟

جواب: امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کی قرأت کی تعلیم شاطبہ میں حاصل کی۔ اس کے علاوہ قرآن پاک حفظ کیا اور حدیث و فقہ کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

2- اپنی وفات کے سال امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کہاں تشریف لے گئے تھے؟

جواب: امام شاطبی 790 رحمۃ اللہ علیہ ہجری میں قبلہ اول کی زیارت کے لیے بیت المقدس تشریف لے گئے تھے۔ اسی سال آپ رحمۃ اللہ علیہ خالق حقیقی سے جا ملے تھے۔

3- امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کیسے انسان تھے؟

جواب: امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ ایک سچے انسان، قول کے سچے اور بلند کردار کے حامل انسان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تقی، متقی، پاک باز اور معزز شخصیت کے مالک تھے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

کثیر الانتخابی سوالات

1- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہے: (A) عبدالرافع (B) عبدالرحمن (C) عبدالستار (D) عبداللہ
2- امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے: (A) ابوبکر (B) ابوالحسن (C) ابوالفضل (D) ابوسعید
3- امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے: (A) عطاء الدین (B) نعیم الدین (C) ضیاء الدین (D) جلال الدین
4- جلالین تصنیف ہے: (A) امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی (B) امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی (C) امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی (D) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی
5- امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے: (A) تفسیر درمنثور (B) تفسیر ضیاء القرآن (C) تفسیر احسن البیان (D) تفسیر ترجمان القرآن
6- تاریخ الخلفاء تصنیف ہے: (A) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی (B) امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی (C) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی (D) امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی
7- امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی: (A) افغانستان کے شہر کابل میں (B) ایران کے شہر تہران میں (C) اندلس کے قصبے شاطبہ میں (D) مصر کے قصبے اسیوط میں
8- امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے: (A) 749 ہجری میں (B) 949 ہجری میں (C) 849 ہجری میں (D) 849 عیسوی میں
9- امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید حفظ کیا: (A) 13 سال کی عمر میں (B) 8 سال کی عمر میں (C) 17 سال کی عمر میں (D) 5 سال کی عمر میں
10- امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حق تعالیٰ نے مجھے کمال عطا فرمایا: (A) سات علوم میں (B) کثیر علوم میں (C) تمام علوم میں (D) مجوزہ علوم میں
11- امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے احادیث یاد ہیں: (A) 10 لاکھ (B) 6 لاکھ (C) 2 لاکھ (D) 4 لاکھ
12- امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی: (A) 910 ہجری کو (B) 911 ہجری کو (C) 912 ہجری کو (D) 913 ہجری کو

جوابات

1-	(B)	2-	(C)	3-	(D)	4-	(C)	5-	(A)	6-	(B)	7-	(D)	8-	(C)	9-	(B)	10-	(D)
11-	(C)	12-	(B)																

کثیر الانتخابی (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جو علما میں کافی مقبول ہے:
(A) الاتقان فی علوم القرآن (B) کتاب النکاح (C) مفتاح الصلوٰۃ (D) ہدایہ شریف
2- امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ اسلام پر جو مشہور کتاب ہے:
(A) تاریخ الخلفا (B) تاریخ المورخین (C) تاریخ انسانیت (D) تاریخ کائنات
3- امام جلال الدین کو سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے ان کے قصبے:
(A) استوا کی نسبت سے (B) اسیوط کی نسبت سے (C) استوط کی نسبت سے (D) سائط کی نسبت سے

جوابات

1-	(A)	2-	(A)	3-	(B)

مختصر جوابی سوالات

1- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا نام، کنیت اور لقب کیا تھا؟
جواب: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام عبدالرحمن، کنیت ابوالفضل اور لقب جلال الدین تھا۔
2- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کتنی ہیں؟ آپ کی دو مشہور تصانیف کے نام لکھیں۔
جواب: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد 500 سے زائد ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دو تصانیف تفسیر جلالین اور تفسیر درمنثور بہت مشہور ہیں۔
3- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کب اور کہاں ہوئی؟
جواب: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مصر کے قدیم قصبے اسیوط میں 849 ہجری میں ہوئی۔
4- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا؟
جواب: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ (8) سال کی عمر میں حفظ کیا۔
5- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کن سات علوم میں کمال درجہ حاصل کیا؟
جواب: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اللہ تعالیٰ نے سات علوم یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع میں کمال عطا فرمایا ہے۔
6- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و اوصاف بیان کریں۔
جواب: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حلیم الطبع، فہم و فراست کے حامل اور علم و ادب سے محبت کرنے والی شخصیت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مفسر و محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مؤرخ بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دنیاوی مال و متاع کی محبت نہ تھی۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- امام جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کو سیوطی کیوں کہا جاتا ہے؟
جواب: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مصر کے قدیم قصبے اسیوط میں ہوئی۔ اسی نسبت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سیوطی کہا جاتا ہے۔
2- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حفظ حدیث کے بارے میں کیا فرمایا؟
جواب: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا کہ: "مجھے دو لاکھ احادیث یاد ہیں اور اگر مجھے اس سے زیادہ ہوتیں تو ان کو بھی یاد کر لیتا۔"
3- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کیسے شخص تھے؟
جواب: علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حلیم الطبع، فہم و فراست کے حامل اور علم و ادب سے محبت کرنے والے شخص تھے۔
4- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفا میں کن کن خلفا کی تاریخ لکھی ہے؟
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف تاریخ الخلفا میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر بغداد کے آخری خلیفہ کے عہد خلافت تک سن وار تاریخ لکھی ہے۔

ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کثیر الانتخابی سوالات

1- علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہے:
(A) ابویزید عبدالرحمن (B) ابوعبداللہ (C) ابوبکر (D) ابوصالح

2- ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے: (A) طرابلس میں (B) قسطنطنیہ میں (C) تیونس میں (D) فلسطین میں

3- علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ ہے: (A) مقدمہ ابن خلدون (B) تذکرۃ الاولیا (C) رسالہ قشیریہ (D) راحت القلوب

4- وفات کے وقت ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تھی: (A) 74 سال (B) 70 سال (C) 84 سال (D) 64 سال

5- علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی: (A) 818 ہجری میں (B) 860 ہجری میں (C) 828 ہجری میں (D) 808 ہجری میں

6- علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا: (A) ایران میں (B) تیونس میں (C) قاہرہ میں (D) مکہ میں

جوابات

-1	(A)	-2	(C)	-3	(A)	-4	(A)	-5	(D)	-6	(C)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کا جب انتقال ہوا تو اس وقت ان کی عمر تھی:
(A) سترہ سال (B) اٹھارہ سال (C) انیس سال (D) بیس سال

2- ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات کی پہلی حیثیت ہے:
(A) مفسر اور علوم قرآن کے ماہر کی (B) سیاست دان کی (C) مورخ و تاریخ نویس کی (D) ماہر معاشیات کی

3- ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی تیسری علمی حیثیت ہے:
(A) ماہر عمرانیات (B) ماہر معاشیات (C) ماہر علوم شرعیہ (D) تصوف و نصیحت

جوابات

-1	(A)	-2	(C)	-3	(A)		

مختصر جوابی سوالات

1- علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف دو سطروں میں تحریر کریں۔

جواب: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کے مشہور و معروف مؤرخ، فقیہ، فلسفی اور سیاست دان تھے۔ علامہ ابن خلدون ایک خاص طرز تحریر کے حامل فرد تھے۔ آپ کی تحریروں میں ادب کا غلبہ تھا، جس کی وجہ سے وہ لوگوں کی دل چسپی کا باعث بنیں۔

2- علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کو مصر میں کس حد تک پذیرائی ملی؟

جواب: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ مصر میں جامعۃ الازہر میں درس و تدریس پر مامور ہوئے۔

3- علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے؟

جواب: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ "مقدمہ ابن خلدون" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مقدمہ تاریخ، سیاست، عمرانیات، اقتصادیات اور ادبیات کا گراں مایہ خزانہ ہے۔

4- علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے کن مجوزہ علوم میں دسترس حاصل کی؟

جواب: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے مجوزہ تعلیمی نصاب پر دسترس حاصل کی۔ نصاب میں قرآن مجید، حدیث نبوی، علم الکلام، نحو، ریاضی، فلسفہ اور منطق وغیرہ شامل تھے۔

5- علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی دو تصانیف کا نام لکھیے۔

جواب: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں "کتاب العبر اور مقدمہ ابن خلدون" بہت مشہور ہیں۔

6- علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے 808ھ میں قاہرہ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر چوہتر (74) سال تھی۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ حاکم غرناطہ کے پاس کیوں گئے؟

جواب: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ تعلیم سے فراغت کے بعد تیونس کے سلطان ابوعنان کے وزیر مقرر ہوئے، تاہم درباری سازشوں سے تنگ آ کر حاکم غرناطہ کے پاس گئے۔

2- علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے کن کن مجوزہ علوم میں دسترس حاصل کی؟

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجوزہ تعلیمی نصاب پر دسترس حاصل کی۔ جس میں قرآن مجید، حدیث نبوی، علوم کلام، نحو، ریاضی، فلسفہ اور منطق شامل ہیں۔

3- علامہ ابن خلدون کی علمی خدمات کے کون کون سے نمایاں پہلو ہیں؟

جواب: اول: مؤرخ و تاریخ نویس کی حیثیت سے۔ دوم: فلسفہ و تاریخ کے بانی کی حیثیت سے۔
سوم: عمرانیات کے امام اور ماہر کی حیثیت سے۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

کثیر الانتخابی سوالات

1- شیخ ابن عربی کا لقب ہے: (A) شیخ اکبر (B) شیخ الہند (C) سراج العلماء (D) شمس العلماء

2- شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے: (A) دمشق میں (B) دہلی میں (C) مرسیہ میں (D) بغداد میں

3- شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق تھا: (A) قبیلہ قریش سے (B) حاتم طائی کے قبیلے سے (C) قبیلہ بنو سعد سے (D) قبیلہ اوس سے

4- حاتم طائی کا قبیلہ تھا: (A) قبیلہ طے (B) قبیلہ بنو سعد (C) خزرج (D) اوس

5- شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اشبیلیہ گئے: (A) 680 ہجری میں (B) 670 ہجری میں (C) 780 ہجری میں (D) 580 ہجری میں

6- شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اشبیلیہ میں تعلیم حاصل کی: (A) چالیس سال تک (B) تیس سال تک (C) تیس سال تک (D) پچاس سال تک

7- شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ مشرقی ممالک کی طرف روانہ ہوئے: (A) اڑتالیس سال کی عمر میں (B) اٹھائیس سال کی عمر میں (C) اڑتیس سال کی عمر میں (D) اٹھارہ سال کی عمر میں

8- شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل سکونت اختیار کی: (A) دمشق میں (B) حلب میں (C) مصر میں (D) بغداد میں

9- "فتوحات مکیہ" تصنیف ہے: (A) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی (B) ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کی (C) شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی (D) شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی

10- "فصوص الحکم" تصنیف ہے: (A) ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کی (B) شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی (C) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی (D) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی

11- شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ درس و تدریس اور وعظ و نصیحت فرماتے رہے:
(A) مصر میں (B) عراق میں (C) دمشق میں (D) شام میں

12- شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی: (A) 738 ہجری میں (B) 838 ہجری میں (C) 638 ہجری میں (D) 538 ہجری میں
13- شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ مدفون ہیں: (A) جنت البقیع میں (B) کربلا معلی میں (C) مکہ مکرمہ میں (D) جبل قاسیون میں
14- ابن عربی کی تصانیف کی تعداد ہے: (A) 800 سے زائد (B) 100 سے کم (C) 1000 سے زائد (D) 500 سے کم

جوابات

1- (A)	2- (C)	3- (B)	4- (A)	5- (D)	6- (C)	7- (C)	8- (A)	9- (D)	10- (B)	11- (C)	12- (C)	13- (D)	14- (A)

کثیر الانتخابی (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق تھا حاتم طائی کے قبیلے: (A) طے سے (B) کنانہ سے (C) ہمدان سے (D) ثقیف سے
2- ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں اشبیلیہ کس چیز کا مرکز ہوا کرتا تھا؟ (A) تجارت کا (B) علم و معرفت کا (C) زراعت کا (D) ملازمت کا
3- شیخ ابن عربی کے تحریر سرمایہ ادب میں شامل ہے: (A) صوفیانہ شاعری (B) اسلامی شاعری
(C) مذہبی شاعری (D) ملی و قومی شاعری

جوابات

1- (A)	2- (B)	3- (A)

مختصر جوابی سوالات

1- ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق کس قبیلے سے تھا؟
جواب: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب شیخ اکبر ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق حاتم طائی کے قبیلے طے سے تھا۔
2- ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کب اشبیلیہ گئے اور وہاں کتنا عرصہ تعلیم حاصل کی؟
جواب: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ 580 ہجری میں اشبیلیہ گئے اور وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تیس سال تک تعلیم حاصل کی۔
3- ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کب بلاد مشرق کا سفر کیا اور مستقل سکونت کہاں اختیار کی؟
جواب: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اڑتیس سال کی عمر میں بلاد مشرق کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ عرصہ مصر میں قیام کیا پھر بیت المقدس، مکہ مکرمہ، بغداد اور حلب گئے اور آخر میں دمشق پہنچے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل سکونت اختیار کی۔
4- ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی دو کتابوں کے نام لکھیے۔
جواب: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی دو کتابوں کے نام: 1- فتوحات مکیہ 2- فصوص الحکم
5- ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کب ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کہاں دفن کیا گیا؟
جواب: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے 638 ہجری میں وفات پائی اور جبل قاسیون میں دفن کیے گئے۔
6- ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی کتب تصنیف کیں اور وہ کن موضوعات پر تھیں؟
جواب: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد 800 سے زائد ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف، تفسیر، حدیث، سیرت اور ادب کے موضوع پر کتابیں لکھیں۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے شیخ سے ملاقات کہاں ہوئی؟
جواب: شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی اشبیلیہ میں اپنے شیخ سے ملاقات ہوئی جنہوں نے انھیں تصوف کی تعلیم دی۔
2- شیخ ابن عربی کی اشبیلیہ جانے کی غرض کیا تھی؟ جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے اشبیلیہ تشریف لے گئے۔
3- شیخ ابن عربی نے دمشق میں کیا مشغلہ/ پیشہ اختیار کیا؟ جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ دمشق میں درس و تدریس اور وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کثیر الانتخابی سوالات

1- شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے: (A) جونا گڑھ میں (B) امرتسر میں (C) علی گڑھ میں (D) دہلی میں
2- شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی نام ہے: (A) عبدالعلیم (B) غلام حلیم (C) عبدالقدیر (D) عبدالرحیم
3- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں: (A) شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ (B) شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ (C) شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ (D) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
4- شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے والد کی جب وفات ہوئی اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تھی: (A) 27 سال (B) 19 سال (C) 21 سال (D) 17 سال
5- اوائل عمر میں ہی کثرت امراض کا شکار ہوئے: (A) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (B) شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ (C) شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (D) شاہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ
6- شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والد کی وفات کے بعد درس و تدریس میں مصروف رہے: (A) تقریباً 17 سال (B) تقریباً 27 سال (C) تقریباً 12 سال (D) تقریباً 22 سال
7- شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی: (A) 70 برس کی عمر میں (B) 80 برس کی عمر میں (C) 50 برس کی عمر میں (D) 60 برس کی عمر میں

جوابات

1- (D)	2- (B)	3- (D)	4- (D)	5- (D)	6- (A)	7- (C)	8- (B)	9- (C)

کثیر الانتخابی (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو علم کی وسعت کے ساتھ کون سی چیز میں کمال حاصل تھا؟
(A) ذہانت میں (B) تقریر میں (C) حاضر دماغی میں (D) تحریر میں

2- شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اوائل عمر میں درس و تدریس کا عمل جاری رکھا؟
(A) کثرت امراض کے باوجود (B) غربت کے باوجود (C) یتیمی کے باوجود (D) کمزوری کے باوجود

3- علم حدیث و تفسیر کے علاوہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کن علوم میں کمال حاصل تھا؟
(A) علم کلامیات و الٰہیات میں (B) فلسفہ و منطق میں (C) ادب و لغت میں (D) حرف و نحو میں

جوابات

-1 (C)	-2 (A)	-3 (B)	

مختصر جوابی سوالات

1- شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی نام کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کس لقب سے مشہور ہوئے؟
جواب: شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی نام غلام حلیم ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سراج الہند کے لقب سے مشہور ہوئے۔

2- شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب کس عظیم خلیفہ سے ملتا ہے؟
جواب: شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب چونتیس (34) واسطوں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

3- حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کتنی تھی، جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا انتقال ہوا اور اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کتنے برس تک درس و تدریس میں مصروف رہے؟
جواب: حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب سترہ سال کے ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ تقریباً بارہ (12) سال تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔

4- شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کب اور کتنے سال کی عمر میں وفات پائی؟
جواب: شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے 7 شوال 1239 ہجری میں اسی (80) سال کی عمر میں وفات پائی۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کن کارہائے نمایاں کی وجہ سے ہمیشہ یاد کیے جائیں گے؟
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پرفتن دور میں قرآن و حدیث کے علوم کے فروغ کے لیے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے، ان کی وجہ سے وہ ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

2- شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کن کن علوم میں کمال حاصل تھا؟
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علوم فلسفہ و منطق کے ساتھ ساتھ علوم حدیث و تفسیر میں بھی کمال حاصل تھا۔

ابنِ رشد رحمۃ اللہ علیہ

کثیر الانتخابی سوالات

1- اسلامی فلسفہ کی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں: (A) ابن حیان (B) ابن سینا (C) البیرونی (D) ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ

2- محمد بن احمد نام ہے: (A) ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کا (B) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا (C) ابن سینا کا (D) ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا

3- ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے: (A) مدینہ منورہ میں (B) مکہ مکرمہ میں (C) بغداد میں (D) قرطبہ میں

4- ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کی ابو یعقوب یوسف بن عبدالرحمٰن سے ملاقات کروائی:
(A) ابن طفیل نے (B) ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے (C) ابن سینا نے (D) ابن عمر نے

5- ابن طفیل نے ابن رشد کی رحمۃ اللہ علیہ ابو یعقوب سے ملاقات کروائی: (A) 548 ہجری میں (B) 558 ہجری میں (C) 538 ہجری میں (D) 568 ہجری میں

6- قرطبہ کے قاضی کے عہدے پر فائز تھے: (A) ابن سینا (B) ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ (C) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (D) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

7- ابو یعقوب دل دادہ تھے: (A) للسلطے کے (B) منطق کے (C) علم میراث کے (D) علم الکلام کے

8- ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی: (A) مراکش میں (B) مدینہ منورہ میں (C) مکہ مکرمہ میں (D) قرطبہ میں

9- بدایۃ المجتہد تصنیف ہے: (A) ابن سینا کی (B) ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی (C) ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کی (D) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی

جوابات

-1 (D)	-2 (A)	-3 (D)	-4 (A)	-5 (A)	-6 (B)	-7 (A)	-8 (A)	-9 (C)	

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

1- اسلامی فلسفہ کی دنیا میں ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہیں بحیثیت:
(A) اسلامی فلسفی (B) سپہ سالار (C) ماہر فلکیات (D) ماہر علم حدیث

2- ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کا خیال تھا کہ علم کی انتہائی بلندیوں پر پہنچنے والی شخصیت ہے:
(A) بقراط (B) ارسطو (C) سقراط (D) افلاطون

3- ارسطو کی کتابوں کی تلخیص اور تشریح کے لیے خود کو جس نے وقف کر رکھا تھا:
(A) ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے (B) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے (C) ابو یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے (D) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے

جوابات

-1 (A)	-2 (B)	-3 (A)	

مختصر جوابی سوالات

1- ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کی ابو یعقوب سے کب اور کس نے ملاقات کروائی؟
جواب: 548 ہجری میں ابن طفیل نے ابو یعقوب یوسف بن عبدالرحمن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کروائی۔

2- ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے کن علوم میں سند فراغت حاصل کی اور کس فن میں کمال حاصل کیا؟
جواب: ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ، طب اور فلسفہ میں اپنے زمانے کے علما سے سند فراغت حاصل کی اور اس کے بعد حکمت میں کمال حاصل کیا۔

3- ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو کس مقصد کے لیے وقف کر رکھا تھا؟
جواب: ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ ارسطو کے بڑے مداح تھے۔ انھوں نے اپنے آپ کو ارسطو کی کتابوں کی تلخیص اور تشریح کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

4- بدایۃ المجتہد پر مختصر نوٹ لکھیے۔
جواب: بدایۃ المجتہد ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے فقہی مذاہب کے علاوہ اپنی مستقل آرا کا تذکرہ کیا ہے اور ائمہ فقہ کی آرا و دلائل کا تقابلی جائزہ لیا ہے، جس سے ان کی اجتہادی صلاحیت عیاں ہوتی ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو یعقوب یوسف بن عبدالرحمن کے لیے کس کی کتابوں کو مختصر کیا؟
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو یعقوب یوسف بن عبدالرحمن کے لیے ارسطو کی کتابوں کو مختصر کیا۔

2- امیر مراکش نے ابن رشد کو مراکش آنے کی دعوت کیوں دی؟

جواب: امیر مراکش نے ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا طبیب بنانے کے لیے مراکش آنے کی دعوت دی۔

3- ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کا کون سا کام اہل یورپ کی فلسفیانہ سرگرمیوں کے لیے معیار بن گیا تھا؟

جواب: ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے ارسطو کی کتابوں کی تلخیص و تشریح کی تھی۔ اہل یورپ نے ان کا ترجمہ کیا اور اسے سیکھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ یہی ان کی حکمت کی بنیاد اور فلسفیانہ سرگرمیوں کے لیے معیار بن گیا۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب ہے:
(الف) الموافقات (ب) علوم القرآن (ج) کتاب الحر (د) تاریخ الخلفا

(ii) امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کا سن وفات ہے:
(الف) 790 ہجری (ب) 792 ہجری (ج) 794 ہجری (د) 796 ہجری

(iii) علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کس ملک کے سلطان کے وزیر مقرر ہوئے؟
(الف) تیونس (ب) مراکش (ج) مصر (د) نائجیریا

(iv) ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے:
(الف) مقدمہ ابن خلدون (ب) الاتقان فی علوم القرآن (ج) سیر اعلام النبلاء (د) تفسیر جلالین

(v) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد ہے:
(الف) دو سو سے زائد (ب) تین سو سے زائد (ج) پانچ سو سے زائد (د) سات سو سے زائد

(vi) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے:
(الف) محی الدین کا (ب) معین الدین کا (ج) نصیر الدین کا (د) عماد الدین کا

(vii) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ہے:
(الف) فتوحات مکیہ (ب) کشف المحجوب (ج) بدایۃ المجتہد (د) احیاء علوم الدین۔

(viii) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب ملتا ہے:
(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے (ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے
(ج) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے (د) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے

(ix) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو کمال حاصل تھا:
(الف) علم حدیث میں (ب) علم نجوم میں (ج) شاعری کے میدان میں (د) علم انساب میں

(x) ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ متاثر تھے:
(الف) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے (ب) ارسطو سے (ج) افلاطون سے (د) ابن عربی سے

جوابات: (i) الموافقات (ii) 790 ہجری (iii) تیونس (iv) مقدمہ ابن خلدون
(v) پانچ سو سے زائد (vi) محی الدین کا (vii) فتوحات مکیہ (viii) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے
(ix) علم حدیث میں (x) ارسطو سے

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: ابو اسحاق، ابراہیم بن موسیٰ بن محمد الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث، فقیہ اور جامع العلوم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان بنو لُمتہ سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کی قراءت کی تعلیم شاطبہ میں حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 790 ہجری میں وفات پائی۔

(ii) امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کن علوم کے ماہر تھے؟ کوئی سے دو نام لکھیں۔

جواب: امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ درج ذیل علوم میں ماہر تھے: 1- علوم شرعیہ 2- علم فقہ

(iii) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی سے دو تصانیف کے نام تحریر کریں۔

جواب: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی دو تصانیف: 1- الاتقان فی علوم القرآن 2- تاریخ الخلفاء

(iv) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کن علوم کے ماہر تھے؟

جواب: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ درج ذیل علوم کے ماہر تھے:
1- تفسیر 2- حدیث 3- فقہ 4- نحو 5- معانی 6- بیان 7- بدیع

(v) علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب کا نام کیا ہے؟

جواب: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب کا نام "مقدمہ ابن خلدون" ہے۔

(vi) علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات تحریر کریں۔

جواب: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات کو درج ذیل تین مختلف پہلوؤں پر جانچا جاتا ہے:
اول: مورخ و تاریخ نویس کی حیثیت سے دوم: فلسفہ و تاریخ کے بانی کی حیثیت سے سوم: عمرانیات کے امام اور ماہر کی حیثیت سے

(vii) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل نام تحریر کریں۔

جواب: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام شیخ ابوبکر محی الدین محمد بن علی العروف شیخ اکبر ہے۔

(viii) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کن موضوعات پر کتب تصنیف کیں؟

جواب: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اپنے زمانے کے مروجہ علوم اسلامی کا احاطہ کرتی ہیں اور زیادہ تر کتب تصوف کے موضوع پر ہیں نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث، تفسیر، سیرت اور ادب کے موضوع پر کتابیں لکھیں۔

(ix) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 1159 ہجری کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی نام غلام علیم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب 34 واسطوں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سراج الہند کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔

(x) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کن علوم کے فروغ کے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دیے؟

جواب: شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث کے علوم کے فروغ کے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔

(xi) ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف لکھیں۔

جواب: محمد بن احمد بن رشد رحمۃ اللہ علیہ قرطبہ (اندلس) کے ایک باعزت گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ، طب اور فلسفہ میں اپنے زمانے کے علما سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد حکمت میں کمال حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرطبہ کے قاضی بھی رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مراکش میں وفات پائی۔

(xii) ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب کا نام لکھیں۔

جواب: ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں "بدایۃ المجتہد" خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

باب ہفتم

اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے

1- خود اعتمادی و خود انحصاری

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- خود اعتمادی و خود انحصاری کا معنیٰ و مفہوم جان سکیں۔
- خود اعتمادی و خود انحصاری کی اہمیت و فضیلت سمجھ سکیں۔
- اسوۂ نبوی ﷺ کی روشنی میں خود اعتمادی و خود انحصاری کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- خود اعتمادی و خود انحصاری کی مختلف صورتوں اور ان کے اسباب سے واقف ہو سکیں۔
- خود اعتمادی و خود انحصاری کے انفرادی و اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- خود اعتمادی و خود انحصاری اختیار کرنے والے بن سکیں۔
- اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنے اندر خود اعتمادی و خود انحصاری کا جذبہ پیدا کر سکیں۔

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی پالیسی (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے امتحانی طرز سوالات

سوال 1: خود اعتمادی و خود انحصاری سے متعلق ﷺ کی سیرت طیبہ سے مثالیں دیں۔

جواب: خود اعتمادی و خود انحصاری کا مفہوم

خود اعتمادی و خود انحصاری کا لفظی معنیٰ اپنے آپ پر اعتماد اور انحصار کرنا ہے۔ اصطلاحی طور پر اپنی صلاحیتوں کو پہچاننا، ان کا ادراک کرنا اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسا کرنا خود انحصاری کہلاتا ہے۔

خود اعتمادی اور خود انحصاری اسلام کی نظر میں

اسلام انسان کو جن اخلاق اور اوصاف کو اپنانے کی تلقین کرتا ہے، ان میں عزم و ہمت، حوصلہ، خود اعتمادی اور خود انحصاری سرفہرست ہیں۔ اسلام انسان کو کم ہمتی اور مشکلات سے بچنے کی تلقین کرتا ہے اور انسان کو عزم و ہمت سے کام لینے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا درس دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ تعالیٰ پر توکل کیجیے۔ (سورۃ آل عمران:159)

اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم کی قرآن مجید میں جو صفات ذکر کی ہیں، ان میں ایک توکل علی اللہ بھی ہے۔ اہلِ ایمان پر جب مشکلات آتی ہیں تو وہ کم ہمت نہیں ہوتے، بلکہ ہمت اور حوصلے سے مشکلات کا سامنا کرتے ہیں اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیں خود اعتمادی اور خود انحصاری کا درس دیا ہے۔ آپ ﷺ حمیت و غیرت کے پاسبان تھے، آپ ﷺ نے کبھی کسی سرکش کے سامنے سر نہ جھکایا، آپ ﷺ کبھی کسی زبان دراز سے خوف زدہ نہیں ہوئے، آپ ﷺ نے کبھی کسی کی الزام تراشی کی پروانہ کی اور نہ کبھی کسی کی مکاری و فریب کاری میں آئے کیوں کہ عزتِ نفس، خودداری و خود انحصاری آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کا اہم جز تھی۔

اسوۂ نبوی ﷺ کی روشنی میں خود اعتمادی اور خود انحصاری

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خود اعتمادی اور خود انحصاری کا درس دیا ہے۔ آپ ﷺ نے مشکل سے مشکل حالات میں بھی ہمت نہیں ہاری اور تمام مشکلات کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ غزوۂ بدر ہو یا غزوۂ احد، خندق ہو یا حنین تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ نے خود اعتمادی اور خود انحصاری سے کام لیتے ہوئے عزم و ہمت اور استقلال کے ساتھ میدانِ جنگ میں ڈٹ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتح و کامرانی عطا فرمائی۔ آپ ﷺ کی 53 سالہ مکی اور 10 سالہ مدنی زندگی کا ہر لمحہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کا مرقع نظر آتا ہے۔

فتح مکہ: فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے اور آپ ﷺ کا سر انور جھکا ہوا تھا۔ آپ ﷺ سر پر سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے، مگر رعب و دبدبہ قائم تھا۔ آپ ﷺ کے ایک جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسری جانب اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ تھے اور آپ ﷺ کے چاروں طرف جوشِ بحرِ الشکر تھا۔ اس شاہانہ جلوس کے جاہ و جلال کے باوجود آپ ﷺ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ سُوْرَةُ الْفَتْحِ اور سُوْرَةُ النَّصْرِ کی تلاوت فرماتے ہوئے اس طرح سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کا سر اونٹنی کے کوہان سے لگ جاتا تھا۔

رسول اکرم ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درس

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درس دیا کہ وہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی دوسروں کی طرف دیکھنے اور ان سے اُمید رکھنے کے بجائے اپنی صلاحیتوں پر بھروسا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ اللہ تعالیٰ ان مشکلات سے نکلنے کا راستہ دکھا دے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک بھیک مانگنے والے شخص کو بلا کر اسے محنت اور زورِ بازو پر بھروسا کرنے کا سبق دیا۔ اس کا سامان فروخت کروا کر اسے محنت اور زورِ بازو سے کما کر کھانے کی ترغیب دی۔

سوال 2: خود اعتمادی و خود انحصاری کس طرح انسان کو ترقی یافتہ بناتی ہے؟

جواب: خود اعتمادی و خود انحصاری کی اہمیت: جو بھی شخص بڑے کام انجام دینا چاہتا ہے اس میں اعتماد کا ہونا بہت ضروری ہے۔ خود اعتمادی انسان کا وہ وصف اور طرزِ عمل ہے جو انسان کے لیے عظیم مقاصد کا حصول ممکن بنا دیتا ہے۔ خود اعتمادی اور خود انحصاری انسان کے اندیشوں، خوف اور شک کو دور کر کے انسان میں اعتماد اور اُمید پیدا کرتی ہیں، انسان کی جدوجہد، کوشش اور کامیابی کے امکانات کو روشن کر دیتی ہیں جس سے کامیابی کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔ خود اعتمادی اور خود انحصاری انسان کی پوری زندگی میں بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے اور زندگی کے ہر پہلو میں اس کی اشد ضرورت ہے۔

خود اعتمادی و خود انحصاری کی مختلف صورتیں

1- **بچوں میں خود اعتمادی و خود انحصاری:** چھوٹے بچوں میں خود اعتمادی و خود انحصاری پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ اس سے وہ زندگی کے ہر پہلو میں آگے بڑھ سکیں گے۔ مثال کے طور پر ایک چھوٹا بچہ جو چلنا سیکھ رہا ہوتا ہے اگر اس میں خود اعتمادی اور خود انحصاری ہو گی تو ہی وہ چلنا سیکھ پائے گا اور یہ خود اعتمادی ماں باپ ہی اپنے بچے میں پیدا کر سکتے ہیں۔

2- **طالب علموں میں خود اعتمادی و خود انحصاری:** طالب علموں میں خود اعتمادی و خود انحصاری کا ہونا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے بغیر ایک طالب علم آگے نہیں بڑھ سکتا۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں آگے بڑھنے کے لیے ایک طالب علم میں خود اعتمادی اور خود انحصاری کا ہونا بہت زیادہ ضروری ہے، اسی سے وہ زندگی میں ایک کامیاب انسان بن کر کامیاب ہو سکتا ہے۔

3- **مختلف شعبوں میں خود اعتمادی و خود انحصاری:** خود اعتمادی و خود انحصاری ہی سے ایک انسان اپنے کام میں مہارت حاصل کر سکتا ہے اور زندگی کے معاملات میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ ہر انسان مختلف شعبوں سے وابستہ ہے اور خود اعتمادی و خود انحصاری ہی ان شعبوں میں کامیابی کی ضامن ہے۔ چاہے ایک ڈاکٹر ہے یا انجینئر، اُستاد ہے یا سائنس دان، مزدور ہے یا سیاست دان زندگی کے ہر شعبہ میں خود اعتمادی و خود انحصاری

نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ اس کے بغیر ایک انسان ترقی حاصل نہیں کر سکتا۔ ہمیں زندگی میں بعض اوقات مشکلات اور مالی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کاروبار میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے مواقع پر خود انحصاری سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے مشکلات سے نکلنے کی کوشش کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کرتے ہوئے محنت اور جدوجہد کو اپنا شعار بنائیں تاکہ ہم کامیابی کی منزل تک پہنچ سکیں۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: خود اعتمادی اور خود انحصاری کے ایک طالب علم پر کیسے اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: کامیاب زندگی گزارنے کی خواہش کا تقاضا ہے کہ ہم خود انحصاری حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اپنی ضروریات کے لیے وسائل پیدا کر کے دوسروں پر انحصار کم سے کم کریں۔ جو طالب علم اپنی سکول کی اشیا، اپنی کتابیں، کاپیاں، قلم اور بیگ وغیرہ ترتیب سے رکھتا ہے اور اپنی ضرورت کے مطابق ساتھ لے کر آتا ہے، اسے اپنے ساتھیوں کا محتاج نہیں ہونا پڑتا۔ اس سے اساتذہ اور ساتھی طالب علموں کے نزدیک اس کی عزت بڑھتی ہے اور اس کے اعتماد میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔ کسی فرد کی اپنے کام اور ذمہ داریوں سے نمٹنے کی جتنی اچھی صلاحیت ہوگی اور جتنا وہ اپنے کام سے اخلاص اور محبت کا مظاہرہ کرے گا، اتنا ہی اس کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

اس لیے ہمیں اپنے کام اور پڑھائی میں دل لگا کر اتنی مہارت حاصل کرنی چاہیے کہ ہمیں جماعت میں صفِ اوّل کا طالب علم سمجھا جانے لگے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- خود اعتمادی اور خود انحصاری کا لفظی معنی ہے:
(A) اپنے آپ پر اعتماد کرنا اور انحصار کرنا (B) اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اور برداشت کرنا
(C) توکل کرنا اور نماز ادا کرنا (D) صبر کرنا اور شکر کرنا

2- جو بھی شخص بڑے کام سرانجام دینا چاہتا ہے اس میں ہونا ضروری ہے:
(A) اعتماد (B) صبر (C) قوت برداشت (D) قوت ارادی

3- خود اعتمادی انسان کا وہ وصف ہے جو انسان کے لیے ممکن بنا دیتا ہے:
(A) فتح و نصرت (B) تمناؤں کی جستجو (C) جنت کا حصول (D) عظیم مقاصد کا حصول

4- جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ تعالیٰ پر کیجیے:
(A) توکل (B) انحصار (C) یقین (D) اعتماد

5- قرآن مجید میں بیان کردہ اہلِ علم کی صفات میں سے ایک ہے:
(A) ایمان بالآخرۃ (B) ایمان بالرسول (C) ایمان بالملائکہ (D) توکل علی اللہ

6- اہلِ علم مشکلات کا سامنا کرتے ہیں:
(A) نماز اور زکوٰۃ سے (B) صدقہ و خیرات سے (C) ہمت اور حوصلے سے (D) روزے اور حج سے

7- نبی کریم ﷺ نے بڑی سے بڑی مشکل کا مقابلہ کیا:
(A) چپ رہ کر (B) برداشت کر کے (C) فرشتوں کی مدد سے (D) بہادری سے

8- فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ سوار تھے:
(A) براق پر (B) اپنے پسندیدہ گھوڑے پر (C) اپنی اونٹنی قصواء پر (D) ہتھنی سواری پر

9- آپ ﷺ نے مکہ میں گزارے:
(A) 23 سال (B) 40 سال (C) 53 سال (D) 10 سال

10- آپ ﷺ کی مدنی زندگی ہے:
(A) 10 سال (B) 23 سال (C) 13 سال (D) 40 سال

11- فتح مکہ کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے سر پر باندھا ہوا تھا:
(A) سفید رنگ کا عمامہ (B) سبز رنگ کا عمامہ (C) پیلے رنگ کا عمامہ (D) سیاہ رنگ کا عمامہ

12- فتح مکہ کے موقع پر ایک جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسری جانب تھے:
(A) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (B) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
(C) حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ (D) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

13- نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کا نام تھا:
(A) قصواء (B) براق (C) اسوہ (D) یاسور

14- فتح مکہ کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ تلاوت کر رہے تھے:
(A) سورۂ اخلاص کی (B) سورۂ کوثر کی (C) سورۂ فرقان کی (D) سورۃ الفتح اور سورۃ النصر کی

15- آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درس دیا کہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی ہمت سے کریں:
(A) اپنی صلاحیتوں پر (B) اپنے تقویٰ پر (C) اپنے خاندان پر (D) اپنی عبادت پر

16- آپ ﷺ نے بھیک مانگنے والے شخص کو بلا کر اسے ہمت سے کرنے کا سبق دیا:
(A) محنت اور دوستوں پر (B) محنت اور رشتہ داروں پر (C) محنت اور زور بازو پر (D) محنت اور اُمید پر

جوابات

1- (A)	2- (A)	3- (D)	4- (A)	5- (D)	6- (C)	7- (D)	8- (C)	9- (C)	10- (A)
11- (D)	12- (C)	13- (A)	14- (D)	15- (A)	16- (C)				

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- عظیم مقاصد کا حصول کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟
(A) خود غرضی سے (B) خودی سے (C) خود اعتمادی سے (D) خود شناسی سے

2- جب آپ کسی بات کا عزم کر لیں تو کیجیے؟
(A) اللہ پر توکل (B) صدقہ و خیرات (C) دوسروں کی مدد (D) آغاز

3- کون لوگ مشکلات آنے پر کم ہمت نہیں ہوتے؟
(A) اہلِ ایمان (B) اہلِ فارس (C) اہلِ حبشہ (D) اہلِ روم

جوابات

(C)-1	(A)-2	(A) -3

محکم تعلیمی کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- خود اعتمادی و خود انحصاری کا لفظی اور اصطلاحی معنیٰ تحریر کیجیے۔

جواب: خود اعتمادی اور خود انحصاری کا لفظی معنیٰ اپنے آپ پر اعتماد اور انحصار کرنا ہے۔ اصطلاحی طور پر اپنی صلاحیتوں کو پہچاننا، ان کا ادراک کرنا اور اپنی طاقت و قوت پر بھروسا کرنا خود انحصاری کہلاتا ہے۔

2- خود اعتمادی اور خود انحصاری کیوں ضروری ہے؟

جواب: خود اعتمادی اور خود انحصاری انسان کا وہ وصف اور طرزِ عمل ہے جو انسان کے لیے عظیم مقاصد کا حصول ممکن بنا دیتا ہے۔

3- اسلام کون کون سے اخلاقی اوصاف اپنانے کی تلقین کرتا ہے؟

جواب: اسلام انسان کو جن اخلاقی اوصاف کو اپنانے کی تلقین کرتا ہے، ان میں عزم و ہمت، حوصلہ اور خود اعتمادی و خود انحصاری سرفہرست ہیں۔ اسلام انسان کو کم ہمتی اور مشکلات سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔

4- اہلِ ایمان پر جب مشکلات آتی ہیں تو وہ کیا کرتے ہیں؟

جواب: اہلِ ایمان پر جب مشکلات آتی ہیں تو وہ کم ہمت نہیں ہوتے بلکہ ہمت اور حوصلے سے مشکلات کا مقابلہ کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔

5- رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشکل حالات میں کیا کرنے کا حکم دیا؟

جواب: رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درس دیا کہ وہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی دوسروں کی طرف دیکھنے اور ان سے اُمیدیں وابستہ کرنے کے بجائے اپنی صلاحیتوں پر بھروسا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔

6- رسول اکرم ﷺ نے بھیک مانگنے والے شخص کو کیا تعلیم دی؟

جواب: رسول اکرم ﷺ نے ایک فقیر (بھیک مانگنے والے) کو بلا کر اسے محنت کرنے اور زورِ بازو پر بھروسا کرنے کا سبق دیا، اس کا سامان فروخت کروا کر اسے محنت کر کے اور زورِ بازو سے کما کر کھانے کی ترغیب دی۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- خود اعتمادی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے کیا نصیحت فرمائی ہے؟

جواب: خود اعتمادی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی ہے کہ جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ تعالیٰ پر توکل کیجیے۔

2- خود اعتمادی اور خود انحصاری کس طرح کامیابی کی ضامن ہیں؟

جواب: خود اعتمادی اور خود انحصاری انسان کے اندیشوں، خوف اور شک کو دور کر کے انسان میں اعتماد اور امید پیدا کرتی ہیں اور انسان کی جدوجہد، اور کامیابی کے امکانات کو روشن کر دیتی ہیں جس سے کامیابی کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔

3- اسلام انسان کو کن اخلاق و اوصاف اپنانے کی تلقین کرتا ہے؟

جواب: اسلام انسان کو جن اخلاق و اوصاف کو اپنانے کی تلقین کرتا ہے، ان میں عزم و ہمت، حوصلہ اور خود اعتمادی و خود انحصاری سرفہرست ہیں۔

4- مالی تنگی اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: ہمیں زندگی میں بعض اوقات مشکلات اور مالی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے مواقع پر خود انحصاری سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے مشکلات سے نکلنے کی کوشش کریں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) جو شخص بڑے کام انجام دینا چاہتا ہے، اس میں ہونا ضروری ہے:
(الف) حسن و جمال (ب) جسمانی قوت (ج) بہادری (د) اعتماد

(ii) اللہ تعالیٰ نے خود اعتمادی اور خود انحصاری کے حکم کے ساتھ ساتھ تلقین کی:
(الف) صبر و تحمل کی (ب) عجز و انکسار کی (ج) باہمی تعاون کی (د) اللہ تعالیٰ پر توکل کی

(iii) انسان کو خود اعتمادی اور خود انحصاری کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر سے بچاتا ہے:
(الف) توکل (ب) صبر (ج) حج (د) تحمل

(iv) انسان اپنے معاملات احسن طریقے سے انجام دے سکتا ہے:
(الف) مال و دولت سے (ب) تعلقات کی بدولت (ج) انصاف کی وجہ سے (د) خود اعتمادی کے سبب

(v) کسی بھی قوم کی اجتماعی عزت و آبرو کا سبب بنتی ہے:
(الف) تجارت (ب) غربت (ج) سیر و سیاحت (د) خود اعتمادی

جوابات (i) اعتماد (ii) اللہ تعالیٰ پر توکل کی (iii) توکل (iv) خود اعتمادی کے سبب (v) خود اعتمادی

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) خود اعتمادی و خود انحصاری کا مفہوم تحریر کریں۔

جواب: خود اعتمادی اور خود انحصاری کا لفظی معنیٰ اپنے آپ پر اعتماد اور انحصار کرنا ہے۔ اصطلاحی طور پر اپنی صلاحیتوں کو پہچاننا، ان کا ادراک کرنا اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسا کرنا خود انحصاری کہلاتا ہے۔

(ii) سیرتِ طیبہ سے خود انحصاری کی تعلیم پر مبنی کوئی ایک واقعہ تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے تمام غزوات میں عزم و ہمت اور استقلال کے ساتھ میدانِ جنگ میں ڈٹ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ آپ ﷺ کی خود انحصاری میں عجز و انکسار کا پہلو نمایاں نظر آتا تھا۔

فتح مکہ کے موقعے پر عالم یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے اور آپ ﷺ کا سر انور جھکا ہوا تھا، مگر رُعب و دبدبہ قائم تھا۔ نبی کریم ﷺ کے ایک جانب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسری جانب اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تھے اور آپ ﷺ کے چاروں طرف جوش بھرا لشکر تھا۔ اس شاہانہ جلوس کے جاہ و جلال کے باوجود آپ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ سُوْرَةُ الْفَتْحِ اور سُوْرَةُ النَّصْرِ کی تلاوت فرماتے ہوئے اس طرح سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کا سر مبارک اونٹنی کے کوہان سے لگ جاتا تھا۔

(iii) خود اعتمادی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: خود اعتمادی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی ہے کہ جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ تعالیٰ پر توکل کیجیے۔

2- جسمانی و ذہنی صحت اور جسمانی ریاضت

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جسمانی ریاضت اور ذہنی صحت کی فضیلت جان سکیں۔
- یہ سمجھ سکیں کہ جسمانی ریاضت صحت مند معاشرے کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔
- جسمانی ریاضت و ذہنی صحت اور کھیل کا باہمی تعلق سمجھ سکیں۔
- اسلام کی روشنی میں جسمانی ریاضت کی حدود و قیود جان سکیں۔
- جسمانی ریاضت کے ذہنی اور جسمانی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- جسمانی ریاضت کے مختلف اصولوں اور طریقوں سے واقف ہو کر اپنی زندگیوں میں وقت کی پابندی، برداشت، ٹیم ورک (گروہی کام) اور نظم و ضبط کو شامل کر سکیں۔
- جسمانی ریاضت کے مختلف اصولوں اور طریقوں پر عمل کرتے ہوئے وقت کے ضیاع سے بچ سکیں۔
- جسمانی ریاضت و ذہنی صحت کا باہمی تعلق اور اہمیت سمجھتے ہوئے اپنی جسمانی اور ذہنی صحت کا خیال رکھ سکیں۔

سوال 3: جسمانی و ذہنی صحت کی اہمیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کریں۔

جواب: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جسمانی ریاضت اور ذہنی صحت

اسلام کے پیشِ نظر ایسے معاشرے کی تشکیل ہے جس کے تمام شہری صحت مند، توانا اور جسمانی طور پر مضبوط ہوں، اسی لیے اسلام نے عبادات کے ساتھ ساتھ انسان کے جسم کے حوالے سے بھی بنیادی تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں راہ نمائی اور سربراہی کے لیے صحت اور علم کو فوقیت دیتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: اور (اللہ نے) اُسے علم اور جسم میں وسعت عطا فرمائی ہے۔ (سورۃ البقرہ:247)

ارشاداتِ نبوی ﷺ

صحت مند انسان اور صحت مند دماغ اللہ رب العزت کی طرف سے انسان کے لیے بہت بڑا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کرنا انسان کا اولین فرض ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے اور وہ صحت اور فراغت ہیں۔" (صحیح بخاری:6412)

اسلام میں انسان کی جسمانی صحت کی اہمیت اس قدر ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جسمانی طور پر مضبوط اور توانا شخص کو کمزور شخص سے بہتر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: طاقت ور مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن کی نسبت بہتر اور زیادہ محبوب ہے۔ (صحیح مسلم:6774)

جسمانی ریاضت و ذہنی صحت اور کھیل کا باہمی تعلق

انسانی صحت کی اسی اہمیت کی وجہ سے اسلامی تعلیمات میں انسان کو ورزش کی تلقین ملتی ہے کیوں کہ ورزش ایک ایسا عمل ہے جس سے انسانی جسم صحت مند رہتا ہے۔ ورزش کا ایک طریقہ کھیل کود ہے۔ چنانچہ اسلام ایسے تمام کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جن سے انسانی جسم صحت مند رہتا ہے اور اس کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ورزش کے علاوہ کھیل بھی جسمانی ریاضت اور اس کے نتیجے میں انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کے لیے بہت زیادہ فائدے کا باعث ہے۔ کھیل کا انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کے ساتھ براہِ راست تعلق ہے کیوں کہ کھیل کے میدان میں ہر وقت مستعد رہنا پڑتا ہے اور ذہن کو ہر وقت استعمال کرنا ہوتا ہے۔

جسمانی ریاضت صحت مند معاشرے کی بنیاد

جسمانی ریاضت ہی صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ ورزش اور جسمانی صحت انسانی جسم کو متوازن کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی پٹھوں کی نشوونما میں بھی مدد کرتی ہے جس کے نتیجے میں انسانی جسم میں خون کی پیداوار بڑھتی ہے۔ اسی طرح ورزش جسم میں آکسیجن کی سطح اور خون کے بہاؤ کو بہتر بنانے میں مدد کرتی ہے۔ ورزش انسانی صحت کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لیے بہت مفید اور صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ جسمانی ریاضت کا ایک پہلو اخلاق سنوارنا بھی ہے جس طرح کھانے پینے میں توازن رکھنا، پانی بیٹھ کر پینا، سانس لے کر پینا، کھانا بیٹھ کر کھانا اور کھاتے ہوئے بھوک رکھ کر کھانا، غذائی اعتبار سے کھانے پینے کی چیزوں کو استعمال کرنا اور ان کی حفاظت کرنا جہاں جسمانی و ذہنی صحت کا سبب بنتا ہے وہاں جسمانی ریاضت اچھے اخلاق کی ضمانت بھی ہے۔

اسوۂ رسول ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

رسول اکرم ﷺ نے کئی مواقع پر جسمانی ریاضت کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ﷺ نے گھڑسواری، نیزہ بازی، تیر اندازی، دوڑ، کشتی، تیراکی وغیرہ کی ترغیب دی ہے۔ دورِ حاضر میں کھیلوں کی سرگرمیوں میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ ہاکی، فٹ بال، کرکٹ، والی بال اور دوسرے کھیلوں نے نوجوانوں میں خوب مقبولیت حاصل کی ہے۔ یہ تمام کھیل جسمانی ریاضت میں شمار ہوتے ہیں جن سے انسان کی جسمانی و ذہنی صحت بہتر ہوتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیزہ بازی کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوڑ بھی لگایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے گھڑسواری کی بھی ترغیب دلائی ہے گویا ایسے تمام کھیل اور جسمانی ریاضت جن سے انسانی صحت کو فائدہ ملتا ہو اور وہ اسلام کی عمومی تعلیمات کے مطابق ہوں، اسلام ایسے تمام کھیلوں اور ورزشوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

جسمانی ریاضت کے فوائد

جسمانی ریاضت اور ورزش انسان کے ذہن و جسم پر درج ذیل اثرات مرتب کرتی ہے:

1- ورزش سے انسانی جسم میں بیماریوں کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔
2- ورزش انسانی جسم میں بیماری کے خلاف قوت مدافعت میں اضافہ کرتی ہے۔
3- ورزش کرنے سے ذہن و دماغ پر نہایت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔
4- ورزش کرنے سے انسان کے جسم کے پٹھے اور ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔
5- جسمانی ریاضت کا ایک پہلو اخلاق سنوارنا بھی ہے، جس طرح کھانے پینے میں توازن رکھنا، پانی بیٹھ کر پینا، سانس لے کر پینا، کھانا بیٹھ کر کھانا اور کھانا کھاتے ہوئے بھوک رکھ کر کھانا، غذائی اعتبار سے کھانے پینے کی چیزوں کو استعمال کرنا اور ان کی حفاظت کرنا، جہاں جسمانی و ذہنی صحت کا سبب بنتا ہے، وہاں جسمانی ریاضت اچھے اخلاق کی ضمانت بھی ہے۔

کھیلوں کا انتخاب کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کھیل تعلیم میں نقصان کا باعث نہ بنیں۔ کھیلوں کی وجہ سے ہمارا وقت ضائع نہ ہو۔ وہ کھیل جن میں جوا، بدنظری، غیر شرعی امور کی تشہیر یا کسی مخلوق پر ظلم کا عنصر شامل ہو اسلام میں منع ہیں۔ اسی وجہ سے جانوروں کی لڑائی پر مشتمل کھیلوں کی اجازت نہیں ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم ورزش اور کھیلوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ کھیلوں میں حصہ لینے سے ہماری زندگی میں برداشت، پابندیٔ وقت اور نظم و ضبط پیدا ہوگا اور اس سے ہماری زندگی پر نہایت خوش گوار اثرات مرتب ہوں گے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: اپنی ذہنی صحت کی حفاظت کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ تفصیل سے بتائیں۔

جواب: ذہنی صحت کے لیے سب سے اہم اصول اپنے آپ پر قابو رکھنا اور دوسروں کو برداشت کرنا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دوسروں سے مل کر کام کرنے اور رواداری کی عادت اپنائیں۔ جو دوست مل کر کھیلتے اور ورزش کرتے ہیں، ان میں سب سے زیادہ ذہنی ہم آہنگی پائی جاتی ہے، جو ذہنی صحت کی علامت ہے۔ آج کے زمانے میں ذہنی صحت کو سب سے زیادہ خطرہ موبائل اور ٹیلی وژن یا کمپیوٹر پر مختلف پروگرامز اور ویڈیو گیمز میں مصروف رہنے کی وجہ سے پیش آرہا ہے۔ ہمیں اپنے سکرین ٹائم کو کم کر کے ذہنی ورزش کے لیے کتب کے مطالعہ کی عادت اپنانی چاہیے۔ صحت مند ورزشوں اور کھیلوں میں حصہ لے کر اپنی جسمانی اور ذہنی صحت کی حفاظت کرنی چاہیے۔ صحت جیسی نعمت کی قدر کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- دین اسلام انسانی زندگی کے لیے فراہم کرتا ہے:
(A) بہترین معاشرہ (B) مکمل ضابطۂ حیات (C) جمہوری نظام (D) مادی وسائل

2- اسلام انسان کے مادی وجود کی بہتری اور جسمانی صحت کے لیے بھی فراہم کرتا ہے:
(A) مادی وسائل (B) ادویات (C) راہ نمائی (D) پھل اور سبزیاں

3- اسلام ایسے معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے، جس کے تمام شہری ہوں:
(A) نمازی (B) ایمان دار (C) پرہیز گار (D) صحت مند

4- حدیث کے مطابق دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے اور وہ ہیں:
(A) صحت اور فراغت (B) ایمان اور تقویٰ (C) بہن بھائی اور دوست (D) والدین اور رشتہ دار

5- حدیث مبارکہ کے مطابق طاقت ور مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن کی نسبت ہے:
(A) بہتر اور زیادہ ایمان دار (B) بہتر اور زیادہ محبوب (C) بہتر اور عبادت گزار (D) بہتر اور زیادہ پرہیز گار

6- ورزش ایک ایسا عمل ہے جس سے انسانی جسم رہتا ہے:
(A) صحت مند (B) وزنی (C) طاقت ور (D) خوبصورت

7- صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے:
(A) ایمان (B) تقویٰ (C) جسمانی ریاضت (D) طہارت

8- انسانی جسم میں خون کی پیداوار بڑھتی ہے:
(A) مسلسل محنت سے (B) سونے سے (C) لگاتار پڑھنے سے (D) ورزش سے

9- صحت مند جسم ہی صحت مند دماغ کی ہے:
(A) امانت (B) ضمانت (C) طاقت (D) چاہت

10- جسمانی ریاضت کا ایک پہلو ہے:
(A) اخلاق سنوارنا (B) دوسروں کو گرویدہ بنانا (C) ظاہری حسن میں اضافہ کرنا (D) اپنی بات منوانا

جوابات

-1 (B)	-2 (C)	-3 (D)	-4 (A)	-5 (B)	-6 (A)	-7 (C)	-8 (D)	-9 (B)	-10 (A)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- اسلام ایسے کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جس سے انسانی جسم:
(A) خوب صورت بنتا ہے (B) پھلتا پھولتا ہے (C) صحت مند ہوتا ہے (D) آرام طلب کرتا ہے

2- کس عمل سے انسانی جسم میں خون کی پیداوار بڑھتی ہے؟
(A) زیادہ کھانے سے (B) ورزش سے (C) زیادہ پانی پینے سے (D) زیادہ سونے سے

3- ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگی کا حصہ بنائیں:
(A) ورزش کو (B) نیند کو (C) تفریح کو (D) غذا کو

4- کھیلوں میں حصہ لینے سے ہماری زندگی میں پیدا ہوگا:
(A) پڑھائی کا شوق (B) نظم وضبط (C) عبادت کا شوق (D) کاروبار کا شوق

جوابات

(C)-1	(B)-2	(A) -3	(B)-4

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جسمانی صحت کے لیے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں راہ نمائی اور سربراہی کے لیے صحت اور علم کو فوقیت دیتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: اور (اللہ نے) اسے علم اور جسم میں وسعت عطا فرمائی ہے۔

2- جسمانی صحت کی اہمیت کے بارے میں ایک حدیث مبارکہ تحریر کریں۔

جواب: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے اور وہ صحت اور فراغت ہیں۔"
(صحیح بخاری: 6412)

3- اسلام میں انسانی صحت کی اہمیت کیا ہے؟

جواب: اسلام میں انسانی صحت کی اہمیت اس قدر ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "طاقت ور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن کی نسبت بہتر اور زیادہ محبوب ہے۔"

4- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کون کون سی کھیلیں کھیلا کرتے تھے؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیزہ بازی کیا کرتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوڑ بھی لگایا کرتے تھے اور گھڑ سواری بھی کرتے تھے۔

5- اسلام کن کھیلوں کی اجازت دیتا ہے؟

جواب: اسلام ایسے تمام کھیلوں اور ورزشوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جن سے انسانی صحت کو فائدہ پہنچے اور وہ اسلام کی عمومی تعلیمات کے خلاف نہ ہوں۔

6- ورزش اور جسمانی ریاضت کے چار فوائد بیان کریں۔

جواب: 1- جسمانی ریاضت اور ورزش انسان کے ذہن و جسم پر بہت اچھے اثرات مرتب کرتی ہے۔
2- ورزش سے انسانی جسم میں بیماریوں کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔
3- ورزش انسانی جسم میں بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت میں اضافہ کرتی ہے۔
4- انسانی جسم میں خون کی پیداوار بڑھ جاتی ہے۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کا کھیل کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

جواب: کھیل کا انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کے ساتھ براہ راست تعلق ہے، کیوں کہ کھیل کے میدان میں ہر وقت مُستعد رہنا پڑتا ہے اور ذہن کو ہر وقت استعمال کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح کھیل سے جب انسانی جسم صحت مند ہو جاتا ہے تو اس کے اثرات انسانی جسم پر مرتب ہوتے ہیں، کیوں کہ صحت مند جسم ہی صحت مند ذہن (دماغ) کی ضمانت ہے۔

2- جسمانی صحت اور ریاضت کے لیے اسلام نے کیا تلقین کی ہے؟

جواب: جسمانی صحت اور ریاضت کے لیے اسلام نے مختلف کھیلوں اور ورزش کی تلقین کی ہے۔

3- جسمانی ریاضت کا اخلاق کو سنوارنے کے لحاظ سے ایک پہلو بیان کریں۔

جواب: جسمانی ریاضت کا ایک پہلو اخلاق سنوارنا بھی ہے جس طرح کھانے پینے میں توازن رکھنا، پانی بیٹھ کر پینا، سانس لے کر پینا، کھانا بیٹھ کر کھانا اور کھاتے وقت بھوک رکھ کر کھانا، غذائی اعتبار سے کھانے پینے کی چیزوں کو استعمال کرنا اور ان کی حفاظت کرنا وغیرہ۔ یہ سب کام جسمانی و ذہنی صحت کا سبب بنتے ہیں وہیں یہ کام اچھے اخلاق کی ضمانت بھی دیتے ہیں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) اسلام نے انسانی جسم کو صحت مند و توانا رکھنے کے لیے ترغیب دی ہے:
(A) جسمانی ریاضت کی (B) مال خرچ کرنے کی (C) معاف کرنے کی (D) صلہ رحمی کی

(ii) کون سا مومن بہتر قرار دیا گیا ہے؟
(A) مال دار (B) طاقت ور (C) کمزور (D) مفلس

(iii) جسمانی ریاضت سے مضبوط ہوتے ہیں:
(A) ہاتھ (B) پاؤں (C) پٹھے (D) ٹخنے

(iv) حدیث مبارک میں دو چیزوں کو بڑی نعمت قرار دیا گیا ہے:
(A) صحت اور فراغت (B) مال اور دولت (C) کھیل اور فراغت (D) ورزش اور مصروفیت

(v) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کون سے کھیلوں میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے؟
(A) نیزہ بازی و گھڑ سواری (B) رسہ کشی (C) کبڈی (D) سیر و سیاحت

جوابات: (i) جسمانی ریاضت کی (ii) طاقت ور (iii) پٹھے (iv) صحت اور فراغت (v) نیزہ بازی و گھڑ سواری

سوال 2: مختصر جواب دیں:

(i) "جسمانی ریاضت صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے" وضاحت کریں۔

جواب: جسمانی ریاضت ہی صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ ورزش اور جسمانی صحت انسانی جسم کو متوازن کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی پٹھوں کی نشوونما میں بھی مدد کرتی ہے۔ جس کے نتیجے میں انسانی جسم میں خون کی پیداوار بڑھتی ہے، اس طرح ورزش جسم میں آکسیجن کی سطح اور خون کے بہاؤ کو بہتر بنانے میں مدد کرتی ہے۔ ورزش انسانی صحت کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لیے بہت مفید اور صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔

(ii) جسمانی ریاضت و ذہنی صحت اور کھیل کا باہمی تعلق تحریر کریں۔

جواب: کھیل جسمانی ریاضت اور اس کے نتیجے میں انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کے لیے بہت زیادہ فائدے کا باعث ہے۔ کھیل کا انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کے ساتھ براہ راست تعلق ہے کیوں کہ کھیل کے میدان میں ہر وقت مستعد رہنا پڑتا ہے اور ذہن کو ہر وقت استعمال کرنا ہوتا ہے۔

(iii) جسمانی ریاضت کے ذہنی و جسمانی اثرات تحریر کریں۔

جواب: جسمانی ریاضت انسان کے ذہن و جسم پر بہت اچھے اثرات مرتب کرتی ہے۔ انسانی جسم میں بیماریوں کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ انسان کے ذہن و دماغ کو سکون ملتا ہے۔ جسمانی ریاضت اچھے اخلاق کی ضامن بھی ہے۔

(iv) جسمانی ریاضت کے کوئی سے چار اصول بیان کریں۔

جواب: جسمانی ریاضت کے چار اُصول درج ذیل ہیں:

1- جسمانی ریاضت میں موسم کا خیال رکھا جائے۔
2- جسمانی ریاضت کے فوراً بعد ٹھنڈا پانی نہ پیا جائے۔
3- جسمانی ریاضت خالی پیٹ نہ کی جائے بلکہ جسمانی ریاضت شروع کرنے سے پہلے ہلکا پھلکا کچھ کھا لینا چاہیے۔
4- جسمانی ریاضت کے فوراً بعد نہانے سے اجتناب کیا جائے۔

(v) ہمیں اپنی جسمانی و ذہنی صحت کو بہتر بنانے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: ہمیں چاہیے کہ ہم ورزش اور کھیلوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ کھیلوں میں حصہ لینے سے ہماری زندگی میں برداشت، پابندی وقت اور نظم و ضبط پیدا ہوگا اور اس کے ہماری زندگی پر نہایت خوش گوار اثرات مرتب ہوں گے۔

سرگرمیاں

○ جسمانی و ذہنی صحت کے متعلق احادیث تلاش کر کے اپنے ہم جماعت ساتھیوں کو بتائیں۔

جواب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے اور وہ صحت اور فراغت ہیں۔ (صحیح البخاری: 6412)

اسلام میں انسان کی جسمانی صحت کی اہمیت اس قدر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جسمانی طور پر مضبوط اور توانا شخص کو کمزور شخص سے بہتر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَّاَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ ۔ (صحیح مسلم: 6774)

ترجمہ: طاقت ور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن کی نسبت بہتر اور زیادہ محبوب ہے۔

○ طلبہ کو حفظانِ صحت کے اصولوں پر مبنی معلومات پر مشتمل کوئی دستاویزی فلم دکھائیں، تاکہ وہ جان سکیں کہ اپنی صحت کا خیال کیسے رکھ سکتے ہیں۔

جواب: عملی کام۔

3- اسلام میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبا اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- مستقبل کی منصوبہ بندی کا معنیٰ و مفہوم جان سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- اُسوہ نبوی (خاتم النبیین ﷺ) کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- مستقبل کی منصوبہ بندی کے اسباب کی مختلف صورتوں اور شرعی حدود و قیود سے واقف ہو سکیں۔
- مستقبل کی منصوبہ بندی کے انفرادی و اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- شرعی حدود و قیود میں مستقبل کی منصوبہ بندی اختیار کرنے والے بن سکیں۔
- اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے والے بن سکیں۔

سوال 4: قرآن و سنت کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: مستقبل کی منصوبہ بندی

مستقبل کا معنی ہے، آنے والا وقت اور منصوبہ بندی سے مراد ہے، کسی کام کو کرنے سے پہلے اس کا پروگرام بنانا، اہداف و مقاصد طے کرنے کے ساتھ ساتھ طریقہ کار اور وسائل متعین کرنا۔ یوں مستقبل کی منصوبہ بندی کا مطلب ہوا، انسان کا آنے والے وقت کے لیے تیاری کرنا۔ اپنے پاس موجود وسائل کو اچھے طریقے سے استعمال کرنا اور اپنی طاقت کے بقدر مزید وسائل و اسباب اختیار کرنے کی کوشش کرنا۔

مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت

عصرِ حاضر میں منصوبہ بندی کی بڑی اہمیت ہے خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی، سیاسی ہو یا اقتصادی، علمی ہو یا عملی، انتظامی ہو یا دعوتی، ثقافتی ہو یا معاشرتی۔ آج مستقبل کی منصوبہ بندی مستقل بالذات فن کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔

منصوبہ بندی اور اسلام

اسلام کی تعلیمات میں منصوبہ بندی نمایاں طور پر نظر آتی ہے، چناں چہ اگر خالق کائنات کے نظام کون و مکان پر غور کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ وہ ایک مکمل منصوبہ بندی کے تحت رواں دواں ہے۔ باری تعالیٰ نے خلقِ انسانی سے پہلے اس کا منصوبہ تیار کیا اور وہی صحیح انداز سے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

مستقبل کی منصوبہ بندی قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید میں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ مسلمان اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے وسائل و اسباب جمع رکھیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور (مسلمانو!) تم اُن (کفار سے لڑنے) کے لیے تیاری رکھو جتنی قوت تم سے ممکن ہو۔ (سورۃ الانفال: 60)

دوسری جگہ فرمایا:

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۝ (سورۃ القمر: 49)

ترجمہ: بے شک ہم نے ہر چیز پہلے سے طے شدہ منصوبہ سے پیدا کی۔

قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہے کہ انھوں نے مصر والوں کو قحط سے محفوظ رکھنے کے لیے منصوبہ بندی کی۔ مندرجہ بالا مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مستقبل کی منصوبہ بندی قرآنی تعلیمات کے خلاف نہیں بلکہ طریق و حکم خداوندی ہے۔

وسائل کو ضائع کرنے کی ممانعت

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے والوں اور وسائل ضائع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ ارشاد ربانی ہے:

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝ (سورۃ الانعام: 141)

ترجمہ: بے شک وہ (اللہ) بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

مستقبل کی منصوبہ بندی سنتِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی روشنی میں

1- آپ خاتم النبیین ﷺ نے نعمتوں کو ضائع ہونے سے بچانے کا حکم دیا تا کہ مستقبل میں انھیں استعمال کیا جا سکے۔
2- آپ خاتم النبیین ﷺ نے پانی کو ضائع کرنے سے منع فرمایا۔
3- آپ خاتم النبیین ﷺ نے زیادہ سے زیادہ درخت لگانے کا حکم دیا۔
4- غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے پر خندق کھودنے کا حکم دیا۔
5- حدیبیہ کے موقع پر مشرکین سے صلح کی جو فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

یہ سب اسوہ حسنہ سے مستقبل کے لیے منصوبہ بندی کی عمدہ مثالیں ہیں۔

مستقبل کے لیے منصوبہ بندی توکل کے خلاف نہیں

قرآن و سنت میں ہمیں موت کے بعد آنے والی زندگی کے لیے تیاری کرنے کے حکم کے ساتھ ساتھ یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ ہم دنیا کی زندگی میں بھی آنے والے دنوں کے لیے تیاری کریں۔ مستقبل میں کسی بھی قسم کی تکلیف اور پریشانی سے بچنے کے لیے ابھی سے کوشش کرنا اور وسائل اکٹھے کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اپنی قوت اور عقل کو کام میں لاتے ہوئے اپنے اور دوسروں کے بارے میں سوچتے ہیں۔

شرعی حدود و قیود اور مستقبل کی منصوبہ بندی

مستقبل کے کسی بھی کام کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے ہمیں شریعت کی متعین کردہ حدود و قیود کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ کوئی ایسی منصوبہ بندی یا تدبیر نہیں کرنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو۔ اپنے ارادوں اور منصوبوں میں سودی لین دین، رشوت، رشوت، جھوٹ، دھوکے بازی، حق تلفی اور مادیت پرستی کو شامل نہیں کرنا چاہیے۔ مستقبل کی منصوبہ بندی اور تدبیر کرتے ہوئے توکل کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ توکل کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان اسباب ضرور اختیار کرے لیکن اس کا بھروسا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔

مستقبل کی منصوبہ بندی کے اثرات

جب کوئی شخص یا قوم منصوبہ بندی اور سمجھ بوجھ کے ساتھ فیصلے کرتی ہے تو اس شخص اور قوم کی زندگی پر بہت سے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

1- بہت سے وسائل ضائع ہونے سے بچ جاتے ہیں۔
2- خوش حالی اور آسودگی نصیب ہوتی ہے۔
3- دوسروں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑتا۔
4- وسائل میں اضافہ ہوتا ہے اور پورا معاشرہ ترقی کرتا ہے۔
5- بہتر منصوبہ بندی کرنے والے بہترین نتائج حاصل کرتے ہیں۔
6- معاشرہ انتشار اور افراتفری سے بچ جاتا ہے۔
7- مستقبل پر نگاہ رکھنے والے لوگ اپنے انفرادی اور اجتماعی تعلقات میں میانہ روی کو پیش نظر رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے انھیں شرمندگی یا نقصان کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے۔

عصر حاضر کے تقاضے اور ہماری ذمہ داری

آج کا زمانہ حکمت و تدبیر کا زمانہ ہے۔ افراد اقوام آج کل مستقبل کی منصوبہ بندی پر بہت سا سرمایہ لگا رہے ہیں اور کئی کئی سالوں کے لیے منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے کی سوچ اپنائیں۔ اسی صورت میں ہم ترقی کر سکتے ہیں اور ہمارا معاشرہ ایک خوش حال معاشرہ بن سکتا ہے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: شرعی حدود و قیود میں مستقبل کی منصوبہ بندی کا جائزہ لیں۔

جواب: مستقبل کے کسی بھی کام کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے ہمیں شریعت کی متعین کردہ حدود کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ کوئی ایسی منصوبہ بندی یا تدبیر نہیں کرنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے حکم خلاف ہو۔ اپنے ارادوں اور منصوبوں میں سودی لین دین، رشوت، جھوٹ، دھوکے بازی، حق تلفی اور مادیت پرستی کو شامل نہیں کرنا چاہیے۔ مستقبل کی منصوبہ بندی اور تدبیر کرتے ہوئے توکل کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اپنی قوت اور عقل کو کام میں لاتے ہیں، اپنے اور دوسروں کے فائدے کے بارے میں سوچتے ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے کی سوچ کو اپنائیں۔ اسی صورت میں ہم ترقی کر سکتے ہیں اور ہمارا معاشرہ ایک خوش حال معاشرہ بن سکتا ہے۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی پشت میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- مستقبل میں کسی بھی تکلیف اور پریشانی سے بچنا خلاف نہیں ہے:
(A) توکل کے (B) تقویٰ کے (C) عاجزی کے (D) انا کے

2- تم ان کفار سے لڑنے کے لیے تیاری رکھو:
(A) اے لوگو! (B) اے میرے بندو! (C) مسلمانو! (D) اے اہل کتاب!

3- حضرت یوسف علیہ السلام نے قحط سے محفوظ رکھنے کے لیے شان دار منصوبہ بندی کی:
(A) مصر کے لوگوں کی (B) مکہ کے لوگوں کی (C) دمشق کے لوگوں کی (D) بغداد کے لوگوں کی

4- مستقبل کی منصوبہ بندی اور سوچ بچار کرنا ہے:
(A) دور اندیشی (B) سنت مبارکہ (C) خلاف عقل عمل (D) اہل طائف کا اصول

5- غزوۂ احزاب کے موقع پر اہل مدینہ کی حفاظت کے لیے آپ ﷺ نے بنوائی:
(A) مسجد (B) دیوار (C) خندق (D) پل

6- غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کن کے مشورے پر کھودی گئی؟
(A) حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ (B) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
(C) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (D) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

7- صلح حدیبیہ کی شرائط کا بظاہر جھکاؤ تھا:
(A) یہود کی طرف (B) مشرکین کی طرف (C) نصاریٰ کی طرف (D) مسلمانوں کی طرف

8- اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا:
(A) منصوبہ بندی کرنے والوں کو (B) بے جا خرچ کرنے والوں کو
(C) سستی کرنے والوں کو (D) تیزی کرنے والوں کو

9- ہمیں مستقبل کے کسی کام کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے پیش نظر رکھنا چاہیے:
(A) شرعی حدود کو (B) اپنے حالات کو (C) اپنے خاندان کو (D) اپنے معاشرے کو

10- آج کا زمانہ ہے:
(A) خود غرضی کا (B) نفسانفسی کا (C) طاقت کا (D) حکمت و تدبیر کا

جوابات

1- (A)	2- (C)	3- (A)	4- (B)	5- (C)	6- (d)	7- (B)	8- (B)	9- (A)	10- (D)

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- مستقبل میں تکلیف اور پریشانی سے بچنے کے لیے وسائل اکٹھے کرنا کس چیز کے خلاف نہیں؟
(A) فطرت کے (B) حقیقت کے (C) توکل کے (D) قانون کے

2- حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات زندگی کا بیان تفصیل سے کس کتاب میں آیا ہے؟
(A) قرآن مجید (B) تورات (C) زبور (D) انجیل

3- شان دار منصوبہ بندی کی وجہ سے مصر قحط کے زمانے میں کس چیز میں خود کفیل تھا؟
(A) اپنی طبی ضرورت میں (B) اپنی غذائی ضرورت میں (C) بنیادی ضرورت میں (D) صنعتی ترقی میں

4- کون سا معاہدہ فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا؟
(A) یہودیوں کے ساتھ معاہدہ (B) اہل نجران کے ساتھ معاہدہ
(C) کفار کے ساتھ معاہدہ (D) اہل طائف کے ساتھ معاہدہ

جوابات

(C)-1	(A)-2	(B)-3	(A)-4

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & conceptual) کی پشت میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- مستقبل کی ضرورت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا حکم دیا ہے؟

جواب: مستقبل کی ضرورت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے پاس موجود وسائل کو اچھے طریقے سے استعمال کریں اور ان نعمتوں اور وسائل کو ضائع نہ کریں۔

2- مستقبل میں کسی قسم کی تکلیف اور پریشانی سے بچنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: مستقبل میں کسی بھی قسم کی تکلیف اور پریشانی سے بچنے کے لیے ہمیں ابھی سے کوشش کرنا اور وسائل کو اکٹھا کرنا چاہیے۔ یہ عمل توکل کے خلاف نہیں ہے بلکہ دین اسلام اس امر کا حکم دیتا ہے۔

3- مسلمانوں کو دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ مسلمان اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے وسائل و اسباب جمع کریں۔

4- مصر کے لوگ قحط سے کس طرح محفوظ رہے؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر والوں کو قحط سے محفوظ رکھنے کے لیے شان دار منصوبہ بندی کی جس کی بدولت قحط کے زمانے میں مصر نہ صرف اپنی غذائی ضروریات میں خود کفیل تھا بلکہ دوسرے ملکوں کو بھی غلہ فراہم کر رہا تھا۔

5- مستقبل کی منصوبہ بندی کی سیرت نبوی ﷺ سے دو مثالیں دیں۔

جواب: مستقبل کی منصوبہ بندی کی سیرت نبوی ﷺ سے دو مثالیں:

1- صلح حدیبیہ 2- غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کھودنا

6- نعمتوں کو ضائع کرنے کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کے فرامین کا مفہوم تحریر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے نعمتوں کو ضائع ہونے سے بچانے کا حکم دیا تاکہ مستقبل میں انہیں استعمال کیا جا سکے۔ آپ ﷺ نے پانی ضائع کرنے سے منع فرمایا اور زیادہ سے زیادہ درخت لگانے کا حکم دیا۔

7- بے جا خرچ کرنے کی ممانعت کے حوالے سے ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: بے شک وہ (اللہ) بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

8- ہمیں مستقبل کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے کیا احتیاط کرنی چاہیے؟

جواب: مستقبل کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے ہمیں شریعت کی متعین کردہ حدود کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ایسی منصوبہ بندی یا تدبیر نہیں اختیار کرنی چاہیے جو حکم الٰہی کے خلاف ہو جیسے سودی لین دین، رشوت، جھوٹ، دھوکے بازی اور حق تلفی وغیرہ۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- قرآن مجید میں دشمن سے مقابلے کی تیاری کا کس طرح حکم دیا گیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: اور (مسلمانو!) تم اُن (کفار سے لڑنے) کے لیے تیاری رکھو جتنی قوت تم سے ممکن ہو۔

2- قحط کے زمانے میں مصر کی منصوبہ بندی کس حد تک کامیاب رہی؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے ایسی شان دار منصوبہ بندی کی تھی کہ قحط کے زمانے میں مصر نہ صرف اپنی ضروریات میں خود کفیل تھا بلکہ دوسرے ملکوں کو بھی غلہ فراہم کر رہا تھا۔

3- مستقبل پر نگاہ رکھنے والوں کو شرمندگی یا نقصان کا سامنا کیوں نہیں کرنا پڑتا؟

جواب: مستقبل پر نگاہ رکھنے والے لوگ اپنے انفرادی اور اجتماعی تعلقات میں میانہ روی کو پیش نظر رکھتے ہیں، اس لیے انہیں شرمندگی یا نقصان کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) مستقبل کی منصوبہ بندی کا معنی ہے کہ انسان تیاری کرے:

(الف) ماضی کے لیے (ب) حال کے لیے (ج) مستقبل کے لیے (د) فائدے کے لیے

(ii) حضرت یوسف علیہ السلام نے اہل مصر کے بچاؤ کی منصوبہ بندی کی:

(الف) زلزلے سے (ب) قحط سے (ج) سیلاب سے (د) بارش سے

(iii) غزوہ احزاب کے موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے منصوبہ بندی کی گئی:

(الف) خندق کی کھدائی (ب) دیوار کی تعمیر (ج) اسلحہ کی خریداری (د) براہ راست مقابلے کی

(iv) فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا:

(الف) واقعہ معراج (ب) ہجرت حبشہ (ج) غزوہ طائف (د) صلح حدیبیہ

(v) انسان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا کرتے ہوئے اسباب کا اختیار کرنا کہلاتا ہے:

(الف) توکل (ب) عقل (ج) تقویٰ (د) طمع

جوابات (i) مستقبل کے لیے (ii) قحط سے (iii) خندق کی کھدائی (iv) صلح حدیبیہ (v) توکل

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) مستقبل کی منصوبہ بندی کا معنی و مفہوم تحریر کریں۔

جواب: مستقبل کا معنی ہے آنے والا وقت اور منصوبہ بندی کا معنی ہے کسی کام کو کرنے سے پہلے اس کا پروگرام بنانا۔ مستقبل کی منصوبہ بندی سے مراد ہے کہ انسان آنے والے وقت کے لیے تیاری کرے۔

(ii) قرآن و سنت کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: قرآن و سنت میں ہمیں موت کے بعد آنے والی زندگی کے لیے تیاری کرنے کے حکم کے ساتھ ساتھ یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ ہم دنیا کی زندگی میں بھی آنے والے دنوں کے لیے تیاری کریں۔

(iii) مستقبل کی منصوبہ بندی کے اسباب کی مختلف صورتوں اور شرعی حدود و قیود کی وضاحت کریں۔

جواب: مستقبل کے کسی بھی کام کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے ہمیں شریعت کی متعین کردہ حدود کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ کوئی ایسی منصوبہ بندی یا تدبیر نہیں کرنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو۔ اپنے ارادوں اور منصوبوں میں سودی لین دین، رشوت، جھوٹ، دھوکے بازی، حق تلفی اور مادیت پرستی کو شامل نہیں کرنا چاہیے۔

(iv) مستقبل کی منصوبہ بندی کے کوئی سے چار اثرات تحریر کریں۔

جواب: 1- بہت سے وسائل ضائع ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ 2- خوش حالی اور آسودگی نصیب ہوتی ہے۔

3- دوسروں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑتا۔ 4- وسائل میں اضافہ ہوتا ہے اور پورا معاشرہ ترقی کرتا ہے۔

(v) مستقبل کی منصوبہ بندی کے حوالے سے اسوۂ حسنہ سے ایک مثال تحریر کریں۔

جواب: صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے مشرکین مکہ کے ساتھ صلح کا ایک معاہدہ فرمایا جس کی شرائط کا جھکاؤ بظاہر مشرکین کی طرف تھا۔ لیکن اس موقع پر نبی کریم ﷺ مستقبل میں آنے والے وقت کے لیے منصوبہ بندی فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تدبیر میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ صلح کا یہ معاہدہ فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

(vi) مستقبل کی منصوبہ بندی کے دو فائدے تحریر کیجیے۔

جواب: مستقبل کی منصوبہ بندی کے دو فائدے:

1- دوسروں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑتا 2- وسائل میں اضافہ ہوتا ہے اور پورا معاشرہ ترقی کرتا ہے۔

4- اسلامی تہذیب کے امتیازات

حاصلاتِ تعلیم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی تہذیب کو جان سکیں۔
- اسلامی تہذیب کی اہمیت سمجھ سکیں۔
- اسلامی تہذیب کی بنیادی خصوصیات کو سمجھ کر ان کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلامی تہذیب کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلامی تہذیب کے مختلف اصولوں اور طریقوں سے واقف ہو کر اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔

سوال 5: اسلامی تہذیب کے امتیازات پر جامع مضمون لکھیے۔

جواب: تہذیب کا مفہوم

تہذیب عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کسی درخت، شاخ، مسودہ، قانون یا مضمون وغیرہ کی کانٹ چھانٹ کرنا، اصلاح کرنا، خاص سے پاک کرنا، خوب صاف ستھرا کرنا، تعلیم دینا، اخلاق سنوارنا، خوب شائستہ بنانا، عمدہ تربیت کرنا اور رہنمائی کرنا وغیرہ ہے۔ تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ افراد کو مہذب یا تہذیب یافتہ کہتے ہیں۔

تہذیب کا اصطلاحی مفہوم

تہذیب افراد یا کسی قوم کی اجتماعی سوچ، خیالات، تصورات، افکار و نظریات، اعتقادات و عبادات اور جذبات و احساسات کو عملی شکل دینے کا نام ہے۔ جیسے کوئی بیج ایسے ماحول میں جہاں مناسب روشنی، خوراک اور دیکھ بھال ہو پرورش پا کر صحت مند اور پھل دار درخت بنتا ہے اسی طرح انسانی ذہن کی تشکیل اور جسمانی تربیت کے ذریعے ایک مہذب معاشرہ بنتا ہے۔

اسلامی تہذیب کا مفہوم

اسلامی تہذیب سے مراد اسلام کا سکھایا ہوا طریقہ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبے اور ہر پہلو میں رہنمائی کرتا ہے خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، معیشت ہو یا معاشرت، سیاست ہو یا مذہب، تجارت ہو یا زراعت، اس میں اسلام کا واضح عکس نظر آتا ہے۔

اسلامی تہذیب کے نمایاں امتیازات

اسلامی تہذیب کی چند نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

1- توحید پر کامل یقین

اسلامی تہذیب کی اساس اللہ تعالیٰ کی توحید پر کامل یقین ہے۔ توحید پر ایمان اسلامی تہذیب کا وہ عنصر ہے جس کے بغیر یہ تہذیب نہ تو وجود میں آسکتی ہے اور نہ الگ سے اپنا کوئی تشخص قائم رکھ سکتی ہے۔

2- اطاعت و محبت رسول ﷺ

اسلامی تہذیب کا نمایاں ترین وصف یہ ہے کہ اس میں پیغمبر رحمت حضرت محمد ﷺ کو مرکز و محور کی حیثیت حاصل ہے۔ امت مسلمہ کی شناخت نسبت رسالت مآب ﷺ سے ہی وابستہ ہے۔ تہذیب اسلامی میں نبی کریم ﷺ کی محبت و اطاعت ضروری ہے۔

3- الہامی تہذیب

اسلامی تہذیب الہامی تہذیب ہے جس کا مطلب ہے کہ اس تہذیب کی بنیاد اور اس کی فلاسفی میں انسانی فکر و عقل اور کوشش و کاوش کا کوئی دخل نہیں ہے۔ یہ قادر مطلق اور خالق کائنات کی عطا کردہ ہے۔

4- جواب دہی کا تصور

اسلامی تہذیب کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ اس کو اپنانے والا ہر وقت خود کو اپنے مالک و خالق کے سامنے جواب دہ سمجھتا ہے۔ اس دنیا کو دار العمل قرار دیا گیا ہے۔ جواب دہی کی فکر انسان کو اپنے رب کی معرفت عطا کرتی ہے۔

5- انسانی مساوات

مساوات اسلامی تہذیب کا لازمی جزو ہے۔ عہد نبوی ﷺ تاریخ انسانی کے روشن دنوں کا امین ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جب زمین پر عدل و مساوات کا راج تھا۔

6- اعلیٰ اخلاقی اقدار

اسلامی تہذیب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اپنے تمام ضابطہ حیات میں اور زندگی کی تمام سرگرمیوں میں اعلیٰ اخلاقی قدروں کو اولیت کا مقام عطا کیا ہے۔ لہٰذا علم و حکمت، اسلامی قوانین، جنگ، مصلحت، اقتصادیات، خاندانی نظام اور دیگر اخلاقی و معاشرتی اقدار میں اسلامی تہذیب کا پلڑا تمام قدیم و جدید تہذیبوں پر بھاری نظر آتا ہے۔

7- انسانی اخوت اور مذہبی رواداری

اسلامی تہذیب کا ایک پہلو یہ ہے کہ اسلام میں اقلیتوں کے ساتھ سلوک کرنے میں پوری دنیا سے رنگ منفرد ہے کیوں کہ تہذیب اسلامی رواداری کا درس دیتی ہے اور احترام مذہب سکھاتی ہے خواہ وہ سامی مذہب ہو یا غیر سامی۔ اسلام نے انسانیت کی منتشر صفوں میں اتحاد و الفت اور اخوت کی روح پیدا کی۔ عداوت، حسد، کینہ اور بغض کا خاتمہ کر دیا اور ایک دوسرے کے جانی دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔

8- امن و سلامتی

پیغمبر رحمت حضرت محمد ﷺ پیغام امن و محبت لے کر مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ کی انقلابی جدوجہد سے صرف عرب ہی نہیں بلکہ پوری نسل انسانی کو سکون و اطمینان کی دولت نصیب ہوئی۔

9- علم کی اہمیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۔ (سورہ العلق:1)

ترجمہ: آپ (ﷺ) اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔

تعلیم کا یہ حکم اسلامی تہذیب کا لازمی جزو ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد تعلیم و تعلم کے فروغ پر رکھی گئی تھی۔ یہ احسن اقدام جہالت زدہ معاشرے میں اٹھایا گیا اسی وجہ سے اسلامی تہذیب نے جس خطے پر اپنے اثرات مرتب کیے وہاں علم و دانش کی شمعیں روشن کیں۔

10- مکمل و اکمل

اسلامی تہذیب کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ ہر لحاظ سے مکمل و اکمل ہے۔ اسلامی تہذیب ہمہ گیریت اور عالم گیریت کی جامع ہے، اس لیے ہر شخص اور ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی اس میں سموئے جانے اور اسے اپنانے کی گنجائش موجود ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تاریخ میں سب سے زیادہ رحم و کرم، انصاف و ہمدردی، امن و سلامتی اور انسانیت کی علمبردار صرف اور صرف اسلامی تہذیب ہے۔

انشائی طرز کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

سوال 1: تاریخ عالم میں اسلامی تہذیب کو کیا مقام حاصل ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: عالمی تہذیبوں کی تاریخ میں اسلامی تہذیب کو اپنی خصوصیات کی بنا پر نہایت اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ جب دنیا حکومت و سلطنت، علم و حکمت اور

قیادت وسیادت کے ہر میدان میں مسلمانوں کے زیر نگیں تھی، تو انھی خصوصیات کی بنا پر اسلامی تہذیب ہر قوم و مذہب کے باشعور اور ذہین رسا رکھنے والے افراد کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی۔ لیکن جب اس کا زور جاتا رہا، اس کو سینے سے لگانے والی قوم علم و عمل میں انحطاط کا شکار ہوئی تو دوسری قوموں نے لقب پانا شروع کر دیا۔

معروضی سوالات

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے کثیر الانتخابی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1 تہذیب لفظ ہے:
(A) فارسی زبان کا (B) اُردو زبان کا (C) عربی زبان کا (D) سنسکرت کا

-2 کسی چیز کی آراستگی، صفائی اور اصلاح کو کہتے ہیں:
(A) تہذیب (B) منصوبہ بندی (C) ثقافت (D) تمدن

-3 اسلامی تہذیب سے مراد ہے:
(A) عقائد اسلام (B) ارکانِ اسلام
(C) توکل باللہ (D) اسلام کا سکھایا ہوا طریقہ حیات

-4 اسلامی تہذیب کی بنیاد ہے:
(A) علم و عمل پر (B) قرآن و سنت پر (C) صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل پر (D) سنت خلفاء پر

-5 دینوی تہذیبوں میں ایک منفرد مقام و مرتبے کی حامل تہذیب ہے:
(A) اسلامی تہذیب (B) یونانی تہذیب (C) رومی تہذیب (D) مصری تہذیب

-6 اُمت مسلمہ کی شناخت وابستہ ہے:
(A) ارکانِ اسلام کی پابندی سے (B) اتحاد و اتفاق سے
(C) الگ پلاک بنانے سے (D) نسبت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے

-7 تصور جواب دہی سے زندگی میں پیدا ہوتا ہے:
(A) اطمینان و سکون (B) بے چینی و بے قراری (C) اعتدال و توازن (D) جذبہ حب الوطنی

-8 تاریخ انسانی کے روشن دنوں کا امین ہے:
(A) عہد بنو امیہ (B) عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
(C) عہد خلافتِ راشدہ (D) عہد بنو عباس

-9 تہذیب اسلامی کے تمام پیغامات اور اہداف ہیں:
(A) پچھلی تہذیبوں کی باقیات (B) بنو امیہ کے مرتب کردہ
(C) لوگوں کے بنائے ہوئے (D) آفاقی

-10 اسلامی تہذیب نے اپنے تمام ضابطہ حیات اور زندگی کی سرگرمیوں میں اعلیٰ اخلاقی قدروں کو مقام عطا کیا ہے:
(A) اولیت کا (B) ثانوی (C) ثانوی (D) سرسری

-11 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے:
(A) انسانیت کے سربراہ بن کر (B) مکہ والوں کے نجات دہندہ بن کر
(C) مدینہ کے والی بن کر (D) پیغمبر امن بن کر

-12 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی جدوجہد سے سکون و اطمینان کی دولت حاصل ہوئی:
(A) مکہ والوں کو (B) مدینہ والوں کو (C) پوری نسل انسانی کو (D) اہل حجاز کو

-13 پہلی وحی کا آغاز ہوا:
(A) لفظ رب سے (B) لفظ اقرأ سے (C) یٰأیھا الناس سے (D) یٰأیھا الذین امنوا سے

-14 إقرأ کا معنی ہے:
(A) لکھ (B) سن (C) پڑھ (D) سمجھ

جوابات

-1 (C)	-2 (A)	-3 (D)	-4 (B)	-5 (A)	-6 (D)	-7 (C)	-8 (B)	-9 (D)	-10 (A)
-11 (D)	-12 (C)	-13 (B)	-14 (C)						

کثیر الانتخابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1 مسلمانوں کو جو طرزِ حیات عطا کیا گیا ہے وہ ہر اعتبار سے ہے:
(A) انوکھا (B) مکمل (C) جدا (D) منفرد

-2 کس دور میں زمین پر عدل کی حکمرانی ہوئی؟
(A) عہد نبوی میں (B) عہد بنو امیہ میں (C) عہد حجاج بن یوسف میں (D) عہد بنو عباس میں

-3 اسلام نے اتحاد و الفت اور اخوت کی روح کہاں پیدا کی؟
(A) مختلف تہذیبوں میں (B) انسانیت کی منتشر صفوں میں
(C) مختلف ثقافتوں میں (D) مختلف مذاہب میں

جوابات

(B)-1	(A)-2	(B) -3

محکمہ تعلیم کی نئی امتحانی تکنیکس (Knowledge, Understanding, Application, Analytical & Conceptual) کی روشنی میں مرتب کیے گئے مختصر جوابی سوالات

مختصر جوابی سوالات

-1 دُنیا کی تہذیبوں میں اسلامی تہذیب کو کیا مقام حاصل ہے؟

جواب: دنیا کی تہذیبوں میں اسلامی تہذیب کا اپنا ایک بلند مقام و مرتبہ رہا ہے۔ عہد حاضر میں بھی اس کا نمایاں مقام ہے۔ اسلامی تہذیب ایک ایسی شاندار تہذیب ہے جس سے نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ اقوام عالم نے روشنی حاصل کی۔

2- اسلامی تہذیب میں توحید کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: اسلامی تہذیب کی اساس اللہ تعالیٰ کی توحید پر کامل یقین پر قائم ہے۔ توحید پر ایمان اسلامی تہذیب کا وہ عنصر ہے جس کے بغیر یہ تہذیب نہ تو وجود میں آسکتی ہے اور نہ الگ سے اپنا کوئی تشخص قائم رکھ سکتی ہے۔

3- اسلامی تہذیب میں آخرت میں جواب دہی کا کیا تصور پایا جاتا ہے؟

جواب: اسلامی تہذیب کے پیروکار اس احساس کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں کہ قیامت میں انھیں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے ہر عمل کے بارے میں جواب دہ ہونا ہے۔ اس سے زندگی میں اعتدال وتوازن پیدا ہوتا ہے۔

4- انسانی اخوت اور کشادہ ظرفی پر مختصر انوٹ لکھیے۔

جواب: اسلامی تہذیب کی ایک اہم خصوصیت مخالف نکتہ ہائے نظر کو برداشت کرنا ہے۔ اسلامی ریاست میں ہر شخص کو اپنے عقیدہ پر قائم رہتے ہوئے اس کے مطابق عمل کرنے کی مکمل آزادی ہے۔ اسلام نے انسانیت کی منتشر صفوں میں اتحاد واخوت کی روح پیدا کی جس سے ایک دوسرے کے جانی دشمن بھائی بھائی بن گئے۔

5- اسلامی تہذیب امن وسلامتی کی علم بردار ہے۔ مختصراً وضاحت کریں۔

جواب: اسلامی تہذیب کی ایک نمایاں خوبی امن وسلامتی کا قیام ہے۔ پیغمبر رحمت حضرت محمد ﷺ پیغمبر امن بن کر مبعوث ہوئے۔ عہد رسالت مآب ﷺ کا جائزہ لیا جائے تو آپ ﷺ کی انقلابی جدوجہد سے صرف عرب میں ہی امن قائم نہیں ہوا بلکہ پوری انسانیت نے سکون واطمینان کی دولت پائی۔

مختصر جوابی کنسیپچوئل (Conceptual) سوالات

مختصر جوابی سوالات

1- امتِ مسلمہ کی شناخت کس نسبت سے ہے؟

جواب: امتِ مسلمہ کی شناخت نسبتِ رسالت مآب ﷺ سے وابستہ ہے۔

2- اسلامی تہذیب کے پیروکار کس احساس کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں؟

جواب: اسلامی تہذیب کے پیروکار اس احساس کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے ہر عمل کے بارے میں جواب دہ ہونا ہے۔

3- اسلامی تہذیب میں انسانی اخوت اور کشادہ ظرفی کو کیا اہمیت حاصل ہے؟

جواب: اسلامی تہذیب میں انسانی اخوت اور کشادہ ظرفی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اسلامی ریاست میں ہر شخص کو اپنے عقیدے پر قائم رہنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے۔

حل مشقی سوالات

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) کسی قوم کے نظریات، رہن سہن، طرزِ عمل اور عمومی رویہ کو کہا جاتا ہے:

(الف) شہریت (ب) تہذیب (ج) جغرافیہ (د) خانہ داری

(ii) اسلامی تہذیب سے روشنی حاصل کی:

(الف) صرف اہل عرب نے (ب) صرف مسلمانوں نے (ج) صرف اہل مغرب نے (د) تمام قوموں نے

(iii) اللہ تعالیٰ کی توحید پر کامل یقین رکھنے پر بنیاد تعمیر کی گئی ہے:

(الف) فارسی تہذیب کی (ب) ہندوستانی تہذیب کی (ج) آریائی تہذیب کی (د) اسلامی تہذیب کی

(iv) قرآن مجید کی نظر میں انسانی حقوق اور عزت وحرمت کے اعتبار سے ایک جیسے ہیں:

(الف) تمام اہل ایمان (ب) تمام انسان (ج) تمام اہل مشرق (د) تمام اہل مغرب

(v) پہلی وحی میں حکم دیا گیا:

(الف) نماز کا (ب) زکوٰۃ کا (ج) پڑھنے کا (د) پاک صاف رہنے کا

جوابات (i) تہذیب (ii) تمام قوموں نے (iii) اسلامی تہذیب کی (iv) تمام انسان (v) پڑھنے کا

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) تہذیب کا معنی ومفہوم تحریر کریں۔

جواب: تہذیب کا لفظی معنی ہے: آراستگی، صفائی اور اصلاح۔ کسی قوم کی تہذیب سے مراد اس کے نظریات، رہن سہن، طرزِ عمل اور عمومی رویہ ہے۔

(ii) اسلامی تہذیب سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسلامی تہذیب سے مراد اسلام کا سکھایا ہوا طریقہ حیات ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد قرآن مجید اور سنت نبی کریم ﷺ ہے۔

(iii) اسلامی تہذیب میں احترام رسالت مآب ﷺ کا کیا مقام ہے؟

جواب: اسلامی تہذیب میں احترام رسالت مآب ﷺ سے مراد ہے کہ آپ ﷺ کی ذات کو ایمان کا مرکز ومحور جان کر آپ ﷺ کی اطاعت وپیروی کی جائے اور کائنات میں سب سے بڑھ کر آپ ﷺ کا ادب احترام کیا جائے۔ امت مسلمہ کی شناخت نسبت رسالت مآب ﷺ سے ہی وابستہ ہے۔

(iv) اسلامی تہذیب کی کوئی سی تین بنیادی خصوصیات تحریر کریں۔

جواب: 1- اللہ تعالیٰ کی توحید پر کامل یقین۔ 2- نبی کریم کو مرکز ومحور کی حیثیت حاصل۔
3- آخرت پر کامل یقین اور جواب دہی کا عقیدہ۔

(v) اسلامی تہذیب میں علم کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: علم اسلامی تہذیب کا لازمی حصہ ہے۔ نبی رحمت حضرت محمد ﷺ پر سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ علم کے بارے میں تھی۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد تعلیم وتعلم کے فروغ پر رکھی گئی ہے۔

سرگرمیاں

- اپنا جائزہ لیجیے کہ آپ اسلامی تہذیب وثقافت سے کس حد تک وابستہ ہیں۔

جواب: عملی کام

- طلبہ کے دل میں اسلامی تہذیب کی محبت پیدا کیجیے۔ انھیں جدید طرزِ زندگی کی روشنی میں اسلامی تہذیب کو اپنانے کے فائدے بتائیے۔

جواب: عملی کام

امتحانی پرچہ اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم کی تیاری کے لیے ہدایات

ممتحنین (Paper Setters) کے لیے ضروری ہدایات

اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم کا سالانہ پرچہ 100 نمبروں پر مشتمل ہوگا، جس کے لیے طلبہ کو تین گھنٹے کا وقت دیا جائے گا۔ یہ پرچہ تین اجزا پر مشتمل ہوگا، جس کی تقسیم Pairing Scheme/حسب ذیل ہے:

حصہ اول: کثیر الانتخابی سوالات (کل نمبر 20)

حصہ دوم: مختصر سوالات (کل نمبر 40)

حصہ سوم: (i) ترجمہ احادیث مبارکہ (10)، (ii) مشاہیر پر مختصر نوٹ (10)، (iii) تفصیلی سوالات (20)

اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم کے مندرجہ بالا تینوں حصوں کے مختلف سوالات کی تیاری کے لیے درج ذیل ہدایات کو ملحوظ رکھیں:

حصہ اول	سوال نمبر 1: کثیر الانتخابی سوالات (MCQs)	(کل نمبر 20)	کثیر الانتخابی سوالات کی تیاری کے لیے پوری کتاب کے متن کو ملحوظ رکھیں۔ جس کی تقسیم حسب ذیل ہے: باب اوّل، باب چہارم، باب پنجم، باب ششم اور باب ہفتم میں سے دو دو سوالات، باب دوم میں سے چار اور باب سوم میں سے چھے کثیر الانتخابی سوالات بنائے جائیں۔
حصہ دوم	سوال نمبر 2: مختصر سوالات	(کل نمبر 12)	اس حصے میں کل نو (9) مختصر سوالات بنائے جائیں، جن میں سے چھے (6) سوالات کے جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصے کے سوالات صرف باب اول اور باب دوم سے پوچھے جائیں اور صرف مشقوں میں دیے گئے مختصر سوالات ہی پرچے میں شامل کیے جائیں۔ باب اوّل میں دیے گئے اسمائے حسنیٰ کا ترجمہ بھی مختصر سوالات میں شامل کیا جائے۔ (ہر باب سے کم از کم تین سوال اور اسماء الحسنیٰ میں سے کم از کم ایک ضرور شامل کریں۔)
	سوال نمبر 3: مختصر سوالات	(کل نمبر 12)	اس حصے میں کل نو (9) مختصر سوالات بنائے جائیں، جن میں سے چھے (6) سوالات کے جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصے کے سوالات صرف باب سوم اور باب چہارم سے پوچھے جائیں اور صرف مشقوں میں دیے گئے مختصر سوالات ہی پرچے میں شامل کیے جائیں۔ (ہر باب سے کم از کم چار سوال ضرور شامل کریں۔)
	سوال نمبر 4: مختصر سوالات	(کل نمبر 16)	اس حصے میں کل بارہ (12) سوالات بنائے جائیں، جن میں سے آٹھ (8) سوالات کے جواب دینے کا کہا جائے۔ اس حصے کے سوالات صرف باب پنجم، ششم اور ہفتم سے پوچھے جائیں اور صرف مشقوں میں دیے گئے مختصر سوالات ہی پرچے میں شامل کیے جائیں۔ (ہر باب سے کم از کم تین سوال ضرور شامل کریں۔)
حصہ سوم	سوال نمبر 5: احادیث کا ترجمہ	(کل نمبر 10)	باب اوّل میں دی گئی بیس منتخب احادیث میں سے چار احادیث پرچے میں دی جائیں، جن میں سے دو کا ترجمہ پوچھا جائے۔ ایک حدیث کا ترجمہ کرنے کے کل نمبر پانچ (5) ہیں۔ نوٹ: احادیث کا ترجمہ صرف باب اول میں دی گئی منتخب احادیث میں سے ہی پوچھا جائے، کتاب میں دوسرے مقامات پر دی گئی احادیث کا ترجمہ اس جگہ نہ پوچھا جائے۔

	سوال نمبر 6: شخصیات	(کل نمبر 10)	باب ششم میں دی گئی شخصیات میں سے چار شخصیات کے بارے میں سوال پوچھا جائے اور ان میں سے دو شخصیات پر مختصر نوٹ لکھنے کو کہا جائے۔ ان چار شخصیات کا انتخاب کرنے کے لیے درج ذیل چار طبقات میں سے ایک ایک شخصیت لی جائے۔ (1) اہل بیت و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (2) صحابیات رضی اللہ عنہن (3) علماء و مفکرین رحمہم اللہ (4) صوفیہ کرام رحمہم اللہ
	سوال نمبر 7: تفصیلی سوالات	(کل نمبر 20)	کتاب کی مشقوں میں دیے گئے تفصیلی سوالات میں سے چار (4) دیے جائیں اور ان میں سے دو سوالوں کا جواب پوچھا جائے۔ ہر سوال کا جواب دس نمبر (10) پر مشتمل ہوگا۔ ان چار (4) سوالوں کے لیے اجزا کا انتخاب درج ذیل ترتیب کے مطابق کیا جائے: (i) پہلا جز باب اول یا باب چہارم سے لیا جائے۔ (ii) دوسرا جز باب دوم سے لیا جائے۔ (iii) تیسرا جز باب سوم سے لیا جائے۔ (iv) چوتھا جز باب پنجم سے لیا جائے۔ نوٹ: باب ششم اور باب ہفتم سے کوئی تفصیلی سوال امتحانی پرچے کا حصہ نہ بنایا جائے۔

ماڈل پرچہ اسلامیات (لازمی) برائے جماعت نہم

کل نمبر: 100 وقت: 3 گھنٹے

(حصہ اوّل)

سوال نمبر 1: درست جواب کا انتخاب کیجیے: (20)

(1) تمام مسلمانوں کو ایک قراءت اور لہجے پر متفق کرنے والی شخصیت ہیں:

(الف) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ✓

(ج) حضرت علی کرم اللہ وجہہ (د) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

(2) اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا خالق، مالک اور رازق ماننا کہلاتا ہے:

(الف) توحید ربوبیت ✓ (ب) توحید الوہیت (ج) توحید اسماء (د) توحید صفات

(3) پانچ نمازیں گناہوں کا ایسے خاتمہ کرتی ہیں جیسے پانی:

(الف) میل کا ✓ (ب) زنگ کا (ج) لوہے کا (د) لکڑی کا

(4) فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی چابی سپرد کی:

(الف) حضرت طلحہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے (ب) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے

(ج) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے (د) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے ✓

(5) غزوہ حنین کے دوران میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ پر پھینکی:

(الف) مٹھی بھر خاک ✓ (ب) زنجیر (ج) تلوار (د) زرہ

(6) انصاری میزبان نے مہمان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
(الف) خود بھوکے رہے اور اس کو کھلایا ✓ (ب) بچوں کے ساتھ اسے کھانا کھلایا
(ج) اسے مال و دولت عطا کی (د) اسے کھجوریں عطا کیں

(7) ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا:
(الف) تکبر کی وجہ سے ✓ (ب) مال و دولت کی وجہ سے
(ج) کثرتِ علم کی وجہ سے (د) فرشتوں کا سردار ہونے کی وجہ سے

(8) پختہ ارادے سے کھائے جانے والی قسم کے کفارے کی ایک صورت کتنے مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے؟
(الف) چار (ب) نو (ج) آٹھ (د) دس ✓

(9) حضرت سیدنا امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سپردِ خاک ہوئے:
(الف) دمشق میں (ب) بصرہ میں (ج) کوفہ میں (د) مدینہ منورہ میں ✓

(10) کون سا مومن بہتر قرار دیا گیا ہے؟
(الف) مال دار (ب) طاقت ور ✓ (ج) کمزور (د) مفلس

(11) حدیث کو جمع کرنا اور کتابی شکل دینا کہلاتا ہے:
(الف) تدوینِ حدیث ✓ (ب) فضیلتِ حدیث (ج) روایتِ حدیث (د) درایتِ حدیث

(12) جب نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم غارِ ثور سے باہر تشریف لائیں گے تو آپ کے دائیں طرف ہوں گے:
(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ✓ (ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
(ج) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (د) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

(13) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فریضۂ حج ادا کیا:
(الف) ایک مرتبہ ✓ (ب) دو مرتبہ (ج) تین مرتبہ (د) چار مرتبہ

(14) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی:
(الف) سچ بولنے کی وجہ سے ✓ (ب) وعدہ پورا کرنے کی وجہ سے
(ج) سخاوت کی وجہ سے (د) کفایت شعاری کی وجہ سے

(15) حج اور عمرے کے لیے اکٹھا احرام باندھنا کہلاتا ہے:
(الف) حج مبرور (ب) حج قران ✓ (ج) حج تمتع (د) حج افراد

(16) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے استقبال کے لیے:
(الف) اپنی چادر ان کے قدموں میں بچھائی ✓ (ب) امہات المومنین کو بھیجا
(ج) خواتین کا ایک وفد بھیجا (د) جانور قربان کیے

(17) کسی چیز، دن یا مہینے کو برا سمجھنا کہلاتا ہے:
(الف) بدشگونی ✓ (ب) جادو (ج) فال (د) علمِ نجوم

(18) 2018ء میں دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتویٰ کو کیا جاتا ہے:
(الف) دستورِ پاکستان (ب) آئینِ پاکستان (ج) تعزیراتِ پاکستان (د) پیغامِ پاکستان ✓

(19) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کمال حاصل تھا:
(الف) علمِ حدیث میں ✓ (ب) علمِ انساب میں (ج) علمِ نجوم میں (د) علمِ فلکیات میں

(20) پہلی وحی میں حکم دیا گیا:
(الف) نماز کا (ب) زکوٰۃ کا (ج) پڑھنے کا ✓ (د) پاک صاف رہنے کا

حصہ دوم

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے چھ سوالوں کے مختصر جواب دیجیے: (6×2=12)

(1) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب مسلمانوں کو ایک قراءت پر کس طرح متحد کیا؟
(2) دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حفاظتِ حدیث کے کوئی سے دو ذرائع لکھیں۔
(3) اَلْقِسْط کا ترجمہ تحریر کریں۔
(4) انبیائے کرام علیہم السلام کی کوئی سی دو خصوصیات تحریر کریں۔
(5) حدیثِ جبریل علیہ السلام کی روشنی میں تعلیم و تعلم کے کوئی سے دو آداب لکھیں۔
(6) اَلْوَفْد کا ترجمہ کریں۔
(7) نماز کی کوئی سی دو شرائط تحریر کریں۔
(8) رمضان المبارک کے دو مسنون اعمال تحریر کریں۔
(9) قربانی کے کوئی سے دو احکام تحریر کریں۔

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے چھ سوالوں کے مختصر جواب دیجیے: (2×6 = 12)

(1) فتح مکہ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیا سعادت نصیب ہوئی؟
(2) غزوہ حنین کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح جرأت و بہادری اور استقامت کا مظاہرہ فرمایا؟
(3) وفدِ بنو تمیم کو بارگاہِ رسالت میں حاضری کے وقت سکھائے گئے آداب میں سے کوئی سے دو لکھیں۔
(4) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کی فضیلت بیان کریں۔
(5) غدیرِ خم کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کریں۔
(6) رشک اور حسد میں فرق لکھیں۔
(7) پردہ پوشی کے حوالے سے دورِ حاضر میں میڈیا کی کیا ذمہ داری ہے؟
(8) جھوٹ کی چار مختلف صورتیں تحریر کریں۔
(9) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کون سی دعا پڑھ کر حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر دم کیا کرتے تھے؟

سوال نمبر:4 درج ذیل میں سے آٹھ سوالوں کے مختصر جواب دیجیے: (2×8 = 16)

(1) جھوٹی قسم کے کوئی سے دو نقصانات تحریر کریں۔

(2) اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

(3) حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(4) سچی اور جھوٹی گواہی کے کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

(5) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی علم حدیث کے حوالے سے خدمات تحریر کریں۔

(6) مستقبل کی منصوبہ بندی کے حوالے سے اسوۂ حسنہ سے ایک مثال تحریر کریں۔

(7) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کن علوم کے ماہر تھے؟ کوئی سے دو نام لکھیں۔

(8) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی اہل بیت اطہار سے محبت کا کوئی ایک واقعہ بیان کریں۔

(9) "پیغام پاکستان" کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں وضاحت کریں۔

(10) حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت و محبت بیان کریں۔

(11) اسلامی تہذیب میں احترام رسالت مآب خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا مقام ہے؟

(12) ہمیں اپنی جسمانی اور ذہنی صحت کو بہتر بنانے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

حصہ سوم

سوال نمبر:5 درج ذیل میں سے کوئی سی دو احادیث مبارکہ کا اردو ترجمہ کیجیے: (5+5 = 10)

(الف) اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ، وَلَا يَحْقِرُهٗ

(ب) لَعَنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ

(ج) اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ فَاِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا وَاِنْ اَبْطَأَ عَنْهَا. فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ خُذُوْا مَا حَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرُمَ

(د) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا طَيِّبًا وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلًا

سوال نمبر:6 درج ذیل میں سے کوئی سی دو شخصیات پر مختصر نوٹ لکھیں: (5+5 = 10)

(الف) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ (ب) حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما

(ج) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (د) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سوال نمبر:7 درج ذیل میں سے کوئی سے دو سوالات کے تفصیلی جواب دیجیے: (10+10 = 20)

(i) جمع و تدوینِ قرآن مجید کی تفصیل بیان کریں۔ (ii) عقیدۂ آخرت پر جامع نوٹ لکھیں۔

(iii) وصال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جامع نوٹ تحریر کریں۔ (iv) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سود کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔

ہمدرد کتب خانہ کی ترمیم شدہ سلیبس کے مطابق

مستند و معیاری امدادی کتب

ہمدرد امتحانی کتب برائے میٹرک کلاسز

ہمدرد امتحانی انگلش	ہمدرد امتحانی اُردو
ہمدرد امتحانی اسلامیات (لازمی)	
ہمدرد امتحانی اسلامیات (اختیاری)	
ہمدرد امتحانی ریاضی I-II	ہمدرد امتحانی جنرل سائنس
ہمدرد امتحانی مطالعہ پاکستان	ہمدرد امتحانی ہوم اکنامکس
ہمدرد امتحانی مبادیات تعلیم (ایجوکیشن)	
ہمدرد امتحانی فزکس I-II	ہمدرد امتحانی کیمیا I-II
ہمدرد امتحانی بائیولوجی I-II	ہمدرد امتحانی پنجابی
ہمدرد امتحانی سوکس	ہمدرد امتحانی عربی

ہمدرد امتحانی کمپیوٹر سائنس اینڈ انٹرپرینیورشپ

علاوہ ازیں میٹرک کلاسز کے تمام مضامین
کی معروضی کتب اور ماڈل پیپرز
بھی طلب فرمائیں۔

Price Rs. 510/-

Code: I-906

ہمدرد کتب خانہ نمبر 14 - اُردو بازار لاہور
ٹیکنیکل اینڈ ایجوکیشنل پبلشرز فون 37312368-37358947 فیکس 37210412
Email: hamdard.kutab@gmail.com, visit us: www.hamdardkutabkhana.com.pk